

www.E-IQRA.info

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نومولود کے احکام

و
اسلامی نام

(مع حلقہ فضائل)



مفتی محمد رضوان
ادارہ خیران راولپنڈی

بسمہ تعالیٰ

www.E-IQRA.INFO

نومولود کے احکام

و

اسلامی نام

(مع حلقہ فضائل)

لڑکے اور لڑکی کی ولادت و کفالت اور پرورش کے فضائل و احکام
نومولود کے کان میں اذان دینے، نومولود کی تحنیک کرنے، نومولود کا نام تجویز کرنے
نومولود کے عقیقہ اور ختنہ وغیرہ کے مدلل و مفصل احکام اور حلقہ فضائل
نام تجویز کرنے سے متعلق اسلامی ہدایات و احکامات، اور اسلامی ناموں کی فہرست

تصنیف

مفتی محمد رضوان

ادارہ خفران چاہ سلطان راولپنڈی

نام کتاب:	نومؤلود کے احکام و اسلامی نام
مصنف:	مفتی محمد رضوان
طباعہ اول:	شعبان ۱۴۳۱ھ جولائی ۲۰۱۰ء
صفحات:	۴۹۶
قیمت:	روپے

ملنے کے پتے

فون: 051-5507270	کتب خانہ ادارہ خفرائی: چار سلطان گلی نمبر 17 راولپنڈی، پاکستان۔
فون: 051-5771798	کتب خانہ شہیدینہ: مدینہ کلا تھ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی
فون: 051-4830451	اسلامی کتاب گھر: علیا بان سرسید، بکھر 2، عظیم مارکیٹ، راولپنڈی
فون: 051-5461469	کتبہ مسندینہ: دکان نمبر 6، المدد پلازہ، مصریال روڈ، چوہدری چوک، راولپنڈی
فون: 051-5553248	الکلیل پبلیشنگ ہاؤس: فضل داد پلازہ، اقبال روڈ، کبلی چوک، راولپنڈی
فون: 0321-5123698	قرآن محل: اقبال روڈ، اقبال مارکیٹ، کبلی چوک، راولپنڈی
فون: 042-7353255	ادارۃ اسلامیات: ۱۹۰، انارکلی، لاہور۔
فون: 0427228272	کتبہ سید احمد شہید: 10-، الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور
فون: 042-7232538	کتبہ قاسم: الفضل مارکیٹ ۷۷، اردو بازار، لاہور۔
فون: 051-2254111	طرت: ملک پبلیشرز بک شاپ: شاہ فیصل مسجد، اسلام آباد
فون: 041-8715856	کتبہ الحارثی: جامعہ امادیہ اسلامیہ، گلشن امدان، احمد آباد، ستیانہ روڈ، فیصل آباد
فون: 041-2601919	کتبہ القرآن: رسول پلازہ، مین پورہ بازار، فیصل آباد
فون: 048-3226559	کتبہ سراجیہ: بالتحاقل جامعہ صلاح العلوم، چوک ستیلا محمد ٹاؤن، سرگودھا
فون: 061-4540513	ادارۃ تالیفات اشرفیہ: چوک خوار، ملتان
فون: 061-4514929	ادارۃ اشاعت الخیر: شاہین مارکیٹ، بیرون پورہ، ٹیکسٹ، ملتان
فون: 021-2631861	دارالاشاعت: اردو بازار، کراچی۔
فون: 021-4856701	مکتبہ القرآن: دوکان نمبر 30، گوردھندہ علامہ بخاری ٹاؤن، کراچی
فون: 021-5032020	ادارۃ المعارف: احاطہ دارالعلوم، کراچی
فون: 0992-340112	کتبہ اسلامیہ: گامی اڈہ، ایف آہاد
فون: 091-2212535	کتبہ سرحد: نمبر بازار، پشاور

فہرست

صفحہ نمبر P	مضامین P	شمار نمبر P
۷	تمہید	۱
۹	﴿ پہلا حصہ ﴾ تومؤلود کے احکام	۲
۱۰	﴿ مقدمہ ﴾ اولاد کے حصول کی فضیلت و اہمیت	۳
//	اولاد کا حصول عظیم نعمت ہے	۴
۱۲	اولاد کا حصول مطلوب اور نکاح کے مقاصد میں سے ہے	۵
۲۴	اولاد پر بیہوش ثواب خرچ کرنے کی فضیلت	۶
۲۷	لڑکیوں کی پیدائش و پرورش کی فضیلت	۷
۳۵	بیٹے اور بیٹی کی ولادت پر مبارک باد	۸
۳۸	اولاد کے نیک عمل اور والدین کے لیے دعا کا اجر و ثواب	۹
۴۱	اولاد کے فوت ہونے پر فضیلت	۱۰
۵۱	خلاصہ	۱۱
۵۲	تومؤلود کے متعلق احکام اور ان کے فضائل	۱۲
۵۴	﴿ پہلا باب ﴾ تومؤلود کے کان میں اذان کے فضائل و احکام	۱۳
۷۰	﴿ دوسرا باب ﴾ تومؤلود کی غنیمت کے فضائل و احکام	۱۴

۸۲	﴿ تیسرا باب ﴾ نومولود کے نام کے فضائل و احکام	۱۵
۸۷	﴿ چوتھا باب ﴾ حقیقہ کے فضائل و احکام	۱۶
//	حقیقہ کے سنت و مستحب ہونے کا ثبوت مع متعلقہ مسائل	۱۷
۹۹	حقیقہ کے مقاصد و فوائد	۱۸
۱۰۳	حقیقہ میں ذبح کئے جانے والے جانوروں کے احکام	۱۹
۱۱۵	حقیقہ کا وقت	۲۰
۱۲۴	حقیقہ کے جانور کے ذبح اور گوشت وغیرہ کے احکام	۲۱
۱۳۷	﴿ پانچواں باب ﴾ بال منڈانے اور ان کے عوض صدقہ کے فضائل و احکام	۲۲
۱۴۷	﴿ چھٹا باب ﴾ ختنہ کے فضائل و احکام	۲۳
//	اسلام میں ختنہ کی اہمیت	۲۴
۱۵۱	ختنہ کے فوائد و منافع	۲۵
۱۵۳	ختنہ کی عمر	۲۶
۱۶۰	بچیوں کا ختنہ	۲۷
۱۷۵	﴿ خاتمہ ﴾ بچوں کی تعلیم و تربیت	۲۸

۱۸۹	﴿دوسرا حصہ﴾ اسلامی نام	۲۹
۱۹۰	اسلام میں نام کی اہمیت	۳۰
۱۹۱	اچھے نام رکھنے کا حکم	۳۱
۱۹۵	اچھے نام کون سے ہیں؟	۳۲
۲۰۴	بچے کا نام کب رکھا جائے؟	۳۳
۲۰۸	اچھے اور برے ناموں کے اثرات	۳۴
۲۱۵	ممنوع و مکروہ اور ناپسندیدہ نام	۳۵
۲۱۶	(۱).....شرکیہ نام رکھنا	۳۶
۲۲۰	(۲).....اللہ تعالیٰ کے نام رکھنا	۳۷
۲۲۹	(۳).....شیطانی نام رکھنا	۳۸
۲۳۲	(۴).....غلط و مکروہ معنی و نسبت والے نام رکھنا	۳۹
۲۴۴	جگہوں کے بھی برے نام رکھنا منع ہے	۴۰
۲۴۸	(۵).....اپنی پاکیزگی کے اظہار اور بدغالی والے نام رکھنا	۴۱
۲۵۲	خلاصہ	۴۲
۲۵۳	اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور ان کی فضیلت	۴۳
۲۶۳	حضور ﷺ کے اسمائے مبارکہ کی تحقیق	۴۴
۲۷۲	ناموں سے متعلق معجز ق مسائل و احکام	۴۵
۲۸۳	کنیت، لقب اور نسبت و نسب کے احکام	۴۶

۲۹۳	عربی ناموں کے بارے میں کچھ فنی قواعد و علمی فوائد	۴۷
//	اسمائے مشفقہ والے نام	۴۸
۳۰۳	اسمائے مصدریہ والے نام	۴۹
۳۰۴	اسمائے جامدہ والے نام	۵۰
۳۰۵	وزن فعل والے نام	۵۱
۳۰۶	اسم تصغیر والے نام	۵۲
۳۰۷	اسم منسوب والے نام	۵۳
۳۰۸	الفنون زائد تان والے نام	۵۴
۳۰۹	مذکر و مؤنث نام	۵۵
۳۱۱	نام کے صحیح و جائز ہونے کی نسبت	۵۶
۳۲۰	﴿خاتمہ﴾ بچوں کے اسلامی ناموں کی فہرست	۵۷
۳۲۲	لڑکوں کے اسلامی نام	۵۸
۴۵۱	لڑکیوں کے اسلامی نام	۵۹



بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرما کر اور پھر ان کے واسطے سے ان کی زوجہ مطہرہ حضرت حواء علیہا السلام کو پیدا فرما کر انسانوں کے توالد و تناسل کا سلسلہ جاری فرمایا، جس کے نتیجہ میں ہزاروں، لاکھوں انسان وجود میں آئے، یہاں تک کہ روئے زمین پر بسنے والے تمام اربوں، کھربوں انسان، حضرت آدم و حواء علیہما السلام کی واسطہ در واسطہ اولاد ہیں۔

اسی وجہ سے وہ بنی آدم کہلاتے ہیں، اور نہ جانے کتنے بنی آدم فوت ہو چکے ہیں، اور کتنے آئندہ پیدا ہونے والے ہیں۔

یہ تمام بنی آدم ہونے کے باوجود مختلف مذہبوں، قبیلوں اور خاندانوں میں منقسم ہیں، اور اپنے اپنے مخصوص ناموں کے اعتبار سے اپنی اپنی شناخت رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے، اور شیطان انسان کی پیدائش ہی سے اس مقصود میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش شروع کر دیتا ہے۔

اس لئے ضروری ہوا کہ بچہ کی پیدائش کے ساتھ ان ہدایات و احکامات پر عمل شروع کر دیا جائے، جو انسان کی پیدائش کے مقصود میں معین و مددگار ہوں، اور اس کے برعکس شیطانی کوششوں میں مانع و رکاوٹ ہوں۔

اور اگرچہ انسان شرعی احکام کا پوری طرح مکلف اور پابند تو بالغ ہونے کے بعد ہوتا ہے، لیکن کچھ صلاحیتیں انسان پیدائش ہی سے اپنے ساتھ لے کر آتا ہے، جو غیر محسوس طریقہ پر اپنی کاروائی میں مصروف ہو جاتی ہیں۔

اس لئے شریعت کی طرف سے بچہ کی پیدائش ہی سے ایسے احکامات و ہدایات کا سلسلہ جاری و ساری فرما دیا گیا کہ ان کو اختیار کرنے سے دنیا و آخرت کی کامیابی و کامرانی کی تمہید قائم ہو جاتی ہے، اور اس تمہید پر مرتب ہونے والی تعمیر مضبوط و پائیدار ہوتی ہے۔

زیر نظر کتاب میں نومولود سے متعلق شریعت کی پیش کردہ پاکیزہ تعلیمات و ہدایات کو کچھ تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

اس کتاب کو بندہ نے دو حصوں پر تقسیم کیا ہے۔

پہلا حصہ ایک مقدمہ، چھ ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے، جس میں نومولود کے متعلق احکامات اور ان کے فضائل و فوائد کو ذکر کیا گیا ہے۔

اور دوسرے حصہ میں اسلامی نام سے متعلق فضائل و احکام اور اسلامی ناموں کی فہرست کو ذکر کیا ہے۔

ایک عرصہ سے دیکھنے میں آ رہا ہے کہ بہت سے مسلمانوں کو نومولود سے متعلق شریعت کی ہدایات کا علم نہیں، اور اگر کچھ علم بھی ہے تو وہ رکی حد تک ہے، اس لئے ضرورت ہے کہ ہر مسلمان نومولود سے متعلق شریعت کی پاکیزہ تعلیمات کو سیکھ اور سمجھ کر ان پر عمل کرے، تاکہ اس کی اولاد نیک صالح ہو، اور دنیا و آخرت کے اعتبار سے اس کی فلاح و صلاح کا ذریعہ بنے اور معاشرہ کو آنے والے وقت میں اچھی بنیاد حاصل ہو۔

اسی ضرورت کو ملحوظ رکھتے ہوئے زیر نظر کتاب کو ترتیب دیا گیا ہے۔

اگر بچہ کی ولادت پر مختلف غیر شرعی ہنگامہ آرائیوں کے بجائے اس کتاب کی تعلیمات کے مطابق عمل کیا جائے، اور کسی عزیز و رفیق کے ہاں بچہ کی ولادت پر مختلف ہدایا و تحائف کے بجائے اس جیسی کتابوں کو ہدیہ میں پیش کیا جائے، تو بہت سعادت مندی حاصل ہو۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ، تمام مسلمانوں کو نومولود سے متعلق شرعی احکامات پر عمل کر کے ان کے دنیاوی و اخروی فضائل و فوائد سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

محمد رضوان

مورخہ ۱۹ / رجب المرجب / ۱۴۳۱ھ / ۰۲ جولائی / ۲۰۱۱ء بروز جمعہ

ادارہ غفران، راولپنڈی

پہلا حصہ

نومولود کے احکام

(مع حلقہ فضائل)

نومولود سے متعلق شریعت کی پاکیزہ ہدایات و تعلیمات
اور ان کے فضائل و فوائد

www.E-IQRA.INFO

مقدمہ

اولاد کے حصول کی فضیلت و اہمیت

سب سے پہلے ہر مسلمان کو یہ بات معلوم ہونا ضروری ہے کہ اسلام میں اولاد کا جائز طریقہ پر حصول صرف کوئی دنیاوی معاملہ یا صرف نفسانی تقاضے کی تکمیل کا نتیجہ نہیں، بلکہ شریعت کی نظر میں یہ ایک اہم عبادت ہے، اور اس کی فضیلت و اہمیت پر شریعت نے مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی ہے۔ اس لئے اس سے پہلے کہ ہم نومولود سے متعلق احکام ذکر کریں، اولاد کے حصول کے چند فضائل و فوائد کو ذکر کیا جاتا ہے۔

تاکہ ہر مسلمان کو یہ بات معلوم ہو کہ اولاد کے حصول کی صورت میں اس کو کس کس طریقہ سے اجر و ثواب اور فضائل و فوائد حاصل ہوتے ہیں، اور اس لئے وہ شروع ہی سے اس کی اہمیت کو سمجھے اور اپنی نیت اور عمل کو درست رکھے۔

اولاد کا حصول عظیم نعمت ہے

کسی مسلمان کو اولاد کا حاصل ہونا، خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی، یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت اور عطیہ ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ ۱۔

۱۔ السُّعُونَ مِنَ حُصْبِ الْإِيمَانِ وَهُوَ بَابٌ فِي حُقُوقِ الْأَوْلَادِ وَالْأَهْلِينَ وَهِيَ لِقَاءُ الرَّجُلِ عَلَى وَلَدِهِ وَأَهْلِيهِ وَتَعْلِيمُهُ لِيَأْتَهُمْ مِنْ أُمُورِ دِينِهِمْ مَا يَنْجَحُونَ إِلَيْهِ، فَأَمَّا الْوَلَدُ فَلَا أَصْلَ لَهُ إِلَّا بِعَمَّةٍ مِنَ اللَّهِ وَمَوْهَبَةٍ وَكَرَامَةٍ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَيْنَ وَحَفْدَةٍ هُوَ قَالَ: (يَهَبْ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَّا لَهُ نَهَبٌ لِمَنْ يَشَاءُ اللَّهُ تَعَالَى) فَامْتَنَ عَلَيْنَا بَأَن أَوْجَرَ مِنْ أَصْلَابِنَا أَمْثَالَنَا، وَأَخْبَرَ أَنَّ الْأُنْفَى مِنَ الْأَوْلَادِ مَوْهَبَةٌ وَعَطِيَّةٌ كَالَّذِي مِنْهُمْ، وَكَمْ قَوْمًا تَسْؤُهُمُ الْبَنَاتُ، فَتَوَارَوْنَ مِنَ الْقَوْمِ لِيَلَا يَذْكُرُوهُنَّ لَهُمْ، قَالَ: (وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْفَى كُلٌّ وَجْهُهُ مُسْوَدٌّ وَهُوَ كَظِيمٌ يَتَوَارَى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ) فَكُلٌّ مَنْ وَلَدَ لَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَلَدٌ ذَكَرٌ أَوْ أُنْفَى فَعَلَيْهِ أَنْ يَحْمَدَ اللَّهَ جَلَّ تَنَازُهُ عَلَى أَنْ أَوْجَرَ مِنْ صُلْبِهِ نَسَمَةً مِثْلَهُ تَدْعَى لَهُ، وَتَنْسَبُ إِلَيْهِ، فَعَبْدُ اللَّهِ لِعِبَادَتِهِ، وَيَكْتَفِرُ بِهِ فِي الْأَرْضِ أَهْلُ طَاعَتِهِ (شعب الإيمان للبيهقي، بَابٌ فِي حُقُوقِ الْأَوْلَادِ وَالْأَهْلِينَ)

چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

يَهَبُ لِمَن يَشَاءُ إِنَاقًا وَيَهَبُ لِمَن يَشَاءُ الذُّكُورَ (سورة الشورى آیت ۴۹، ۵۰)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں، لڑکیاں بہہ فرماتے ہیں، اور جس کو چاہتے ہیں لڑکے بہہ فرماتے ہیں (ترجمہ ختم)

اللہ تعالیٰ نے لڑکی اور لڑکے دونوں کو بہہ قرار دیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ اولاد خواہ نرینہ ہو، یا غیر نرینہ، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہہ اور عطیہ ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کا شکر واجب ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " : إِنَّ أَوْلَادَكُمْ هِبَةُ اللَّهِ لَكُمْ، يَهَبُ لِمَن يَشَاءُ إِنَاقًا، وَيَهَبُ لِمَن يَشَاءُ الذُّكُورَ (مسند بک حاکم حدیث نمبر ۳۰۷۸) ل

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تمہاری اولاد تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کا بہہ ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں، لڑکیاں بہہ فرماتے ہیں، اور جس کو چاہتے ہیں، لڑکے بہہ فرماتے ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت کثیر بن عبید سے روایت ہے کہ:

كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِذَا وُلِدَ فِيهِمْ مَوْلُودٌ - يَغْنَى: فِي أَهْلِهَا - لَا تَسْأَلُ: غُلَامًا وَلَا جَارِيَةً، تَقُولُ: خُلِقَ سَوِيًّا؟ فَإِذَا قِيلَ: نَعَمْ، قَالَتْ: أَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (الأدب المفرد للبغاري، باب من حمد الله عند

الولادة إذا كان سويًا ولم يبال ذكرًا أو أنثى، حدیث نمبر ۱۲۹۸) ل

ل قال الحاکم: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَىٰ ضَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُعَرَّجَاهُ، هَكَذَا إِنَّمَا اتَّفَقَا عَلَىٰ حَدِيثِ عَائِشَةَ " : أَطَهَبُ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ وَوَلَدَهُ مِنْ كَسْبِهِ " قال الذهبي في التلخيص: على شرط البغاري ومسلم.

ل قلت: کثیر بن عبید التیمی مولا ہم رضع عائشہ نزل الکوفہ مقبول من النافلة، کذا فی تقریب التہذیب. وفيه عبد الله بن دكين وهو أبو عمر الكوفي البغدادي مختلف فيه، فالحدیث حسن، ان شاء الله تعالیٰ. محمد رضوان.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلقین میں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا، تو وہ یہ معلوم نہ کرتی تھیں کہ بیٹا پیدا ہوا ہے یا بیٹی؟ بلکہ یہ معلوم کیا کرتی تھیں کہ کیا ٹھیک طریقے سے پیدا ہو گیا؟ جب جواب میں کہا جاتا کہ جی ہاں! تو فرماتیں، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (ترجمہ ختم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ معمول اس وجہ سے تھا کہ بیٹی کی پیدائش ہو، یا بیٹی کی: اُس کا سلامتی کے ساتھ پیدا ہو جانا ہی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، اس لیے اس پر شکر کی ضرورت ہے۔

اولاد کا حصول مطلوب اور نکاح کے مقاصد میں سے ہے

قرآن و سنت سے یہ بات ثابت ہے کہ اولاد کا حصول شریعت کی نظر میں مطلوب ہے، بلکہ نکاح کے اہم مقاصد میں سے ہے۔

اور اولاد کے حصول میں علاوہ دوسرے فوائد کے ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ یہ حضور ﷺ کی امت کی کثرت کا باعث ہے، اور حضور ﷺ کی امت کی کثرت حضور ﷺ کے لئے فخر و مسرت کا باعث ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي وَتَزَوَّجُوا لِإِنِّي مُكَاثِّرٌ بِكُمْ الْأُمَمَ وَمَنْ كَانَ ذَا طَوْلٍ فَلْيَنْكِحْ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَعَلَيْهِ بِالصِّيَامِ فَإِنَّ الصُّومَ لَهُ وَجَاءٌ (مسند ابن ماجہ)

حدیث نمبر ۱۸۳۶، کتاب النکاح، باب ما جاء فی فضل النکاح

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نکاح میری سنت ہے، اور جو میری سنت پر عمل نہیں کرے گا، تو وہ مجھ (یعنی میری امت میں) سے نہیں، اور تم نکاح کیا کرو، کیونکہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے (قیامت کے دن) دوسری امتوں پر فخر کروں گا، اور تم میں سے جو طاقت رکھتا ہو، تو اسے چاہئے کہ نکاح کرے، اور جسے طاقت نہ ہو، تو وہ روزوں

کا اہتمام کرے، کیونکہ روزہ اس کے لئے وجاہ (شہوت کو توڑنا) ہے (ترجمہ ختم)

وجاہ سے مراد شہوت کے غلبہ کو توڑنا ہے۔

اگر کسی کو شہوت کا زیادہ غلبہ ہو، تو اس کو نکاح کر کے جائز طریقہ سے شہوت پوری کرنا چاہئے، اور جائز طریقہ میسر نہ ہو، تو حضور ﷺ نے اس کا علاج روزے رکھنے سے بیان فرمایا۔

اور حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَالَ إِنِّي أَصَبْتُ امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ وَجَمَالٍ وَإِنَّهَا لَا تَلِدُ أَفَأَتَزَوَّجُهَا قَالَ لَا . ثُمَّ أَتَاهُ النَّبَايَةُ فَتَهَاةُ ثُمَّ أَتَاهُ النَّبَايَةُ فَقَالَ تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَدُودَ فَإِنِّي مُكَابِرٌ بِكُمْ الْأَمَمَ . (ابو داؤد)

حدیث نمبر ۲۰۵۲، کتاب النکاح، باب النہی عن تزویج من لم یلد من النساء،

واللفظ لہ، سنن نسائی حدیث نمبر ۳۲۲۷، باب کراہیۃ تزویج العقیم، السنن الکبریٰ

لنسائی حدیث نمبر ۵۳۴۲، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۶۹۰۲، صحیح

ابن حبان حدیث نمبر ۴۰۵۶، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۲۶۳۵، سنن البیہقی

حدیث نمبر ۱۳۸۵۷)

ترجمہ: ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا، اور اس نے کہا کہ میں نے ایک ایسی عورت کو پایا ہے، جو کہ بڑے نسب اور حسن والی ہے (اور بعض روایات میں منصب اور مال والی ہونے کا بھی ذکر ہے) لیکن اس کے اولاد نہیں ہوتی، تو کیا میں اس سے نکاح کر لوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، پھر وہ شخص دوسری مرتبہ حاضر ہوا، پھر بھی نبی ﷺ نے اسے اس عورت سے نکاح کرنے سے منع فرمایا، پھر تیسری مرتبہ وہ شخص حاضر ہوا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم محبت کرنے والی اور بچے پیدا کرنے والی عورتوں سے نکاح کرو، کیونکہ میں (قیامت کے دن) تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے شریعت کی نظر میں اولاد کے حصول کی اہمیت معلوم ہوئی کہ حضور ﷺ نے حسن

وجہاں اور حسب و نسب والی عورت کے مقابلہ میں اولاد کی صلاحیت والی عورت سے نکاح کو ترجیح دی، اور ساتھ ہی اس کی وجہ بھی بیان فرمائی۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالْبَاءَةِ، وَيَنْهَى عَنِ التَّبَعْلِ نَهْيًا شَدِيدًا، وَيَقُولُ " تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ، إِنِّي مُكَائِرُ الْأَنْبِيَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ " (مسند احمد حديث نمبر ۱۲۶۱۳، واللفظ له، المعجم الاوسط للطبرانی

حديث نمبر ۵۰۹۹، شعب الایمان للبيهقي حديث نمبر ۵۰۹۹، سنن البيهقي حديث

نمبر ۱۳۸۵۸، صحيح ابن حبان حديث نمبر ۳۰۲۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ جماع پر قدرت رکھنے والے کو نکاح کا حکم فرمایا کرتے تھے، اور نکاح نہ کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ تم محبت کرنے والی اور خوب بچے جننے والی عورتوں سے نکاح کرو، بے شک میں اپنی امت کی کثرت کی وجہ سے دوسرے نبیوں کی امتوں پر قیامت کے روز فخر کروں گا (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی امت کی مقدار کو بڑھانا شریعت میں مطلوب ہے، اور اس کا صحیح راستہ اولاد پیدا ہونے کی صلاحیت والی عورتوں سے نکاح کرنا ہے۔

اس لئے اولاد کا حصول نکاح کے مقاصد میں سے ہوا۔ ۱۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی والدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ (میرے بیٹے) انس آپ کے خادم ہیں، ان کے لئے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیجئے، تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لئے ان الفاظ میں دعا فرمائی:

۱۔ تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ أَيْ التَّحِبُّ زَوْجَهَا الْوَلُودَ أَيْ التَّكْثِيرَ وَلَادَتَهَا وَقَبْدَ بَهْلَيْنِ لِأَنَّ الْوَلُودَ إِذَا لَمْ تَكُنْ وَدُودًا لَمْ يَرْغَبِ الزَّوْجُ لَهَا وَالْوَدُودَ إِذَا لَمْ تَكُنْ وَلُودًا لَمْ يَحْصِلِ الْمَطْلُوبُ وَهُوَ تَكْثِيرُ الْأُمَةِ بِكثرةِ الْعَوْلَادِ وَيَعْرِفُ هَذَانِ الْوَصْفَانِ فِي الْأَبْكَارِ مِنَ الْأَرْبَابِ إِذَا الْعَالِبُ سَرَايَةَ طَبَاعِ الْأَقْرَابِ بَعْضُهُنَّ إِلَى بَعْضٍ وَيَحْمِلُ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ (مِرْقَاة، كتاب النكاح)

اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا اَعْطَيْتَهُ (بخاری، حدیث نمبر ۵۹۰۱،

کتاب الدعوات، باب الدعاء بکثرة المال مع البركة، واللفظ له؛ مسلم حدیث نمبر

(۶۵۲۷)

ترجمہ: یا اللہ! ان کے مال کو اور اولاد کو زیادہ فرما دیجئے، اور آپ نے جو نعمتیں (مال

وغیرہ کی شکل میں) ان کو عطا فرما رکھی ہیں، ان میں برکت عطا فرمائیے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ اولاد کی کثرت آپ ﷺ کو محبوب و مرغوب تھی، اسی لئے آپ نے اس کی دعا

فرمائی۔ ۱۔

اور شریعت کی نظر میں اولاد کے حصول کے مطلوب ہونے کی وجہ سے بچے کی پیدائش کی صلاحیت

واستعداد کو ختم کرنا، خواہ سہمی کر کے ہو، یا خصیتین وغیرہ نکال کر، یا ان کو مسل کر، وہ جائز نہیں۔

چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ لَنَا حِسَاءٌ فَقُلْنَا اَلَا

نَسْتَغْصِيْ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ (بخاری، کتاب النکاح، باب ما یکره من العجل

والعصاء)

ترجمہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے تھے، اور ہمارے پاس کوئی

چیز (یعنی بیوی و باندی جس سے جائز طریقے پر شہوت پوری کی جاسکے) نہیں ہوتی

تھی، تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ کیا ہم اپنے آپ کو خصی نہ کر لیں (جس سے

ہماری شہوت کا تقاضا ختم ہو جائے) تو ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خصی ہونے سے منع

فرما دیا (ترجمہ ختم)

اور حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں:

اَرَادَ عُثْمَانُ بْنُ مَطْعُوْنٍ اَنْ يَّعْتَلَ فَنَهَاہُ رَسُوْلُ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

۱۔ اللہم اکثر ماله وولده بفتحین وضم فسكون ای اولادہ وبارک له فیما اعطیتہ ای

من المال والولد ولبركة زیادة النماء فی إرادة النماء (مرقاۃ المفاتیح، کتاب المناقب،

باب جامع المناقب)

وَلَوْ أَجَارَ لَهُ ذَلِكَ لَا تُخَصِّمُنَا (مسلم، حدیث نمبر ۳۴۷۲، کتاب النکاح، باب
استِحْبَابِ النِّكَاحِ لِمَنْ تَأْتَتْ نَفْسُهُ إِلَيْهِ وَوَجَدَ مُؤَنَّهُ الْعِصْمَةَ وَاللَّفْظَ لَهُ، بِعَارِي، بَاب مَا يُجْرَى
بِهِ الْعَبْلُ وَالْخِصَاءُ)

ترجمہ: حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے دنیا سے بے تعلق ہونے اور نکاح نہ
کرنے کا ارادہ کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس سے منع فرمادیا، اور اگر رسول اللہ
ﷺ اُن کو اس کی اجازت دیدیتے، تو ہم اپنے آپ کو خسی کر لیتے (ترجمہ ختم)
اور ابن شہاب سے صحیح سند کے ساتھ روایت ہے:

أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ أَرَادَ أَنْ يُخَصِّمَنِي وَيَسْخِرَ لِي الْأَرْضِ فَقَالَ لَهُ
رَسُولُ اللَّهِ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَيْسَ لَكَ فِي أَسْوَةِ حَسَنَةٍ؟ فَأَنَا آتِي
النِّسَاءَ وَأَكُلُ اللَّحْمَ وَأَصُومُ وَأَفْطِرُ، إِنْ خِصَّاءُ أُمْتِي الْأَصْيَامُ وَلَيْسَ مِنْ
أُمْتِي مَنْ خَصَّنِي أَوْ اخْتَصَّنِي (الطبقات الكبرى لابن سعد، ج ۳ ص ۳۹۲، تحت
ترجمة عثمان بن مظعون، ومن بني جمح بن عمرو بن هيصم بن كعب بن لؤي عثمان
بن مظعون)

ترجمہ: حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے خسی ہونے اور (دنیا سے بے تعلق
ہو کر) زمین میں سیاحت کرنے کا ارادہ کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا
آپ کو میرے اندر اسوۂ حسنہ نظر نہیں آتا؛ میں بیویوں کے پاس آتا ہوں، اور گوشت
کھاتا ہوں، اور روزہ رکھتا ہوں، اور افطار کرتا ہوں، بے شک میری امت کا خسی ہونا
روزے رکھنا ہے؛ اور جو خسی ہوا، یا جس نے خسی ہونے کو طلب کیا، وہ میری امت میں
سے نہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت سعد بن مسعود سے روایت ہے:

أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ، أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّكَ لَنَا
بِالْإِخْتِصَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَصَّنِي

وَلَا اخْتَصَى ، اِنْ خِصَّاءُ اُمِّي الصَّيَّامِ ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، اِنَّكَ لَنَا فِي السَّيَّاحَةِ ، فَقَالَ : اِنْ سَيَّاحَةٌ اُمِّي الْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ، قَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، اِنَّكَ لَنَا فِي التَّرْهَبِ ، فَقَالَ : اِنْ تَرَهَّبَ اُمِّي الْجُلُوسِ فِي الْمَسَاجِدِ ، اِنْتَظَارَ الصَّلَاةِ " (الزهد والرفائق لابن المبارك، حديث نمبر

۸۳۲، باب الواضع، شرح السنة، باب فضل القعود في المسجد لانتظار الصلاة)

ترجمہ: حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، اور کہا کہ ہمیں خفی ہونے کی اجازت دے دیجیے؟

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ انسان ہم میں سے نہیں، جو خفی ہو، اور نہ وہ جو خفی ہونے کو طلب کرے، بے شک میری امت کا خفی ہونا روزے رکھنا ہے۔

پھر انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہمیں (لوگوں سے الگ تھلک ہو کر) زمین میں سیاحت کی اجازت دیجیے؟

تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کی سیاحت اللہ کے راستے میں جہاد کرنا ہے؛ حضرت عثمان بن مظعون نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہمیں ترہب (یعنی لوگوں سے لاتعلقی ہو کر عبادت) کی اجازت دیجیے؟

تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کا ترہب مساجد میں بیٹھنا، نماز کا انتظار کرنا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَزْلِ "أَنْتَ تَخْلُقُهُ، أَنْتَ تَرْزُقُهُ، أَفِرَّهَ قَرَارَهُ، فَإِنَّمَا ذَلِكَ الْقَدَرُ" (مسند احمد، حديث نمبر ۱۱۵۰۳،

واللفظ له؛ المعجم الاوسط للطبرانی، حديث نمبر ۱۷۶۶، مسند الشاميين للطبرانی،

حديث نمبر ۱۸۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے عزل کے بارے میں فرمایا، آپ اس کو پیدا کرو گے؟

آپ اس کو رزق دو گے؟ اُس کو اپنی جگہ رہنے دو، کیونکہ یہ تو تقدیر کا معاملہ ہے (ترجمہ ختم)

اسی قسم کی حدیث حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ ۱۔
عزل کا مطلب یہ ہے کہ بیوی سے جماع کرتے ہوئے انزال کے وقت علیحدہ ہو جائے، اور منی اندر خارج کرنے کے بجائے باہر خارج کرے، تاکہ اولاد پیدا نہ ہو۔
مذکورہ حدیث میں حضور ﷺ نے عزل کی ممانعت کو یہ کہہ کر منع فرمایا کہ اولاد کا پیدا کرنا اور اس کو رزق دینا انسان کا کام نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے، جس سے معلوم ہوا کہ رزق کے ڈر اور تنگدستی کے خوف کی وجہ سے عزل کرنا جائز نہیں۔
اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا مِنْ ذَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا (سورة الہود، آیت ۶)

ترجمہ: اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے، جس کا رزق اللہ نے اپنے (فضل سے) ذمے نہ لے رکھا ہو (ترجمہ ختم) ۲

اور ایک مقام پر ارشاد ہے:

وَكَايْنِ مِنْ ذَابَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

(سورة العنکبوت، آیت ۶۰)

ترجمہ: اور کتنے جانور ہیں، جو اپنا رزق اٹھا نہیں پاتے، اللہ انہیں بھی رزق دیتا ہے،

۱۔ حدثنا بکر بن سهل، ثنا عبد الله بن صالح، حدثني معاوية بن صالح، عن أبي مریم الأنصاري، عن جابر بن عبد الله، عن النبي ﷺ أنه جاء رجل من الأنصار فقال: يا رسول الله ما ترى في العزل؟ فقال النبي ﷺ: أنت تغلقه وأنت ترزقه؟ أقره مقره فإنما هو القدر (مسند الشاميين للطبراني، حديث نمبر ۱۸۸۵)

حدثنا ابن مغلدة، قال: حدثنا أحمد بن منصور الرمادي، قال: حدثنا عبد الله بن صالح، قال: حدثني معاوية بن صالح، قال: حدثني أبو مریم الأنصاري، عن جابر بن عبد الله، قال: جاء رجل من الأنصار إلى رسول الله ﷺ قال: ما ترى في العزل؟ فقال له رسول الله ﷺ: أنت تغلقه؟ أنت ترزقه؟ أقره مقره فإنما هو القدر (الابانة الكبرى لابن بطه، حديث نمبر ۱۴۱۶)

۲۔ (وَمَا مِنْ) زائدة (ذَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ) هي ما ذب عليها (إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا) تكفل به فضلاً منه تعالى (تفسير الجلالين، تحت آیت ۶ من سورة الہود)

اور تمہیں بھی، اور وہ ہر بات کو سننے والا ہے، جاننے والا ہے (ترجمہ ختم)
اس سے معلوم ہوا کہ رزق کے خوف کی وجہ سے اولاد کو قتل کرنا ناجائز نہیں، اور اگر عزل اس بنیاد پر ہو،
تو وہ بھی ناجائز ہے۔ ۱

اور اسی وجہ سے زمانہ جاہلیت میں جو بہت سے لوگ تنگدستی کی وجہ سے اپنی اولاد کو قتل کر دیا کرتے
تھے، اللہ تعالیٰ نے اُن کو اس سے منع فرمایا، اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ رزق دینا ہمارا کام ہے۔
چنانچہ ارشاد ہے:

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ (سورۃ الانعام آیت

(۱۵۱)

ترجمہ: اور تم اپنی اولاد کو تنگدستی کے ڈر کی وجہ سے قتل نہ کرو، ہم تمہیں بھی رزق دیتے
ہیں، اور اُن کو بھی رزق دیتے ہیں (ترجمہ ختم)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے:

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةً إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ (سورۃ الاسراء، آیت

(۳۱)

ترجمہ: اور تم اپنی اولاد کو تنگدستی کے ڈر کی وجہ سے قتل نہ کرو، ہم انہیں بھی رزق دیتے
ہیں، اور تمہیں بھی رزق دیتے ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ قَالَ أَنْ تَدْعُوَ لِلَّهِ بَدًّا
وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةً أَنْ يُطْعَمَ مَعَكَ
قَالَ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَزَالَيَ بِخَلِيلَةٍ جَارِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيقَهَا
(وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا
بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا) (البقرہ) (بمعاری حدیث نمبر

۱ (وگائیں) کم (مَنْ ذَاتُهَا لَا تَحِيلُ وَذَلِكَ لَعْنُهَا) (اللہ بیزو قائلہا وَإِيَّاهُمْ) (تفسیر
الجلالین، تحت آیت ۶۰ من سورۃ العنکبوت)

حضرت جدائمہ صلی اللہ علیہ وسلم دہب رضی اللہ عنہا ایک لمبی حدیث میں فرماتی ہیں:

ثُمَّ سَأَلُوهُ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- ذَلِكَ الْوَأْدُ الْخَفِيُّ (مسلم، حدیث نمبر ۳۶۳۸، کتاب النکاح، باب جواز العیلة وہی وطء الموضع وکراهة العزل)

ترجمہ: پھر لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں دریافت کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ خفیہ زندہ درگور کرنا ہے (ترجمہ فتح)

زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنے یہاں پیدا ہونے والی بیٹی کو شرم وعار اور تنگدستی کے خوف کی وجہ سے زندہ حالت میں دفن کر دیا کرتے تھے، جس کو زندہ درگور کرنا کہا جاتا ہے، اور اس کا ذکر قرآن مجید کی سورہ بکورہ میں کیا گیا ہے۔ ۱

لہذا عزل کو خفیہ زندہ درگور قرار دینے کا مطلب یہی ہے کہ اگر عزل اس بنیاد پر ہو، جس بنیاد پر پیدا ہونے والی بیٹی کو زمانہ جاہلیت میں زندہ درگور کر دیا جاتا تھا، یعنی شرم وعار اور تنگ دستی کے خوف کی وجہ سے، تو اس بنیاد پر عزل کرنا بھی خفیہ زندہ درگور کرنے کا حکم رکھتا ہے۔

اور کیونکہ پیدا ہونے کے بعد درگور کرنے کا عمل تو ظاہر میں نظر آنے والا ہے، مگر عزل میں بظاہر زندہ درگور کرنا نہیں پایا جاتا، لیکن جو عزل شرم وعار یا تنگدستی کے خوف کی علت پر مبنی ہو، اور دل میں نیت اور غرض وہی ہو، جس پر ظاہری زندہ درگور کرنے کا عمل مبنی تھا، تو علت کے دونوں جگہ مشترک ہونے کی وجہ سے دونوں کا حکم ناجائز ہوگا، اس فرق کے ساتھ کہ ایک خفیہ عمل ہے، اور دوسرا ظاہری۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اولاد کا حصول شریعت میں مطلوب ہے، اور نکاح کے اہم مقاصد میں سے ہے، اور اس مقصود کو فوت کرنا جائز نہیں۔

لہذا امر دیا عورت کا خنسی ہونا اور کوئی ایسی تدبیر اختیار کرنا کہ جس سے ہمیشہ کے لیے اولاد پیدا

۱ (وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ) الجارية تدفن حية خوفاً من العار والحاجة (مُسْلِمٌ) تہکیمات لقائلہا (تفسیر الجلالین تحت آیت ۹ من سورة التکوین)

ثم سألوه عن العزل أي عن جوازه مطلقاً أو حين الإرضاع أو حال الحمل فقال رسول الله ذلك أي العزل الوأد الخفي قال النووي الوأد دفن البنت حية وكانت العرب تفعل ذلك خشية الإبلاق والعار (مرواة، كتاب النکاح، باب المباهرة)

کرنے کی صلاحیت و استعداد ضائع و ختم ہو جائے، وہ جائز نہیں۔ ۱۔

اور اسی طرح بچہ پیدا ہونے کے بعد یا حمل ٹھہرنے کی اتنی مدت بعد کہ حمل میں جان پڑ گئی ہو (جو کہ چار مہینے کی مدت ہے) ایسے حمل کو ساقط کرنا حرام ہے، کیونکہ جان پڑنے کے بعد اس کو ساقط کرنا قتل کرنے کے مترادف ہے، خواہ پیدا ہونے والے بچے کے معذور ہونے کا خدشہ ہو، تب بھی اُس کا اسقاط جائز نہیں۔

اور عزل اور عارضی مانع حمل تدابیر (مثلاً مخصوص غبارہ، گولیاں، انجکشن، تھلا وغیرہ) اگر ایسی غرض پر مبنی ہوں کہ جو شریعت سے متصادم اور شریعت کے خلاف ہوں، مثلاً تنگدستی اور افلاس کا خوف، تو ایسی غرض سے عزل کرنا اور مانع حمل تدابیر کا اختیار کرنا حرام ہے، جس کی تفصیل پہلے گزر چکی۔

اور اگر کسی مجبوری اور ایسی ضرورت کی وجہ سے، کہ جس کا شریعت اعتبار کرتی ہو، عزل یا عارضی مانع حمل تدابیر کو اختیار کیا جائے، مثلاً عورت بہت کمزور ہے، اور ماہر اطباء کی رائے میں استقرار حمل یا ولادت کی وجہ سے شدید تکلیف لاحق ہونے یا پیدا ہونے والے بچے کے غیر معمولی کمزور و ناقص ہونے کا قوی اندیشہ ہے، یا پیدا شدہ بچہ ابھی بہت چھوٹا ہے، اور اتنی جلدی دوسری مرتبہ استقرار حمل کی وجہ سے، پہلے سے موجود بچے کی تربیت و پرورش میں غیر معمولی مشکلات کا سامنا ہے، تو ایسی صورت میں عزل یا عارضی مانع حمل تدابیر کا اختیار کرنا جائز ہے۔

اور جب نہ تو کوئی فاسد غرض ہو، اور نہ ہی کوئی مجبوری اور معتبر ضرورت ہو، تو پھر عزل یا عارضی مانع حمل تدابیر کا اختیار کرنا مکروہ ہے۔ ۲۔

۱۔ وجعل الإنسان خصماً أو محبوباً حرام وإن كان مملوكاً ويعزر مرتكبه (لصاحب الإحصاب، الباب الأربعون في الإحصاب على أهل الإكساب)
قولہ فیہا ہا من ذلک یعنی من الاختصاص وفيہ تحریم الاختصاص لما فیہ من تغییر خلق اللہ تعالیٰ ولما فیہ من قطع النسل وتعلیب الحيوان (عمدة القاری شرح صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، سورة المائدة، باب قولہ یا ایہا الذین آمنوا لا تحرموا طبیبات ما أحل اللہ لکم)

۲۔ چنانچہ امداد الفتاویٰ میں ہے:

خلاصہ یہ کہ سب میں اشہد حمل جی کا اسقاط اور اس سے کم حمل غیر جی کا اسقاط، اور اس سے کم مانع حمل کا

﴿بقیہ حاشیا گلے ملنے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور جن عذرتوں کی صورتوں میں عارضی مانع حمل تدبیر کا اختیار کرنا جائز ہے، اُن صورتوں میں حمل

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

استعمال؛ البتہ طرز مقبول سے دو آمرا خر کے جائز ہیں، اور آمرا لال ہر حال میں حرام (امداد الفتاویٰ، جلد ۴،

صفحہ ۲۰، احکام متعلقہ علاج و دواء وغیرہ)

ملاحظہ رہے کہ فقہائے کرام نے عزل کی جائز صورتوں میں جواز کو دوہرہ حرہ کی اجازت سے مشروط کیا ہے، اور اس پر مندرجہ ذیل احادیث و آثار سے استدلال کیا ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعْزَلَ عَنِ الْحُرَّةِ إِلَّا بِإِذْنِهَا (مسند ابن ماجہ، حدیث نمبر ۱۹۱۸؛ کتاب النکاح، باب العزل، مسند احمد، حدیث نمبر ۲۱۲)

هذا إسناد ضعيف لضعف ابن لهيعة..... وله شاهد من حديث ابن عمر ومن حديث ابن عباس (مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه؛ كتاب النكاح، باب العزل)

عن ابن عباس قال تستأمر الحرة في العزل ولا تستأمر الأمة (مصنف عبد الرزاق، حدیث نمبر ۱۲۵۶۲، کتاب الطلاق، باب تستأمر الحرة في العزل ولا تستأمر الأمة)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ تَسْتَأْمَرُ الْحُرَّةُ يُعْزَلُ عَنْ الْأَمَةِ (ابن أبي شيبه، حدیث نمبر ۱۶۸۷۶، کتاب النکاح، باب من قال: يعزل، عن الأمة وتستأمر الحرة)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: يُعْزَلُ عَنِ الْأَمَةِ وَتَسْتَأْمَرُ الْحُرَّةُ (السنن الكبرى للبيهقي، حدیث نمبر ۱۴۷۱۵، کتاب النکاح، باب من قال يعزل عن الحرة يا ذنبا وعن الجارية بغير إذنها)

عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ لَا يُعْزَلُ عَنِ الْحُرَّةِ إِلَّا بِإِذْنِهَا (ابن أبي شيبه، حدیث نمبر ۱۶۸۷۷، کتاب النکاح، باب من قال: يعزل، عن الأمة وتستأمر الحرة)

أبو بشر يحيى بن إسماعيل قال سألت الحسين بن العزل فقال أما للأمة فانت أملك بها وأما الحرة فاستأمرها (الكنى والأسماء للدولابي، حدیث نمبر ۵۳۰)

عن عطاء أنه كره أن يعزل عن الحرة إلا بأمرها يقول هو من حقها (مصنف عبد الرزاق، حدیث نمبر ۱۲۵۶۱، کتاب الطلاق، باب تستأمر الحرة في العزل ولا تستأمر الأمة)

جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ قَالَ سَأَلْتُ عَطَاءَ عَنْ الْعَزْلِ فَقَالَ عَنِ الْحُرَّةِ بِرِضَاهَا وَأَمَّا الْأَمَةُ فَلَذَلِكَ إِلَيْكَ (السنن الكبرى للبيهقي، حدیث نمبر ۱۴۷۱۶، کتاب النکاح، باب من قال

يعزل عن الحرة يا ذنبا وعن الجارية بغير إذنها)

عن سعيد بن جبير قال لا يعزل الحرة إلا بأمرها (مصنف عبد الرزاق، حدیث نمبر ۱۲۵۶۳، کتاب الطلاق، باب تستأمر الحرة في العزل ولا تستأمر الأمة ابن أبي شيبه، حدیث نمبر ۱۶۸۷۵)

عن عكرمة قال لا بأس أن يعزل الرجل عن امرأته إذا استأمرها فأذنت له (مصنف عبد الرزاق، حدیث نمبر ۱۲۵۶۲، کتاب الطلاق، باب تستأمر الحرة في العزل ولا تستأمر الأمة)

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: تَسْتَأْمَرُ الْحُرَّةُ فِي الْعَزْلِ وَلَا تَسْتَأْمَرُ الْأَمَةُ (السنن الكبرى للبيهقي، حدیث نمبر ۱۴۷۱۳، کتاب النکاح، باب من قال يعزل عن الحرة يا ذنبا وعن الجارية بغير إذنها)

ٹھہرنے کے بعد اُس میں جان پڑنے یعنی چار مہینے سے پہلے، اُس کا اسقاط کرنا بھی جائز ہے۔ ۱۔
گزشتہ مدلل و مفصل بحث سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آج کل جو خاندانی منصوبہ بندی کے عنوان سے
ادارے قائم ہیں، اور وہ تنگدستی کے خوف کی وجہ سے نسل انسانی کی کمی کی عمومی کوششیں کرتے اور
اس کی دعوت دیتے ہیں، اُن کا مقصود اور غرض شرعی اصولوں کے منافی اور ناجائز ہے۔

جہاں تک مجبوری کے وقت انفرادی طور پر عارضی منع حمل تدابیر کا تعلق ہے، تو اس کی نوعیت
خاندانی منصوبہ بندی کے موجودہ اداروں سے بالکل الگ ہے، اور اس پر کلام پہلے گزر چکا ہے۔

اولاد پر بیتِ ثواب خرچ کرنے کی فضیلت

گذشتہ دلائل سے اصولی انداز میں اولاد کے حصول کی اہمیت و فضیلت واضح ہو چکی۔

اور اولاد کے حصول کے بعد ان کی کفالت و تربیت کرنے کے الگ اور مستقل فضائل ہیں۔

چنانچہ حضرت ابوسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

إِذَا أُنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ حِدَّةً (بخاری،

۱۔ ویکرہ ان تسقى لإسقاط حملها و جاز لعنر حیث لا یصور (الدر المختار، کتاب
الحظر والإباحة)

(قوله ویکرہ إلخ) أى مطلقاً قبل التصور وبعده علی ما اختاره فی الخایة كما قدمناه
قبیل الاستبراء وقال إلا أنها لا تأثم إلم القتل (قوله و جاز لعنر) کالمرضعة إذا ظهر بها
الحمل وانقطع لبنها ولس لأبی الصبی ما يستأجر به الظئر و يخاف هلاک الولد قالوا
یساح لها أن تعالج فی استئصال الدم ما دام الحمل مضغة أو علقة ولم یخلق له عضو
وقلروا تلك المصلحة بمائة وعشرين يوماً، و جاز لأنه لیس بآدمی و فيه صيانة الآدمی
غائیة (قوله حیث لا یصور) قید لقوله: و جاز لعنر والتصور كما فی القیة أن یتصور له
شعر أو أصبع أو رجل أو نحو ذلك (رد المختار، کتاب الحظر والإباحة)

و جاز عزله عن أمته بغیر إذنہا، وعن زوجته بإذنہا، و جاز لہما سُدِّ فم و رحمہما لئلا تحبل
بإذنہ، وإلا لا یجوز۔ ویکرہ لہا أن تشرب دواء لإسقاط حملہا، قبل التصور وبعده، إلا
لعنر۔ کالمرضعة إذا ظهر بها الحمل، وانقطع لبنها، ولس لأبی الصبی ما يستأجر به
المرضعة، و يخاف هلاک الولد، ما دام الحمل مضغة، أو علقة، ولم یخلق له
عضو (الدرر المباحة فی الحظر والإباحة، الباب الثالث فی النظر والمسّ۔ مطلب فی
العزل عن الأمة، والزوجة)

حدیث نمبر ۴۹۳۲ کتاب النفقات، باب فضل النفقة على الأهل، واللفظ لہ؛ مسلم)
ترجمہ: جب مسلمان اپنے گھر والوں پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے، تو وہ اُس کے
لیے صدقہ بن جاتا ہے (ترجمہ ختم)

گھر والوں میں بیوی اور بچے سب داخل ہیں۔ ۱

اور حضرت مقدم بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
مَا أَطْعَمْتَ نَفْسَكَ، فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَمَا أَطْعَمْتَ وَلَدَكَ، فَهُوَ لَكَ
صَدَقَةٌ، وَمَا أَطْعَمْتَ زَوْجَتَكَ، فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَمَا أَطْعَمْتَ
خَادِمَكَ، فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ (مسند احمد، حدیث نمبر ۱۷۱۷۹؛ الادب المفرد
للبخاری، حدیث نمبر ۸۲) ۲

ترجمہ: جو آپ (ثواب کی غرض سے) اپنے آپ کو کھلائیں، وہ آپ کے لیے صدقہ

۱ یعنی: مروهہم بالخیر والنہوہم عن الشر وعلموہم وأذبوہم تقوہم بذلك
ناراً (تفسیر البہوی، تحت آیت ۶ من سورۃ التحریم)
ووقایۃ النفس عن النار بتحرک المعاصی وفعل الطاعات، ووقایۃ الأهل بحملہم علی
ذلك بالنصح والتأدیب..... والمراد بالأهل علی ما قبل: ما یشمل الزوجۃ والولد
والعبد والأمة. واستدل بها علی أنه یجب علی الرجل تعلم ما یجب من الفرائض
وتعلیمہ لہؤلاء، وأدخل بعضہم الأولاد فی النفس لأن الولد بعض من أبیہ (تفسیر
روح المعانی، تحت آیت ۶ من سورۃ التحریم)
أی: مروهہم بالمعروف، والنہوہم عن المنکر، ولا تدعوہم مہملاً فعاکلہم النار یوم
القیامۃ (ابن کثیر، جزء ۵ صفحہ ۲۴۰)

وَمَلَا یَلُ عَلٰی اَنْ عَلٰی تَحْلِیْمِ اَوْلَادِنَا وَاَقْلِیْنَا الدِّیْنِ وَالْعَمَرِ وَمَا لَا یُسْتَعْنٰی عَنْہُ مِنْ
الْاَدَابِ..... فَاُولٰٓئِکَ تَعَالٰی لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: (وَالَّذِیْ عَشِیْرَتُکَ الْاَقْرَبِیْنَ)
وَمَلَا عَلٰی اَنْ لَا تُقْرَبَ فَاَلَا تُقْرَبَ مِنْ مَرْثَیْہُ بِہِ فِی لُزُومِنَا تَعْلِیْمُہُمْ وَاَمْرُہُمْ بِطَاعَةِ اللہِ تَعَالٰی
(احکام القرآن جصاص، سورۃ التحریم آیت ۶)

۲ قال الہیثمی:

رواہ أحمد ورجالہ ثقات (مجمع الزوائد، ج ۳ ص ۱۱۹، باب فی نفقة الرجل علی نفسه
وأہلہ وغیر ذلك)

وقال المنذرى:

رواہ أحمد بإسناد جید (الترغیب والترہیب تحت حدیث رقم ۳۰۰۲، کتاب النکاح)

[illegible][illegible]

سچے و سچے انسان کی زندگی؟ سچے و سچے انسان کی زندگی؟ سچے و سچے انسان کی زندگی؟

(لیکچر سیریز) - ۱۰

۱۰۲۵

[illegible]

۱- حضرت امام باقر علیه السلام فرمودند که هر کس در روز پنجشنبه دعا بخواند و آنرا از خداوند بخواهد که او را از آتش دوزخ نجات دهد، او را از آتش دوزخ نجات دهد.

(پیشانی)

[illegible]

فوت ہو جائے، یا اس کو نفوذ باللہ تعالیٰ طلاق ہو جائے، اور اس لڑکی کا والد کے علاوہ کوئی کمانے والا نہ ہو، تو اس کے اوپر خرچ کرنا، اور اس کی کفالت کرنا یہ افضل صدقے میں داخل ہے۔ ۱۔
خلاصہ یہ کہ اولاد پر ہنیت ثواب حلال مال خرچ کرنے سے انسان کو صدقہ کا ثواب حاصل ہوتا ہے، خواہ نابالغ اولاد پر خرچ کرے، یا بالغ ضرورت مند اولاد پر، بلکہ بچہ کی ولادت و پیدائش پر، جو کچھ خرچ ہوتا ہے، اس میں بھی اگر ثواب اور رضائے الہی کی نیت کی جائے، تو وہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ صدقہ میں شمار ہوگا۔

مگر یاد رہے کہ یہ حکم ضروری، مفید اور جائز اخراجات کا ہے، ناجائز اور گناہ کے کاموں میں خرچ کرنے میں ثواب نہیں، بلکہ گناہ ہے۔

لڑکیوں کی پیدائش و پرورش کی فضیلت

یوں تو کسی مسلمان کو اولاد کا حاصل ہونا اور اس کی پرورش کرنا اور اس پر خرچ کرنا بہت بڑی نعمت ہے، خواہ اولاد نرینہ یعنی لڑکا ہو، یا غیر نرینہ یعنی لڑکی۔

لیکن نرینہ اولاد کے مقابلے میں غیر نرینہ اولاد یعنی لڑکی کی پیدائش اور اس کی پرورش کی اسلام میں زیادہ اہمیت و فضیلت ہے۔

اس لیے لڑکی کی پیدائش پر غمگین ہونے کے بجائے خوش ہونا چاہیے، اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا چاہیے۔ ۲۔

۱۔ ابتک بالرفع ای ہو صدقہا مردودۃ بالنصب علی الحالۃ ای مطلقۃ راجعۃ
إلہک لیس لها کاسب ای منفق علیہا غیرک بالرفع علی الوصفۃ وفی نسخۃ بالنصب
علی الاستثناء لکنہ ضعیف لأن الصحیح فی ذی الحال أن یکون معرفۃ هذا وفی النہایۃ
المردودۃ ہی التي تطلق وترد إلی بیت أبیہا وأراد ألا أدلک علی أفضل أهل الصدقۃ
فحذف المضاف قال الطیبی ویمكن أن تقلد صدقۃ تستحقها ابتک فی حال ردہا
إلہک ولیس لها کاسب غیرک وهما حالان إما معدانان أو متداخلتان واللہ
أعلم (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الآداب، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق)

۲۔ الأول "أن لا یکتور فرحہ بالذکر وحزنہ بالأنثی، فإنه لا یندری الخیرۃ لہ فی أبیہما،
فکم من صاحب ابن یمنی أن لا یکون لہ، أو یمنی أن یکون بنتاً، بل السلامۃ منہن اکثر
والغراب فہن اجزول (احیاء العلوم للفرالی، ج ۱ ص ۴۰۴)

لڑکوں کی پیدائش پر خوش ہونا، اور لڑکیوں کی پیدائش پر غمگین ہونا، زمانہ جاہلیت کے طریقوں میں سے ہے، جس کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان الفاظ میں کھینچا ہے:

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ (سورة النحل آیت ۵۸، ۵۹)

ترجمہ: اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی (پیدائش) کی خوشخبری دی جاتی ہے، تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے، اور وہ دل ہی دل میں کڑھتا رہتا ہے۔

اس خوشخبری کو بُرا سمجھ کر لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے (اور سوچتا ہے کہ) ذلت برداشت کر کے اسے اپنے پاس رہنے دے، یا اُسے زمین میں گاڑ دے، دیکھو انہوں نے کتنی بُری باتیں طے کر رکھی ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ وَلَدَتْ لَهُ أُنْثَىٰ فَلَمْ يَعْلَمْهَا وَلَمْ يَنْهَها وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ - يَعْنِي الذَّكَرَ - أَدْخَلَهَا اللَّهُ بِهَا الْجَنَّةَ (مسند بک حاکم، حدیث نمبر ۷۴۵۶، واللفظ لہ؛ شعب الایمان للبیہقی، حدیث نمبر ۸۳۲۶، الآداب للبیہقی، حدیث نمبر ۲۴، مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب

الادب، باب فی العطف علی البنات، حدیث نمبر ۲۵۹۴۳) ۱

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے بیٹی پیدا ہوئی، اور اس نے اُس کو زندہ نہیں گاڑا، اور نہ ہی اس کی توہین و تذلیل کی، اور نہ ہی اُس کو لڑکے پر ترجیح دی، تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو اُس بیٹی کی وجہ سے جنت میں داخل فرمائیں گے (ترجمہ ختم)

اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

۱۔ قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُعْرَجْهُ
وقال الذهبي في التلخيص: صحيح

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تُكْرِهُوا الْبَنَاتِ، فَإِنَّهُنَّ الْمُؤْنِسَاتُ الْغَالِيَاتُ" (مسند احمد، حديث نمبر ۱۷۳۷۳؛ المعجم الكبير للطبراني، حديث نمبر ۱۴۲۷۲؛ شعب الايمان للبيهقي، حديث نمبر ۵۳۹۲؛ معرفة الصحابة لابی نعیم، حديث نمبر ۵۳۹۲) ۱

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بیٹیوں کو ناپسند نہ کرو، کیونکہ وہ انیسیت (اور وحشت دور) کرنے والی اور (آجرو و ثواب کے اعتبار سے) قیمتی ہوتی ہیں (ترجمہ ختم) اور حضرت سعید بن ابی ہند سے مرسل روایت ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تُكْرِهُوا الْبَنَاتِ، فَإِنَّهُنَّ الْمُؤْنِسَاتُ الْمُجِبَّلَاتُ" (شعب الايمان للبيهقي، حديث نمبر ۸۳۲۸، باب في حقوق الاولاد والاهلين)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بیٹیوں کو ناپسند نہ کرو، کیونکہ وہ انیسیت (اور وحشت دور) کرنے والی اور (گھر بلکہ مرد کے ایمان کو) زینت بخشنے والی ہوتی ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تُكْرِهُوا الْبَنَاتِ، فَإِنَّهُنَّ الْمُجِبَّلَاتُ الْمُؤْنِسَاتُ" (شعب الايمان، حديث نمبر ۸۳۲۹، باب في حقوق الاولاد والاهلين، البر والصلة للحسين بن حرب، حديث نمبر ۱۳۸، عن سالم بن أبي الجعد) ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بیٹیوں کو ناپسند نہ کرو، کیونکہ وہ (آخرت کی)

۱ قال الهيثمي:

رواه أحمد والطبراني وفيه ابن لهيعة وحديثه حسن، وبقية رجاله ثقات (معجم الزوائد ج ۸ ص ۱۵۶)

وقال الالباني:

أن رواية قتية بن سعيد عن ابن لهيعة ملحقة من حيث الصحة برواية العبادلة عنه كما بينه الحافظ الذهبي في "السير" (السلسلة الصحيحة تحت حديث رقم ۳۲۰۶)

تاری کرانے والی اور اُنسیت (اور وحشت دُور) کرنے والی ہوتی ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

مَنْ ابْتَلَى مِنَ الْبَنَاتِ بَشِيءً فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ (مسلم
حدیث نمبر ۲۸۶۲، کتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الإحسان إلى البنات؛ ترمذی،

ابواب البر والصلة عن رسول ﷺ، باب ما جاء في النفقة على البنات والأخوات)

ترجمہ: جو شخص لڑکیوں کی طرف سے کسی آزمائش میں ڈالا گیا، پھر اس نے (ممبر کیا،
اور) اُن کے ساتھ اچھا سلوک کیا، تو وہ لڑکیاں اُس کے لیے جہنم سے آڑ بن جائیں گی
(ترجمہ ختم)

آزمائش میں ڈالے جانے سے مراد یہ ہے کہ عام طور پر لڑکیوں کی پیدائش کو بُرا سمجھا جاتا ہے، جو کہ
شریعت کی نظر میں غلط ہے۔

لہذا لڑکیوں کی پیدائش سے انسان کا امتحان ہوتا ہے، اگر وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی اور خوش
ہوتا ہے، اور صبر و ہمت سے کام لے کر لڑکیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے، تو وہ جہنم سے آزادی
کی کامیابی حاصل کرتا ہے، اور اس کی خلاف ورزی کرنے کی صورت میں ناکام ہو جاتا ہے۔ ۱۔

۱۔ قوله ﷺ: (من ابتلى من البنات بشيء). (لنما سماه ابتلاء لأن الناس يكرهونهن

في العادة وقال الله تعالى: (وإذا بشر أحدهم بالأنثى ظل وجهه مسوداً وهو كظيم)

(شرح النووي، کتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الإحسان إلى البنات)

(من ابتلى) البلاء الامتحان یعنی من امتحن (من هذه) الإشارة إلى أمثال المذكورات

في السبب التي في الفاقة أو جنس البنات مطلقاً (البنات بشيء) من أحوالهن أو من

أنفسهن لينظر هل يحسن أو يسوء، وعد نفس وجودهن بلاء لما ينشأ عنهن من العار

تارة والشر تارة والفتن بين الأصهار أخرى (فأحسن إليهن) بالقيام بهن على الوجه

الزائد عن الواجب من نحو إنفاق وتجهيز وغير ذلك بما يليق بأمثالهن على الكمال

المطلوب (كن له ستراً) أي حجاباً وأراد بالستر الجنس الشامل للقليل والكثير والـ

لقال استعاراً (من النار) جزاءً وفاقاً فمن سترهن بالإحسان جوزى بالستر من النيران،

وأفاد تأكيد حق البنات لضعفهن غالباً بخلاف الذكور لما لهم من القوة وجودة الرأي

وإمكان التصرف غالباً.

(تنبيه) قال الزين العراقي: لم يلق هذه الرواية بالاحسان وقيدته في أخرى به والظاهر

حمل المطلق على المقيد (فيض القدير للمناوي تحت حديث رقم ۸۲۷۸)

اور حضرت ابی الرواع سے روایت ہے:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ : أَنَّ رَجُلًا كَانَ عِنْدَهُ ، وَلَهُ بَنَاتٌ فَتَمَنَّى مَوْتَهُنَّ ، فَغَضِبَ
ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ : أَلَيْتَ تَرَزُّقُهُنَّ ؟ (الادب المفرد للبخاری، حدیث نمبر ۸۳، باب
من کرہ ان یمنی موت البنات)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی تھا، جس کی بیٹیاں تھیں، اُس
آدمی نے اُن بیٹیوں کی موت کی تمنا کی، تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سخت غصہ ہوئے،
اور اس سے فرمایا کہ کیا تو اُن کو رزق دیتا ہے؟ (ترجمہ مخم)

مطلب یہ تھا کہ والدین اور اولاد سب کو رزق دینے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے، لہذا بیٹیوں کی
موت کی تمنا کرنے کا کوئی جواز نہیں۔

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَكُونُ لِأَحَدِكُمْ ثَلَاثُ بَنَاتٍ
أَوْ ثَلَاثَ أَخَوَاتٍ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِنَّ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ (ترمذی، ابواب البر والصلۃ
عن رسول ﷺ، باب ما جاء فی السلفۃ علی البنات والأخوات، واللفظ لہ، الادب
المفرد للبخاری، حدیث نمبر ۸۰)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں،
پھر وہ اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرے، تو وہ جنت میں داخل ہوگا (ترجمہ مخم)

تین بیٹیاں یا بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی فضیلت دو اور ایک بیٹی و بہن کے ساتھ اچھا
سلوک کرنے سے زیادہ ہے، اس لیے مذکورہ حدیث میں تین بیٹیوں و بہنوں کا ذکر کیا گیا۔
ورنہ دو بیٹیوں بلکہ ایک بیٹی کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی فضیلت بھی کچھ کم نہیں ہے۔

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُدْرِكُهُ ابْنَتَانِ
فَيُحْسِنُ صُحْبَتَهُمَا إِلَّا أَدْخَلَتْهُ الْجَنَّةَ (الادب المفرد للبخاری، حدیث نمبر

۷۸، باب من عال جاسین او واحدة، واللفظ له؛ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب

الادب، باب فی العطف علی الثبات؛ مسند احمد، ۳۴۲۳؛ ابن ماجہ، حدیث نمبر

۳۶۶۰؛ مستدرک حاکم، حدیث نمبر ۷۴۵۹۔ ۱

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں ہے کہ جس کو دو بیٹیاں

حاصل ہوئیں، پھر اس نے اُن کے ساتھ اچھا سلوک کیا، تو وہ دونوں بیٹیاں اُس کے

لیے جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ بنیں گی (ترجمہ تم)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مَنْ عَالَ جَارِيتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا جَاءَ

يَوْمُ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ. وَحُمَّ أَصَابِعُهُ. (مسلم حدیث نمبر ۲۸۶۲، کتاب البر

والصلة والآداب، باب فضل الإحسان إلى البنات، واللفظ له؛ مصنف ابن ابی شیبہ،

حدیث نمبر ۲۵۹۳۸؛ المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث نمبر ۵۵۷؛ مسند احمد،

حدیث نمبر ۱۲۳۹۸؛ مستدرک حاکم، حدیث نمبر ۷۴۵۸؛ ترمذی، ابواب البر

والصلة عن رسول ﷺ، باب ما جاء في النفقة على البنات والأخوات؛ مصنف ابن ابی

شیبہ، کتاب الادب، باب فی العطف علی الثبات) ۲

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دو بیٹیوں کی پرورش کی، یہاں تک کہ وہ

بالغ ہو گئیں، تو وہ شخص قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ میں اور وہ ساتھ ساتھ

ہوں گے، یہ فرماتے ہوئے (سمجھانے کی غرض سے) آپ ﷺ نے اپنی دونوں

۱ وقال الهیثمی:

قلت رواه ابن ماجة إلا أنه قال ابنتان بدل أختان - رواه أحمد وفيه شرحه بن سعد

وثقه ابن حبان وضعفه جمهور الأئمة، وبقية رجاله ثقات. (مجمع الزوائد

ج ۸ ص ۱۵۷)

القول: هذا حديث جيد لأن له شواهد كثيرة. محمد رضوان

۲ قال الحاكم: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُعْرَفْ جَاهُ

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح

الکلیوں کو ملا دیا (ترجمہ متم)

اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ كُنَّ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ يُؤْوِيْنَهُنَّ، وَيَرْحُمُهُنَّ، وَيَكْفُلُهُنَّ، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ الْبَتَّةَ" قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ: فَإِنْ كَانَتْ اثْنَتَيْنِ؟ قَالَ "وَأِنْ كَانَتْ اثْنَتَيْنِ" قَالَ: فَرَأَى بَعْضُ الْقَوْمِ، أَنْ لَوْ قَالُوا لَهُ وَاحِدَةً، لَقَالَ "وَاحِدَةً" (مسند احمد، حديث

نمبر ۱۴۲۷۷)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس کی تین بیٹیاں ہوں، اور وہ اُن کو ٹھکانہ دے، اور اُن پر رحم کرے، اور اُن کی کفالت کرے، تو اُس کے لیے ضرور جنت ثابت ہو جاتی ہے، راوی نے کہا کہ عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا اگر دو بیٹیاں ہوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو کی وجہ سے بھی، راوی کہتے ہیں کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر ایک کا سوال کرتے تو رسول اللہ ﷺ ایک کے بارے میں بھی یہی جواب دیتے (ترجمہ متم)

اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ عَالَ ثَلَاثًا مِنْ بَنَاتٍ يَكْفِيْنَهُنَّ وَيَرْحُمُهُنَّ وَيَرْفُقُ بِهِنَّ فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاثْنَتَيْنِ؟ قَالَ: وَاثْنَتَيْنِ حَتَّى قُلْنَا: إِنَّ إِنْسَانًا لَوْ قَالَ: وَاحِدَةً، لَقَالَ: وَاحِدَةً (مسند ابی یعلیٰ الموصلی، حديث نمبر ۲۱۵۶)

۱. قال الهیثمی:

رواه أحمد وأحمد والبخاری والطبرانی فی الاوسط بنحوه وزاد یز وجهن من طرق واسناد أحمد جمد (مجمع الزوائد ج ۸ ص ۱۵۷)

۲. قال البوصیری:

رواه مسند مرسلا، وأحمد بن منیع و أبو یعلیٰ بسند صحیح (تحف الخیرة المہرة، باب ما جاء فی الإحسان إلى البنات والأغوات)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے تین بیٹیوں کی پرورش کی، اُن کی ضروریات کو پورا کیا، اور اُن پر رحم کیا اور ان کے ساتھ نرمی کی، تو وہ جنت میں داخل ہوگا، ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا اگر دو بیٹیاں ہوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو کی وجہ سے بھی، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے دل میں کہا کہ اگر کوئی انسان ایک کا سوال کرتا تو رسول اللہ ﷺ ایک کے بارے میں بھی یہی جواب دیتے (ترجمہ ختم)

اور بعض روایات میں ایک بیٹی کے بارے میں بھی حضور ﷺ کے ارشاد کی صراحت ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ، فَصَبَّرَ عَلَىٰ لَوَائِهِنَّ، وَضَرَّاهُنَّ، وَسَرَّاهُنَّ، أَذْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِي رَحْمَتِهِ إِيَّاهُنَّ " فَقَالَ رَجُلٌ: أَوْ اثْنَتَانِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ " أَوْ اثْنَتَانِ " فَقَالَ رَجُلٌ: أَوْ وَاحِدَةٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ " أَوْ وَاحِدَةٌ (مسند احمد، حدیث نمبر ۸۴۲۵، مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الادب، باب فی العطف علی البنات)

ترجمہ: جس کی تین بیٹیاں ہوں، پھر وہ اُن کی سختیوں اور رنجوں اور خوشیوں (سب پر) صبر کرے، تو اللہ تعالیٰ اُس کو اُن بچیوں پر رحم کرنے کی برکت سے جنت میں داخل فرمائیں گے، ایک آدمی نے کہا، اے اللہ کے رسول! کیا دو بیٹیوں کی وجہ سے بھی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو کی وجہ سے بھی، پھر ایک آدمی نے کہا کہ کیا اے اللہ کے رسول! ایک بیٹی کی وجہ سے بھی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک بیٹی کی وجہ سے بھی (ترجمہ ختم)

حضور ﷺ نے تین بیٹیوں کی تربیت اور ان پر رحم کرنے کی تو بطور خود فضیلت بیان فرمائی، اور دو اور ایک بیٹی کی فضیلت کو سوال کے بعد جواب میں بیان فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ تین بیٹیوں کی فضیلت دو اور ایک سے زیادہ ہے۔

اور اسی کے ساتھ حضور ﷺ نے اس طرف بھی اشارہ فرمادیا کہ ایک بیٹی کی ولادت پر اکتفاء نہ کیا جائے۔

ان احادیث و روایات سے لڑکیوں کی پیدائش اور ان کی اچھے طریقے پر محبت اور پیار کے ساتھ پرورش اور تربیت کرنے کی فضیلت اور اجر و ثواب واضح ہوا۔

لہذا لڑکیوں کی پیدائش کو حقیر و مکروہ سمجھنے کے بجائے باعثِ اعزاز و اکرام سمجھنا چاہیے۔ آج کل بعض لوگ زمانہ حمل میں جدید طبی ذرائع سے تشخیص کراتے ہیں، اور اگر حمل کے بارے میں لڑکی کا ہونا معلوم ہوتا ہے، تو اسے ضائع کر دیتے ہیں، یہ طرزِ عمل جائز نہیں۔

بیٹے اور بیٹی کی ولادت پر مبارک باد

جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ اولاد کا حصول خواہ بیٹا ہو یا بیٹی، اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، اور بیٹی کی فضیلت بعض جہات سے بیٹے کے مقابلہ میں زیادہ ہے، تو اسی سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ کسی مسلمان کو اس نعمت کے حاصل ہونے پر مبارک باد دینا بھی مستحب ہے۔

اور جس طرح لڑکے کی ولادت پر مبارک باد کا دینا مستحب ہے، اسی طرح لڑکی کی پیدائش پر بھی مبارک باد دینا مستحب ہے۔

اور لڑکے کی ولادت پر تو مبارک باد دینا اور لڑکی کی ولادت پر مبارک باد دینے سے کنارہ کشی اور اعراض کرنا نامناسب طریقہ ہے، جو زمانہ جاہلیت سے میل کھاتا ہے۔ ۱۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- كَانَ يُؤْتِي بِالْصَّبِيَّانِ فَيَبْرِكُ

۱۔ يستحب ان يهنأ الوالد بالولد. قال اصحابنا ويستحب ان يهنأ بما جاء عن الحسين رضي الله عنه (انه علم النسا ان التهنئة فقال قل بارك الله لك في الموهوب لك وشكرت الواهب وبلغ اشدّه وروقت بره) ويستحب ان يرد المهنأ على المهنء فيقول بارك الله لك وبارك عليك أو جزاك الله خيراً أو رزقك الله مظه أو احسن الله ثوابك وجزاءك ونحو هذا (المجموع شرح المذهب ج ۸ ص ۴۴۳)

ولا يهنأ للرجل أن يهنأ بالابن ولا يهنأ بالبنات بل يهنأ بهما أو يترك التهنئة ليعمل من سنة الجاهلية (تحفة المودود باحكام المولود لابن القيم ص ۲۰)

عَلَيْهِمْ وَيُحْيِيهِمْ (مسلم حدیث نمبر ۵۷۴۳، کتاب الآداب، باب استعجاب

تحسبک المولود عند ولادته وحمله إلى صالح يحسبک الخ، واللفظ له، ابو داؤد حدیث

نمبر ۵۱۰۸، مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۲۳۹۵۰)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے پاس نومولود بچوں کو لایا جاتا تھا، اور رسول اللہ ﷺ ان

کے لئے برکت کی دعا فرماتے، اور ان کی تحسبک فرماتے تھے (ترجمہ مختصر)

تحسبک کے بارے میں تفصیل آگے آتی ہے، اور برکت کی دعا سے مراد مبارک باد دینا ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ بچے کی ولادت پر مبارک باد دینا سنت سے ثابت ہے۔

برکت کے معنی خیر کے حصول اور اس کی کثرت کے ہیں، لہذا اس قسم کے الفاظ سے دعا کا مطلب

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو خیر کے حصول اور خیر کی کثرت کا ذریعہ بنائیں۔ ۱۔

اور ایک حدیث میں حضور ﷺ سے مبارک باوی ان الفاظ میں منقول ہے:

بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيهِ ، وَجَعَلَهُ بَرًّا تَقِيًّا

اللہ تعالیٰ آپ کے لئے اس بچے میں برکت فرمائیں، اور اس کو فرما نبردار اور متقی بنائیں

(مسند ابی ارحدیث نمبر ۷۳۱۰)

اور بعض اسلاف سے بچے کی ولادت پر مبارک باد ان الفاظ میں منقول ہے:

جَعَلَهُ اللَّهُ مُبَارَكًا عَلَيْكَ وَعَلَى أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی اس بچے کو اللہ تعالیٰ آپ پر اور امیہ محمد ﷺ پر مبارک فرمائیں۔ ۲۔

۱۔ یؤتی بالصبيان وكذا بالصبيات فليه تغليب فيبرك عليه بعشيد الرأى أى يدهو

لهم بالبركة بأن يقول للمولود بارك الله عليك فى أساس البلاغة يقال بارك الله فيه

وبارك له وبارك عليه وباركه وبرك على الطعام وبرك فيه إذا دعا له بالبركة قال

الطيبى بارك عليه أبلغ لأن فيه تصوير صب البركان وإفاضتها من السماء كما قال

تعالى لفتحنا عليهم بركات من السماء والأرض الأعراف ويحكمهم بعشيد التون أى

يمضغ العمر أو شيئا حلوا ثم يملك به حكيم مرقا، كتاب الصيد والنبات، باب العقيدة

۲۔ حدثنا يحيى بن عثمان بن صالح ، ثنا عمرو بن الربيع بن طارق ، ثنا السرى بن

يحيى ، أن رجلا ممن كان بهجاء الحسن ولد له ابن فنهأه رجل فقال : لهنيك الفارس

﴿بیت عاشیا گئے سنے پر ملا حذر فرمائیں﴾

اور اگر اس سے ملتے جلتے دوسرے الفاظ کہہ دیئے جائیں، یا عربی زبان کے بجائے کسی بھی دوسری زبان میں اس طرح کے دعائیہ کلمات کہہ دیئے جائیں، تو بھی کوئی حرج نہیں۔ ۱۔
اور بچے کے والدین دوسرے بچوں کو مبارک باد دینے والے کے جواب میں ”جزاک اللہ خیراً“ وغیرہ کہہ دینا چاہئے۔ ۲۔

مسئلہ.....: شریعت کے مطابق مبارک باد دینے کے لئے زبان سے اخلاص کے ساتھ مبارک بادی کے الفاظ کہنا کافی ہے، ساتھ میں کوئی تحفہ و ہدیہ دینا ضروری نہیں۔
لہذا بعض لوگوں کا تحفہ و ہدیہ کو لازم سمجھنا اور اس کے بغیر مبارک بادی کو نا کافی قرار دینا اور ضروری و واجبی حقوق فوت کر کے بلکہ قرض وغیرہ تک لے کر بچے کی پیدائش پر تحفہ و ہدیہ کا انتظام کرنا۔
یہ سب غیر شرعی طریقے اور شرعی حدود سے تجاوز ہے۔

مسئلہ.....: آج کل بعض لوگ اپنے یہاں بیٹے کی ولادت پر تو خوب زیادہ خوشی کا اظہار کرتے ہیں، اور لوگوں میں ہدایا و تحائف بھی تقسیم کرتے ہیں، اور اس کے مقابلہ میں بیٹی کی پیدائش پر خوشی کا اظہار نہیں کرتے، بلکہ دوسروں کے سامنے اس کا ذکر کرتے ہوئے بھی جان چراتے ہیں، اور اگر کوئی بیٹی کی ولادت پر مبارک باد پیش کرے، تو اس پر ”جزاک اللہ“ وغیرہ بھی نہیں کہتے۔
یہ طرز عمل قابل اصلاح ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

فقال الحسن : وما يدرىك أنه فارس لعله نجار ، لعله خياط قال : فكيف أقول ؟ قال : قل جعله الله مباركا عليك وعلى أمة محمد ﷺ (الدعاء للطبرانی حديث نمبر ۸۷۰)
حدثنا محمد بن علي بن شعيب السمسار ، ثنا خالد بن مخلد ، ثنا حماد بن زيد ، قال : كان أبو بوب إذا هنا رجلا مولود قال : جعله الله مباركا عليك وعلى أمة محمد ﷺ (الدعاء للطبرانی، حديث نمبر ۸۷۱)

۱۔ أخرج ابن عساکر عن كلثوم بن جوشن قال : جاء رجل عند الحسن وقد ولد له مولود فقيل له يهنيك الفارس فقال الحسن : وما يدرىك أأارس هو ؟ قالوا : كيف نقول يا أبا سعيد ؟ قال : نقول يورك لك في الموهوب وشكرت الواهب ورزقت بوه وبلغ أشده . (الحاوی للفتاوی فی الفقه، باب التهنة بالمولود)

۲۔ يُسَدَّبُ التَّهْنِیَةُ فِی الْوَلَدِ لِلْوَالِدِ وَنَحْوِهِ بِنَحْوِ بَارَكَ اللهُ لَكَ فِیهِ وَبَلَغَهُ رَحْمَةُ وَرَزَقَكَ بِرَّةً وَالرُّدُّ بِنَحْوِ جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا (حاشیة قلبوی - حمیمہ، فضل فی التقیقہ)

اولاد کے نیک عمل اور والدین کے لیے دعا کا اجر و ثواب

اولاد کے حصول کے فضائل تو اپنی جگہ ہیں، اسی کے ساتھ اولاد کے ذریعہ سے انسان اپنے نامہ اعمال میں بہت سی نیکیوں کا ذخیرہ بھی جمع کر سکتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک ایسی حدیث میں روایت ہے:

فَرَفَعَتْ إِلَيْهِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا فَقَالَتْ أَلْهَذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ (مسلم،

حدیث نمبر ۳۳۱، کتاب الحج، باب صحتہ حج الصبی وأجر من حج به، واللفظ له؛

ترمذی، باب ما جاء فی حج الصبی؛ نسائی، باب الحج بالصغير؛ ابن ماجہ، باب حج

الصبي؛ مسند احمد، حدیث نمبر ۳۱۹۵)

ترجمہ: پھر ایک عورت نے حضور ﷺ کی طرف ایک بچے کو اٹھا کر عرض کیا، کہ کیا اس کے لیے بھی حج ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک، اور آپ کے لیے اجر ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ تھا کہ اگر بچے کو بھی حج کرایا جائے، تو حج کرانے والے والدین کو بھی اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بچے کو نیک عمل کرنے پر ثواب ملتا ہے، اور بچے کے لئے نیک عمل کا سبب بننے والے والدین کو بھی ثواب ملتا ہے۔ ۱۔

اور والدین تو ویسے ہی اولاد کے دنیا میں آنے کا سبب بنتے ہیں، پھر اگر وہ اپنی اولاد کو نیک عمل پر

۱۔ قالت ألهذا أى يحصل لهلذا الصغير حج أى ثوابه قال نعم أى له حج النفل ولك أجر أى أجر السببية وهو تعليمه إن كان مميزاً أو أجر النيابة فى الإحرام والرمى والإيقاف والحمل فى الطواف والسمى إن لم يكن مميزاً (مرقاۃ، کتاب المناسک) لكن الصحيح أن حسنات الصبی له ولو ألدیه ثواب العلم ولذا ذکر اللقائى أنه تكتب حسناته لمقتضاه أن له کاتب حسنات (رد المحتار، کتاب الطهارة، مطلب هل یفارقہ المملکان)

وفى البرزى إذا عمل الصبی حسنات قبل البلوغ فثوابه له لا لأبويه ولهما ثواب العلم إن علماه وقيل ثواب الطاعة له مع أبويه (لسان الحکام، الفصل التاسع عشر فى الهبة)

ڈالیں، تو اولاد کے نیک عمل سے اولاد کو تو ثواب حاصل ہوتا ہی ہے، اسی کے ساتھ والدین کو بھی ثواب حاصل ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ عِلْمًا عَلَّمَهُ وَنَشَرَهُ
وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ وَمُصْحَفًا وَرَّثَهُ أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ أَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيلِ
بَنَاهُ أَوْ نَهْرًا أَجْرَاهُ أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِي صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ يَلْحَقُهُ مِنْ
بَعْدِ مَوْتِهِ (ابن ماجہ، حدیث نمبر ۲۳۸، باب ثواب معلم الناس الخیر، شعب الایمان
للبيهقي، باب مما يلحق المؤمن من عمله، حدیث نمبر ۳۲۹۳؛ ابن خزيمة، باب جماع
أبواب الصدقات، حدیث نمبر ۲۲۹۳)

ترجمہ: ”مومن کو اس کے جن نیک اعمال کا ثواب اور نفع مرنے کے بعد بھی پہنچتا ہے وہ یہ ہیں:

وہ دین کا علم جو اس نے کسی کو سکھایا اور پھیلایا۔

اور وہ نیک اولاد جس کو وہ اپنے پیچھے چھوڑ گیا۔

اور قرآن مجید کا نسخہ جو اس نے اپنی میراث میں چھوڑا۔

یا مسجد یا مسافر خانہ یا نہر (یعنی تالاب، کنواں جو خلق خدا کی نفع رسانی کے لئے اپنی زندگی میں) بنوا گیا، یا کوئی اور صدقہ جس کو اُس نے اپنے مال میں سے اپنی صحت اور حیات کی حالت میں نکالا تھا (اور خلق خدا کو بعد میں بھی اس سے نفع پہنچتا رہا) تو اس کا ثواب مرنے کے بعد بھی اُس کو پہنچتا رہے گا“ (ترجمہ مخم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک اولاد انسان کے لیے صدقہ جاریہ ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ
أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ (مسلم، حدیث نمبر ۴۳۱۰، کتاب

الوصية، باب ما يلحق الانسان من الغراب بعد وفاته، بوفاته واللفظ له ۱

ترجمہ: (مسلمان) انسان (خواہ مرد ہو یا عورت) جب فوت ہو جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے، لیکن (اصولی طور پر) تین (اعمال ایسے ہیں کہ اُن) کا سلسلہ منقطع نہیں ہوتا (اُن میں سے) ایک صدقہ جاریہ ہے۔

دوسرے ایسا علم ہے جس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔

تیسرے نیک صالح اولاد ہے جو اس (فوت ہونے والے) کے لئے دعا کرتی ہے (ترجمہ مکمل)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک اولاد جو مرحوم والدین کے لئے دعاء و استغفار کرتی ہے، وہ ان کے لیے صدقہ جاریہ ہے، اول تو اولاد کو نیک صالح بنانا ہی مستقل صدقہ جاریہ ہے کہ جب تک وہ کوئی نیک کام کرے گی والدین کو اس کا ثواب ملتا رہے گا۔

پھر اگر وہ اولاد والدین کے لئے دعا بھی کرتی رہے تو یہ والدین کے لئے ایک اور مستقل ذخیرہ ہے۔ ۲

۱۔ ورواہ ابو داؤد، حدیث نمبر ۲۴۹۴، ترمذی، حدیث نمبر ۲۹۷۷، قال ابو عیسیٰ هذا حدیث حسن صحیح؛ نسائی، حدیث نمبر ۳۵۹۱، مسند احمد، حدیث نمبر ۸۴۸۹، شعب الایمان للبیہقی، حدیث نمبر ۳۲۹۳، سنن الدارمی، حدیث نمبر ۵۷۰، مسند ابویعلیٰ الموصلی، حدیث نمبر ۶۳۲۶، صحیح ابن حبان، حدیث نمبر ۳۰۸۰، صحیح ابن عزیز، حدیث نمبر ۲۲۹۷، مستخرج ابو حوالہ، حدیث نمبر ۴۷۰۷، الادب المفرد للبخاری، حدیث نمبر ۳۹۔

۲۔ ولد صالح وجعل الولد من العمل لانه السبب فی وجوده (مراقبة، کتاب العلم، الفصل الاول)

الولد من کسبه (شرح النووی، کتاب الوصیة، باب ما یلحق الانسان من الغراب بعد وفاته)

(او ولد صالح) ای مسلم (بدھو له) لانه هو السبب لوجوده وصلاحه وارشاده الی الهدی وفائدة تقييده بالولد مع أن دعاء غيره ينفعه تحريره الولد علی الدعاء للوالد. وقيده بالصالح ای المسلم، لأن الأجر لا يحصل من غيره (فيض القدير للمناوی، تحت رقم حدیث ۸۵۰)

اولاد کے فوت ہونے پر فضیلت

پھر اولاد کے حصول کی فضیلت اس پر موقوف نہیں کہ اولاد پیدا ہونے کے بعد زندہ بھی رہے، بلکہ اگر پیدا ہونے کے بعد فوت ہو جائے، اور اس پر مبر سے کام لیا جائے، تو شریعت نے اس پر بھی عظیم الشان فضیلت اور اجر و انعام کو مقرر کیا ہے۔

چنانچہ حضرت قرۃ معزی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَأْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ابْنٌ لَهُ، فَقَالَ لَهُ: النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " أَتُحِبُّهُ ؟ " فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَحَبُّكَ إِلَيَّ كَمَا أُحِبُّهُ، فَقَقَدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ مَا فَعَلَ ابْنُ فُلَانٍ ؟ " قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَاتَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِيهِ " أَمَا تُحِبُّ أَنْ لَا تَأْتِيَ أَبَاكَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، إِلَّا وَجَدَتْهُ يَنْتَظِرُكَ ؟ " فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَهُ خَاصَّةٌ أَمْ لِكُلِّنَا ؟ قَالَ " بَلْ لِكُلِّكُمْ "

(مسند احمد حديث نمبر ۱۵۵۹۵، مسند البزار، حديث نمبر ۳۳۰۲، مسند

الطحايسى، حديث نمبر ۱۱۵۸، المعجم الكبير للطبرانى، حديث نمبر ۱۵۳۹۷،

مسند برك حاكم، حديث نمبر ۱۳۶۷، وقال صحيح الاسناد، ابن حبان، ذكر رجاء

نوال الجنان لمن قدم ابنا واحدا محسبا فيه، حديث نمبر ۲۹۳۷) ۱

۱۔ قال البوصيرى:

رواه أبو داود الطحايسى، وأحمد بن حنبل بسند الصحيح، وابن حبان فى صحيحه (اتحاف الخيرة المهرة، كتاب المساجد، حديث نمبر ۱۸۵۳)

وقال الهيمى:

رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، ج ۳، ص ۱۰، باب فيمن مات له ابنان)

وقال المنلى:

رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح وابن حبان فى صحيحه باختصار قول الرجل أله خاصة إلى آخره (الترغيب والترهيب، حديث نمبر ۲۰۰۷، كتاب الجهاد)

ترجمہ: ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا، اور اس آدمی کے ساتھ اس کا ایک بیٹا تھا، پس اس سے نبی ﷺ نے فرمایا کہ کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟ تو اُس آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ آپ سے ایسی محبت فرمائیں جیسی کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں (یعنی میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں) پھر (چند دن بعد) نبی ﷺ نے اس بچے کو مفقود (یعنی غیر موجود) پایا، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ فلاں کے بیٹے کو کیا ہوا؟ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! وہ فوت ہو گیا، تو نبی ﷺ نے اس کے والد سے فرمایا کہ کیا آپ اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ آپ جنت کے دروازوں میں سے جس دروازے پر بھی آئیں، تو آپ اپنے بیٹے کو اُس دروازے پر اپنا منظر پائیں (یعنی یہ بات یقیناً تمہیں پسند ہے)

تو ایک آدمی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! یہ فضیلت اس آدمی کے لیے خاص ہے، یا ہم سب کے لیے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم سب کے لیے ہے (ترجمہ تم) اور بعض صحابہ کرام سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّهُ يُقَالُ لِلْوِلْدَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ. " قَالَ: " فَيَقُولُونَ: يَا رَبِّ حَتَّى يَدْخُلَ آبَاؤُنَا وَأُمَّهَاتُنَا "، قَالَ: " فَيَأْتُونَ، قَالَ " فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَا لِي أَرَاهُمْ مُحْبَبِينَ، اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ " قَالَ " فَيَقُولُونَ: يَا رَبِّ آبَاؤُنَا " قَالَ " فَيَقُولُ: اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اُنْعَمَ وَأَبَاؤُكُمْ (مسند احمد، حديث رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حديث نمبر ۱۶۹۷۱، معرفة الصحابة لابی نعیم، حديث نمبر ۷۲۲۹) ۱

ترجمہ: قیامت کے دن بچوں کو جنت میں داخل ہونے کا حکم دیا جائے گا، تو وہ بچے عرض کریں گے کہ اے ہمارے رب! ہم اس وقت تک جنت میں نہیں جائیں گے، جب تک کہ ہمارے ماں باپ جنت میں داخل نہ ہوں، وہ بچے جنت میں داخل ہونے

سے انکار کریں گے، پھر (کچھ وقفہ کے بعد) اللہ عز و جل فرمائیں گے کہ یہ جنت میں داخل ہونے میں کیوں دیر لگا رہے ہیں، تم جنت میں داخل ہو جاؤ، تو وہ بچے کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمارے ماں باپ؟ تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم اور تمہارے ماں باپ سب جنت میں داخل ہو جاؤ (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَدَّمَ لَنَا ثَلَاثَةً لَمْ يَسْلَمُوا الْجَنَّةَ ، كَانُوا لَهُ حِصْنًا حَصِينًا مِنَ النَّارِ " فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ : قَدِمْتُ اثْنَيْنِ ؟ قَالَ " وَالثَّانِي " فَقَالَ أَبُو بِنِ كَعْبٍ أَبُو الْمُغَلَّبِ سَيِّدُ الْقُرَاءِ : قَدِمْتُ وَاحِدًا ؟ قَالَ " وَوَاحِدٌ ، وَلَكِنْ ذَاكَ فِي أَوَّلِ صَلَوةٍ " (مسند احمد، حلیث نمبر ۳۰۷۷ واللفظ لہ: ابن ماجہ، حلیث نمبر ۱۵۹۵)

ترجمہ: جس نے تین نابالغ بچوں کو آگے بھیج دیا (یعنی تین نابالغ بچوں کے فوت ہونے پر مبر کیا) تو وہ اس کے لیے جہنم سے حفاظت کا مضبوط قلعہ ثابت ہوں گے، حضرت ابوالدرداء نے عرض کیا کہ میں نے تو دو بھیجے ہیں (یعنی میں نے تو دو نابالغ بچوں کے فوت ہونے پر مبر کیا ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو بھی جہنم سے حفاظت کا مضبوط قلعہ ثابت ہوں گے، پھر حضرت ابی بن کعب: ابوالمہدی رسید القراء نے عرض کیا کہ میں نے تو ایک بھیجا ہے (یعنی میں نے تو ایک نابالغ بچے کے فوت ہونے پر مبر کیا ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک بھی جہنم سے حفاظت کا مضبوط قلعہ ثابت ہو گا، لیکن یہ فضیلت اس وقت ہے، جب ابتدائی صدمہ بچنے کے وقت مبر کیا ہو (ترجمہ ختم) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ مَاتَ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ ، فَاحْتَسِبَهُمْ ، دَخَلَ الْجَنَّةَ " قَالَ : قُلْنَا : يَا رَسُولَ اللَّهِ : وَالثَّانِي ؟ قَالَ " وَالثَّانِي " قَالَ مَحْمُودٌ : فَقُلْتُ لِجَابِرٍ : أَرَأَيْتُمْ لَوْ قُلْتُمْ وَاحِدًا ، لَقَالَ : وَاحِدٌ ، قَالَ " وَأَنَا وَاللَّهِ أَظُنُّ ذَاكَ (مسند

احمد، حدیث نمبر ۱۴۲۸۵، مُسْنَدُ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ؛ شعب الإيمان للبيهقي، باب في الصبر على المصائب؛ صحيح ابن حبان، حدیث نمبر ۲۹۳۶) ۱۔
ترجمہ: جس کے تین بچے فوت ہو گئے، اور اس نے اُن کے فوت ہونے پر صبر کیا، تو اللہ تعالیٰ اُس کو جنت میں داخل فرمائیں گے؛ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول! اگر دو فوت ہو جائیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو کے فوت ہونے پر بھی؛ حضرت محمود راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ اگر تم ایک کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتے تو رسول اللہ ﷺ ایک کے بارے میں بھی یہی فضیلت بیان فرماتے؛ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میرا گمان بھی یہی ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ لَهَا فَلَاحَةٌ إِلَّا أُدْخِلَهَا اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ يَا هُمَا فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ اثْنَانِ؟ قَالَ " أَوْ اثْنَانِ قَالُوا: أَوْ وَاحِدٌ؟ قَالَ " أَوْ وَاحِدٌ " ثُمَّ قَالَ " وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ السَّقَطَ لَيَجْرُ أُمُّهُ بِسَرَرِهِ إِلَى الْجَنَّةِ إِذَا اخْتَسَبَتْهُ " (مسند احمد، حدیث نمبر ۲۲۰۹۰ حدیث

معاذ بن جبل، المعجم الكبير للطبراني، حدیث نمبر ۱۶۷۲۰؛ مسند عبد بن حميد،

حدیث نمبر ۱۲۵) ۲۔

ترجمہ: جو بھی دو مسلمان (یعنی میاں، بیوی) ایسے ہوں، کہ اُن کی تین اولادیں فوت

۱۔ قال البيهقي:

رواه أحمد ورجاله ثقات. (معجم الزوائد، ج ۳ ص ۷، باب فيمن مات له ابنان)

۲۔ قال البيهقي:

رواه أحمد والطبراني في الكبير وفيه يحيى بن عبد الله التيمي ولم أجد من وثقه ولا

جرحه (معجم الزوائد، ج ۳ ص ۹، باب فيمن مات له ابنان)

وقال المنذرى:

رواه أحمد والطبراني وإسناد أحمد حسن أو قريب من الحسن (الترغيب والترهيب،

كتاب النكاح وما يتعلق بها)

ہو گئیں، تو اللہ تعالیٰ اُن دونوں (والدین) کو اُن بچوں کے فوت ہونے پر صبر کرنے کی وجہ سے اپنی رحمت کے فضل سے جنت میں داخل فرمائیں گے، لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اگر دو بچے فوت ہوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو فوت ہوں تو تب بھی، پھر لوگوں نے عرض کیا کہ اگر ایک فوت ہو تو؟ رسول اللہ نے فرمایا کہ ایک فوت ہو تو تب بھی؛ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، ساقط ہندہ حمل اپنی ماں کو اپنی نال کے ذریعے سے کھینچ کر جنت میں لے جائے گا، جبکہ اُس کی ماں نے حمل کے ساقط ہونے پر صبر کیا ہو (ترجمہ فتح)

نال، ناف کے ساتھ وابستہ اُس نالی کو کہا جاتا ہے، جس کے ذریعے سے جنین کے پیٹ میں غذاء پہنچتی ہے۔ ۱

پس جس عورت کا حمل معتمد بہ زمانہ مگزرنے کے بعد ساقط ہو جائے، اور وہ اُس پر صبر کرے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر کی امید وار رہے، تو وہ حمل اُس کو جنت میں پہنچانے کا ذریعہ ہوگا۔ ۲

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بچپن اور نابالغی کی حالت میں جس مسلمان کی اولاد فوت ہو جائے، وہ اس کے لیے آخرت میں بخشش و مغفرت کا ذریعہ اور عظیم فضیلت کا باعث ہوگی، اور دو اولادوں کے فوت ہونے پر ایک کے فوت ہونے سے زیادہ اور تین اولادوں کے فوت ہونے پر دو کے فوت ہونے سے زیادہ فضیلت حاصل ہوگی؛ کیونکہ تین کے فوت ہونے پر زیادہ بڑا صدمہ اور دو کے فوت

۱۔ والسور: بسین مہملۃ وراء محرکها هو ما تقطعه القابلة، وما بقی بعد القطع فهو السرة (احاف العبرة المہرۃ، باب موت الاولاد)

۲۔ السقط بالكسر أشهر من أخيه وهو مولود غير تام ليجر أمه أي ليسحبها بسره بفتح حین وكسرهما لغة فی السین وهو ما تقطعه القابلة من السرة كما فی القاموس وفي النهاية ما یبقی بعد القطع اه والاول أظهر لأن الله تعالى یعید جمیع أجزاء المیت كالأظفار المقلوقة والأشعار المقطوعة والقلقة وغیرها إلى الجنة وفيه إشارة بالغة إلى أن هذا الطفل الذی ليس له بالقلب كبير تعلق إذا كان هذا ثوابه فكيف یغواب من تعلق به تعلقا کلیا حتی صار أجزء من النفس عندها وأما تفسیر ابن حجر السور بالمصران المتصل بسره ووطن أمه فغریب مخالف للعلۃ إذا احسبته أي إذا عدت أمه موته ثوابا وصبرت علی فراقه احسبها (مرقاۃ، کتاب الجنائز، باب البكاء)

ہونے پر اس سے کم اور ایک کے فوت ہونے پر اس سے بھی کم صدمہ ہوتا ہے، اور جتنا بڑا صدمہ ہو، اس پر صبر کا اسی کے اعتبار سے اجر ہوتا ہے۔

یہ فضیلت تو نابالغ اولاد کے فوت ہونے کی صورت میں ہے، اور اگر بالغ اولاد ہو، اور وہ فوت ہو جائے، تو اس پر صبر کرنے پر بھی اجر و ثواب ہے، خاص طور پر جبکہ وہ نیک بھی ہو، تو اس کا ثواب بہت عظیم ہے، چنانچہ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

بَخِ بَخٍ، لَخَمْسٍ مَّا أَثْقَلَهُنَّ فِي الْمِيزَانِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ
وَسُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَالْوَلَدُ الصَّالِحُ يُتَوَلَّى فَيَحْتَسِبُهُ وَالِدَاهُ

(مسند احمد، حدیث مؤلفی لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حدیث نمبر ۱۵۶۶۲،

واللفظ لہ؛ مستدرک حاکم علیٰ صحیحین، حدیث نمبر ۱۸۳۹، شعب الإيمان

حدیث نمبر ۹۲۹۹، صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۸۳۳، المعجم الکبیر حدیث

نمبر ۱۸۳۱۰) ۱

ترجمہ: خوشخبری سن لو، خوشخبری سن لو، میزانِ عمل میں پانچ چیزیں بہت زیادہ بھاری ہیں، ایک لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، اور دوسرے اللہ اکبر، اور تیسرے سبحان اللہ، اور چوتھے الحمد للہ، اور پانچویں نیک اولاد جو فوت ہو جائے، اور اُس پر اس کے والدین ثواب کی امید رکھتے ہوئے صبر کریں (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے بالغ اور صالح اولاد کے فوت ہونے پر صبر کرنے کی عظیم الشان فضیلت معلوم ہوئی۔ ۲

۱ قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُعَرَّجْهُ

وقال الهيثمي:

رواه أحمد ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، ج ۱ ص ۴۹، باب في الإيمان بالله واليوم الآخر)

۲ (بخ بَخِ كَلِمَةٌ تَقَالُ لِلْمَدْحِ وَالرِّضَا وَتُكْرَرُ لِلْمَهَابَةِ فَإِنْ وَصَلَتْ جَرَتْ وَلَوَتْ

وَرُبَّمَا شَدَّدَتْ (لِخَمْسٍ) مِنَ الْكَلِمَاتِ (مَا أَثْقَلَهُنَّ) أَيْ أَرْجَحَهُنَّ (فِي الْمِيزَانِ) أَيْ

تَوَزَنَ بِهَا أَعْمَالُ الْعِبَادِ يَوْمَ التَّعَادِ (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ)

﴿بِقِيَمَاتِهَا كَلِمَةً عَلَى سَبْعَةِ أَلْفِ نَفْسٍ﴾

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَطَبَ أَبُو طَلْحَةَ أُمَّ سُلَيْمٍ، فَقَالَتْ لَهُ: مَا مِثْلَكَ يَا أَبَا طَلْحَةَ يَوْمَ
وَالِكِنِّي امْرَأَةً مُسْلِمَةً، وَأَنْتَ رَجُلٌ كَافِرٌ، وَلَا يَجِلُّ لِي أَنْ أَتَزَوَّجَكَ،
فَإِنْ تُسَلِّمَ فَذَلِكَ مَهْرِي لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ، فَأَسْلَمَ، فَكَانَتْ لَهُ فَدَخَلَ
بِهَا، فَحَمَلَتْ فَوَلَدَتْ غُلَامًا صَبِيحًا، وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ يُحِبُّهُ حُبًّا
شَدِيدًا، فَعَاشَ حَتَّى تَحْرَكَ لَمَرَضٍ، فَحَزِنَ عَلَيْهِ أَبُو طَلْحَةَ حُزْنًا
شَدِيدًا حَتَّى تَضْغُضَ، قَالَ: وَأَبُو طَلْحَةَ يَقْدُرُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَرْوُحُ، فَرَأَى رَوْحَةً وَمَاتَ الصَّبِيُّ، فَعَمَدَتْ إِلَيْهِ أُمُّ
سُلَيْمٍ، فَطَيَّبَتْهُ وَنَظَّفَتْهُ وَجَعَلَتْهُ فِي مِعْدِنَا، فَأَتَى أَبُو طَلْحَةَ، فَقَالَ:
كَيْفَ أُمْسَى بَنِي؟ قَالَتْ: بِخَيْرٍ مَا كَانَ مُنْذُ اشْتَعَلَى أَسْكَنَ مِنْهُ اللَّيْلَةَ،
قَالَ: فَحَمِدَ اللَّهَ وَسُرَّ بِذَلِكَ، فَفَرَّبَتْ لَهُ عَشَاءَهُ، فَتَعَشَّى ثُمَّ مَسَتْ
شَيْئًا مِنْ طَيْبٍ، فَتَعَرَّضَتْ لَهُ حَتَّى وَقَعَ بِهَا، فَلَمَّا تَعَشَّى وَأَصَابَ مِنْ
أَهْلِيهِ، قَالَتْ: يَا أَبَا طَلْحَةَ رَأَيْتَ لَوْ أَنَّ جَارًا لَكَ أَعَارَكَ عَارِيَةً،
فَاسْتَعْتَمَتْ بِهَا، ثُمَّ أَرَادَ أَخْلَافَهَا مِنْكَ أَكُنْتُ رَاذِيًا عَلَيْهَا؟ فَقَالَ: إِي

﴿ گزشتہ صفحے کا بغیر حاشیہ ﴾

یعنی ان نوابہن بچہ نہ یوزن فیرجع علی سائر الأعمال وکذا یقال فی قوله (والولد
الصالح) اى المسلم (یعنی للمراء المسلم فیحبہ) عند الله تعالى قال النبی صلی
الاحساب أن یحسب الرجل الأجر بصبره علی ما أصابه من المصیبة (الیزار) فی
مسندہ (عن ثوبان) مولی النبی ﷺ قال النبی صلی: حسن یعنی الیزار إسناده إلا أن
شیخہ العباس ابن عبد العزیز الباسانی لم أعرله (ن حب ک) فی الدعاء والذکر (عن
أبی سلمی) راضی رسول الله ﷺ حمصی له صحبة وحديث فی أهل الشام ورواه عنه
أیضا ابن عساکر وقال: یعرف بکنیة ولم یقف علی اسمه وقال غیرہ اسمه حرث (حم
عن أبی امامة) قال الحاکم: صحیح وأقره اللیثی ورواه أیضا الطبرانی من حديث
سفینة قال المنذری: ورجاله رجال الصحیح (لیثی القلیبر شرح الجامع الصغیر من
أحادیث البشیر النذیر، المؤلف: العلامة محمد عبد الرؤوف المناوی، تحت رقم
حدیث ۳۱۲۹)

وَاللّٰهُ، إِنِّي كُنْتُ لَرَاثَهَا عَلَيْهِ، قَالَتْ: طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُكَ؟ قَالَ: طَيِّبَةً بِهَا نَفْسِي، قَالَتْ: فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ أَعَارَكَ بَنِي وَمَتَّعَكَ بِهِ مَا شَاءَ، ثُمَّ قُبِضَ إِلَيْهِ، فَاصْبِرْ وَاصْتَبِرْ، قَالَ: فَاسْتَرْجِعْ أَبُو طَلْحَةَ وَصَبِرَ، ثُمَّ أَصْبَحَ عَادِيًّا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحَدَّثَهُ حَدِيثَ أُمِّ سُلَيْمٍ كَيْفَ صَنَعَتْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَارَكَ اللَّهُ لَكُمَا فِي لَيْلَيْكُمَا، قَالَ: وَرَحِمَلْتُ بِلَاكِ الْوَالِدَةِ فَأَتَقَلْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَلْحَةَ: إِذَا وَلَدْتُ أُمِّ سُلَيْمٍ لِحَبْنِي بَوْلِدَهَا، فَحَمَلَهُ أَبُو طَلْحَةَ فِي خِرْقَةٍ، فَبَجَاءَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَمَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرَةً، فَمَجَّهَا فِي فِيهِ فَبَجَعَلَ الصَّبِيُّ يَتَلَمَّظُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَلْحَةَ: حُبُّ الْأَنْصَارِ الْقَمَرُ فَحَنَكُهُ وَسَمِيَّ عَلَيْهِ، وَدَعَا لَهُ، وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللَّهِ (صحيح ابن حبان حديث نمبر ۷۱۸۷، واللفظ له،

مسلم حديث نمبر ۶۳۷۶، مسند احمد حديث نمبر ۱۴۰۶۵)

ترجمہ: حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم کو نکاح کا پیغام بھیجا، تو حضرت ام سلیم نے جواب میں کہا کہ اے ابو طلحہ آپ جیسے شخص کا مجھے ملنا خوش بختی ہے، لیکن میں مسلمان عورت ہوں، اور آپ کافر شخص ہیں، اور میرے لئے یہ حلال نہیں کہ آپ سے نکاح کروں، اگر آپ اسلام لے آئیں، تو میرا مہر یہی ہے (اس وقت نکاح میں اس طرح سے مہر مقرر کرنا جائز تھا) اور میں کسی چیز کا آپ سے سوال نہیں کروں گی، تو حضرت ابو طلحہ اسلام لے آئے، اور حضرت ام سلیم ان کی بیوی بن گئی، حضرت ابو طلحہ نے (نکاح کے بعد) ان سے مہسٹری کی، جس سے وہ حاملہ ہو گئیں، پھر ان کے یہاں ایک خوبصورت بچہ پیدا ہوا، اور حضرت ابو طلحہ اپنے اس بچے سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے، اس کو اللہ تعالیٰ نے اتنی زندگی عطا فرمائی، کہ وہ بٹنے جلنے لگا، پھر وہ بیمار

ہو گیا، جس پر حضرت ابو طلحہؓ کو شدید غم ہوا، یہاں تک کہ حضرت ابو طلحہؓ کمزور ہو گئے، اور حضرت ابو طلحہؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں صبح کو تشریف لے جاتے تھے، اور شام کو واپس آیا کرتے تھے، ایک دن وہ شام کو واپس آئے، اور (ان کی آمد سے پہلے) بچہ فوت ہو چکا تھا، حضرت ام سلمہؓ نے اس بچے کو خوشبو لگا لی، اور اسے صاف ستھرا کیا، اور ایک کپڑے میں لپیٹ دیا، حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے آ کر پوچھا کہ میرے بیٹے کا کیا حال ہے؟ تو حضرت ام سلمہؓ نے کہا خیریت کے ساتھ ہے، جو کل تک تکلیف تھی، رات ہونے پر اس سے سکون مل گیا ہے، حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس پر شکر ادا کیا، اور اس سے خوش ہو گئے، پھر حضرت ام سلمہؓ نے ان کو شام کا کھانا پیش کیا، جس کو انہوں نے تناول کیا، پھر حضرت ام سلمہؓ نے اپنے آپ کو خوشبو لگا لی، اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں، اور دونوں نے ہمستری فرمائی، جب ان چیزوں سے فارغ ہو گئے، تو حضرت ام سلمہؓ نے حضرت ابو طلحہؓ سے کہا کہ اگر آپ کے پڑوسی نے آپ کو کوئی چیز عاریتاً (وامانتاً) دی ہو، اور آپ نے اس سے فائدہ اٹھالیا ہو، پھر وہ پڑوسی آپ سے اس چیز کو واپس لینا چاہے، تو کیا آپ اس کو وہ چیز لوٹا دیں گے، تو حضرت ابو طلحہؓ نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ کی قسم میں اس کو ضرور بالعرض لوٹا دوں گا، حضرت ام سلمہؓ نے کہا کہ آپ خوش دلی کے ساتھ اس کو لوٹا دیں گے؟ تو حضرت ابو طلحہؓ نے فرمایا کہ ہاں بالکل خوش دلی کے ساتھ اس کو لوٹا دوں گا، حضرت ام سلمہؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو میرا بیٹا عاریتاً (وامانتاً) دیا تھا، اور آپ نے جتنا چاہا اس سے فائدہ اٹھالیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو واپس لے لیا، تو آپ ممبر کیجئے، اور ثواب کی امید رکھئے، یہ سن کر حضرت ابو طلحہؓ نے انا للہ پڑھا، اور ممبر کیا، پھر صبح ہونے پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ام سلمہؓ کے اس طرز عمل کا ذکر کیا، جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں کے لئے تمہاری گزشتہ رات میں برکت فرمائے، اس رات کے واقعہ سے حضرت ام سلمہؓ کو حمل ہو گیا، چند دن گزرنے کے بعد (جب رسول اللہ ﷺ کو اس

كى اطلاع دى گئى تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو طلحہ سے فرمايا کہ جب ام سلمہ كے ولادت ہو جائے، تو ان كے بچے كو ميرے پاس لانا، پھر جب بچے كى ولادت ہوگئى، تو حضرت ابو طلحہ نے اس كو ايك كپڑے ميں لپیٹا، اور رسول اللہ ﷺ كى خدمت ميں لے آئے، رسول اللہ ﷺ نے كھجور كو چبایا، پھر وہ كھجور بچے كے منہ ميں دى، جس كو وہ بچہ چوسنے لگا، پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو طلحہ سے فرمايا کہ انصار كو كھجور پسند ہے (اور يہ بیٹا انصار كا ہے) اس طرح رسول اللہ ﷺ نے اس بچہ كى تحنیک فرمائی، اور اس كا نام ركھا، اور اس كے لئے دعا فرمائی، اور اس كا نام عبد اللہ ركھا (ترجمہ ختم)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اولاد كے فوت ہونے پر صبر كرنے كے نتیجہ ميں نہ صرف يہ کہ اللہ تعالٰیٰ بے بہا ثواب عطا فرماتے ہيں، بلکہ اس كے ساتھ دنيا ميں بھی اس كا نعم البدل عطا فرماتے ہيں۔ بچے كى تحنیک كى تفصیل آگے آتى ہے۔

آج كل بعض لوگ اور خاص كر خواتين، ايسى عورت بلکہ ايسے گھرانے كو، جس كے يہاں چند بچے پيدا ہو كر فوت ہو جائیں، منحوس سمجھتے ہيں، يہاں تك کہ ايسى عورت اور ايسے گھر ميں كسى نئى دلہن كا بھی جانا درست نہيں سمجھتے، اور کہتے ہيں کہ وہاں جانے سے ”مرت بيائى“ لگ جائے گى۔

يہ سوچ اور طريقہ عمل سراسر اسلام كى تعليمات كے خلاف ہے، كيونكہ اسلام كى رُوء سے ولادت كے بعد بچوں كى فوٹكى منحوس چیز نہيں، بلکہ باعث فضيلت چیز ہے، جيسا کہ احاديث سے معلوم ہو چكا۔

مسئلہ.....: جس بچہ ميں پيدائش كے وقت زندگى كے آثار و علامات ہوں، اور وہ بعد ميں فوت ہو جائے، تو اس كو سنت كے مطابق كفن و دفن، اور اس كا نام ركھنا، اور اس پر نماز جنازہ پڑھنا، يہ سارى چیزیں سنت ہيں۔

البتہ اگر اس بچے كا عقيقہ يا ختنہ نہ ہوئى ہوں، يا سر كے بال نہ مونڈے گئے ہوں، تو فوٹكى كے بعد ان چیزوں كى ضرورت نہيں۔ ۱۔

۱۔ حتى يستهل فى النهاية استهلال الصبي تصويبه عند ولادته وهذا مقال والمدار على ما يعلم به حياته وقد تقدم عن ابن الهمام ما ينفعك فى هذا المقام (مرقاۃ المفاتيح، كتاب الجنائز باب المشى بالجنائز) ﴿بقية حاشيا گلے ملنے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

خلاصہ

پس گزشتہ تمام تر تفصیل سے معلوم ہوا کہ اولاد کا حصول شریعت کی نظر میں پسندیدہ اور مختلف فضائل و فوائد کا حامل ہے۔

اور یہ فضیلت نرینہ اولاد کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ لڑکیوں کے ذریعہ سے بھی فضیلت حاصل ہوتی ہے، بلکہ لڑکیوں کا حصول، لڑکوں کے مقابلہ میں کئی اعتبار سے زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔

اور اولاد کے ذریعہ سے انسان اپنے لئے صدقہ جاریہ اور آخرت کا بڑا ذخیرہ جمع کر سکتا ہے، خواہ اولاد بڑے ہونے تک زندہ رہے، یا فوت ہو جائے، بہر حال شریعت کے بتلائے ہوئے اصولوں کو اختیار کرنے سے بہر صورت فضیلتیں و خوبیاں حاصل ہوتی ہیں۔

اس لئے ہر مسلمان مرد و عورت کو اولاد کے حصول پر شکر کرنا چاہئے، اور شرعی احکامات و ہدایات پر عمل کرنا چاہئے۔

نومولود اور نوزائیدہ بچے سے متعلق شریعت نے جو ہدایات و احکامات ذکر فرمائے ہیں، آگے ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

إذا استهل الصبی ای رفع صوته یعنی علم حیاتہ صلی علیہ ای بعد غسلہ وتکفینہ ثم دفن کسائر أموات المسلمین وورث یضم لغسلہ راء مکسورة ای جعل وارثا ای جعل وارثا فی شرح السنة لو مات إنسان ووارثه حمل فی البطن یوقف له الميراث فإن خرج حیاً کان له وإن خرج میتاً فلا یورث منه بل لسائر وروثة الأول فإن خرج حیاً لم مات یورث منه سواء استهل أو لم يستهل بعد أن وجدت فیہ إمارة الحیة من عطاس أو تنفس أو حركة دالة علی الحیة سوی اعتلاج العارج عن المضیق وهو الفوری والأوزاعی والشافعی وأصحاب أبی حنیفة رحمهم الله تعالی (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الفرائض والوصایا، باب الفرائض)

قال ابن العربی: وهذا باب لیس للنظر فیہ مدخل وإنما هو موقوف علی الأثر (والسقط یصلی علیہ) إذا تیقنت حیاتہ أو إذا استهل (ویدعی لوالدہ بالمدفونۃ والرحمة) ای فی حال الصلاة علیہ وفيہ ادعیة مأثورة مشهورة مبنیة فی الفروع وغیرها (فیض القلید

نومولود کے متعلق احکام اور ان کے فضائل

شریعت نے نومولود کے جو احکام بیان کئے ہیں، وہ انتہائی فطرت کے مطابق ہیں، اور ان پر مرتب ہونے والے فضائل و فوائد بھی انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔

نومولود کی پیدائش کے بعد جو احکام اس سے متعلق ہیں، وہ مجموعی طور پر چھ احکام ہیں۔

(۱)..... نومولود کے کان میں اذان دینا (۲)..... نومولود کی تحنیک کرنا

(۳)..... نومولود کا نام رکھنا (۴)..... نومولود کا عقیقہ کرنا (۵)..... نومولود کے سر

کے پیدائشی بال مونڈنا، اور ان کے عوض صدقہ کرنا (۶)..... نومولود کی حنثہ کرنا۔

اور بچے کے سمجھدار ہونے کے بعد والدین و سرپرستوں کے ذمہ اس کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری

ہے۔

ایمان کے بعد عبادات تین قسم کی ہیں، ایک بدنی، دوسرے مالی، اور تیسرے دونوں کا مجموعہ۔

۱۔ دلائل کی روش سے افضل یہ ہے کہ نام عقیقہ سے پہلے رکھا جائے۔

ثُمَّ يُؤْمَرُ بِهِ جَلْدَانِ مَوْلِدِهِ بَعْدَهُ أَشْيَاءٌ: أَوَّلُهَا أَنْ يُؤْذَنَ فِي أُذُنَيْهِ حِينَ يُولَدُ..... وَالثَّانِيَةُ أَنْ يُحَنِّكَهُ بِعَمْرٍ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَيُحَلِّقُ بِشِبْهِهِ، وَيُنَبِّئُ أَنْ يَقُولَ ذَلِكَ مِنْهُ مَنْ يُرْجَى خَيْرُهُ وَبَرَكَتُهُ..... وَالثَّالِثَةُ أَنْ يَقُولَ عَنْهُ..... وَالرَّابِعَةُ أَنْ يَخْلُقَ عَقِيقَتَهُ وَهُوَ خَيْرُ رَأْسِهِ الَّذِي وَلَدَ بِهِ..... وَالْخَامِسَةُ أَنْ يُسَمِّيَهُ..... وَالسَّادِسَةُ أَنْ يَحْنِثَهُ.....

قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ رَحِمَهُ اللَّهُ: وَأَمَّا الْعَقِيمُ وَالْعَادِيثُ فَوَقْتُهُنَّ أَنْ يَتَلَفَّ الْمَوْلُودُ مِنَ السَّنِّ وَالْعَقْلُ مَبْلَغًا يَحْتَمِلُهَا (شعب الایمان للبيهقي، السُّنُونُ مِنْ شُعَبِ الْإِيمَانِ وَهُوَ بَابٌ فِي حُقُوقِ الْأَوْلَادِ وَالْأَهْلِيْنَ مَلْعَصًا)

آداب الولادة وهي خمسة: "الأول" أن لا يكسر فرجه بالذكر وحزله بالأنثى،

.....الأدب الثاني: أن يؤذن في أذن الولد..... الأدب الثالث: أن تسميه اسماً حسناً؛

.....الرابع: العقيقة عن الذكر بشاتين، وعن الأنثى بشاة ذكر أو كانت أو أنثى.....

الخامس: أن يحنكه بعمره أو حلاوة (احياء العلوم للفرزلي، ج ۱ ص ۴۰۳)

ينبغي أن تكون التسمية قبل الحلق. وعليه: فالسنة التسمية، ثم الذبح، ثم الحلق (إعانة

الطالبين، البكري الدماطي ج ۲ ص ۳۸۴)

نومولود کی ولادت کی فعالیت کا ذکر تو پہلے کیا جا چکا ہے، اور بچے کی تعلیم و تربیت کا درجہ اس کے سمجھدار ہونے کے بعد ہے،

اس لئے اس کو ہم نے مذکورہ چھ احکام اور چھ ایاد کے بعد خاتمہ میں ذکر کیا ہے۔

شریعت مطہرہ کی طرف سے بچہ کی تینوں قسم کی عبادات کا اس طرح انتظام کیا گیا کہ:
کان میں اذان کے ذریعہ سے بچہ کو شیطان سے محفوظ اور ایمان اور نماز کی طرف متوجہ
کیا گیا۔

تحذیک کے ذریعہ سے نیک صالح بننے کی طرف متوجہ کیا گیا۔
اچھے اسلامی نام کے ذریعہ سے اسلام کی ترجمانی اور مزید حسن و خوبیوں کے اثرات پیدا
ہونے کا انتظام کیا گیا، یہ سب بدنی عبادات تھیں۔

اور عقیقہ کے ذریعہ سے بدنی اور مالی عبادت کے مجموعہ کو ادا کیا گیا۔
اور بال کٹا کر اس کے سر سے گندگی کو دور کیا گیا، اس عمل کو حج کی قربانی (دم شکر)
اور اس کے بعد حلق یا قصر کرا کر احرام سے نکلنے سے مشابہت حاصل ہے۔
اور پھر بالوں کے برابر صدقہ دے کر خالص مالی عبادت کو ادا کیا گیا۔

اور ختنہ کے ذریعہ سے اسلامی شعار کی مہر لگائی گئی اور بیماریوں سے حفاظت کا انتظام کیا
گیا۔

اور پھر کچھ شعور پیدا ہونے کے بعد اس کی شریعت کے مطابق تعلیم و تربیت کے ذریعہ سے دنیا
و آخرت کی مزید خیر و بھلائی حاصل ہونے اور والدین کے لئے صدقہ جاریہ کا انتظام کیا گیا۔
اس طرح بچے اور نومولود سے متعلق یہ تمام احکام انتہائی اہمیت کے حامل ہیں، جن کو صدق و اخلاص
کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔

ان احکام اور ان پر مرتب ہونے والے فضائل و فوائد کا آگے فرداً فرداً ابواب کے تحت ذکر کیا
جاتا ہے۔

پہلا باب

تَوَلُّوْ د کے کان میں اذان کے فضائل و احکام

جب بھی کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے، تو اس پر شیطان اثر انداز ہوتا ہے، اس لئے شریعت کی طرف سے سب سے پہلے شیطان کی اثر اندازی کو دور کرنے کے لئے یہ انتظام کیا گیا کہ بچے کی پیدائش کے بعد اس کے کان میں اذان دی جائے، جس کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کی برکت سے بچہ شیطان کے اثر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مَوْلُودٍ يُوَلَّدُ إِلَّا وَالشَّيْطَانُ يَمْسُهُ حِينَ يُوَلَّدُ فَيَسْتَعِيلُ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ إِيَّاهُ إِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ وَأَقْرَأُوا إِنِّ شِئْتُمْ وَإِلَيَّ أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ (بخاری، حدیث نمبر ۴۱۸۴، کتاب تفسیر القرآن، باب والی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطان الرجیم، صحیح مسلم، باب فضائل مریسی علیہ السلام)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بچہ بھی ایسا نہیں پیدا ہوتا کہ جس کی پیدائش کے وقت شیطان اس کے ساتھ چھیڑ نہ کرتا ہو، اور وہ بچہ شیطان کی چھیڑ کرنے سے ہی آواز کرتا اور چیختا ہے، مگر حضرت مریم اور ان کے بیٹے (حضرت عیسیٰ شیطان کی چھیڑ سے محفوظ رہے) پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو، تو قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ لو:

وَإِلَيَّ أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

(جس کا ترجمہ یہ ہے کہ) اور بے شک میں اس بچے (یعنی عیسیٰ) اور اس کی اولاد کو

شیطان مردود کی طرف سے آپ کی پناہ میں دیتی ہوں (ترجمہ ختم)
مطلب یہ ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت مذکورہ دعا کی تھی، جس کی برکت سے وہ شیطان کی چھیڑے سے محفوظ رہے۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كُلُّ وَلَدِ آدَمَ الشَّيْطَانُ نَائِلٌ مِنْهُ بِلَكَ الطُّعْنَةِ وَلَهَا يَسْتَهْلُ الْمَوْلُودُ صَارِعًا، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ مَرْيَمَ وَابْنِهَا، فَإِنَّ أُمَّهَا حَيْنٌ وَصَعْنَهَا يَعْنِي أُمُّهَا قَالَتْ: إِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ فَضَرَبَ دُونَهَا الْحِجَابَ فَطَعَنَ فِيهِ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا (مسند بک حاکم حدیث نمبر ۴۱۲۳، واللفظ له، سنن البیہقی حدیث نمبر ۱۲۸۶۳، باب میراث الحمل)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر بنی آدم کو شیطان اس طعنہ کے ذریعہ سے چھیڑ کرتا ہے، اور اسی کی وجہ سے پیدائش کے وقت بچہ روتا اور چیختا ہے، سوائے حضرت مریم اور اس کے بیٹے کے، کیونکہ ان کی والدہ حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے وقت یہ دعا کی تھی:

إِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
”اور بے شک میں اس بچے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود کی طرف سے آپ کی پناہ میں دیتی ہوں“

اس کی برکت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور شیطان کے درمیان ایک حجاب حائل کر دیا گیا، تو شیطان نے اسی حجاب میں طعنہ مار دیا، تو ان کے رب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اچھے طریقے سے قبول فرمایا، اور ان کی بہتر طریقہ سے نشوونما فرمائی (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَنَى آدَمَ يَطْعَنُ الشَّيْطَانُ فِي جَنْبِهِ

بِأَصْبَعِهِ حِينَ يُوَلَّدُ غَيْرَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَهَبَ يَطْعَنُ فَطْعَنَ فِي الْحِجَابِ
(بخاری حدیث نمبر ۳۰۴۴، کتاب بدء الخلق، باب صفة اہلس و جنودہ، واللفظ لہ،

مسند احمد حدیث نمبر ۱۰۷۷۳، سنن البیہقی، باب میراث الحمل)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہر بنی آدم کی پیدائش کے وقت شیطان اپنی انگلی سے اس کے پہلوؤں میں طعنہ مارتا ہے، سوائے عیسیٰ بن مریم کے کہ شیطان ان کے (پہلوؤں میں طعنہ نہیں مار سکا، بلکہ) حجاب میں طعنہ مار کر چلا گیا (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کی دعا کی برکت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام شیطان کی چھیڑ سے محفوظ رہے، اور شیطان کی رسائی صرف حجاب یعنی کپڑے تک ہی ہو سکی۔
ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بچے کی ولادت کے بعد شیطان بچے کو چھیڑ چھاڑ کرتا ہے، اور اس پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ل

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ أَذْبَرَ الشَّيْطَانُ
وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ فَإِذَا قُضِيَ النَّدَاءُ أَقْبَلَ حَتَّى إِذَا قُوبَ

ل۔ قولہ فی الحجاب ہو الجلدة الی فیہا الجنین وتسمى المشيمة قالہ ابن الجوزی
وقیل الحجاب القوب الذی یلف فیہ المولود (عمدة القاری، کتاب بدء الخلق، باب
صفة اہلس و جنودہ)

ذهب یطعن فطعن فی الحجاب ای فی المشيمة الی فیہا الولد قال القرطبی هذا الطعن
من الشيطان هو ابتداء التسلط فحفظ الله مریم وابنها منه بركة دعوة أمها حيث قالت
إني أعيلها بك وفريتها من الشيطان الرجيم (فتح الباری لابن حجر، باب قول الله
تعالی واذکر فی الکتاب مریم إذ اتبذت من أهلها مکانا شرقا)

(ما من بنی آدم مولود الا یمسه) فی روایة ینخسه (الشيطان) ای یطعنه یا صبعه فی
جنبه (حين یولد فیستهل) ای یرفع المولود صوته (صارخا) ای باکيا (من) (الم)
من الشيطان) باصبعه وهذا مطرد فی کل مولود (غير مریم) بنت عمران (وابنها)
روح الله عیسی فانه ذهب لیطعن فطعن فی الحجاب الذی فی المشيمة وهذا الطعن
ابتداء التسلط فحفظ مریم وابنها بركة استعاذتها (خ عن أبی هريرة) بل هو مظق
عليه التیسیر بشرح الجامع الصغير للمناوی، حرف الميم)

بِالصَّلَاةِ أَذْبَرَ (بخاری حدیث نمبر ۵۷۳، کتاب الاذان، باب فضل العاذین، واللفظ لہ، مسلم حدیث نمبر ۸۸۵، ابوداؤد حدیث نمبر ۵۱۶، سنن نسائی حدیث نمبر ۶۶۹، مسند احمد حدیث نمبر ۸۱۳۹)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب نماز کی اذان دی جاتی ہے، تو شیطان آواز کے ساتھ اپنی ہوا خارج کرتے ہوئے بھاگ جاتا ہے، اور وہ اذان کو نہیں سنتا، پھر جب اذان مکمل ہو جاتی ہے، تو پھر آ جاتا ہے، یہاں تک کہ جب نماز کی اقامت کہی جاتی ہے، تو پھر بھاگ جاتا ہے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شیطان اذان اور اقامت سے بھاگ جاتا ہے۔ ۱
اور حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَذَّنَ فِي أُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ - حِينَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلَاةِ (ابوداؤد حدیث نمبر ۵۱۰۷، کتاب الادب بہاب فی الصبی یولد فیؤذن فی أذنه، واللفظ لہ، ترمذی حدیث نمبر ۱۴۳۶) ۲

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے کان میں نماز والی اذان دی (ترجمہ ختم)

اور مستدرک حاکم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

" رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذَّنَ فِي أُذُنِ الْحُسَيْنِ حِينَ

۱۔ حتی إذا ثوب بالصلاة من الثوب وهو الإعلام مرة بعد أخرى والمراد به الإقامة أذبر حتى لا يسمع الإقامة (مرقاۃ، کتاب الصلاة، باب فضل الاذان واجابة المؤذن)
(حتى إذا ثوب بالصلاة) المراد بالثوب الإقامة، وأصله من ثاب إذا رجع، ومقیم الصلاة راجع إلى الدعاء إليها، فإن الأذان دعاء إلى الصلاة، والإقامة دعاء إليها (شرح النووي علی مسلم، کتاب الصلاة، باب فضل الاذان وهرب الشيطان عند سماعه)

۲۔ قَالَ أَبُو جَبَسَى الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (حوالہ بالا)

وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا " (مسند بک حاکم حدیث نمبر ۴۸۱۴) ۱

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی، تو ان کے کان میں اذان دی (ترجمہ ختم)

بعض روایات میں حضرت حسن اور بعض میں حضرت حسین کے کان میں اذان کا ذکر ہے، اور دونوں

روایات اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں، کیونکہ دونوں کے کانوں میں آپ ﷺ نے اذان دی تھی۔ ۲

ملاحظہ رہے کہ مندرجہ بالا روایت کو بعض نے حاکم بن عسید اللہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے، مگر اولاً تو

ان کی حدیث میں بعض نے کوئی حرج نہ ہونے کا حکم لگایا ہے، اور امام ترمذی و امام حاکم نے ان کی

حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، اور بعض نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

اور دوسرے ان سے حضرت شعبہ اور حضرت ثوری روایت کرتے ہیں، جو کہ اپنے زمانے کے امام

الحدیث ہیں۔ ۳

۱۔ قال الحاکم: " هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يَنْعَرْجَاهُ "

۲۔ اور ایک روایت میں ایک ساتھ حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے کانوں میں اذان کا ذکر ہے، مگر اس کی سند

محدثین نے غیر معمولی ضعیف قرار دیا ہے۔

خَلَدْنَا مُحَمَّدًا بِنَ عُبَيْدِ اللَّهِ الْخَضِرِيِّ، خَلَدْنَا عَزْزُ بْنُ سَلَامٍ . ح. وَخَلَدْنَا الْحُسَيْنَ بِنَ
إِسْحَاقَ التُّسْتَرِيِّ، خَلَدْنَا يَحْيَى الْجَمَّالِيُّ، قَالَا خَلَدْنَا حَمَّادُ بْنُ زُعَيْبٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ
عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَبِي زَالِعٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذَّنَ فِي أُذُنِ
الْحُسَيْنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا جَمْعًا وَلَيْدًا، وَأَمَرَ بِهِ، وَاللَّفْظُ لِلْجَمَّالِيِّ (المعجم الكبير
للطبرانی حدیث نمبر ۹۲۱، واللفظ للمعرفة الصحابة لابی نعیم حدیث نمبر ۱۷۷۰)

قال الهیثمی:

رواه الطبرانی فی الكبير وفيه حماد بن زعيب وهو ضعيف جدا (مجمع الزوائد

ج ۳ ص ۶۰)

اور ہمارا مقصود اس روایت پر متوفی نہیں، اس لئے ہم نے اس روایت کو متن میں شامل نہیں کیا۔

۳۔ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ الْعَجَلِيُّ: لَا بَأْسَ بِهِ. وَقَالَ أَبُو أَحْمَدَ بْنُ عَدَى: وَقَدْ رَوَى

عنه الثوري، وابن خزيمة، وحمزة وغيرهم من ثقات الناس، وقد أحمله الناس، وهو مع

ضبطه يكتب حديثه..... روى له البخاري في كتاب "أفعال العباد"، والنسائي في

"اليوم والليلة"، والباقون سوى مسلم (تهذيب الكمال ج ۱ ص ۵۰۶)

وَقَالَ فِي مُسْتَدْرَكِ الْحَاكِمِ: الْحُسَيْنُ بِأَلْيَاءِ الْمُتَقَاتِ نَحْتِ، وَذَكَرَهُ فِي تَرْجُمَةٍ

﴿بقية حاشیا گے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

تیسرے اس حدیث کو امت کی طرف سے تلقی بالقبول حاصل ہے، اس لئے اس حدیث پر ضعف کا حکم لگا کر اس کی تردید کرنا درست نہیں۔ ۱۔
اور مسند احمد کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

"أَذَّنَ فِي أُذُنِي الْحَسَنُ حِينَ وَلَدْتُهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلَاةِ" (مسند احمد

حدیث نمبر ۲۳۸۶۹)

ترجمہ: جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں حضرت حسن کی ولادت ہوئی، تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن کے دونوں کانوں میں نماز والی اذان دی (ترجمہ ختم)

فقہائے کرام نے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کو مستحب قرار دیا ہے، اور اس روایت میں دونوں کانوں میں اذان کا ذکر ہے، اور اذان بول کر اقامت مراد لیا جانا ممکن ہے۔
جیسا کہ بعض احادیث میں اذان بول کر اقامت مراد لی گئی ہے۔ ۲۔

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ ماضیہ ﴾

الْحُسَيْنَ بِالنَّاءِ، وَقَالَ: بِمَا يَقْوَىٰ عِلْمُ الضَّعِيفِ. وَكَذَا وَقَعَ فِي نَسْخِ الرَّافِعِيِّ كُلِّهَا، وَكَلاَهُمَا صَحِيحٌ..... قَالَ الْقُرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَالَ الْحَاكِمُ: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادُ. وَسَكَتَ عَلَيْهِ أَبُو دَاوُدَ، وَعَبْدُ الْحَقِّ فِي أَحْكَامِهِ فَهُوَ إِنَّمَا حَسَنٌ أَوْ صَحِيحٌ (البلد المنير في تخریج الاحادیث والآثار الواقعة في الشرح الكبير لابن الملقن، كتاب الحقيقة، الحديث الخامس)

وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ: غَايِبٌ هِرَقْوَى. وَخَالَفَ الْمُعْجَلِي، فَقَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ. وَالْقُرْمِذِيُّ فَصَحَّ حَدِيثُ الْأَذَانِ فِي أُذُنِ الْحُسَيْنِ..... ثُمَّ نَظَرْتُ لِإِذَا خُفَّةً وَالْفُورَى قَدْ رَوَاهُ عَنْهُ، وَيَسْحَىٰ بِنِ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ - وَهُمَا إِنَّمَا أَهْلُ زَمَانِهِمَا (البلد المنير في تخریج الاحادیث والآثار الواقعة في الشرح الكبير لابن الملقن، كتاب الحقيقة، الحديث السادس)

۱۔ (قلت) وقد جرى حمل الناس بذلك (مواعظ الجليل شرح مختصر خليل، كتاب الصلاة، فصل الاذان والاقامة)

۲۔ چنانچہ محدثین نے متعدد احادیث میں اذان سے اقامت مراد لی ہے۔

قال أنس: قُلْتُ لِرَسُولِهِ: كَيْفَ كَانَ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالشُّعُورِ؟ قَالَ: قُلْتُ لِحَمِيمَيْنِ آيَةٍ. الْغَرِيبُ: الْأَذَانُ: يَرِيدُ بِهِ: الْإِقَامَةَ. وَبَيْنَ ذَلِكَ مَا فِي الصَّحِيحَيْنِ عَنْ أَنَسٍ عَنْ زَيْدٍ قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ لَمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ. قُلْتُ: كَيْفَ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: قُلْتُ لِحَمِيمَيْنِ

﴿ بقیہ ماضیہ کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

لہذا دونوں کانوں میں اذان سے یہ مراد لیتا درست ہے کہ ایک کان میں اذان اور ایک کان میں اقامت کہی، بالخصوص جبکہ اذان و اقامت کے الفاظ میں کوئی معتد بہ فرق بھی نہیں، اقامت میں صرف دو مرتبہ ”قد قامت الصلاة“ کا اضافہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور بعض روایات میں دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کا ذکر بھی ہے۔ ۱۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

آیت (تیسیر العلام شرح عمدة الحکام - للہمام، کتاب الصیام)

قال القاضی: المراد بالأذان هنا الإقامة (شرح النووی علی مسلم، کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب صلاة اللیل مثنیٰ ومثنیٰ والوتر رکعة من آخر اللیل)

فأراد المؤذن أن يؤذن فقال له أبرد ثم أراد أن يؤذن فقال له أبرد ثم أراد أن يؤذن فقال له أبرد حتى ساءى الظل الطول وقال الكرمانی فإن قلت الإبراد إنما هو فی الصلاة لا فی الأذان قلت كانت عادتہم أنهم لا یختلفون عند سماع الأذان عن الحضور إلى الجماعة فالإبراد بالأذان إنما هو لغرض الإبراد بالصلاة أو المراد بالتأذین الإقامة قلت يشهد للجواب الفانی رواية الترمذی حيث قال حدثنا محمود بن غیلان قال حدثنا أبو داود قال أنبأنا شعبه عن مهاجر أبي الحسن عن زید ابن وهب عن أبي ذر أن رسول الله كان فی سفر ومعه بلال فأراد أن یقیم فقال رسول الله أبرد ثم أراد أن یقیم فقال رسول الله أبرد فی الظهر قال حتى رأینا فیء الطول ثم أقام فصلى فقال رسول الله إن شدة الحر من فحج جهنم فأبردوا عن الصلاة (عمدة القاری، کتاب مواقیب الصلاة، باب الإبراد بالظهر فی السفر)

بین کل اذانین أى اذان وإقامة فیہ تغلیب أو المعنی بین إعلامین صلاة قال الطیبی غلب الأذان علی الإقامة وسمّاها باسمه قال الخطابی حمل أحد الاسمین علی الآخر شائع (مرقاۃ، کتاب الصلاة، باب فضل الأذان وإجابة المؤذن)

فیسمی الأذان إقامة كما یقال: سنة العمرین، ویراد به سنة أبی بکر وعمر رضی الله عنہما، وقال: ^{صحبہ} (بین کل اذانین صلاة لمن شاء إلا المغرب)، وأراد به الأذان والإقامة (بدائع الصنائع، کتاب الحج، فصل بیان سنن الحج و بیان الترتیب والفعالہ)

۱۔ گزشتہ صفحے کے نزدیک وہ روایات شدید ضعیف ہیں، اس لئے ہم نے ان روایات کو متن میں شامل نہیں کیا، اور ان پر ہمارا رد موقوف بھی نہیں۔

أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ بْنُ فَرَّاسٍ، بِمَكَّةَ، أَنَا أَبُو حَفْصٍ الْجُمَحِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْقَزَيفِيِّ، نَا عَمْرُو بْنُ حَزْنٍ، أَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرَّازِيُّ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْحَقَلِيِّ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ وَلِدَ لَهُ مَوْلُودٌ فَأَذَّنَ فِي أُذُنِهِ الْهَمْنَى، وَأَقَامَ فِي أُذُنِهِ الْبُشْرَى رَفَعَتْ عَنْهُ أُمُّ الصَّيِّبَاتِ" (مجمع

﴿ بقیہ حاشیہ کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

جس طرح شیطان اذان سے بھاگتا ہے، اسی طرح اقامت سے بھی بھاگتا ہے، اور اذان و اقامت دونوں میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور نبی ﷺ کی رسالت کی شہادت کی صورت میں ایمان کا اور اس کے بعد سب سے اہم عمل نماز کا ذکر ہے، لہذا اس عمل کے ذریعہ سے شیطان سے حفاظت کا فائدہ حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ بچے کو ایمان اور توحید و رسالت کی تلقین بھی ہو جاتی ہے۔

نیز اذان اور اقامت دونوں میں نماز کے عمل کی دعوت بھی ہے، لہذا اذان اور اقامت دونوں کے جمع کرنے میں شیطان کے اثرات سے کامل حفاظت کا سامان ہے۔

پھر ایک کان میں اذان اور دوسرے کان میں اقامت سے دونوں کانوں کے واسطے سے شیطان سے حفاظت کا انتظام کیا گیا ہے، اور اذان اقامت سے مقدم ہے، اور دائیں طرف کو بائیں طرف پر فوقیت حاصل ہے، اس لئے پہلے دائیں کان میں اذان اور اس کے بعد بائیں کان میں اقامت کو تجویز کیا گیا ہے۔ ۱۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ ماحشیہ ﴾

الایمان للبیہقی حدیث نمبر ۸۲۵۳، واللفظ لہ، مسند ابی یعلیٰ حدیث نمبر ۶۶۳۳

قال المناوی:

قال الیہیعی: فیہ مروان بن سالم الغفاری وهو معروک وأقول: تعصیبه الجنایة برأيه وحده يؤذن بأنه ليس فیہ مما یحمل علیه سواء والأمر بخلافه فیہ یحیی بن العلاء البجلی الرازی قال اللہبی فی الضعفاء والمعروکین قال: أحد کذاب وضاع وقال فی المیزان: قال أحمد: کذاب یضغ ثم أورده له أخباراً هذا منها. (فیض القدير تحت حدیث رقم ۹۰۸۵)

وَأَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَبِيبٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ غَمَرٍ بْنِ سَنَابِلٍ السُّلَوِيُّ، حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مُطِيبٍ، عَنْ مَنْصُورِ ابْنِ صَلِيفَةَ، عَنْ أَبِي مَعْبُدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أُذِّنْ فِي أُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ يَوْمَ وَلَدَ، فَأُذِّنْ فِي أُذُنِهِ الْيَمْنَى، وَأَقَامَ فِي أُذُنِهِ الْيُسْرَى" فَبِئْسَ هَذَا مِنَ الْإِسْنَادِ بَنِي ضَعُفَ (شعب الایمان للبیہقی حدیث نمبر ۸۲۵۵، واللفظ لہ)

اس روایت کی سند میں محمد بن یونس کدی اور حسن بن عمرو ہیں، ان کو بھی محدثین نے غیر معمولی ضعیف قرار دیا ہے۔

۱۔ قال الطیبی ولعل مناسبة الآية بالأذان أن الأذان أيضا يطرد الشيطان لقوله إذا نودي للصلاة أدبر الشيطان له ضراط حتى لا يسمع التأذين وذكر الأذان والقسمية في باب العقوبة وارد على سبيل الاستطراد اه والأظهر أن حكمة الأذان في الأذن أنه يطرد

﴿ بقیہ ماحشیہ کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

مسئلہ.....: بچے کی پیدائش کے بعد اس کے کان میں اذان دینا سنت ہے، اور فقہائے کرام کی بیان کردہ تفصیل کے مطابق دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا مستحب ہے۔ ۱۔
مسئلہ.....: افضل یہ ہے کہ پیدائش کے بعد جلد از جلد بچے کے کان میں اذان دے دی جائے، تاکہ بچے کے کان میں اذان و اقامت کے کلمات پہلے واقع ہوں۔

اور اگر کسی وجہ سے کچھ تاخیر ہو جائے تو بعد میں دینا بھی درست ہے (کذا فی فتاویٰ محمودیہ ص ۳۵۶) ۲۔

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وسمعه اول و هلة ذكر الله تعالى على وجه الدعاء إلى الإيمان والصلاة التي هي أم الأركان رواه الترمذی وأبو داود وقال الترمذی هذا حديث حسن صحيح (مرقاة، كتاب الاطعمة) (وبقلم فی اليسرى) والحكمة في ذلك أن الشيطان يخنسه حينئذ فشرع الأذان والإقامة لأنه يدبر عند سماعهما ولم يسلم منه إلا منهم وابنها كما في الأخبار (تحفة الحبيب في شرح الخطيب، ج ۵ ص ۲۶۰)

وحكمة الأذان في اليمين أن الأذان أفضل من الإقامة لكونه أكثر نفعاً، واليمين أشرف من اليسار فجعل الأشراف للأشرف (حاشية البجيرمي على الخطيب، كتاب الصلاة، سنن الصلاة) ۱۔ ثُمَّ يُؤْمَرُ بِهِ جَلْدَانِ مَوْلِدِهِ بِعِلَّةِ أَهْنَاءٍ: أَوَّلُهَا أَنْ يُؤْذَنَ فِي أُذُنِهِ جِهِنَ يُولَدَ، وَذَلِكَ بِأَنْ يُؤْذَنَ فِي أُذُنِهِ الْيُمْنَى وَيَقِيمَ فِي أُذُنِهِ الْيُسْرَى (شعب الإيمان للبيهقي، السُّنُونُ مِنْ شُعَبِ الْإِيمَانِ وَهُوَ بَابُ فِي حُقُوقِ الْأَوْلَادِ وَالْأَهْلِينَ)

(و) یسن أن (یؤذن فی اذنه الیمنی) ثم یقام فی اليسرى (حين یولد) للخبیر الحسن (أنه ۱۔ بَابُ فِي أُذُنِ الْحَسَنِ حِينَ وَلَدَ) وحكمته أن الشيطان يخنسه حينئذ فشرع الأذان والإقامة لأنه يدبر عند سماعهما وروی ابن السنی غیر (من ولد له مولود فأذن فی اذنه الیمنی وأقام الصلاة فی اذنه اليسرى لم تضره أم الصبيان) وهی التابعة من الجن وقيل مرض يلحقهم فی الصغر ویسن أن یقرأ فی اذنه الیمنی فيما یظهر: (وإني أحملها بك وفرضها من الشيطان الرجيم) ویزید فی الذکر التسمية وورد (أنه ۲۔ بَابُ فِي أُذُنِ مَوْلُودِ الْإِعْلَامِ) لیسن ذلك أيضا (تحفة المحتاج فی شرح المنهاج، فصل فی العقیقة)

قال جماعة من أصحابنا: يستحب أن يؤذن فی اذنه الیمنی ویقیم الصلاة فی اذنه اليسرى (الاذکار النوویة باب الأذان فی اذن المولود)

روی أن عمر بن عبد العزیز كان يؤذن فی الیمنی ویقیم فی اليسرى إذا ولد الصبی (شرح السنة للإمام البهوی، ج ۱ ص ۲۷۳، باب الأذان فی اذن المولود)

۲۔ آج کل بعض اوقات بچے کے کزور یا طبیعت کے تاسار ہونے کے باعث پیدائش کے فوراً بعد انتہائی گہمداشت کی مشینوں وغیرہ میں رکھا جاتا ہے، جس کی وجہ سے پیدائش کے فوراً بعد بچے کے کان میں اذان کا موقع میسر نہیں آتا۔ ایسی مجبوری میں بچے کے کان میں بعد میں اذان دینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ.....: احادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شیطان کی چھیڑ سے محفوظ رہنے کے لئے جس دعا کو ذکر کیا گیا ہے، مستحب یہ ہے کہ بچے کے کان میں وہ دعا بھی پڑھ لی جائے۔
اور وہ دعا یہ ہے:

إِنِّى أُعِيذُكَ بِكَ وَذُرِّيَّتُكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۱۔

مسئلہ.....: حدیث میں نماز کی اذان کا ذکر ہے، اس لئے بچے کے کان میں نماز والی اذان اور نماز والی اقامت کہنی چاہئے۔

البتہ اس اذان میں ”الصلاة خير من النوم“ کہنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ وہ صرف فجر کی اذان میں سنت ہے، اور اگر کوئی یہ الفاظ کہہ دے، تو بھی گناہ نہیں۔ ۲۔

مسئلہ.....: اگر کوئی دونوں کانوں میں اذان دے دے، یا دائیں کان میں اقامت اور بائیں کان میں اذان کہہ دے۔

تب بھی گناہ نہیں، کیونکہ اذان و اقامت کے کلمات میں کوئی معتد بہ فرق نہیں۔

مسئلہ.....: نماز کی اذان میں ”حی علی الصلاة“ کہتے ہوئے دائیں طرف، اور ”حی علی الفلاح“ کہتے ہوئے بائیں طرف متوجہ ہونا سنت ہے۔

اس لئے بعض فقہائے کرام نے فرمایا کہ بچے کے کان میں اذان دیتے وقت بھی ”حی علی الصلاة“ کہتے ہوئے دائیں طرف، اور ”حی علی الفلاح“ کہتے ہوئے بائیں طرف متوجہ ہونا

۱۔ قال النووي فى الروضة ويستحب أن يقول فى أذنه إني أعوذ بك وذريعتك من الشيطان الرجيم (مرقاة، كتاب الاطعمة)

۲۔ حدیث میں اذان و صلاة کا ذکر ہے، جس سے مطلق اذان مراد ہوگی، جبکہ فجر کی اذان خاص ہے۔

والمعنى أذن بممثل أذان الصلاة وهذا يدل على سنية الأذان فى إذن المولود (مرقاة، كتاب الاطعمة)

ما نصه: قال المحقق أبو زرعة: إنما يكون، أى إدهاره من أذان شرعى مجتمعا الشروط واقع بمحلله أريد به الإعلام بالصلاة فلا أثر لمجرد صورته ۱۔

أقول: ويمكن حمل ما قاله أبو زرعة على ما فهم من الحديث من أنه يدلر وله ضراط حتى لا يسمع صوته، وهو لا ينافى أنه إذا سمع الأذان على غير تلك الهيئة يدلر فيكفى شره وإن لم يكن إدهاره بطلك الصفة (نهاية المحتاج الى شرح المنهاج، فصل فى بيان الاذان والاقامة)

سنت ہے۔ ۱۔

جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ نماز والی اذان میں دائیں بائیں متوجہ ہونے کا مقصد دائیں بائیں طرف کے لوگوں تک آواز پہنچانا ہوتا ہے۔

مگر بچے کے کان میں اذان دینے کا مقصد دائیں بائیں کے لوگوں کو آواز پہنچانا نہیں ہے، بلکہ صرف بچے کے کان میں آواز پہنچانا کافی ہے۔

اس لئے بچے کے کان میں اذان دیتے وقت دائیں بائیں متوجہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ ۲۔

بہر حال بچے کے کان میں اذان دیتے وقت ”حی علی الصلاة“ اور ”حی علی الفلاح“ کہتے وقت

۱۔ (ویلغت فیہ) وکذا فیہا مطلقا ، ولیل إن المحل مسعا (یمینا ویمینا) فقط ؛ لئلا یمتدیر القبلة (بصلاة وفلاح) ولو وحده أو لمولود ؛ لأنه سنة الأذان مطلقا (فرمختار)

وفی الشامیة : (قوله مطلقا) للمنفرد وغیره والمولود وغیره ط . (ردالمحتار ، باب الاذان)

قال السندی رحمه الله تعالى: فیرفع المولود عند الولادة علی یدیه مستقبل القبلة ویؤذن فی اذنه الیمنی ویقیم فی الیسری ویلغت فیہما بالصلاة لجهة الیمین وبالفلاح لجهة الیسار (التحریر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۳۵)

وما کان دعاء للناس یحول وجہہ یمیناً وشمالاً ، لیم سماع جمیع الناس ذلک ، ومن الناس من یقول إذا کان یصلی وحده لا یحول وجہہ ، لأنه لا حاجة إلی الإعلام ، وهو قول شمس الأئمة الحلوانی .

والصحیح : أنه یحول علی کل حال ، لأنه صار سنة الأذان ، فلو تری به علی کل حال ، قال حتی قالوا فی الذی یؤذن لمولود : ینبغی أن یحول وجہہ یمناً ویمسرة عند هاتین الكلمتین (المحيط البرہانی ، باب نوع آخر فی بیان ما یفعل فیہ ای الاذان)

ج وما ذکرہ بعض الفقہاء من تحویل الوجه فی هذا الاذان یمینا وشمالاً لم اجد له أصلاً ولا یصح قیاسہ علی التحویل فی الاذان للصلاة لانه للإعلام ولا حاجة إلی مثل هذا الإعلام ہا هنا کما لا ینبغی (حاشیة اعلاء السنن ج ۱ ص ۱۲۳)

وأما الأذان فی أذن المولود فیحتمل أنه لا یطلب فیہ رفع الصوت ولا الالطاف المذكور لعدم فائدتہ قالہ الشیخ ، ووافق علی ذلک شیخنا البلقینی

وقولہ : ولا یبعد الالطاف أشار إلی تصحیحہ وقولہ إنه لا یطلب أشار إلی تصحیحہ ۱ ہ (حاشیة البجیرمی علی الخطیب ، کتاب الصلاة ، سنن الصلاة)
أما الأذان فی أذن المولود فلا یطلب فیہ رفع ولا الطاف لعدم فائدتہ (اعانة الطالبین ، فصل فی الاذان والاقامة)

دائیں بائیں طرف متوجہ ہونے میں بھی حرج نہیں، اور اگر کوئی متوجہ نہ ہو، تو اس کی بھی گنجائش ہے۔ مسئلہ.....: بچے کے کان میں اذان دیتے وقت زیادہ اونچی آواز کرنے اور اذان دینے والے کا منہ بچے کے کان کے بہت زیادہ قریب کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ اتنی آواز اور اتنا قرب کافی ہے، جس سے بچے کے کان میں صحیح طریقہ سے آواز پہنچ جائے، اور اس کو تکلیف بھی نہ ہو (کذافی امداد الاحکام ج ۱ ص ۴۷)۔

مسئلہ.....: بچے کے کان میں اذان دیتے وقت اذان دینے والے کا اپنے کانوں میں انگلیاں کرنا ضروری نہیں، کیونکہ کانوں میں انگلیاں کرنے کا مقصود آواز کو بلند کرنا ہے، جس کی یہاں ضرورت نہیں۔

البتہ اگر سنت کی اتباع میں کانوں میں انگلیاں رکھ کر اذان دی جائے، تو بہتر ہے۔ ۲ مسئلہ.....: بچے کے کان میں اذان و اقامت کہتے وقت سنت ہے کہ اذان و اقامت کہنے والے کا رخ قبلہ کی طرف ہو، اور کھڑا ہو کر اذان دے، جیسا کہ نماز کی اذان میں بھی کھڑے ہونا، اور قبلہ کی طرف رخ کرنا سنت ہے۔

۱۔ وأما الأذان في أذن المولود فيحتمل أنه لا يطلب فيه رفع الصوت ولا الالتفات المذكور لعدم فائدته قاله الشيخ، ووافق على ذلك شيخنا البلقيني وقوله: ولا يعد الالتفات أشار إلى تصحيحه وقوله إنه لا يطلب أشار إلى تصحيحه اهـ (حاشية الجبيري على الخطيب، كتاب الصلاة، سنن الصلاة) أما الأذان في أذن المولود فلا يطلب فيه رفع ولا التفات لعدم فائدته (اعانة الطالبين، فصل في الاذان والاقامة)

۲۔ والأفضل للمؤذن أن يجعل أصبعه في أذنيه قال عليه السلام (لبلال) رضي الله عنه: إذا أذنت فاجعل أصبعك في أذنك، فإنه أندی وأرفع لصوتك، ولأن المقصود من الأذان الإعلام، وذلك برفع الصوت وجعل الإصبعين في الأذنين يزيد في رفع الصوت، وعن هذا قلنا الأولى أن يؤذن حيث يكون أسمع للجيران، وإن ترك ذلك لم يضر (المحيط البرهاني، باب نوع آخر في بيان ما يفعل فيه أي الاذان) (قوله: فإذا نه الخ) تفريع على قوله ندبنا. قال في البحر: والأمر أي في الحديث المذكور للندب بقرينة العلل، فلذا لو لم يفعل كان حسنا. فإن قيل: ترك السنة فكيف يكون حسنا؟ قلنا: إن الأذان معه أحسن، فإذا تركه بقي الأذان حسنا كذا في الكافي اهـ فالهم (رد المحتار، باب الاذان)

تاہم اگر کوئی کسی عذر سے بیٹھ کر اذان دے، یا قبلہ کی طرف رخ نہ کرے، تب بھی کوئی گناہ نہیں (کذا فی امداد الاحکام ج ۱ ص ۴۷) ۱۔

مسئلہ.....: سنت یہ ہے کہ بچے کے کان میں اذان کوئی نیک صالح اور کلمات کی صحیح ادائیگی اور صحیح تلفظ کرنے والا مرد دے، تاکہ اذان کے صحیح کلمات اور اذان دینے والے کے نیک ہونے کے اثرات بچے پر بھی منتقل ہوں۔

اگر کوئی مرد میسر نہ ہو، تو عورت کا اذان دینا بھی کافی ہے، بشرطیکہ وہ حیض و نفاس کی حالت میں نہ ہو (کذا فی فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۴۵۵، ۴۵۶)

اور فاسق و فاجر کا اذان دینا مکروہ ہے۔ ۲۔

۱۔ المستعجب للمؤذن أن يستقبل القبلة استقبالا، هكذا روى عن عبد الله بن زيد رضى الله عنه عن النازل من السماء، فلأن قوله حتى على الصلاة حتى على الفلاح دعاء إلى الصلاة، وخطاب للناس بالحضور، وما قبله وبعده ثناء على الله، فما كان ثناء يستقبل القبلة (المحيط البرهاني، باب نوع آخر في بيان ما يفعل فيه أي الأذان) قال السندي رحمه الله تعالى: فيرفع المؤذن عند الولادة على يديه مستقبل القبلة ويؤذن في أذنه اليمنى ويقيم في اليسرى (التحرير المختار على هامش رد المحتار ج ۱ ص ۴۵) ويكره الأذان قاعداً لأنه خلاف المتوارث (الاختيار لتعليل المختار، كتاب الصلاة، باب الأذان)

۲۔ ويستحب أن يكون المؤذن صالِحاً تقياً عالماً بالسنة وأوقات الصلوات، مواظباً على ذلك، والله أعلم (الاختيار لتعليل المختار، كتاب الصلاة، باب الأذان) هل يشترط في أذان غير الصلاة الذكورة أيضاً لبحرم على المرأة رفع الصوت به ويباح بدون رفع صوتها لكن لا تحصل السنة فيه نظر ولا يبعد الاشتراط سم عبارة شيخنا، والمعتمد اشتراط الذكورة في جميع ذلك كما هو مقتضى كلامهم خلافاً لما وقع في حاشية الشوئري على المنهاج من أنه لا يشترط في الأذان في أذن المولود الذكورة ويوافقه ما استظهره بعض المشايخ من أنه تحصل السنة بأذان القابلة في أذن المولود (مرحلة المحتاج في شرح المنهاج، فصل في الأذان والاقامة) (قول المعن وأن يؤذن) أي ولو من امرأة لأن هذا ليس من الأذان الذي هو من وظيفة الرجال بل المقصود به مجرد الذكر للبرك (مرحلة المحتاج في شرح المنهاج، فصل في العقيقة)

وكره أبو حنيفة أن يكون المؤذن فاجراً (الاختيار لتعليل المختار، كتاب الصلاة، باب الأذان)

مسئلہ.....: اذان دینے والے کا مسلمان اور عاقل ہونا ضروری ہے، اور بالغ ہونا ضروری نہیں۔

لہذا نابالغ مجتہد رہنے کے اذان دینا بھی درست ہے، اگرچہ افضل یہ ہے کہ بالغ اذان دے۔ ۱۔

مسئلہ.....: افضل یہ ہے کہ بچے کے کان میں اذان دینے والا با وضو ہو، اور اگر وضو کے بغیر اذان دے دی جائے، تو بھی گناہ نہیں ہے۔

البتہ اگر اذان دینے والا جنسی ہو یعنی اس پر غسل واجب ہو (حیض و نفاس والی عورت بھی اس میں داخل ہے) تو اس کا اذان دینا مکروہ ہے، اور اگر کسی ایسے شخص نے اذان دے دی تو اس کا لوٹنا بہتر ہے۔ ۲۔

۱۔ (ویحوز) بلا کراہۃ (اذان صبی مراحق و عید) (درمختار)

(قوله: صبی مراحق) المراد به العاقل وإن لم يراهق كما هو ظاهر البحر وغيره، وقيل يكره لكنه خلاف ظاهر الرواية كما في الإمداد وغيره، وعلى هذا يصح تقريره في وظيفة الأذان بحر (ردالمحتار، باب الاذان)

يكره أذان الصبي الذي يعقل وإن كان جائزاً حتى لا يعاد في ظاهر الرواية لحصول المقصود، وأما الصبي الذي لا يعقل فلا يجوز ويعاد (منحة الخالق على هامش البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الاذان)

ويستحب إعادة أذان الجنب والصبي الذي لا يعقل والمجنون والسكران (الاختيار لتعليل المختار، كتاب الصلاة، باب الاذان)

۱۔ (قوله: منسوب) فقد نص في أذان الهداية على استحباب الوضوء للذكر الله تعالى (ردالمحتار، كتاب الطهارة، متن الفصل)

(ويؤذن ويقسم على طهارة) لأنه ذكر، فاستحب فيه الطهارة كالقرآن، فإذا أذن على غير وضوء جاز لحصول المقصود ويكره..... وإن أذن وأقام على غير وضوء لا يعيد (الاختيار لتعليل المختار، كتاب الصلاة، باب الاذان)

أذان الجنب لمكرهه رواية واحدة؛ لأنه يصير داعياً إلى ما لا يجب عليه وإقامته أولى بالكراهة (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الاذان)

ويستحب إعادة أذان الجنب (الاختيار لتعليل المختار، كتاب الصلاة، باب الاذان)
قال (ويستحب أن يؤذن ويقسم على طهر)؛ لأن لهما شبهة بالصلاة على ما سبأني، فإن أذن بغير وضوء جاز بلا كراهة في ظاهر الرواية؛ لأنه ذكر فكان الوضوء فيه مستحباً كالقراءة..... إلا أنه ليس بصلاة على الحقيقة، ولو كان صلاة على الحقيقة لم يجوز مع الحدث والجنابة فإذا كان مشبهاً بها كره مع الجنابة اعتباراً للشبه ولم يكره مع الحدث اعتباراً للحقيقة ولم يعكس؛ لأننا لو اعتبرنا في الحدث جانب الشبه لزمنا اعتباراً في الجنابة بطريق الأولى؛ لأن الجنابة أغلظ الحدثين فكان يعطل جانب الحقيقة (العناية شرح الهداية، باب الاذان)

مسئلہ.....: بچے کے کان میں دی جانے والی اذان و اقامت کا سننے والے کو جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ ۱۔

مسئلہ.....: اذان کے کلمات کھینچ کھینچ کر اور ٹھہر ٹھہر کر، اور اقامت کے کلمات، اذان کے کلمات کے مقابلہ میں کھینچے بغیر جلدی جلدی ادا کرنا سنت ہے۔

البتہ نماز والی اذان اور اقامت کا سننے والے کو جواب دینے کی ضرورت ہے۔

اور نماز والی اذان کا مقصود اعلان ہے، اور بچے کے کان میں دی جانے والی اذان میں ان دونوں باتوں کی ضرورت نہیں۔

اس لئے بچے کے کان میں دی جانے والی اذان و اقامت کو نماز والی اذان و اقامت کی طرح زیادہ ٹھہر ٹھہر کر دینے کی ضرورت نہیں، بلکہ کچھ جلدی کلمات ادا کر دینا بھی درست ہے۔

مسئلہ.....: بچے کے کان میں اذان دینے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ بچے کو ولادت کے بعد غسل دے دیا گیا ہو۔

البتہ اگر بچے کے جسم پر کوئی نجاست و غلاظت موجود ہو، تو اس کو صاف کر دینا چاہئے۔

مسئلہ.....: اذان کے کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ	اَللّٰهُ اَكْبَرُ	اَللّٰهُ اَكْبَرُ	اَللّٰهُ اَكْبَرُ
اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ	اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ	اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ	اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ
حَمْدٌ عَلٰی الصَّلَاةِ	حَمْدٌ عَلٰی الصَّلَاةِ	حَمْدٌ عَلٰی الصَّلَاةِ	حَمْدٌ عَلٰی الصَّلَاةِ
حَمْدٌ عَلٰی الْفَلَاحِ	حَمْدٌ عَلٰی الْفَلَاحِ	حَمْدٌ عَلٰی الْفَلَاحِ	حَمْدٌ عَلٰی الْفَلَاحِ
اَللّٰهُ اَكْبَرُ	اَللّٰهُ اَكْبَرُ	اَللّٰهُ اَكْبَرُ	اَللّٰهُ اَكْبَرُ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اور اقامت کے کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ
 اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
 اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ
 حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ
 حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ
 قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ
 اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ
 لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

www.E-IQRA.info



دوسرا باب

نومولود کی تحنیک کے فضائل و احکام

بچے کے کان میں اذان کے بعد نومولود کے لئے شریعت کی طرف سے دوسرا عمل تحنیک کی شکل میں مقرر کیا گیا ہے۔

اور تحنیک کا مطلب یہ ہے کہ کسی نیک صالح آدمی کے منہ میں چبائی ہوئی اور نرم کی ہوئی کھجور وغیرہ کو بچے کے تالو پر لگا دیا جائے، تاکہ بچے کے پیٹ میں نیکی کے اثرات منتقل ہوں۔ ۱۔
حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيمَ
فَحَنَنْكُهُ بِعُمُرَةٍ وَدَعَا لَهٗ بِالْبُرْكَاتِ وَدَفَعَهُ إِلَيَّ وَكَانَ أَكْبَرَ وَلَدِ أَبِي
مُوسَى (مسلم حدیث نمبر ۵۰۳۵، واللفظ لہ، کتاب الآداب، باب استحباب تحنیک

المولود عند ولادته وحمله إلى صالح يحنكه، مسند احمد حدیث نمبر ۱۹۵۷۰)

ترجمہ: میرے یہاں بیٹا پیدا ہوا، تو میں اس کو لے کر نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا، نبی

۱۔ وَالْفَائِئَةُ أَنْ يُحَنَّكَ بِعُمُرٍ (شعب الایمان للبیہقی، السُّنُونُ مِنْ حُفَّ الْإِيمَانِ وَهُوَ بَابُ
فِي حُقُوقِ الْأَوْلَادِ وَالْأَهْلِينَ)

والحکم الثاني تحنیک المولود (عمدة القاری شرح صحیح البخاری، کتاب
العقیقة، باب تسمیة المولود غداة یولد لمن یحق عنه وتحنیکه)

ثم رأیت المنہاج قید الاذان والاقامة بحین الولادة، ولم یقید التحنیک به، بل ذکره
بعد القید المذكور، وعبارة مع التحفة: ویسن أن یؤذن فی أذنه الیمنی، ثم یقام فی
الیسری حین یولد، وأن یحنكه بعمر. اهـ۔ وهو یفید أن الاذان وما بعده مقدمان علی
التحنیک (إعانة الطالبین ج ۲ ص ۳۸۵)

یحنكه بعمرۃ أو حلاوة (احیاء العلوم للغزالی ج ۱ ص ۳۰۳)

قال أهل اللغة: التحنیک أن یمضغ التمر أو نحوه ثم یدلك به حنك الصغیر، وفيه
لفتان مشہورتان حنكه وحنكته بالتخفیف والتشدید، والرواية هنا (شرح النووی علی
مسلم، کتاب الطہارة، باب حکم بول الطفل الرضيع وكيفية غسله)

ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا، اور اس کی کجیور کے ساتھ تحنیک فرمائی، اور اس کے لئے برکت کی دعا فرمائی، اور پھر بچہ مجھے دے دیا، اور یہ حضرت ابو موسیٰ کا سب سے بڑا بیٹا تھا (ترجمہ مخم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ يُؤْتِي بِالْأَصْبِيَانِ فَيَهْرِكُ عَلَيْهِمْ وَيُسَمِّيهِمْ (مسلم حدیث نمبر ۵۷۴۳، کتاب الآداب، باب استعجاب تحنیک المولود عند ولادته وحمله إلى صالح يحنكه، واللفظ له، ابو داؤد حدیث نمبر ۵۱۰۸، مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۲۳۹۵۰)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے پاس نومولود بچوں کو لایا جاتا تھا، اور رسول اللہ ﷺ ان کے لئے برکت کی دعا فرماتے، اور ان کی تحنیک فرماتے تھے (ترجمہ مخم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نومولود بچوں کو حضور ﷺ کی خدمت میں لایا جاتا تھا، اور آپ ﷺ ان کی تحنیک فرماتے تھے، اور برکت کی دعا فرماتے تھے، جس کو ہماری زبان میں مبارک باد دینا کہا جاتا ہے۔

مثلاً یہ الفاظ کہتے تھے کہ:

بَارَكَ اللَّهُ لَكُمْ

اللہ تعالیٰ آپ کے لئے مبارک فرمائیں

برکت کے معنی خیر کے حصول اور اس کی کثرت کے ہیں، لہذا اس قسم کے الفاظ سے دعا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو خیر کے حصول اور خیر کی کثرت کا ذریعہ بنائیں۔ ۱۔

۱۔ یزتی بالصبيان وكذا بالصبيات فلهن تغليب فیهك علیہ بعشید الرءاى یدعو لهم بالبركة بان يقول للمولود بارك الله عليك في اساس البلاغة يقال بارك الله فيه وبارك له وبارك عليه وباركه وبارك على الطعام وبارك فيه إذا دعا له بالبركة قال الطيبي بارك عليه أبلغ فإن فيه تصوير صب البركان وإفاضتها من السماء كما قال تعالى لفتحنا عليهم بركات من السماء والأرض والأعراف وحنكهم بعشيد النون أى

﴿بقية حاشيا كى منى پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

أَوَّلُ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ أَتَوْا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرَةً فَلَاكَهَا ثُمَّ أَدْخَلَهَا فِي فِيهِ فَأَوَّلُ مَا دَخَلَ بَطْنَهُ رِيقُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بخاری حدیث نمبر ۳۶۲۰، کتاب المناقب، باب ہجرت النبی ﷺ وأصحابہ إلى المدينة)

ترجمہ: (مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد مجاہدین) مسلمانوں میں سب سے پہلے پیدا

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ ماضیہ ﴾

بمضغ العمر أو شيئا حلوا ثم بذلك به حنك (مرقاۃ، کتاب الصيد والذباح، باب الحقیقہ)

(كان يؤتى بالصبيان فيبرك عليهم) أى يدعو لهم بالبركة ويقرأ عليهم الدعاء بالبركة ذكره القاضى. وقيل يقول بارك الله عليكم (ويحنكهم) ينحو تمر من تمر المدينة المشهود له بالبركة ومزيد الفضل (ويدعو لهم) بالإمداد والإسعاد والهداية إلى طرق الرشاد. وقال الزمخشري: بارك الله فيه وبارك له وعليه وباركه وبارك على الطعام وبارك فيه إذا دعا له بالبركة. قال الطيبي: وبارك عليه أبلغ لأن فيه تصويب البركات وإفاضتها من السماء، وفيه لذب التحنك وكون المحنك ممن يبرك به (فيض التقدير للمناوى، تحت حديث رقم ۶۹۲۹)

قوله: (فيبرك عليهم) أى: يدعو لهم ويمسح عليهم، وأصل البركة: ثبوت الخير وكرمه. وقلوبها: (فيحنكهم) قال أهل اللغة: التحنك أن بمضغ العمر أو نحوه ثم بذلك به حنك الصغير، وفيه لغتان مشهورتان حنكته وحنكته بالتخفيف والتشديد، والرواية هنا (فيحنكهم) بالتشديد وهى أشهر اللغتين. وقلوبها: (فبال فى حجره) يقال بفتح الحاء وكسرهما لغتان مشهورتان. وقلوبها: (بصبى يرضع) هو بفتح الياء أى رضيع وهو الذى لم يقطع (شرح النووى على مسلم، كتاب الطهارة، باب حكم بول الطفل الرضيع وكيفية غسله)

ومعنى: (فيبرك عليهم): أى يدعوا لهم بذلك، وعصمتهم بذلك لما فيها من معنى النساء والزيادة فى جسمه وعقله وفهمه ونباته لكون الطفل فى مبادئ ذلك (اكمال المعلم شرح صحيح مسلم للقاضى عياض، كتاب الطهارة، باب حكم بول الطفل الرضيع وكيفية غسله)

وقوله: كان يؤتى بالصبيان فيبرك عليهم ويحنكهم: يبرك عليهم: يدعو لهم بالبركة، ويحنكهم: بمضغ العمر، ثم يدلك به حنك الصبي. وكل ذلك تبرك بالنبي ﷺ (المفهم لما اشكل فيه كتاب مسلم للقرطبي، كتاب الطهارة، باب نضح بول الرضيع)

ہونے والے بچے حضرت عبداللہ بن زبیر تھے، جن کو ان کے اہل خانہ نبی ﷺ کے پاس لائے، نبی ﷺ نے ایک کھجور لی، اور اس کو چبایا، پھر عبداللہ بن زبیر کے منہ میں ڈالا، پس ان کے پیٹ میں سب سے پہلی چیز جو داخل ہوئی، وہ (کھجور کے ساتھ لگا ہوا) نبی ﷺ کا تھوک مبارک تھا (ترجمہ ختم)

تحسین کے ذریعہ سے نیک صالح انسان کے لعاب دہن کی برکات بچے کے پیٹ میں پہنچ جاتی ہیں۔ اور سنن البیہقی کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَلَمْ تَرْضِعُهُ حَتَّى آتَتْ بِهِ النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَحَنَكَهُ وَدَعَا لَهُ
وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ وَلِدَ فِي الْإِسْلَامِ بَعْدَ مَقْدَمِهِ الْمَدِينَةَ (سنن البیہقی حدیث
نمبر ۱۲۵۰، کتاب اللقطة، باب ذکر بعض من صار مسلماً یا سلام أبوه أو أحدهما
من أولاد الصحابة ورضی الله عنهم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیر کی والدہ نے ان کو دودھ نہیں پلایا، یہاں تک کہ ان کو نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، اور نبی ﷺ نے ان کی تحسین فرمائی، اور ان کے لئے دعا کی، اور یہ اسلام میں مدینہ منورہ میں حاضری کے بعد (مہاجرین کا) سب سے پہلے پیدا ہونے والا بچہ تھا (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ تحسین میں افضل یہ ہے کہ اس سے بچے کی غذا کا آغاز کیا جائے۔ ۱۔

۱۔ وقوله " : ويحنكهم ليكون أول ما يدخل أجوافهم ما أدخله النبي (ﷺ) لا سيما
بما مزجه به من ريقه وتقله في فيه (اكمال المعلم شرح صحيح مسلم للقاضي عياض،
كتاب الطهارة، باب حكم بول الطفل الرضيع وكيفية غسله)
وقال الطيبي الفاء جزاء شرط محذوف تعني أنا هاجرت من مكة وكانت أول امرأة
هاجرت حاملاً ووضعته بقباء فكان أي عبد الله أول مولود أي من المهاجرين ولد في
الإسلام أي بعد الهجرة إلى المدينة قال النووي يعني أول من ولد في الإسلام بالمدينة
بعد الهجرة من أولاد المهاجرين وإلا فالنعمان بن بشير الأنصاري ولد في الإسلام
بالمدينة قبله بعد الهجرة وفيه مناقب كثيرة لعبد الله بن الزبير منها أن النبي مسح عليه
وبارك عليه ودعا له وأول شيء دخل جوفه ريقه عليه السلام (مرقاة، كتاب الصيد
والدبائح، باب العقيقة)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ وَلَدَتْ غُلَامًا ، فَقَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ : أَخْمِلْهُ حَتَّى تَأْتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَبَعَثَ مَعَهُ بَعْمَرَاتٍ ، فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : مَعَهُ شَيْءٌ ؟ قَالُوا : نَعَمْ ، تَمَرَاتٍ ، فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَضَغَهَا ، ثُمَّ أَخَذَ مِنْ فِيهِ فَجَعَلَهُ فِي فِي الصَّبِيِّ ، ثُمَّ حَنَكَهُ بِهِ ، وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللَّهِ (مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۲۳۹۴، کتاب الطب، باب فی العمر بحنک بہ المولود،

واللفظ لہ، بخاری حدیث نمبر ۵۰۳۸)

ترجمہ: حضرت ام سلیم کے بیٹا پیدا ہوا، تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ اس کو نبی ﷺ کے پاس لے جاؤ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اس بچے کو نبی ﷺ کے پاس لے آئے، اور چند کھجوریں بھی ساتھ لائے، نبی ﷺ نے اس بچے کو لیا، اور فرمایا کہ کیا ساتھ میں کچھ ہے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں کھجوریں ہیں، تو کھجوروں کو نبی ﷺ نے لے لیا، اور لے کر اپنے دانتوں سے چبایا، اور ان میں اپنا لعاب مبارک شامل کیا، پھر اس کے بعد بچے کے منہ میں دے دیا، اور اس طرح سے اس بچے کی تحنیک فرمائی، اور اس کا نام عبداللہ رکھا (ترجمہ ختم)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک ایسی حدیث میں ہے کہ:

قَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ : أَخْمِلْهُ فِي خِرْقَةٍ حَتَّى تَأْتِيَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَأَخْمِلْ مَعَكَ تَمْرَ عَجْوَةٍ . قَالَ : فَحَمَلْتُهُ فِي خِرْقَةٍ . قَالَ : وَلَمْ يُحَنِّكَ ، وَلَمْ يَذُقْ طَعَامًا وَلَا شَيْئًا ، قَالَ : فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، وَلَدْتَ أُمَّ سُلَيْمٍ ، قَالَ : " أَلَيْسَ أَكْثَرُ مَا وَلَدْتَ ؟ " قُلْتُ : غُلَامًا ، قَالَ : " الْحَمْدُ لِلَّهِ " ، فَقَالَ : " هَاتِبِهِ إِلَيَّ " فَذَفَعْتُهُ إِلَيْهِ ، فَحَنَكَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، ثُمَّ قَالَ لِي " مَعَكَ تَمْرُ عَجْوَةٍ ؟ " قُلْتُ : نَعَمْ ،

فَاَخْرَجَتْ تَمْرًا ، فَاَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرَةً وَالْقَاهَا فِي فِيهِ ، فَمَا زَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْوُكُهَا حَتَّى اخْتَلَطَتْ بِرَبِيقِهِ ، ثُمَّ دَفَعَ الصَّبِيَّ . فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ وَجَدَ الصَّبِيَّ خَلَاوَةَ التَّمْرِ جَعَلَ يَمْصُ خَلَاوَةَ التَّمْرِ وَرَبِيقَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَكَانَ أَوَّلُ مَا تَفْتَحَتْ أُمَمَاءُ ذَلِكَ الصَّبِيِّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " حُبُّ الْأَنْصَارِ التَّمْرَ " ، فَسَمَّى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ (مسند احمد حديث نمبر ۱۲۸۶۵، واللفظ

لہ، سنن البیہقی حديث نمبر ۷۳۸۱، مسند الطیالسی ۲۱۵۶)

ترجمہ: مجھے ابو طلحہ نے فرمایا کہ اس بچے کو کپڑے میں اٹھا کر نبی ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ، اور اپنے ساتھ عجمہ کھجور بھی لے جاؤ، تو حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں اس بچے کو کپڑے میں لپیٹ کر لے گیا، اور اس وقت تک ان کے تالو کو کوئی چیز نہیں لگائی گئی تھی، اور نہ اس بچے نے کوئی کھانا پینا چکھا تھا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ حضرت ام سلمہ کے ولادت ہوئی ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اکبر! اس کی ولادت ہوئی ہے؟ تو میں نے کہا کہ بیٹے کی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ الحمد للہ، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس لے آؤ، حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے اس بچے کو رسول اللہ ﷺ کو دے دیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی تحنیک فرمائی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا آپ کے پاس عجمہ کھجور ہے؟ تو میں نے کہا کہ جی ہاں، میں نے کھجور نکالی، جسے رسول اللہ ﷺ نے لیا، اور اپنے منہ میں رکھا، اور اس کو چباتے رہے، یہاں تک کہ اس کھجور میں آپ کا لعاب دہن شامل ہو گیا، پھر وہ بچے کے منہ میں دی، اور اس بچے نے کھجور کی مٹھاس کو محسوس کیا، اور وہ کھجور کی مٹھاس اور رسول اللہ ﷺ کے لعاب دہن کو چوسنے لگا، پس اس بچے کی آنتیں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے لعاب دہن پر کھلیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کھجور انصار کو

محبوب ہے (اور یہ انصار کا بیٹا ہے) اور اس بچے کا نام عبد اللہ بن ابی طلحہ رکھا (ترجمہ فتح)

اور مسند بزار کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذْهَبْ يَا أَنَسُ إِلَى أُمِّكَ، فَقُلْ لَهَا: إِذَا قَطَعْتَ سِرَارَ ابْنِكَ، فَلَا تَذَيِّقِيهِ شَيْئًا حَتَّى تُرْسِلِي بِهِ إِلَيَّ، قَالَ: فَوَضَعَتْهُ عَلَى ذِرَاعِي، حَتَّى أَتَيْتُ بِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: الْبَيْتِيُّ بِسَلَاتٍ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ، قَالَ: فَجِئْتُهُ بِهِنَّ، فَقَذَفَ نَوَاهُنَّ، ثُمَّ قَذَفَهُ فِي فِيهِ، فَلَاكُهُ، ثُمَّ فَتَحَ لَهَا الْفُلَامَ، فَجَعَلَهُ فِي فِيهِ، فَجَعَلَ يَتَلَمَّظُ، فَقَالَ أَنَصَارِي يُحِبُّ التَّمَرَ، فَقَالَ: إِذْهَبْ إِلَى أُمِّكَ، فَقُلْ: بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيهِ، وَجَعَلَهُ بَرًّا

تَقِيًّا (مسند البزار حديث نمبر ۷۳۱۰) ۱

ترجمہ: پس اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے انس اپنی والدہ (ام سلمہ) کے پاس جاؤ، اور ان سے کہو کہ جب آپ اپنے بیٹے کی نال کاٹیں، تو اس کو کوئی چیز نہ چکھائیں، یہاں تک کہ اس کو میری طرف بھیج دیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سلمہ نے اس بچے کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں دے دیا، اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے، اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم مجھے تین عجوہ کھجوریں دے دو، حضرت انس نے تین عجوہ کھجوریں دے دیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کی گھٹلیوں کو نکالا، پھر اپنے منہ میں رکھا، اور ان کو خوب چبایا،

۱ قال الہیمی:

رواہ البزار ورجاله رجال الصصح غیر أحمد بن منصور الرمادی وهو ثقة وفی رواۃ للبزار أيضا قالت له أنزوجک وأنت تعبد عشبۃ ہجرہا عہدی فلان قلت فذکر الحدیث ورجاله رجال الصصح (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۶۱)

پھر بچے کا منہ کھولا، اور اس کے منہ میں دے دیا، وہ بچہ کھجوروں کو چوسنے لگا۔
تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ انصاری (بچہ) ہے، جو کھجور کو پسند کرتا ہے، پھر فرمایا
کہ اپنی والدہ کی طرف جاؤ، اور ان سے کہو:

بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيهِ ، وَجَعَلَهُ بَرًّا تَقِيًّا

اللہ تعالیٰ آپ کے لئے اس بچے میں برکت فرمائیں، اور اس کو فرمانبردار اور متقی بنائیں
(ترجمہ ختم)

ضروری نہیں کہ آپ ﷺ نے وہ تینوں کھجوریں چبا کر ایک ہی وقت میں بچے کے منہ میں دے دی
ہوں، بلکہ ممکن ہے کہ اس میں سے کچھ مقدار دی ہو، اور باقی بعد میں دی گئی ہوں۔
ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بچے کی پیدائش کے بعد نیک لوگوں کے ذریعہ سے بچے کی تحنیک
کرانی چاہئے۔

تاکہ بچے کے پیٹ میں نیک لوگوں کی تحنیک سے غذا کا آغاز ہو، اور وہ بچے کے لئے ایمان اور
نیک عمل کی بنیاد بنے۔ ا

مسئلہ.....: احادیث سے معلوم ہوا کہ تحنیک کا عمل سنت اور بچے کے لئے بہت بابرکت عمل

۱۔ وقوله: (كان يؤتى) بالصبيان فيمرك عليهم ويحنكهم) : فيه التعرک
بأهل الفضل، والتماس دعائهم، والافتداء بهذا الأدب والسيرة موق؟ حمل المولودين
إلى الفضلاء عند ولادتهم وعرضهم عليهم ليدعوا لهم (اكمال المعلم شرح صحيح
مسلم للقاضي عياض، كتاب الطهارة، باب حكم بول الطفل الرضيع وكيفيته غسله)
والحكمة فيه أنه يتفاءل له بالإيمان لأن العمر ثمرة الشجرة التي شبهها رسول الله
بالمؤمن وبحلواته أيضا ولا سيما إذا كان المحنك من أهل الفضل والعلماء
والمصالحين لأنه يصل إلى جوف المولود من ريقهم ألا ترى أن رسول الله لما حنك
عبد الله بن الزبير حاز من الفضائل والكمالات ما لا يوصف وكان قارئا للقرآن عفيفا
فى الإسلام وكذلك عبد الله بن أبي طلحة كان من أهل العلم والفضل والتقدم فى
الخير ببركة ريقه المبارك (عمدة القارى شرح صحيح البخارى، كتاب العقيقة، باب
تسمية المولود غداة يولد لمن يرقى عنه وتحنيكه)

والحنك بالعمر تفاؤل بالإيمان، لأنها ثمرة الشجرة التي شبهها رسول الله ﷺ -
بالمؤمن ولحلواتها أيضا (دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، باب الصبر)

هه، لهندا نهچه كك سر پرستون كو چاهنه كه نهچه كو پيدائش كك بعد كسى نيك فخص كى خدمت ميں لے جا كر تحنيك كرائيں، اور ان سه بركت كى دعا حاصل كريں۔ ١

مسئله.....: تحنيك كا طريقه يه هه كه نهچه كو ولادت كك بعد احتياط كك ساتھ كسى نيك صالح بزرگ كى خدمت ميں لے جايا جائے، اور ساتھ ميں كجور وغيره لے جائي جائے۔

اور وه بزرگ كجور كو اپنے منه ميں ركھ كر خوب چبائين، اور نرم كريں، پھر اس كك بعد كجور كا كچھ حصه اپنے داهنه هاتھ كى شهادت كى انگلي پر لے كر نهچه كا منه كھول كر اس كك تالو ميں لگا ديں۔ ٢

١ وفي هذا الحديث فوائد منها تحنيك المولود عند ولادته، وهو سنة بالإجماع كما سبق (شرح النووي على مسلم، كتاب الآداب، باب استحباب تحنيك المولود الخ)

أما أحكام الباب ففيه: استحباب تحنيك المولود. وفيه: التبرك بأهل الصلاح والفضل. وفيه: استحباب حمل الأطفال إلى أهل الفضل للتبرك بهم، وسواء في هذا الاستحباب المولود في حال ولادته وبعدها. وفيه: النذب إلى حسن المعاشرة واللين والعواضع والرفق بالصغار وغيرهم (شرح النووي على مسلم، كتاب الطهارة، باب حكم بول الطفل الرضيع وكيفية غسله)

وتحنيكهم بالتمر كان سنة معروفة معمولاً بها، فلا ينبغي أن يعدل عن ذلك القداء بالنبي ﷺ واغتناماً لبركة الصالحين، ودعائهم. والتحنيك هنا: جعل مضغ التمر في حنك الصبي (اكمال المعلم لما اشكل فيه من تلخيص كتاب مسلم، كتاب الآداب، ومن باب تسمية الصغير وتحنيكه والدعاء له)

وفيه نذب التحنيك وكون المحنك ممن يتبرك به (فيض القدير للمناوي، تحت حديث رقم ٦٩٢٩)

ويؤخذ منه التبرك بأهل الفضل، واغتنام أدعيتهم للصبيان عند ولادتهم (المفهم لما اشكل فيه من تلخيص كتاب مسلم للقرطبي، كتاب الطهارة، باب نضح بول الرضيع)

٢ اتفق العلماء على استحباب تحنيك المولود عند ولادته بتمر، فإن تعذر فما في معناه وقرب منه من الحلو، فيمضغ المحنك التمر حتى يصير مائعة بحيث يتلغ، ثم يفتح فم المولود، ويضعها فيه ليدخل شيء منها جوفه (شرح النووي على مسلم، كتاب الآداب، باب استحباب تحنيك المولود عند ولادته وحمله إلى صالح يحنكه الخ)

قوله ليحنكه من التحنيك وهو أن يمضغ التمرة ويجعلها في فم الصبي ويحنك بها في حنكه بسببته حتى يتحلل في حنكه والحنك أهلى داخل الفم (عمدة القارى شرح

﴿تبييه حاشيا لكى ملے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ.....: تحنیک کے بعد ان بزرگ کو چاہئے کہ بچے کے والدین اور سرپرستوں کو مخاطب کر کے مبارک باد کے دعائیہ کلمات کہیں، مثلاً یہ کہیں:

بَارَكَ اللَّهُ لَكُمْ فِيهِ ، وَجَعَلَهُ بَرًّا تَقِيًّا

اللہ تعالیٰ آپ کے لئے اس بچے میں برکت فرمائیں، اور اس کو فرمانبردار اور متقی بنائیں اور مبارک بادی کے یہ الفاظ بھی بعض اسلاف سے منقول ہیں:

جَعَلَهُ اللَّهُ مُبَارَكًا عَلَيْكَ وَعَلَى أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی اس بچے کو اللہ تعالیٰ آپ پر اور اس پر محمد ﷺ پر مبارک فرمائیں

اور اس سے ملتے جلتے دوسرے الفاظ کہنا بھی درست ہے۔ ۱

مسئلہ.....: افضل یہ ہے کہ تحنیک کھجور سے کی جائے، اور اس میں بھی عجوہ کھجور ہو، تو زیادہ بہتر

ہے۔ ۲

اور اگر کھجور میسر نہ ہو تو چھوڑے یا کسی بھی دوسری میٹھی چیز سے تحنیک کر دی جائے، اور میٹھی چیز میں شہد کا ہونا بہتر ہے، اور یہ بھی میسر نہ ہو تو کسی دوسری ایسی میٹھی چیز سے تحنیک کر دی جائے، جو

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

صحیح البخاری، باب وسم الإمام إيل الصدقة بيده

قوله فحنكه التحنك إدخال الإصبع في فم الصغير عند ولادته والحنك باطن أعلى الفم قوله لا حنكن أي لا متعاضلن يقال احنك فلان ما عند فلان من علم أي استقصاه (فتح الباری لابن حجر، کتاب الاحتصام، الفصل الخامس فی میاق ما فی الكتاب من الألفاظ الغریبة علی ترتیب الحروف مشروحا، فصل ح ق)

۱۔ وفي النهاية الحجر بالفتح والكسر القرب ثم دعا بعمره فمضغها ثم تفل أي وضع والقى ذلك العمر المختلط بريقه في فيه أي في فمه ثم حنكه بتشديد النون أي ذلك به حنكه ثم دعا له وبرك عليه بتشديد الراء أي قال بارك الله عليك والعطف يحتمل التفسير والتخصيص فكان وفي نسخة صحيحة بالواو (مرواة، كتاب الصيد والذبايح، باب العقيقة)

۲۔ اور اگر تین کھجوریں ہوں، تو زیادہ بہتر ہے، جیسا کہ حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کی تین کھجوروں سے تحنیک فرمائی تھی۔ البتہ تین کھجوریں ایک ساتھ بچے کو فراہم کرنا ضروری نہیں، بلکہ کچھ مقدار پہلے اور کچھ بعد میں فراہم کی جاسکتی ہے۔ محمد رضوان

آگ پر نہ پکی ہو، مثلاً کسی پھل، کیلے وغیرہ سے۔ ۱۔
مسئلہ.....: اگر بچے کی ولادت کے وقت کوئی نیک صالح بزرگ موجود ہوں، تو انہی سے تحنیک کرائی جائے، اور اگر وہاں موجود نہ ہوں، تو مناسب یہی ہے کہ تحنیک کے لئے بچے کو کسی نیک صالح بزرگ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا جائے، اور بزرگوں کو بچے کے پاس آنے کی زحمت نہ دی جائے، جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے بچوں کو تحنیک کے لئے حضور ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا کرتے تھے۔ ۲۔

۱۔ و یحسنکھم بعشید النون ای یمضغ العمر أو شینا حلوا ثم یدلک بہ حنکہ (مرفاۃ،

کتاب الصید والذباح، باب العقیقہ)

يُحَنِّكُهُ بَعِضٌ، لِإِنَّ لَمْ يَجِدْ فَيَحْلُوْهُ يُشْبِهُهُ (شعب الإيمان للبيهقي، السُّعُونَ مِنْ شُعَبِ الْإِيمَانِ وَهُوَ بَابُ فِي حُقُوقِ الْأَوْلَادِ وَالْأَهْلِيْنَ)

السنة ان یحکنک المولود عند ولادته یعمر بان یمضغه السن ویدلک بہ حنک

المولود و یفتح فاه حتی ینزل إلى جوفه شیئ منه قال اصحابنا فان لم یکن تمر فشیئ

آخر حلوا (المجموع شرح المہذب ج ۸ ص ۴۴۳)

ومنها العبرک بآثار الصالحین، وریقہم، وکل شیء منهم. ومنها کون التحنیک یعمر

، وهو مستحب، ولو حنک بغيره حصل التحنیک، ولكن العمر افضل (شرح النووی

علی مسلم، کتاب الآداب، باب استعجاب تحنیک المولود الخ)

والأولی فیہ العمر فإن لم یعسر فالرطب وإلا فشیء حلوا وعسل النحل أولی من غیره ثم ما لم

تمسه النار (عمدة القاری، کتاب العقیقہ، باب تسمیة المولود خداة یولد لمن یحق عنه وتحنیکه)

واولاه التمر فإن لم یعسر تمر فربط وإلا فشیء حلوا وعسل النحل أولی من غیره ثم

ما لم تمسه نار کما فی نظیره مما یفطر الصائم علیه (فتح الباری لابن حجر، باب

تسمیة المولود خداة یولد لمن لم یحق عنه)

(وقوله: یعمر) فی معناه الرطب. قال فی النہایة: والوجه تقدیم الرطب علی العمر نظیر

ما مر فی الصوم. اهـ. ومفله فی النحفة. (وقوله: فحلوا) ای فإن لم یوجد تمر فیحلوا لم

یمسه النار ای کثر یب (احانة الطالبین ج ۲ ص ۳۸۵)

۲۔ وفيه استعجاب تحنیک المولود عند ولادته وحمله إلى صالح یحکنک (عمدة

القاری، کتاب العقیقہ، باب تسمیة المولود خداة یولد لمن یحق عنه وتحنیکه)

و یستحب أن یكون المحنک من الصالحین ومن یعبرک بہ رجلا کان أو امرأة، فإن

لم یکن حاضرا عند المولود حمل الیه (شرح النووی علی مسلم، کتاب الآداب، باب

استعجاب تحنیک المولود عند ولادته وحمله إلى صالح یحکنک الخ)

وفيہ تحنیک المولود وأنه یحمل إلى صالح لیحکنک (شرح النووی علی مسلم، کتاب

فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی طلحة الانصاری)

البتہ اگر بچے کو لے جانے میں کوئی عذر ہو، تو کسی بزرگ کو بچے کے پاس بلا کر بھی تحنیک کرائی جاسکتی ہے، لیکن بزرگوں کی راحت و آرام کا خیال بہر حال ضروری ہے۔ اور اگر یہ صورت بھی مشکل ہو، تو آخری درجہ میں کسی بزرگ سے مجبور و غیرہ کو منہ میں چبوا کر، بچے کے پاس لے آئیں، اور بچے کا والد یا والدہ یا کوئی اور اس کو اپنی شہادت کی انگلی سے بچے کے تالو میں لگا دیں۔

مسئلہ.....: تحنیک کے لئے اگر کوئی نیک صالح مرد میسر نہ ہو، تو کسی نیک صالح عورت سے تحنیک کرائی جائے۔ اگر بچے کا والد نیک صالح ہو، تو وہ خود تحنیک کر دے۔ ۱۔

مسئلہ.....: افضل یہ ہے کہ بچے کی ولادت کے بعد جلد از جلد تحنیک کرائی جائے، اور تحنیک ہی سے بچے کی غذا کا آغاز کرایا جائے۔ ۲۔

لیکن اگر کسی عذر سے ایسا نہ ہو سکے، تو کچھ بعد میں بھی تحنیک کرا لینا درست ہے۔ ۳۔

۱۔ وَنَبَّيْهُ أَنْ يَقُولَ ذَلِكَ مِنْهُ مَنْ يُرْجَى خَيْرُهُ وَتَرَكْتُهُ (حُصْبُ الْإِيمَانِ، السُّعُونُ مِنْ حُصْبِ الْإِيمَانِ) وفيه ندب التحنیک وكون المحنك ممن يعبرك به (لبعض القديس، تحت حديث رقم ۶۹۲۹) ومنها أن يحنكه صالح من رجل أو امرأة النوى كتاب الآداب، باب استحباب تحنیک المولود (الخ) وينبغي أن يكون المحنك من أهل الخير فإن لم يكن رجل فامرأة صالحة (المجموع شرح الملهب ج ۸ ص ۴۴۳)

(قرولہ: رجل، فامرأة من أهل الخير) لابد من كون المحنك له رجلا، فإن لم يوجد فامرأة. وأن يكون من أهل الخير والصلاح. وعبارة شرح الروض: قال في المجموع: وينبغي أن يكون المحنك له من أهل الخير، فإن لم يكن رجل فامرأة صالحة. (إعانة الطالبين ج ۲ ص ۳۸۵)

۲۔ ملحوظ رہے کہ آج کل بہت سے ڈاکٹر بچے کو سب سے پہلی غذا ماں کا دودھ ہونے پر زور دیتے ہیں، اور ابتداء میں تحنیک سے منع کرتے ہیں، جبکہ بعض ڈاکٹر کسی دوسرے کے تھوک کے بچے کے پیٹ میں جانے کو طبی اعتبار سے نقصان دہ سمجھتے ہیں۔ اس قسم کی باتیں شرعی احکام سے ناواقفیت اور شرعی احکام کی اہمیت نہ ہونے کی وجہ سے ہیں، ورنہ تھوڑی مقدار میں مجبور جیسی لطیف غذا طبی اعتبار سے نقصان دہ نہیں، بلکہ مفید ہے، بالخصوص جبکہ وہ صاف ستھری اور باریک کی ہوئی ہو، اور تالو پر لگا دی جائے۔ تاکہ لکھت پیٹ میں نہ پھنپے، نیز کسی بزرگ کے احاب دین کا سہ کے مطابق کسی بچے کے پیٹ میں پہنچنا ہرگز نقصان دہ نہیں، شرعی حکم کا درجہ ان طبی تحقیقات کے مقابلہ میں کم نہیں رہتی ہیں۔

۳۔ وفيه استحباب تحنیک المولود وحمله إلى أهل الصلاح ليكون أول ما يدخل جوفه ريق الصالحين (عملة القاری، کتاب اللہاج والصد، باب الوسم والعلم فی الصورة)

وقولہ " : وحنکھم لیكون أول ما يدخل أجوالهم ما أدخله النبی (ﷺ) لا سيما بما مزجه به من ريقه وتقله فی فيه (اکمال المعلم، کتاب الطهارة، باب حکم بول الطفل الرضيع وکيفية غسله) وفيه : استحباب حمل الأطفال إلى أهل الفضل للبرک بهم، وسواء فی هذا الاستحباب المولود فی حال ولادته وبعدھا (شرح النووي کتاب الطهارة، باب حکم بول الطفل الرضيع وکيفية غسله)

تیسرا باب

نومولود کے نام کے فضائل و احکام

نومولود سے متعلق تیسرا عمل یہ ہے کہ اس کا اسلامی طریقہ پر نام رکھا جائے۔ ۱۔
نام سے متعلق تفصیلی فضائل و احکام ہم نے اپنی ایک مستقل تالیف ”اسلامی نام“ میں ذکر کر دیئے
ہیں، یہاں صرف ضروری درجے کے پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔
اگر تفصیل مطلوب ہو، تو ہماری مذکورہ تالیف کی طرف رجوع کیا جائے۔ ۲۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- إِنْكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
بِأَسْمَائِكُمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِكُمْ فَأَحْسِنُوا أَسْمَاءَكُمْ (ابوداؤد حلیث
نمبر ۴۹۵۰، کتاب الادب، باب فی تفسیر الأسماء، مسند احمد حلیث نمبر ۲۱۶۹۳،
سنن دارمی حلیث نمبر ۲۷۵۰، شعب الایمان للبیہقی حلیث نمبر ۸۲۶۵، مسند

عبد بن حمید حلیث نمبر ۲۱۵) ۳۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو قیامت کے دن تمہارے اور تمہارے

۱۔ حقیقہ کا جانور ذبح کرتے وقت جس دعا کا پڑھنا مستحب ہے، اس میں بچے کے نام کا بھی ذکر ہے۔
اس کا تقاضا یہ ہے کہ بچے کا نام حقیقہ سے پہلے رکھ دینا افضل ہے، اور ای وجہ سے ہم نے نام کے موضوع کو حقیقہ سے پہلے
ذکر کیا ہے۔

یمنہی أن تكون التسمية قبل المعق. وعليه: فالسنة التسمية، ثم الملبح، ثم الحلق (إعانة
الطالبین، البکری الدعیاطی ج ۲ ص ۳۸۴)

۲۔ یہ تالیف اس کتاب کے ساتھ بھی دوسرے حصہ میں شامل اشاعت ہے۔

۳۔ قال ابن حجر:

ورجماله فقلت إلا أن فی مسنده انقطاعا بین عبد الله بن أبی زکریا راویہ عن أبی الدرداء
وأبی الدرداء فإنه لم يذكره (فتح الباری باب کان النبی ﷺ إذا سمع الاسم القبیح
حولہ إلى ما هو أحسن منه)

باپوں کے نام سے پکارا جائے گا۔ اس لئے تم اپنے اچھے نام رکھا کرو (ترجمہ ختم)
 اس حدیث سے اچھے نام رکھنے کا حکم معلوم ہوا، اور ساتھ ہی اس کی ایک وجہ بھی اور وہ یہ کہ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کو ناموں کے ساتھ پکارا جائے گا، اور اچھے نام کے اچھے اثرات اور برے نام کے برے اثرات ہونگے۔
 ظاہر ہے کہ آخرت کے میدان میں سب کے سامنے کوئی برے نام سے پکارا گیا تو بڑی رسوائی اور خُفْٹ ہوگی۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ كَانَ يَتَفَاءَلُ وَلَا يَتَطَيَّرُ، وَكَانَ يُحِبُّ
 الْأِسْمَ الْحَسَنَ (المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۱۱۱۳۰، واللفظ لله، شرح
 السنة للبهوي، باب ما يكره من الطيرة واستعجاب الفأل، اخلاق النبي لابی الشيخ

الاصبهانی حديث نمبر ۷۳۷، مسند ابن الجعد حديث نمبر ۲۵۳۳) ۱۔

ترجمہ: نبی ﷺ نیک فال لیا کرتے تھے، اور بد فالی اور بد شگون سے پرہیز فرماتے
 تھے، اور اچھے نام کو پسند فرمایا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ اچھا نام رکھنا سنت ہے، اور برا و مکروہ نام خلاف سنت ہے۔
 یوں تو اچھے اور مستحب نام بے شمار ہیں، لیکن حضور ﷺ نے اصولی انداز میں اچھے اور پسندیدہ
 ناموں کی نشاندہی فرمادی ہے۔

چنانچہ احادیث روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی طرف ”عبد“ کی نسبت
 کر کے نام رکھنا مستحب ہے، خاص طور پر عبد اللہ اور عبد الرحمن۔

۱۔ قال الهيثمي:

رواه أحمد والطبرانی وفيه ليث بن أبي سليم وهو ضعيف بغير كذب (مجمع الزوائد،
 باب الاسماء وما جاء في الاسماء الحسنه)

قلت: وهذا الحديث مروي بحديث يزيد وعبد الله بن شعير. فالحديث حسن لغيره. محمد
 رضوان

اسی طرح انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے ناموں پر نام رکھنا بھی مستحب ہے۔
 اور اسی طرح صالحین، اور خاص کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام رکھنا بھی مستحب ہے۔
 نیز اچھے اور ایسے معنی پر مشتمل نام رکھنا جو انسان کی حالت کے زیادہ لائق اور مناسب ہوں، وہ بھی مستحب ہیں، مثلاً حارث اور ہام وغیرہ۔
 اور برے اور ناپسندیدہ معنی پر مشتمل ناموں کا رکھنا مناسب نہیں۔

(ماخوذ از ”اسلامی نام“ مصنفہ: بندہ محمد رضوان)

بچے کا نام ساتویں دن تجویز کرنا افضل ہے، کیونکہ قولی احادیث میں ساتویں دن نام رکھنے کا ذکر ہے اور ساتویں دن سے پہلے نام رکھنا بھی حضور ﷺ سے ثابت ہے، اس لئے ساتویں دن سے پہلے نام رکھنا بھی جائز ہے، اور اگر کوئی ساتویں دن تک نام نہ رکھ سکے، تو اس کے بعد رکھنے میں بھی کوئی گناہ نہیں۔

ساتویں دن نام تجویز کرنے میں یہ حکمت بھی ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد غور و فکر کرنے کا موقع مل جاتا ہے، اور بغیر سوچے سمجھے نام رکھنے کے نتیجہ میں نام رکھ کر پھر تشریش میں پڑنے اور تبدیل کرنے کی زحمت سے کافی حد تک نجات حاصل ہو جاتی ہے۔

اگر کوئی پہلے دن یا اس کے بعد ساتویں دن سے پہلے نام تجویز کرے تو اس میں بہتر یہ ہے کہ پوری طرح سے نام طے نہ کرے، خوب غور و فکر کر لے، اور اطمینان ہونے کے بعد ساتویں دن نام طے کر دے (ایضاً حوالہ بالا)

یوں تو انسان اور کسی بھی چیز کا نام بظاہر ایک چھوٹی سی چیز معلوم ہوتی ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہر چیز کے نام کے اس پر اچھے اور برے اثرات فطری ہوتے ہیں، اور وہ اثرات صرف دنیا تک محدود نہیں، بلکہ آخرت سے بھی ان کا تعلق ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں اچھے ناموں کا حکم دیتے وقت یہ فرما کر کہ تمہیں قیامت کے دن تمہارے ناموں سے پکارا جائے گا، اچھے ناموں کا آخرت سے بھی تعلق ظاہر کر دیا گیا۔
 اس کے علاوہ مذہب کی شناخت بھی کافی حد تک نام کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے انتہائی اہتمام کے ساتھ انسانوں بلکہ جگہوں کے برے ناموں کو کثرت کے ساتھ تبدیل فرمایا ہے۔

انسان کے اعمال و احوال پر ناموں کے اثرات پڑنے کا کئی احادیث سے ثبوت ملتا ہے۔ حضور ﷺ نے صرف اچھے ناموں کو پسند اور برے ناموں کو ناپسند فرمانے پر ہی اکتفا نہیں فرمایا، بلکہ بہت سے برے اور اچھے ناموں کی نشاندہی بھی فرمائی، اور برے ناموں کو بدل کر اچھے ناموں سے تبدیل فرمایا۔

چنانچہ جن ناموں میں کوئی شرکیہ بات پائی جاتی ہو، یا جو نام (عبد کی نسبت لگائے بغیر) اللہ تعالیٰ کے نام پر ہوں، یا جو شیطان کے نام ہوں، یا شیطان کی طرف منسوب ہوں، یا ان کے معنی اور نسبت غلط اور مکروہ ہو، یا جن ناموں سے اپنی بڑائی یا پاکیزگی کا اظہار ہوتا ہو، ایسے ناموں کو حضور ﷺ نے تبدیل فرمادیا، اس لئے ایسے نام رکھنے سے پرہیز کرنا چاہئے (ایضاً حوالہ بالا)

مسئلہ.....: بچے کا نام اچھے سے اچھا رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اور نام کے اچھا ہونے کی بنیاد کسی کو صرف پسند آجانا نہیں ہے، بلکہ شریعت کی نظر میں اس نام کے اچھا ہونے پر ہے (ایضاً حوالہ بالا)

مسئلہ.....: بعض حضرات نے فرمایا کہ بچے کا نام کسی نیک صالح انسان سے تجویز کرنا مستحب ہے، تاکہ شرعی ہدایات کا لحاظ بہتر طریقہ پر ہو۔

اور اگر کوئی خود سے شرعی ہدایات کے مطابق نام تجویز کر لے، تو بھی کوئی حرج نہیں (ایضاً حوالہ بالا)

مسئلہ.....: اگر بچہ نام رکھنے سے پہلے فوت ہو جائے، تب بھی اس کا نام رکھنا مستحب ہے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ اس کو دفن کرنے سے پہلے اس کا نام رکھ دیا جائے (ایضاً حوالہ بالا)

مسئلہ.....: جو بچہ مردہ پیدا ہو، تو اس کا نام رکھنے کی ضرورت نہیں، البتہ بعض حضرات کے نزدیک اس کا بھی نام رکھ دینا چاہئے، اس لئے اگر نام رکھ دیا جائے، تو اچھا ہے، اور نہ رکھا جائے، تو کوئی حرج نہیں (ایضاً حوالہ بالا)

مسئلہ.....: بچے کا اسلامی ہدایات کے مطابق نام رکھنا اس کے والد اور سرپرستوں کی ذمہ داریوں

میں سے ہے، اگر انہوں نے کسی بچے کا نام اسلامی اصولوں کے خلاف تجویز کر دیا، تو وہ گناہ گار ہیں، اور ان کو ایسا نام تبدیل کر دینا ضروری ہے۔

اور اگر وہ ایسا نہ کریں، تو بڑے ہونے کے بعد خود انسان کو ممکنہ حد تک اپنے نام کی اصلاح ضروری ہے (ایضاً حوالہ بالا)

مسئلہ.....: بچے کے نام کا انتخاب شرعی ہدایات کے مطابق کرنا چاہئے، اس کی نسبت اور معنی کو نظر انداز کر کے صرف اپنی پسند پر دار و مدار رکھنا یا صرف اس بنیاد پر کوئی نام منتخب کرنا، کہ وہ نام علاقہ اور خاندان میں کسی اور کا نہ ہو، درست نہیں (ایضاً حوالہ بالا)

مسئلہ.....: آج کل معاشرہ میں غیر اسلامی ناموں کا رواج ہوتا جا رہا ہے اور اسلامی ہدایات کے مطابق نام رکھنے کے بجائے ناول اور افسانوں کی کتابوں بلکہ مختلف ذرائع ابلاغ کے غیر مذہبی وغیر شرعی پروگراموں سے نام رکھنے کا رجحان بڑھ رہا ہے، جو کہ انتہائی افسوسناک صورت حال ہے، اس روش کو چھوڑنا چاہئے (ایضاً حوالہ بالا)

(ناموں سے متعلق حریدہ تفصیل ہماری تالیف ”اسلامی نام“ میں ملاحظہ فرمائیں)

www.E-IQRA.info



چوتھا باب

عقیقہ کے فضائل و احکام

نومولود سے متعلق چوتھا عمل یہ ہے کہ اس کا عقیقہ کیا جائے۔ ۱۔
شریعت کی طرف سے نومولود سے متعلق یہ عمل بھی عظیم الشان ہے۔
عقیقہ سے مراد نومولود کی طرف سے اللہ کے نام پر ایسے جانور کو ذبح کرنا ہے، کہ جس جانور کی قربانی جائز ہو جاتی ہو۔ ۲۔

عقیقہ کے سنت و مستحب ہونے کا ثبوت مع متعلقہ مسائل

عقیقہ فرض و واجب درجے کا عمل تو نہیں، البتہ سنت و مستحب درجے کا عمل ہے، یعنی اگر کوئی کرے، تو عظیم ثواب اور بڑے فائدہ کا عمل ہے، اور اگر نہ کرے، تو گناہ نہیں۔
اور عقیقہ کئی احادیث و روایات سے ثابت ہے۔

اور عقیقہ کا اصل رکن مخصوص جانور کو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کر کے خون بہانا ہے۔

۱۔ بعض حضرات نے عقیقہ کو نومولود کے تیسرے عمل میں ذکر کیا ہے، اور نام کو اس کے بعد ذکر کیا ہے، جبکہ دلائل کے لحاظ سے نام عقیقہ سے مقدم ہے، اس لئے ہم نے ترتیب میں عقیقہ کو نام کے بعد ذکر کیا ہے۔

وَالْفَالِقَةُ اَنْ يَمْشِيَ عَنْهُ (شعب الایمان للبيهقي، السُّعُوْنُ مِنْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَهُوَ بَابُ فِي حَقُوْقِ الْاَوْلَادِ وَالْاَهْلِيْنَ)

۲۔ اور اس عمل کے عقیقہ ہونے کی وجہ تسمیہ میں مختلف اقوال ہیں۔

وقال الأصمعي العقيقة أصلها الشعر الذي يكون على رأس الصبي حين يولد وسميت الشدة التي تلذح عنه في تلك الحال عقيقة لأنه يحلق عنه ذلك الشعر عند الذبح وقال الخطابي هي اسم الشاة المذبوحة عن الولد وسميت بها لأنها تعق عن ذابحها أي تشق وتقطع ويقال وربما يسمى الشعر عقيقة بعد الحلق على الاستعارة وإنما سمي الذبح عن الصبي يوم سابعه عقيقة باسم الشعر لأنه يحلق في ذلك اليوم وعق عن ابنه يعق عقا حلق عقيقته وذبح عنه شاة وتسمى الشاة التي ذبحت لذلك عقيقة وقال أصل العق الشق فكأنها قيل لها عقيقة أي مشقولة وكل مولود من البهائم لشعره عقيقة (عمدة القاري للمعنى، كتاب العقيقة)

زمانہ جاہلیت میں حقیقہ دراصل جانور ذبح کر کے اس کا خون تو مولود کے سر پر لگانے کا نام تھا، اور اس کو فرض و واجب کی طرح کا ضروری عمل سمجھا جاتا تھا، جس سے اسلام نے منع کیا۔

اور ہمارے جن فقہاء نے حقیقہ کو منسوخ قرار دیا، اس سے مراد جاہلیت والے طریقہ کا حقیقہ ہے، اور یہ مطلب ہے کہ زمانہ جاہلیت والا حقیقہ اسلام نے منسوخ و ختم کر دیا ہے، لہذا زمانہ جاہلیت کے طریقہ پر حقیقہ نہیں کرنا چاہئے۔ ۱

۱۔ أما العقیقة فبلغنا أنها كانت فی الجاهلیة وقد فعلت فی أول الإسلام ثم نسخ الأضحی کل ذبح کان قبله ونسخ صوم شهر رمضان کل صوم کان قبله ونسخ غسل الجنابة کل غسل کان قبله ونسخت الزکاة کل صدقة کان قبلها . كذلك بلغنا رموطا امام محمد ص ۲۹۱، باب العقیقة

قال الامام الهمام العلامة ابی الحسنات محمد عبدالحی الکنوی:

قوله :أما العقیقة: إلخ كأنه یشير إلى عدم مشروعية العقیقة الآن أو إلى کراهته كما تفیده عبارته فی الجامع الصغیر حیث قال : لا یحق لا من الغلام ولا من الجارية . انتهى وحاصل کلامه ههنا أنه بلغه أن العقیقة كانت فی الجاهلیة وفعلت فی ابتداء الإسلام ثم صار منسوخا وأن مشروعية الأضحی نسخت کل ذبح کان قبله ومشروعية صوم رمضان نسخت کل صوم کان قبله ونسخت لفرضية غسل الجنابة کل غسل کان قبله ونسخت الزکاة کل صدقة كانت قبلها . وبلاغه الأول قد أخرجه فی " کتاب الآثار " عن إبراهیم ومحمد بن الحنفیة حیث قال محمد : أنا أبو حنیفة عن حماد عن إبراهیم : كانت العقیقة فی الجاهلیة فلما جاء الإسلام رفضت محمد أنا أبو حنیفة نأرجل عن ابن الحنفیة أن العقیقة كانت فی الجاهلیة فلما جاء الإسلام رفضت قال محمد : وبه نأخذ وهو قول أبی حنیفة . انتهى کلامه..... إذا عرفت هذا کله فاعلم أن فی المقام أبحاثا عديدة : الأول : أنه ماذا أريد من كون العقیقة فی الجاهلیة وكونها معروكة مرفوضة فی الإسلام ؟ إن أريد أنها كانت واجبة لازمة فی الجاهلیة وكان أهل الجاهلیة یوجبونها علی أنفسهم فلما جاء الإسلام رفض وجوبه ولزومه فهذا لا یدل علی نفی الاستصحاب أو المشروعية أو السنية بل علی نفی الضرورة فحسب وهو غیر مستلزم لعدم المشروعية أو الکراهة وإن أريد أنها كانت فی الجاهلیة مستحبة أو مشروعة فلما جاء الإسلام رفض استصحابها وشرعيتها فهو غیر مسلم . فهذه کتب الحلیث المعبرة مملوءة من أحادیث شرعية العقیقة واستصحابها كما ذکرنا لهذا منها . الثاني : الأحادیث الدالة علی استصحابها وشرعيتها لا شک أنها واقعة فی الإسلام وهی معارضة لما بلغه من قول النخعی وابن الحنفیة ومن المعلوم أن أحادیث النبی صلی الله علیه وسلم أحق بالأخذ من قول غیره کانتنا من کان . الثالث : أنه لو کان مطلق

﴿بقیہ حاشیا کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے لے کر اب تک حقیقہ مسلمانوں میں رائج ہے، یعنی اس

﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

مشروعیۃ العقیقہ مرتفعۃ عن الإسلام لما عاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الحسن والحسین فإن ادعی أن ذلک کان فی بدئ الإسلام احتجج إلى ذکر ما یدل علی رفع کونہ مشروعاً بعد ما کان مشروعاً فی الإسلام وإذ لیس فلیس . الرابع : أنه لو كانت مشروعیتها المطلقة مرتفعۃ لما اختارها أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعده وقد اختاروها کما مر من روایة نافع عن ابن عمر ولی "موطأ یحیی : " مالک عن هشام بن عروہ أن أباه عروہ بن الزبیر کان یحیی عن بنیہ الذکور والإناث بشاة شاة . والخامس : أن مراد ابن الحنفیة وإبراهیم من کون العقیقہ مرفوعة یحتمل أن یکون رفض عقیقۃ الجاهلیة فإنهم کانوا یدبحون ذبیحة ویطبخون صوفه فی دمه ویضعونها علی رأس الصبی حتی تسبل علیہ قطرات الدم فلما جاء الإسلام أمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم أن یجعلوا مکان الدم بزغفران ونحوه وعلی هذا لا یدل کلامهما علی نفی مشروعیتها المطلقة بل علی نفی الطریقة الخاصة . وبالجمله الحکم بنفی مشروعیتها فی الإسلام مطلقاً غیر صحیح . وترك الأحادیث الصریحة المرفوعة والموقوفة الواردة فی هذا الباب بقول محتمل غیر متأصل غیر نجیح . السادس : أن البلاغ الغائی لا یثبت من طریق محتج به حتی یحتج به . السابع : بعد تسلیم ثبوته ظاهراً یدل علی منسوخیة وجوب العقیقہ ونحوها فإن معناه نسخ الأضحی لزوم کل ذبیح کان قبله کالعقیقہ وکالعصره وکالرجیة وکانوا فی الجاهلیة فإنهم کانوا إذا ولدت الناقة أو الشاة ذبحوا أول ولید فآکل وأطعم وکان بعضهم ینذر بأنه إذا بلغ شاته کذا ذبح من کل عشرة شاة وکانوا یدبحون شاة لتعظیم شهر رجب ویدل علیہ ضمه بنسخ صوم شهر رمضان کل صوم کان قبله فإنه کان صوم یوم عاشوراء وأیام البیض فرضا فلما نزل صوم رمضان نسخ وجوب ذلک علی ما بسطه الحازمی فی " کتاب الناسخ والمنسوخ " فکما أن نسخ صوم رمضان لما قبله لم یدل إلا علی علم لزومه ولا علی علم مشروعیتہ وانتفاء فضیلته کذلک نسخ الأضحی کل ذبیح کان قبله لا یدل علی انتفاء استعبابه وشرعیته . وقال صاحب " البدائع : " ذکر محمد فی " الجامع الصغیر : " ولا یحق لا عن السلام ولا عن جاریة وإنه إشارة إلى الکراهة لأن العقیقہ كانت فضیلة ونسخ الفضل فلا یقیی إلا الکراهة بخلاف الصوم والصدقة فإنهما کانتا من الفرائض فإذا نسخت الفرضیة یجوز التغل بهما . انتهى . ورده القاری بقوله : فیه بحث لأن الفضیلة إذا انتفت تبقى الإباحة لأن النسخ ما توجه إلا إلى زیادة . وهذا علی تقدیر أنه کان فضیلة وإلا فالظاهر من ذکرها مع الصوم والصدقة أنهما علی منوالهما فی کونهما واجبة . انتهى . فلیعامل فی هذا المقام فإنه من مزال الأقدام وانظر ما ذکرنا فی هذا البحث فی سلبک نظائرہ التی لم یقف علیها الأعلام (التعلیق الممجد علی موطأ امام محمد لعبد اللہ الحی اللکوی ، باب العقیقہ)

کومت کی طرف سے تنقی بالقبول حاصل ہے، جو اس کے سنت و مستحب ہونے کی دلیل ہے۔ ۱۔
لہذا بعض حضرات کا ہمارے فقہائے کرام کی طرف شریعت کے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق
عقیدہ کے بدعت و ناجائز ہونے کو منسوب کرنا درست نہیں۔ ۲۔

۱۔ وَلَيْسَتْ الْعَقِيقَةُ بِوَاجِبَةٍ وَلَكِنَّهَا يُسْتَحَبُّ الْعَمَلُ بِهَا وَهِيَ مِنَ الْأَمْرِ الَّذِي لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ
النَّاسُ عِتْدًا فَمَنْ عَفَى عَنْ وَلَدِهِ فَإِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ النِّسْبِ وَالصَّحَابَةُ لَا يَجُوزُ لَهَا عَزَاءٌ
وَلَا عَجْفَاءٌ وَلَا مَكْسُورَةٌ وَلَا مَرْبُوعَةٌ وَلَا يَتَّاعُ مِنْ لَحْمِهَا شَيْءٌ وَلَا جِلْدُهَا وَيُكْسَرُ
عِظَامُهَا وَيَأْكُلُ أَهْلُهَا مِنْ لَحْمِهَا وَيَتَصَلَّوْنَ بِهَا وَلَا يَمْسُ الصَّبِيُّ بِشَيْءٍ مِنْ دِيهَا (موطا
امام مالک، کتاب العقیقة)

والمأخذ اصحابنا الحنفية في ذلك بقول الجمهور وقالوا باستصحاب العقیقة لما قال
ابن المنذر وغيره: ان الدليل عليه الاخبار الثابتة عن رسول الله ﷺ وعن الصحابة
والتابعين بعده قالوا: وهو امر معمول به في الحجاز لذيها وحديفا، قال: وذكر مالک
في الموطأ: انه الامر الذي لا اختلاف فيه عندهم قال: وقال يحيى بن سعيد الانصاري
التابعي، اذ ركت الناس وما يدعون العقیقة عن الغلام والجارية، ومن كان يرى العقیقة
ابن عمرو بن عباس وعائشة وبرددة الاسلامي والقاسم بن محمد وعروة بن الزبير
وعطاء والزهرى وآخرون من اهل العلم بكثير عددهم قال: واكثر عمل ذلك في عامة
بلاد المسلمين اهـ "شرح المذهب" ملخصاً (۸: ۳۳۷) فزعموا ان الامر كان مختلفاً فيه
بين الصحابة والتابعين ثم اتفق جمهور العلماء وعامة المسلمين على استصحابه، فاعلوه
به والفقهاء بالاستصحاب، ووافقوا الجمهور (اعلاء السنن ج ۱ ص ۱۱۶، باب العقیقة)

۲۔ ونقل صاحب (التوضیح) عن أبي حنيفة والكوفيين أنها بدعة وكذلك قال
بعضهم في شرحه والذي نقل عنه أنها بدعة أبو حنيفة قلت هذا القراء فلا يجوز نسبه
إلى أبي حنيفة وحاشاه أن يقول مثل هذا وإنما قال ليست بسنة فمراده إما ليست بسنة
ثابتة وإما ليست بسنة مؤكدة (عمدة القارى، كتاب العقیقة، باب تسمية المولود خذاة
يولد لمن يعق عنه وتحنيكه)

نسب إلى أبي حنيفة أنه لا يقول بالعقیقة والموهوم إليه عبارة محمد في موطنه، والحق
أن ملهنا استصحابها (العرف الشدى للكشميرى، باب ماجاء في العقیقة)
وهي مستحبة، كما في عالمكبرية. وفي البدائع: إنها منسوخة.

قلت: وإنما حملته عليه عبارة محمد في موطنه قال محمد: العقیقة بلغنا أنها كانت في
الجاهلية، وقد جعلت في أول الإسلام، ثم نسخ الأضحى كل ذبح كان قبله... الخ.
فلم أزل أتردد في مراد الإمام، حتى رأيت في كتاب الناسخ والمنسوخ عن الطحاوى أن
محمدنا قال في بعض أماليه: إن العقیقة غير مرضية. ثم تبين لى مراده، أنه كان يكره
اسم العقیقة، لأنه يوهم العقوق، ولكونه من أسماء الجاهلية، ولأنهم كانوا يفعلون عند

﴿بقرہ حاشیہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں﴾

اس تمہید کے بعد اب عقیقہ کے سنت و مستحب اور عبادت ہونے پر چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔
حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةً فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا وَامِيطُوا عَنْهُ الْأَذَى (بخاری حدیث نمبر ۵۰۴۹، کتاب العقیقہ، باب إِسَاطَةِ الْأَذَى عَنِ الصَّبِيِّ فِي الْعَقِيقَةِ؛ ترمذی، باب ماجاء فی العقیقہ؛ ابن ماجہ، کتاب العقیقہ؛ مسند احمد، حدیث نمبر ۱۷۸۷۵)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بچے کا عقیقہ ہے، تو تم اس کی طرف سے (مخصوص جانور ذبح کر کے) خون بہاؤ، اور اس کی گندگی کی دور کرو (ترجمہ ختم)

﴿ گذشتہ صفحے کا بغیر حاشیہ ﴾

العقیقہ بعض المحظورات، کتلطخ الأشعار بدم الحيوان، مع ورود الحديث في النهي عن ذلك الاسم أيضا، فكان مراده هذا (طيف الباري شرح البخاري، كتاب العقیقہ، باب إِسَاطَةِ الْأَذَى عَنِ الصَّبِيِّ فِي الْعَقِيقَةِ)

(ولنا) أن الجهات - وإن اختلفت صورة - لحصى في المعنى واحد؛ لأن المقصود من الكل التقرب إلى الله - عز شأنه - وكذلك إن أراد بعضهم العقیقہ عن ولد ولد له من قبل؛ لأن ذلك جهة التقرب إلى الله (بدائع الصنائع، كتاب التضحية، فصل في شرائط جواز إقامة الواجب في الاضحية)

و لو لوى بعض الشركاء الاضحية وبعضهم هدى المتعة وبعضهم هدى القران و بعضهم جزاء الصيد و بعضهم دم العقیقہ لو لادة ولد ولد له في عامه ذلك جاز عن الكل في ظاهر الرواية عن محمد رحمه الله تعالى في النواذر كذلك (فتاوى قاضيخان، كتاب الاضحية)

ولو أرادوا القرية الاضحية أو غيرها من القرب أجزأهم سواء كانت القرية واجبة أو تطوعا أو وجب على البعض دون البعض وسواء اتفقت جهات القرية أو اختلفت بأن أراد بعضهم الاضحية وبعضهم جزاء الصيد وبعضهم هدى الإحصار وبعضهم كفارة عن شيء أصابه في إحرامه وبعضهم هدى التطوع وبعضهم دم المتعة أو القران وهذا قول أصحابنا الثلاثة رحمهم الله تعالى وكذلك إن أراد بعضهم العقیقہ عن ولد ولد له من قبل كذا ذكر محمد رحمه الله تعالى في نواذر الضحايا (الفتاوى الهندية، كتاب الاضحية، الباب الثامن)

و هو صريح في كون العقیقہ قرب، فمن هزی الى ابی حنیفة انه قال هي البدعة لا يلتفت اليه.

گندگی دور کرنے سے مراد یا تو بال منڈوانا ہے، یا یہ مراد ہے کہ زمانہ جاہلیت کی طرح عقیقہ کے جانور کا خون سر پر نہ لگاؤ، کیونکہ وہ گندگی اور نجاست ہے، بلکہ اس سے اپنے آپ کو بچاؤ۔

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اس سے مراد ختنہ ہے، کیونکہ ختنہ کے بغیر کھال میں گندگی (یعنی پیشاب اور میل کچیل) جمع رہتی ہے، جو کہ ختنہ سے دور ہو جاتی ہے۔

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اس سے عام معنی مراد ہیں، جس میں بال، خون اور ختنہ وغیرہ سب شامل ہیں۔ ۱۔

۱۔ وَاَمِطُوا اَيُّ اَزِلُّوْا وَاَبْعَدُوْا عَنْهُ الْاَذَى اَيُّ بِالْحَلْقِ شَعْرَهُ وَقِيلَ يَعْطِيهِهُ عَنِ الْاَوْسَاحِ الَّتِي تَطْلُغُ بِهِ عِنْدَ الْوِلَادَةِ وَقِيلَ بِالْخَتَنِ (مرقاۃ، کتاب الصید والذباح، باب العقیقہ)
 قوله وَاَمِطُوا اَيُّ اَزِلُّوْا وَقَدْ مَرَّ فِي اَوَّلِ الْبَابِ قَوْلُهُ وَالْاَذَى قِيلَ هُوَ اِمَّا الشَّعْرُ اَوْ الدَّمُ اَوْ الْخَتَنِ وَقَالَ الْخَطَّابِيُّ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ لَمَّا سَمِعْنَا هَذَا الْحَدِيثَ طَلَبْنَا مِنْ يَعْزِفُ
 مَعْنَى اِمَاطَةُ الْاَذَى فَلَمْ يَجِدْ وَقِيلَ الْمُرَادُ بِالْاَذَى هُوَ شَعْرُهُ الَّذِي حَلَقَ بِهِ دَمَ الرَّحِمِ فِىمَا ط
 عَنْهُ بِالْحَلْقِ وَقِيلَ اِنَّهُمْ كَانُوا يَطْلُمُونَ بِرَأْسِ الصَّبِيِّ بِدَمِ الْعُقَيْقَةِ وَهُوَ اَذَى فَتَهَيَّ عَنْ ذَلِكَ
 وَقَدْ جُزِمَ الْأَصْمَعِيُّ بِأَنَّهُ حَلَقَ الرَّأْسَ وَأَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ عَنِ الْحَسَنِ كَذَلِكَ وَالْأَوْجَهُ أَنْ
 يَحْمَلَ الْاَذَى عَلَى الْمَعْنَى الْأَحْمَرِ وَيُؤَيِّدُ ذَلِكَ أَنَّ فِي بَعْضِ طُرُقِ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ
 وَيَمَاطُ عَنْهُ أَقْلَارُهُ رَوَاهُ أَبُو الشَّيْخِ (عمدة القارى، کتاب العقیقہ، باب إمطة الاذى عن
 الصبي فى العقیقہ)

الاذى الذى أمر بإمطه عن رأس المولود هو الدم الذى كان يطلع به رأسه فى الجاهلية
 والله أعلم (شرح مشكل الآثار للطحاوى، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله
 ﷺ من قوله وَاَمِطُوا عَنْهُ الْاَذَى يعنى ما يفعل بالمولود فى يوم سابعه)

قوله وَاَمِطُوا اَيُّ اَزِلُّوْا وَزَنَا وَمَعْنَى قَوْلِهِ الْاَذَى وَقَعَ عِنْدَ أَبِي دَاوُدَ مِنْ طَرِيقِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي
 عَرُوبَةَ وَبْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ أَنْ لَمْ يَكُنِ الْاَذَى حَلَقَ الرَّأْسَ فَلَا أُفْرَى مَا هُوَ
 وَأَخْرَجَ الطَّحَاوِيُّ مِنْ طَرِيقِ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ لَمْ أَجِدْ مِنْ
 يَخْبِرُنِي عَنْ تَفْسِيرِ الْاَذَى اِهْ وَقَدْ جُزِمَ الْأَصْمَعِيُّ بِأَنَّهُ حَلَقَ الرَّأْسَ وَأَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ بِسَنَدٍ
 صَحِيحٍ عَنِ الْحَسَنِ كَذَلِكَ وَوَقَعَ فِي حَدِيثِ عَائِشَةَ عِنْدَ الْحَاكِمِ وَأَمْرٌ أَنْ يَمَاطَ عَنْ رَأْسِهِمَا
 الْاَذَى وَلَكِنْ لَا يَعْينُ ذَلِكَ فِي حَلْقِ الرَّأْسِ فَقَدْ وَقَعَ فِي حَدِيثِ بَنِي هَبَّاسٍ عِنْدَ الطَّبْرَانِيِّ
 وَيَمَاطُ عَنْهُ الْاَذَى وَيَحْلِقُ رَأْسَهُ فَعَطَفَهُ عَلَيْهِ فَالْأَوَّلَى حَمَلُ الْاَذَى عَلَى مَا هُوَ أَحْمَرُ مِنْ حَلْقِ
 الرَّأْسِ وَيُؤَيِّدُ ذَلِكَ أَنَّ فِي بَعْضِ طُرُقِ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ وَيَمَاطُ عَنْهُ أَقْلَارُهُ رَوَاهُ
 أَبُو الشَّيْخِ (فتح البارى لابن حجر، کتاب العقیقہ، باب إمطة الاذى عن الصبي فى العقیقہ)

قلت: وفى حديث الحاكم "يماط عن رؤسهما الاذى" كما سيحى، بوقيد الرأس، يعرج معنى اماط
 الشعر او الدم، والله اعلم، محمد رضوان.

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "إِنَّ مَعَ الْعَلَامِ عَقِيقَةً فَأَهْرَيقُوا عَنْهُ دَمًا وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذَى (مسندک حاکم حدیث نمبر ۷۷۰۱) ۱۔

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بچے کا عقیقہ ہے، تو تم اس کی طرف سے (مخصوص جانور ذبح کر کے) خون بہاؤ، اور اس کی گندگی دور کرو (ترجمہ ختم)

مذکورہ احادیث میں بچے سے نومولود بچہ مراد ہے، خواہ لڑکا ہو یا لڑکی، اور مطلب یہ ہے کہ بچے کا عقیقہ کرنا عبادت اور ثواب ہے۔

اور خون بہانے کے حکم سے یہ بات معلوم ہوئی کہ عقیقہ کا اصل رکن مخصوص جانور کو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کر کے خون بہانا ہے۔

۲۔ عقیقہ کی سنت مخصوص جانور کو ذبح کرنے سے ہی ادا ہوتی ہے، جانور ذبح کئے بغیر صدقہ خیرات کر دینے سے یہ سنت ادا نہیں ہوتی، خواہ صدقہ و خیرات کتنی ہی زیادہ مقدار میں کیوں نہ کر دیا جائے، اس کا ثواب اپنی جگہ ہے، مگر یہ چیزیں عقیقہ کی حیثیت سے جدا ہیں۔ ۲۔

حضرت امام محمد رحمہ اللہ نے ایک مرفوع حدیث میں یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں:

۱۔ قَالَ الْحَاكِمُ: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُنْعَرْ جَاءَ"

وَقَالَ اللَّحْمِيُّ فِي الطَّلَعِصِ: صَحِيحٌ

۲۔ الْمُرَادُ بِالْعَلَامِ الْمَوْلُودُ ذَكَرًا أَوْ أُنْثَى وَالظَّاهِرُ أَنَّ الْمُرَادَ بِالْعَقِيقَةِ هَاهُنَا الشَّعْرَ لِأَنَّ يَنْبَغِي إِزَالَةَ الْكَلَمِ وَإِلَيْهِ أَشَارَ فِي قَوْلِهِ وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذَى أَيْ ذَلِكَ الشَّعْرَ بِحَلْقِهِ رَأْسَهُ فَالْحَدِيثُ يَقْتَضِي قَوْلَ مَنْ قَالَ قَالَ الْفَقِيهُ اسْمُ الشَّعْرِ الْمَوْلُودُ وَلَقُلْ مَنْ قَالَ إِنَّهَا اسْمُ لَيْفَسٍ يَقُولُ لَمَّا كَانَ وَجُودَ الْعَلَامِ سَبَّابًا لِنَدْبِ اللَّيْثِ صَارَ كَأَنَّ اللَّيْثَ مَعَهُ وَهُوَ يَسْتَضِيهِ (حاشیہ السنن علی ابن ماجہ، باب العقیقہ)

مع العلام ای مع ولادتہ عقیقہ ای ذبیحہ مستنونة وہی شاة تلبیح عن المولود اليوم السابع من ولادته سمیت بذلك لانها تلبیح حين يحلق عقیقہ وهو الشعر الذي يكون على المولود حين يولد من الملق وهو القطع لانه يحلق ولا يترك ذكره القاضی وهذا معنی قوله فاهربوا بسكون الهاء وفتح ای اريقوا عنه دما یعنی اذبحوا عنه ذبیحہ وامیطوا ای ازيلوا وابعدوا عنه الاذى ای يحلق شعره وقيل بقطعه عن الأوساخ التي تلتصق به عند الولادة وقيل باللعان وهو حاصل كلام الشيخ العرويشي (مرقاة، كتاب الصيد والذباح، باب العقیقہ)

مَنْ وَلَدَ لَهُ وَلَدًا فَأَحَبَّ أَنْ يُنْسِكَ عَنْ وَلَدِهِ فَلْيَفْعَلْ (موطا امام محمد

حدیث نمبر ۲۵۸، باب العقیقہ)

ترجمہ: جس کے کوئی بچہ پیدا ہو، اور وہ یہ بات پسند کرے کہ اس بچہ کی طرف سے جانور ذبح کرے، تو اسے چاہئے کہ وہ ایسا کر لے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے عقیقہ کا فرض و واجب نہ ہونا، اور عقیقہ کا مستحب ہونا معلوم ہوا۔
اور حضرت عمرو بن شعیب کی سند سے روایت ہے کہ:

سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَقِيقَةِ فَقَالَ "لَا أَحِبُّ الْعُقُوقَ مَنْ وَلَدَ لَهُ مِنْكُمْ مَوْلُودًا فَأَحَبَّ أَنْ يُنْسِكَ عَنْهُ فَلْيَفْعَلْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ" (مسندک حاکم حدیث نمبر ۷۷۰، واللہ

لہ، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۸۴۳، باب فی العقیقہ، سنن نسائی حدیث نمبر ۴۲۲۳، مصنف

ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۲۴۷۲۷، مسند احمد حدیث نمبر ۶۸۴۲) ۱

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں سوال کیا گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں عقوق (یعنی نافرمانی) کو پسند نہیں کرتا، تم میں سے جس کے کوئی بچہ پیدا ہو، اور وہ اس کی طرف سے قربانی کرنے کو پسند کرے، تو اسے چاہئے کہ بیٹے کی طرف سے دو بکریاں اور بیٹی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عقیقہ کوئی فرض و واجب اور لازم درجے کا عمل نہیں، بلکہ سنت و مستحب

۱۔ فقال لا أحب العقوق ولكن من أحب أن ينسك عن ولده فليفعل قال أبو جعفر فكان ما في هذين الحديثين قد دل أن أمرها قد رد إلى الاختيار لقوله ﷺ من ولد له مولود فإراد أو أحب أن ينسك عنه فليفعل وكان ما قد روينا قبل ذلك في تأكيد أمرها هو على حسب ما كانت عليه في الجاهلية ثم جاء الإسلام فأقرت على ما كانت عليه في الجاهلية فقلنا بذلك أن ما روى عن النبي ﷺ مما قد خالف ذلك كان طارئا عليه وناسخا له والله الموفق (شرح مشكل الآثار للطحاوي، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله ﷺ في العقیقہ وهل هو على الوجوب أو على الاختيار)

۲۔ قال الحاكم: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُعَرَّجْ بِهِ"

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح

درجے کا عمل ہے۔ ۱۔

عقوق کے معنی نافرمانی کے آتے ہیں۔

اور اس حدیث میں حضور ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ ”میں عقوق کو پسند نہیں کرتا“ اس کا مطلب کیا ہے؟ اس سلسلہ میں محدثین کے مختلف اقوال ہیں۔

اس کا مطلب زیادہ رائج یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے حضور ﷺ کی مراد یہ ہے کہ میں اولاد کے لئے والدین کی نافرمانی کو پسند نہیں کرتا، اور جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی اولاد بڑی ہو کر نافرمانی نہ کرے، تو اسے چاہئے کہ اپنی اولاد کا بچپن میں عقیقہ کرے، کیونکہ عقیقہ نہ کرنے سے اولاد میں نافرمانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ ۲۔

۱۔ فالمعنی من ولد له ولد فأحب أن يسك عن ولده اتباعا للشرعة فليفعل وحيث لا دلالة له على نفى السنية على أنه لو سلمنا أنه دال على نفى السنية فليس له دلالة على نفى الاستعجاب الشرعي بوجه من الوجوه فإنه معلق بالمشيئة البعة إذ لا حرج في تركه فلا يثبت به الإباحة المعراة عن الاستعجاب ومع عزل النظر عن ذلك كله نقول: هذا الحديث إن دل على نفى الاستعجاب والسنية دل عليه بإشارته وبغيره من الأحاديث دل على الاستعجاب بعبارة بل بعضها يدل على الوجوب والاستعنان كما مر ذكرها ومن المعلوم أن العبارة مقلدة على الإشارة. ومن النصوص الدالة على الاستعجاب (التعليق الممجد على مؤطا امام محمد، باب العقيقة)

۲۔ لا يحب الله العقوق أى فمن شاء أن لا يكون ولده عاقلا له فى كبره فلينبه عنه حقيقة فى صغره لأن عقوق الوالد يورث عقوق الولد ولا يحب الله العقوق وهذا توطئة لقوله ومن ولد له الخ، وكرهه أى النبى كره الاسم هذا كلام بعض الرواة أى أنه عليه السلام يستطیع أن یسمى عقیقة لثلا یظن أنها مشقة من العقوق وأحب أن یسمى بأحسن منه من ذبیحة أو نسكة على دأبه فى تغییر الاسم القبیح إلى ما هو أحسن منه كذا فى النهاية قال التعریشی هو كلام غير مسند لأن النبى ذكر العقيقة فى عدة أحاديث ولو كان يكره الاسم لعدل عنه إلى غيره ومن عادته تغییر الاسم إذا كرهه أو يشير إلى كراهته بالنهى عنه كقوله لا تقولوا الاسم للعقب الكرم ونحوه من الكلام، وإنما الوجه فيه أن يقال - یحتمل أن السائل إنما سألها عنها لاشتباه تلادخله من الكراهة والاستعجاب أو الوجوب والندب وأحب أن يعرف الفضيلة فيها ولما كانت العقيقة من الفضيلة بمكان لم يخف على الأمة موقعه من الله وأجابه بما ذكره فيها على أن الذى يفضله الله من هذا الباب هو العقوق لا العقيقة ويحتمل أن يكون السائل ظن أن اشتراك العقيقة مع العقوق فى الاشتقاق مما يوهن أمرها فأعلمه أن الأمر بخلاف ذلك ويحتمل أن يكون العقوق فى هذا الحديث مستعاراً للوالد كما هو حقيقة فى المولود وذلك أن المولود إذا لم يعرف حق أبويه وأبى عن أدائه صار عاقلاً فجعل أباه الوالد عن أداء حق المولود عقوقاً على الاتساع فقال لا يحب الله العقوق أى ترك ذلك من الوالد مع قدرته عليه يشبه إضاعة المولود حق أبويه ولا يحب الله ذلك امر مراقبة، كتاب الصيد والمباح، باب العقيقة

اور اس حدیث میں عقیقہ کو نیک و قربانی فرمانے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عقیقہ ان جانوروں کے ساتھ جائز اور ضروری ہے، جن کی قربانی جائز ہوتی ہے۔ ۱۔
اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّى عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ (مسلم،

حدیث نمبر ۴۲۲۳، کتاب العقیقہ، مسند احمد حدیث نمبر ۲۳۰۰۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے عقیقہ کیا
(ترجمہ ختم)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّى عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ (مسند ابی

یعلیٰ حدیث نمبر ۱۸۹۰، مسند جابر، واللفظ لہ، مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر

۲۴۷۱۴) ۲۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے عقیقہ کیا
(ترجمہ ختم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ عقیقہ سنت عمل ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے خود حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے اس عمل کو انجام دیا ہے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَعُقَّ عَنِ الْفُلَامِ شَاتَانِ، وَعَنِ

الْجَارِيَةِ شَاةً (مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۲۳۷۲۹، کتاب العقیقہ، باب فی

العقیقہ: کم عن الفلام، وکم عن الجارية)

۱۔ قلت: هو مختطف فيه حسن الحديث، وفيه انه سماه نسكة ونسكا وهو يعم الابل

والبحر والغنم اجماعا، وفيه دليل لقول الجمهور لا يجرى في العقیقة الا ما يجرى في

الاضحية (اعلاء السنن ج ۱ ص ۱۷۷، باب العقیقہ)

۲۔ قال الهمداني:

ترجمہ: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بیٹے کی طرف سے دو بکریاں اور بیٹی کی طرف سے ایک بکری سے عقیقہ کرنے کا حکم فرمایا (ترجمہ ختم)
اس طرح کی مزید احادیث آگے آرہی ہیں۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنَّ الْيَهُودَ تَعْقِي عَنِ الْغُلَامِ، وَلَا تَعْقِي عَنِ الْجَارِيَةِ، فَعَقُّوا عَنِ الْغُلَامِ شَاتَيْنِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةً (شعب الایمان للسیہقی، حدیث نمبر ۸۲۵۹، السُّعُونُ مِنَ الْإِيمَانِ وَهُوَ بَابُ لِي حُقُوقِ الْأَوْلَادِ وَالْأَخْلَاقِ، وَاللَّفْظُ لَهُ؛ مُسْنَدُ بَزَارٍ، حَدِيثٌ لِمَنْعَرٍ ۸۸۵۷)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہودی لڑکے کا تو عقیقہ کرتے ہیں، اور لڑکی کا عقیقہ نہیں کرتے، پس تم لڑکے کی طرف سے دو بکریوں کے ساتھ عقیقہ کرو، اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کے ساتھ (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لڑکی اور لڑکے دونوں کی طرف سے عقیقہ کرنا سنت ہے۔

یہودی تو اگرچہ لڑکے کو اہمیت دیتے ہوں اور لڑکی کو اہمیت نہ دیتے ہوں، مگر اسلام میں لڑکی اور لڑکے کی پیدائش دونوں نعمت ہیں، اور عقیقہ کے جو مقاصد ہیں، ان کی لڑکے اور لڑکی دونوں کو ضرورت ہے۔

اور آگے آتا ہے کہ حضور ﷺ نے نبوت ملنے کے بعد خود اپنا بھی عقیقہ کیا تھا۔

لہذا عقیقہ کا سنت و مستحب ہونا حضور ﷺ کی قولی و فعلی، دونوں قسم کی احادیث سے ثابت ہے، اور اس کے سنت و مستحب ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

البتہ عقیقہ کو اسلام کے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق کرنا ضروری ہے، اور اس میں کوئی جاہلانہ و مشرکانہ چیز شامل کرنا جائز نہیں۔

اب مذکورہ اور اس جیسی احادیث سے ثابت شدہ چند مسائل ذکر کئے جاتے ہیں۔

مسئلہ.....: عقیقہ فرض و واجب کی طرح کوئی ضروری حکم تو نہیں لیکن سنت و مستحب عمل ضرور ہے اور

بچہ اور والدین کے حق میں دنیا و آخرت کے اعتبار سے بہت فائدے اور ثواب کی چیز ہے لہذا جس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہو اس کو عقیقہ کرنا چاہئے۔ ۱۔

مسئلہ.....: بعض لوگ عقیقہ کو فرض، واجب کی طرح ضروری سمجھتے ہیں اور کسی نہ کسی طرح عقیقہ کے لئے انتظام کرتے ہیں خواہ اس کے لئے ان کو قرض ہی کیوں نہ لینا پڑے۔

حالانکہ عقیقہ ایک سنت و مستحب عمل ہے، اس کو فرض و واجب کا درجہ دینا یا فرض، واجب جیسا اس کے ساتھ برتاؤ کرنا اور جب تک عقیقہ نہ ہو جائے اپنے آپ کو گناہ گار سمجھنا غلط ہے، ہر چیز کو اس کے درجہ پر رکھنا ضروری ہے۔

مسئلہ.....: بعض لوگ عقیقہ کو صرف ایک رسی چیز سمجھ کر انجام دیتے ہیں۔
حالانکہ عقیقہ عبادت ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا، لہذا عقیقہ کو عبادت سمجھ کر اللہ کی رضا کے لئے اور سنت طریقہ کے مطابق کرنا چاہئے۔

مسئلہ.....: بعض لوگ عقیقہ لوگوں اور خاص کر برادری اور دوست و احباب کے لعن طعن سے بچنے کے لئے کرتے ہیں (نہ کہ اللہ کو راضی کرنے کے لئے اور اس کا حکم سمجھ کر) اور سوچتے ہیں کہ اگر عقیقہ نہ کیا تو لوگ کیا کہیں گے؟

ان لوگوں کو سوچنا چاہئے کہ اگر دنیا میں لوگوں کی لعن طعن سے بچ بھی گئے لیکن آخرت کی رسوائی اور ذلت سے نجات نہ ملی تو کیا فائدہ؟

مسئلہ.....: بعض لوگ عقیقہ نام و نمود، شہرت اور اپنا نام اونچا کرنے کے لئے کرتے ہیں۔
جبکہ عبادت میں اگر اخلاص نہ ہو بلکہ جاہ طلبی، نام کمانا اور لوگوں پر اپنی بڑائی ظاہر کرنا اور فوقیت جتانے مقصود ہو تو پھر عبادت عبادت نہیں رہتی بلکہ گناہ کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

لہذا عقیقہ میں اخلاص ضروری ہے۔

مسئلہ.....: احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح قربانی کے لئے جانور ذبح کرنا ضروری ہے۔

۱۔ قال فی السراج الوہاج فی کتاب الأضحية ما نصه مسألة العقيقة تطوع إن شاء فعلها ، وإن شاء لم يفعل (النفوذ النورية فی تنقیح الفتاویٰ الحاویة، کتاب الذبائح، باب العقیقة)

اسی طرح حقیقہ میں بھی جانور ذبح کرنا ضروری ہے صدقہ کرنے یا گوشت خرید کر غریبوں کو کھلا دینے سے عقیقہ نہیں ہوتا۔

البتہ بغیر جانور ذبح کئے ہوئے کسی چیز کا صدقہ کرنے اور غریبوں کی مدد کرنے کا الگ ثواب ہے، مگر وہ عقیقہ کے قائم مقام اور عقیقہ کا متبادل نہیں۔ ۱۔

مسئلہ.....: عقیقہ قربانی والے جانوروں کے ساتھ مخصوص ہے، پس جس جانور کی قربانی جائز ہے، اس سے عقیقہ بھی جائز ہے، اور جس جانور کی قربانی جائز نہیں، اس سے عقیقہ بھی جائز نہیں، اس کی مزید تفصیل آگے ”عقیقہ میں ذبح کئے جانے والے جانوروں“ کے ذیل میں آتی ہے۔

عقیقہ کے مقاصد و فوائد

عقیقہ کے سنت و مستحب درجے کی عبادت ہونے کا ثبوت اور اس کے مسائل تو پہلے ذکر کئے جا چکے ہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ عقیقہ کے کیا مقاصد اور فوائد ہیں؟

تو عقیقہ کا سب سے اہم فائدہ اور مقصود تو یہی ہے کہ یہ شریعت کا حکم اور سنت عمل ہے، اور شریعت کے حکم اور سنت عمل میں بے شمار حکمتیں و مصلحتیں اور فوائد اور خوبیاں ہوا کرتی ہیں۔

اور احادیث کی روشنی میں محدثین و فقہائے کرام نے عقیقہ کے کئی مقاصد و فوائد بیان فرمائے ہیں۔

پہلے اس سلسلہ میں حضور ﷺ کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

۱۔ آج کل بہت سے لوگ بیماری، پریشانی یا کسی حادثے کے وقت بکرے کے صدقے اور اس کے ذبح کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں۔

حالانکہ قربانی اور عقیقہ اور حج میں دم کے علاوہ کسی اور جگہ ذبح کرنے کو شریعت نے متعین نہیں کیا۔ کسی پریشانی، مصیبت، یا بیماری وغیرہ سے حفاظت کے لئے احادیث میں صدقہ کرنے کی ترغیب آئی ہے، اور صدقہ اس چیز کا دینا چاہیے جس سے غریب کا زیادہ فائدہ ہو۔

لہذا بعض لوگوں کا مصیبت یا پریشانی کے وقت خون بہایا جان کے بدلے کے عنوان سے جانور کے ذبح کی تخصیص کرنا غلط ہے اور اس میں کئی خرابیاں شامل ہیں (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ہمارا رسالہ: ”بکرے کے صدقہ کا شرعی حکم“)

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْغَلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيقَتِهِ يُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيُسَمَّى وَيُحَلَّقُ رَأْسُهُ (ترمذی، حدیث نمبر ۱۲۴۲، ابواب الاضاحی عن رسول الله ﷺ باب العقیقۃ بشارۃ، باللفظ لہ، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۶۹۳)۔
ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ رہن (گروی بندھا ہوا) ہوتا ہے، جو اس کی طرف سے ساتویں دن ذبح کیا جائے، اور اس کا نام رکھا جائے، اور اس کے بال مونڈوائے جائیں (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

كُلُّ غُلَامٍ رَهْنٌ بِعَقِيقَتِهِ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهِ وَيُحَلَّقُ رَأْسُهُ وَيُسَمَّى (نسائی حدیث نمبر ۴۲۳۱، باب معنی یمن، واللفظ لہ، مسند احمد حدیث نمبر ۲۰۱۳۹)

ترجمہ: ہر بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ رہن ہوتا ہے، اس کی طرف سے عقیقہ میں ساتویں دن جانور کو ذبح کیا جائے، اور اس کے سر کے بال مونڈے جائیں، اور اس کا نام رکھا جائے (ترجمہ ختم)

اس حدیث میں بچے سے مراد نومولود و نوزائیدہ بچہ ہے، خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی۔ ۲
اور اس حدیث میں بچے کو عقیقہ کے ساتھ رہن فرمایا گیا ہے، اور رہن اس امانت کو کہا جاتا ہے، جو قرض لینے کے عوض میں دوسرے کے پاس محفوظ رکھی جاتی ہے، اور قرض کی ادائیگی سے اس کو چھڑا لیا جاتا ہے۔

عقیقہ کے ساتھ بچے کے رہن ہونے اور بعض دوسری روایات میں غور و فکر کرتے ہوئے فقہاء و محدثین نے اپنے اپنے طور پر عقیقہ کے کئی مقاصد و فوائد بیان کئے ہیں۔

۱۔ وقال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وقال الذهبی فی التلخیص: صحیح

۲۔ قوله (كُلُّ غُلَامٍ رَهْنٌ بِعَقِيقَتِهِ) مراد به مطلق المولود ذكرًا كان أو أنثى (حاشیة السندی علی

النسائی، باب معنی یمن)

جن کا خلاصہ نمبر وار ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے:

(۱)..... بچے کا حصول اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، اور اس نعمت کے شکرانہ کے لئے عقیقہ مقرر کیا گیا ہے، پس عقیقہ کے ذریعہ سے اس نعمت کے شکر کی ادائیگی ہوتی ہے۔

(۲)..... بچہ کی شکل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک جان کا عطیہ حاصل ہوتا ہے، لہذا عقیقہ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک جان پیش کر کے شکر ادا کیا جاتا ہے، جیسا کہ قربانی میں، اور اسی وجہ سے قربانی کی طرح عقیقہ میں عیب سے پاک صحیح سالم جانور ضروری ہے۔

البتہ قربانی سنوی یعنی سالانہ عبادت ہے، اور عقیقہ عمری یعنی عمر بھر میں ایک مرتبہ کی عبادت ہے۔ ۱

(۳)..... عقیقہ بچے کے اوپر شیطان کے تسلط سے خلاصی اور نجات و حفاظت کا ذریعہ ہے۔ ۲

(۴)..... اولاد کا عقیقہ کرنے کی برکت سے بچہ میں والدین کی نافرمانی کے جذبے سے خلاصی حاصل ہوتی ہے۔ ۳

(۵)..... بچے کی آفات اور بلیات سے سلامتی اور اچھے طریقہ پر نشو و نما عقیقہ کے ساتھ رہن ہوتی ہے، اور عقیقہ کے ذریعہ سے وہ آفات و بلیات سے چھٹکارا حاصل کرتا

۱۔ والسر فی العقیقہ أن الله أعطاكم أنفسا، فقبروا له أنعم أيضا بنفس، وهو السر في الأضحية. ولذا اشترطت سلامة الأعضاء في الموضعين، غير أن الأضحية سنوية، وتلك عمر بقر فليس الباري شرح البخاري، كتاب العقیقة، باب إمطة الأذى عن الصبي في العقیقة

۲۔ لا يقال لمن يشفع في غيره مرهون فالأولى أن يقال إن العقیقة سبب لانفكاكه من الشيطان الذي طعنه حال غروجه فهي تخلص له من حس الشيطان له في أمره ومنعه له من سعيه في مصالح آخرته (فيض القدير للمناوي تحت حديث رقم ۵۸۱۹)

۳۔ لا يحب الله المقوق أي فمن شاء أن لا يكون ولده عاقلا له في كبره فليذبح عنه عقیقة في صغره لأن حقوق الوالد يورث حقوق الولد ولا يحب الله المقوق وهذا توطئة لقوله ومن ولد له الخ (مرقاة، كتاب الصيد والذبائح، باب العقیقة)

اور محفوظ ہو جاتا ہے، اور اس کی نشوونما بہتر طریقہ پر ہوتی ہے۔

(۶)..... اگر بچہ بچپن میں فوت ہو جائے، تو حقیقہ کی وجہ سے آخرت میں والدین کے

حق میں بچہ کی طرف سے شفاعت حاصل ہونے کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں۔ ۱۔

۱۔ اور اگرچہ بعض حضرات نے فرمایا کہ حقیقہ کے بغیر بچے کے فوت ہوجانے کی صورت میں والدین اس کی شفاعت سے محروم رہتے ہیں، مگر محمدی کا قول دلائل کی زور سے کمزور معلوم ہوتا ہے، کیونکہ متعدد احادیث میں بچپن میں اولاد کے فوت ہونے کی صورت میں شفاعت کے حصول کو صبر و احتساب پر مطلق کیا گیا ہے، نہ کہ حقیقہ پر۔ اور یہ احادیث ہم پہلے اس کتاب کے مقدمہ میں ذکر کر چکے ہیں۔

نیز بعض نے مرجہن کے لفظ سے حقیقہ کے لزوم و وجوب پر استدلال کیا ہے، مگر کیونکہ متعدد احادیث میں حقیقہ کے لزوم کی نفی پائی جاتی ہے، اس لئے یہ قول بھی دلائل کی رو سے راجح معلوم نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الغلام مرتہن بضم الميم وفتح الهاء أى مرهون بعقيقته يعنى أنه محبوب من سلامته عن الآفات بها أو أنه كالشيء المرهون لا يتم الاستمتاع به دون أن يقابل بها لأنه نعمة من الله على والديه فلا بد لهما من الشكر عليه وقيل معناه أنه معلق شفاعته بها لا يشفع لهما أن مات طفلاً ولم يعق عنه فى شرح السنة قد تكلم الناس فيه وأجودها ما قاله أحمد بن حنبل معناه أنه إذا مات طفلاً ولم يعق عنه لم يشفع فى والديه وروى عن لقادة أنه يحرم شفاعتهم قال الشيخ العوربشعى ولا أدرى بأى سبب تمسك ولفظ الحديث لا يساعد المعنى الذى أتى به بل بينهما من الممانعة ما لا يخفى على عموم الناس فضلاً عن خصوصهم والحديث إذا استعمل معناه فأقرب السبب إلى إيضاحه استيفاء طرده فإنها قلما تخلو عن زيادة أو نقصان أو إشارة بالألفاظ المختلف فيها رواية فيستكشف بها ما أبهم منه وفى بعض طرق هذا الحديث كل غلام رهينة بعقيقته أى مرهون والمعنى أنه كالشيء المرهون لا يتم الانتفاع والاستمتاع به دون فكه والنعمة إنما تتم على المنعم عليه بقيامه بالشكر ووظيفة الشكر فى هذه النعمة ما سنده لبيه النبىء وهو أن يعق عن المولود شكر الله تعالى وطلبها لسلامة المولود ويحتمل أنه أراد بذلك أن سلامة المولود ونشوءه على النعمت المحبوب رهينة بالعقيقة وهذا هو المعنى (مرواة، كتاب الصيد والذبائح، باب العقيقة)

(رہین) أى مرهون وللناس فيه كلام فمن أحمد هذا فى الشفاعۃ یرید أنه إذا لم يعق عنه فمات طفلاً لم يشفع فى والديه وفى النهاية أن العقيقة لازمة له لا بد منها فشبہ المولود فى لزومها له وعدم انفكاكه منها بالرهن فى يد المرتہن وقال العوربشعى أى أنه كالشيء المرهون لا يتم الانتفاع به دون فكه والنعمة إنما تتم على المنعم عليه بقيامه بالشكر ووظيفته والشكر فى هذه النعمة ما سنده النبى صلى الله تعالى عليه وسلم وهو أن يعق عن المولود شكراً لله تعالى وطلبها لسلامة المولود ويحتمل أنه أراد بذلك أن سلامة المولود ونشوءه على النعمت المحمود رهينة بالعقيقة حاشية السندی على النسائی، باب معنى يعق)

عقیقہ میں ذبح کئے جانے والے جانوروں کے احکام

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عقیقہ میں سنت یہ ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو جانور (یعنی دو بکری، دو بکریاں، دو بھیر، یا دو دونے) ذبح کئے جائیں۔

اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور ذبح کیا جائے۔

البتہ اگر کسی کو لڑکے کے عقیقہ میں دو جانوروں کی گنجائش نہ ہو، تو اس کو ایک جانور سے بھی عقیقہ کرنے کی احادیث سے گنجائش ملتی ہے۔

اس سلسلہ میں چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

اَلْسُنَّةُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِلَتَانِ ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ (مصنف ابن ابی شیبہ

حدیث نمبر ۲۴۷۳۰، کتاب العقیقہ، باب فی العقیقہ : کم عن الغلام ، وکم عن

الجارية)

ترجمہ: بیٹے کی طرف سے دو بکریاں ایک جیسی اور بیٹی کی طرف سے ایک بکری سے

عقیقہ کرنا سنت ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت اسماء بنت یزید بن سکین انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

" اَلْعَقِيقَةُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِلَتَانِ ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ " (مسند احمد

حدیث نمبر ۲۷۵۸۲) ۱

ترجمہ: بیٹے کی طرف سے دو بکریاں ایک جیسی اور بیٹی کی طرف سے ایک بکری سے

عقیقہ ہے (ترجمہ ختم)

ایک جیسی سے مراد عمر اور اوصاف میں ایک جیسی ہونا ہے، کہ دونوں عمر میں مکمل اور عیب سے پاک

دوا اور ایک عقیقہ ہونے سے مراد دوا اور ایک جانور ہیں، کہ لڑکے کے عقیقے میں دو جانور ہیں، اور لڑکی کے عقیقے میں ایک جانور۔

اور حضرت ام کرز رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں سوال کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

عَنِ الْفُلَامِ شَاتَانٍ وَعَنِ الْأَنْثَى وَاحِدَةٌ وَلَا يَضُرُّكُمْ ذُكْرَانَا كُنَّا أُمَّ إِنَانَا (ترمذی، حدیث نمبر ۱۴۳۵، ابواب الاضاحی، باب ماجاء فی العقیقة، واللفظ له،

نسائی حدیث نمبر ۴۲۲۸، مسند احمد حدیث نمبر ۲۷۳۷۳، مسند ک حاکم

حدیث نمبر ۷۶۹۸) ۱۔

ترجمہ: لڑکے کی طرف سے دوا اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے، اور تمہارے لئے اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ جانور نہ ہو یا مادہ (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عقیقہ میں جو جانور ذبح کیا جائے، اس کے لئے ذر (مثلاً بکرا) یا مادہ (مثلاً بکری) ہونا ضروری نہیں، بلکہ ذر اور مادہ دونوں قسم کے جانوروں سے عقیقہ جائز ہے۔ ان قولی احادیث (یعنی حضور ﷺ کے ارشادات و فرمودات) سے معلوم ہوا کہ لڑکے کے عقیقہ میں دو جانور، اور لڑکی کے عقیقہ میں ایک جانور ذبح کرنا سنت ہے۔

عورت کو شریعت نے کئی چیزوں میں مرد کے مقابلے میں آدمی حیثیت دی ہے، چنانچہ مرد کے مقابلے میں عورت کی گواہی آدمی ہے، بیٹے کے مقابلے میں بیٹی کو وراثت آدمی ملتی ہے، وغیرہ وغیرہ۔ اس لیے اسی آدھ آدھ کے اصول کے مطابق لڑکی کی طرف سے ایک جانور اور لڑکے کی طرف سے دو جانور رکھے گئے ہیں۔ ۲۔

۱۔ قَالَ أَبُو جَمِيٍّ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

۲۔ (وعن الجارية شاة) على قاعدة الشريعة لانه سبحانه فاضل بين الذكر والأنثى في الإرث والدية والشهادة والعق فكلما العق ولا يعارضه أن فاطمة ذهبت عن الحسن والحسين كبشا كبشا لأن النسب عليه ذبح عن كل واحد كبشا وذهبت أمهما عنهما كبشين والقصاره في الأخبار على الشياه يلهم أنه لا يجزء غيرهما ولو أعلى كالأبل والبقر وبه صرح جمع لكن نقل عن مالك أنه كان يعوق بجزور (فيض القدير للمناوي تحت حديث رقم ۵۶۲۳)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بِكُشَيْبٍ
كُشَيْبٍ (نسائی، حدیث نمبر ۴۲۳۰، کتاب العقیقة، باب کم یحق عن الجارية)
ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے دو
دومینڈھوں کے ساتھ عقیقة کیا (ترجمہ ختم)

اور حضرت عمرو بن شعیب کی سند سے روایت ہے کہ:

"أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا
كُشَيْبَيْنِ اثْنَيْنِ مِثْلَيْنِ مُتَكَافِئَيْنِ" (مسند بک حاکم حدیث نمبر ۷۶۹۷) ۱
ترجمہ: نبی ﷺ نے حضرت حسن اور حسین کی طرف سے عقیقة فرمایا، دونوں میں سے
ہر ایک کی طرف سے دو مینڈھے ایک جیسے اور برابر کے ڈنچے فرمائے (ترجمہ ختم)
ان فعلی احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما دونوں میں سے
ہر ایک کا عقیقة دو دو مینڈھوں سے فرمایا تھا۔
اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ بِكُشَيْبٍ
(مسند ابی یعلیٰ حدیث نمبر ۲۸۷۶، مسند انس، واللفظ لله، شرح مشکل الآثار
للطحاوی حدیث نمبر ۱۰۳۸) ۲

۱۔ قال اللہمی تحت هذا الحديث: سوار أبو حمزة ضعيف

وقال الہیعی:

سوار بن داود أبو حمزة، وثقه أحمد وابن حبان وابن معين، وفيه ضعف (مجمع
الزوائد ج ۵ ص ۲۰۱)

وقال الالبانی:

قلت: ولا بأس به في الشواهد (ارواء الغليل للالبانی، تحت حدیث رقم ۱۱۶۳)

۲۔ قال الہیعی:

رواه أبو یعلی، والبخاری باختصار، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۵۷)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے (مجموعی طور پر) دو مینڈھوں کے ساتھ عقیقہ کیا (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے عقیقہ میں ایک ایک مینڈھا ذبح فرمایا تھا۔

اس کے بارے میں تفصیل اگلی حدیث کے بعد آتی ہے۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " عَقَّى عَنِ الْحَسَنِ كَبْشًا وَعَنِ الْحُسَيْنِ كَبْشًا " (شرح مشکل الآثار للحطاي حدث نمبر ۱۰۳۹، باب بیان مشکل ما روی عن رسول الله ﷺ فهما يلبح عن المولود الذكر يوم سابعه هل هو ذاة او شاتان، واللفظ له، ابو داؤد حديث نمبر ۲۸۴۳)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن کی طرف سے ایک مینڈھے سے اور حضرت حسین کی طرف سے ایک مینڈھے سے عقیقہ کیا (ترجمہ ختم)

اس سے پہلی احادیث میں دو دو مینڈھوں کے ذبح کرنے کا ذکر تھا، اور مذکورہ روایات میں ایک ایک مینڈھے کا ذکر ہے۔

اس سلسلہ میں محدثین نے فرمایا کہ اگرچہ ایک ایک مینڈھے یا بکری سے بھی لڑکے کا عقیقہ جائز ہے، اور ممکن ہے کہ حضور ﷺ نے ایک ایک مینڈھے کو ساتویں دن ذبح کیا ہو، اور ایک ایک مینڈھے کو کسی اور دن ذبح کیا ہو۔ ۱۔

۱۔ چنانچہ درج ذیل روایت سے اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ " أَمَرَ بِرَأْسِي الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ ابْنَيْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا يَوْمَ سَابِعِهِمَا لِحُلُقِي، ثُمَّ تَصَلَّقِي بِوَزْلِهِ لِقِصَّةٍ، وَلَمْ يَجِدْ ذُبْحًا " (المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۲۵۱۱، واللفظ له، المعجم الاوسط للطبرانی حديث نمبر ۱۲۷، سنن البيهقي حديث نمبر ۱۹۷۴۸)

قال الهيثمي:

رواه الطبرانی في الكبير والوسط والبخار وفي إسناده الكبير ابن لهيعة وإسناده حسن وبقيته رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۵۷)

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ حضور ﷺ نے ایک ایک مینڈھا خود ذبح فرمایا ہو، اور ایک ایک مینڈھا حضرت علی یا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کو ذبح کرنے کا حکم فرمایا ہو۔

پس جن روایات میں دو دو مینڈھوں کا ذکر کیا گیا، ان میں دونوں مینڈھوں کو جمع کیا گیا (یعنی جو ساتویں دن ذبح کیا گیا، اس کو بھی، اور جو کسی اور دن ذبح کیا گیا، اس کو بھی، یا جو حضور ﷺ نے ذبح کیا، اس کو بھی، اور جو حضرت علی یا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما نے ذبح کیا، اس کو بھی) اور دوسری روایات میں ان دونوں کو جمع نہیں کیا گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۔

بہر حال اگر کسی کو بیٹے کی طرف سے دو جانور ذبح کرنے کی حیثیت نہ ہو، تو اس کے لئے ایک جانور سے بھی حقیقہ کرنے کی گنجائش ملتی ہے۔ ۲۔

اور اسی طرح اگر کسی بیٹے کے حقیقہ میں ایک دن میں دونوں جانوروں سے حقیقہ کی وسعت نہ ہو، تو دونوں جانوروں کو الگ الگ دنوں میں بھی حقیقہ میں ذبح کرنے کی گنجائش ہے۔

مذکورہ اور اس جیسی احادیث و روایات سے فقہائے کرام نے جو مسائل اخذ کئے ہیں، اب ان کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

مسئلہ.....: حقیقہ کے جانور کا حکم قربانی کے جانور کی طرح ہے، کیونکہ حضور ﷺ نے حقیقہ کو نسک اور قربانی سے تعبیر فرمایا ہے (جیسا کہ پہلے احادیث میں گزرا) اس لئے حقیقہ بھیر، دنبہ اور بکری و بکرے کے علاوہ ان جانوروں سے بھی جائز ہے، جن کی قربانی جائز ہے، مثلاً گائے، بیل، بھینس اور اونٹ۔

جن جانوروں سے حقیقہ کرنا جائز ہے، ان کے نام یہ ہیں:

اونٹ، اونٹنی، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، بھیر، مینڈھا، بکری، بکرا، دہی، دنبہ۔

۱۔ والحدیث یحتمل أنه لبان الجواز فی الاکتفاء بالآقل أو دلالة علی أنه لا یلزم من ذبح الشاتین أن یکون فی یوم السابع فیمکن أنه ذبح عنه فی یوم الولادة کبشا ولی السابع کبشا وبه یحصل الجمع بین الروایات أو حق النبی من عنده کبشا وأمر علیا أو فاطمة بکبش آخر فنسب إلیه أنه حق کبشا علی الحقیقة وکبشین مجازا واللہ اعلم (مرقاۃ، کتاب الصيد والذباح، باب الحقیقة)

۲۔ وروی: عَنْ ابْنِ عُمرَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: عَنْ الْجَارِیَةِ وَعَنِ الْغُلَامِ، حَاشَا، حَاشَا. (مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۲۴۷۳۱)

اور ایک بڑا جانور (یعنی گائے، بیل، بھینس اور اونٹ) کا ساتواں حصہ ایک چھوٹے جانور (یعنی بھیڑ، دنبے اور بکری) کے قائم مقام ہے۔

اور جس جانور کی قربانی جائز نہیں اس سے عقیقہ بھی درست نہیں۔

لہذا عقیقہ صرف اسی جانور کو ذبح کر کے کیا جاسکتا ہے جس کی قربانی کی جاسکتی ہے، اور جس جانور کی قربانی جائز نہیں، خواہ اس وجہ سے کہ وہ قربانی کا جانور نہ ہو (جیسا کہ ہرن، مرغی وغیرہ) یا وہ عیب دار جانور ہو، یا مقررہ عمر سے کم ہو، تو اس جانور سے عقیقہ کرنا بھی جائز نہیں، اگرچہ وہ جانور کتنا زیادہ قیمتی اور اس کا گوشت کتنا ہی لذیذ ہو یا گھر میں پالا ہوا ہو۔ لہذا نیل گائے، ہرن، گھوڑے، خرگوش، مرغ، بٹخ، آئدے وغیرہ سے عقیقہ کرنا صحیح نہیں۔ ۱

مسئلہ.....: احادیث کی رو سے بڑے جانور کے مقابلہ میں چھوٹے جانور یعنی بکری و بکرے، اور مینڈھے و دنبے سے عقیقہ کرنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔ ۲

۱۔ قلت: هو مختلف فيه حسن الحديث، وفيه انه سماه نسكة ونسكا وهو يوم الابل والبقر والهنم اجماعا، وفيه دليل لقول الجمهور لا يجزئ في العقيقة الا ما يجزئ في الاضحية. فلا يجزئ فيه مادون الجذعة من الضأن ودون النعنة من المعز، ولا يجزئ فيه الا السليم من العيوب، لانه سماه نسكا فلا يجزئ فيه الا ما يجزئ في النسك (اعلاء السنن ج ۱ ص ۱۷۱، باب العقيقة، بغیر یسر)

(والغائفة) المجزء في العقيقة هو المجزء في الاضحية فلا تجزء دون الجذعة من الضأن أو النعنة من المعز والابل والبقر هذا هو الصحيح المشهور وبه قطع الجمهور..... قال المصنف والاصحاب ويشترط سلامتها من العيوب التي يشترط سلامة الاضحية منها اتفاقا واختلافا ولا اختلاف في اشعار هذا الا أن الرافعي قال أشار صاحب العدة إلى وجه مسامح بالعبه هنا (المجموع شرح المذهب للنووي، باب العقيقة)

۲۔ والكلام انما هو في الاجزاء واما الافضلية فلا شك انها في الغنم لحديث عائشة المذكور في المعن، ولما روينا من طريق عبد الرزاق قال أخبرنا بن جرير قال أخبرنا يوسف بن ماهك قال دخلت أنا وابن مليكة على حفصة بنت عبد الرحمن بن أبي بكر وولدت للمسنر بن الزبير غلاما فقلت هلا عقلت جزورا على ابنك فقالت معاذ الله كانت حمى عائشة تقول على الغلام شاتان وعلى الجارية شاة..... فان غاية ما فيه كون الشاة فيها الفضل، والله تعالى اعلم..... قلت وينبغي ان يكون الافضل في الغلام الكرش لما ورد في عقيقة الحسن والحسين رضي الله عنهما، والشاة يوم الذكر والانثى جميعا (اعلاء السنن ج ۱ ص ۱۷۱، باب العقيقة، بغیر یسر)

مسئلہ.....: اونٹ، اونٹنی کی عمر کم از کم پانچ سال، گائے، بیل، بھینس، بھینسے کی عمر کم از کم دو سال اور باقی جانوروں (بکرا، بکری، دنبہ، دنبی، مینڈھا، بھیڑ) کی عمر کم از کم ایک سال ہونا ضروری ہے۔

اور جس جانور کی عمر اس سے زیادہ ہو جس کا ذکر کیا گیا یعنی اونٹ، اونٹنی پانچ سال سے زیادہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا دو سال سے زیادہ، بکرا بکری وغیرہ ایک سال سے زیادہ، اس کی بھی قربانی اور عقیقہ جائز ہے۔ ۱۔

مسئلہ.....: بھیڑ یا دنبہ چکتی دار ہو یا بے چکتی اگر چھ ماہ یا زیادہ کا ہو اور اس قدر صحت مند، موٹا تازہ ہو کہ دیکھنے میں پورے سال کا معلوم ہوتا ہو جس کی پہچان یہ ہے کہ اگر سال کی بھیڑوں، دنبوں میں چھوڑ دیا جائے تو دیکھنے والا ان میں عمر کا فرق نہ کر سکے تو سال سے کم عمر ہونے کے باوجود اس سے عقیقہ جائز ہے، اور اگر چھ ماہ سے کم عمر ہو تو پھر اس سے کسی صورت میں عقیقہ درست نہیں، خواہ بظاہر کتنا ہی بڑا اور صحت مند ہو۔

مسئلہ.....: اگر جانور کی عمر کا پوری ہونا یقینی طور پر معلوم ہو، مثلاً جانور اپنے سامنے پیدا ہوا ہو، تو جب تو کوئی شبہ والی بات نہیں، اور اگر جانور دوسرے سے خریدا جا رہا ہے، اور جانور فروخت کرنے والا عمر پوری بتاتا ہے اور ظاہری حالات سے بھی اس کے بیان کا غلط ہونا معلوم نہیں ہوتا جس کی وجہ سے دل مطمئن ہو جاتا ہے تو اس پر اعتماد کرنا جائز ہے (مسائل قربانی، تیسرا از مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ)

مسئلہ.....: سنت تو یہی ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو جانور (بکری، بھیڑ، دنبہ وغیرہ) اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور (بکری، بھیڑ، دنبہ وغیرہ) ذبح کیا جائے، لیکن اگر کسی کو زیادہ توفیق نہیں اس

۱۔ ولا يكون فيه دون الجذع من الضأن والقي من المعز ولا يكون فيه إلا السليمة من العيوب؛ لأنه إراقة دم شرعاً كالأضحية ولو قدم يوم الذبح قبل يوم السابع أو أخره عنه جاز إلا أن يوم السابع أفضل (الفتاوى في تنقيح النية في تنقيح الفتاوى الحامدية، كتاب الذبائح، باب العقيقة)

ولا يجزء فيه ما دون الجذع من الضأن ودون النية من المعز ولا يجزء فيه إلا السليم من العيوب لأنه إراقة دم بالشرع لاعتبار فيه ما ذكرناه كالأضحية (المجموع شرح المذهب للنووي، ج ۸ ص ۴۳۶، ۴۳۷، باب العقيقة)

لئے اس نے لڑکے کی طرف سے ایک ہی بکری، یا بھیڑ یا دنبہ سے عقیقہ کیا تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

مگر ایک بکری، یا ایک بھیڑ، یا ایک دنبہ میں ایک سے زیادہ بچوں کا عقیقہ جائز نہیں۔ ۱۔
مسئلہ.....: لڑکے کے دو جانوروں سے عقیقہ کرنے میں سنت و مستحب یہ بھی ہے کہ دونوں جانور برابر جوڑ کے ہوں، یعنی قد و قامت اور صورت و شکل کے لحاظ سے دونوں جانوروں میں جتنی مشابہت و مماثلت ہو، یہ بہتر ہے۔

لیکن ضروری نہیں، لہذا اگر دونوں میں کچھ فرق ہو، مگر دونوں جانور اس قابل ہوں کہ ان کی قربانی جائز ہو جاتی ہو، تو ان کے ذریعہ سے بھی عقیقہ کرنا جائز ہے۔

پس اگر ایک بکرا ہے، اور ایک بکری، یا ایک بھیڑ یا دنبہ ہے، اور دوسرا بکری یا بکرا یا رنگ و جسامت میں باہم مختلف ہیں، تو بھی عقیقہ درست و جائز ہے۔ ۲۔

۱۔ ثم إذا أراد أن يعق عن الولد، فإنه يلذع عن الغلام شاتين وعن الجارية شاة؛ لأنه إنما شرع للسرور بالمولود وهو بالغلام أكثر ولو ذبح عن الغلام شاة وعن الجارية شاة جاز؛ لأن (النبي ﷺ) عق عن الحسن والحسين كبشا كبشا (الْعَقُودُ الْمُرْتَبَةُ فِي تَنْبِيحِ الْفَتَاوَى الْحَامِدِيَّةِ، كتاب الذبائح، باب العقيقة)

والسنة أن يلذع عن الغلام شاتين وعن الجارية شاة لما روت أم كرز قالت سألت رسول الله ﷺ عن العقيقة فقال للغلام شاتان مكافئتان وعن الجارية شاة ولأنه إنما شرع للسرور بالمولود والسرور بالغلام أكثر فكان اللذع عنه أكثر وإن ذبح عن كل واحد منهما شاة جاز لما روى عن ابن عباس رضي الله عنه قال عاق رسول الله ﷺ عن الحسن شاة جاز لما روى ابن عباس رضي الله عنه قال (عاق رسول الله ﷺ عن الحسن والحسين عليهما السلام كبشا كبشا) (المجموع شرح المذهب للنووي، باب العقيقة) السنة أن يعق عن الغلام شاتان وعن الجارية شاة فإن عاق عن الغلام شاة حصل أصل السنة لما ذكره المصنف ولو ولد له ولدان فليذع عنهما شاة لم تحصل العقيقة (المجموع شرح المذهب للنووي، ج ۸ ص ۴۲۹، باب العقيقة)

۲۔ ومن عن الذكر شاتان مستعینان وعن الأنثى واحدة وعن الغنص المشكل واحدة والاحتياط لشاتان (الْعَقُودُ الْمُرْتَبَةُ فِي تَنْبِيحِ الْفَتَاوَى الْحَامِدِيَّةِ، كتاب الذبائح، باب العقيقة)

فالمستحب أن تكون الشاتان معتمالتين؛ لقول النبي ﷺ: "شاتان مكافئتان". وفي

﴿بقية حاشیائے صفحہ پیرا ۱۱۱﴾

مسئلہ.....: اگر کوئی بچہ خنثی مشکل پیدا ہو، (یعنی اس میں مرد و عورت میں سے کسی ایک کی علامات غالب نہ ہوں) تو اس کی طرف سے عقیقہ میں ایک جانور ذبح کرنا کافی ہے، اور احتیاطاً دو ذبح کرنا بہتر ہے۔ ۱۔

مسئلہ.....: اگر بڑا جانور یعنی گائے، بھینس اور اونٹ وغیرہ پورا کا پورا، ایک لڑکی یا ایک لڑکے کے عقیقہ میں ذبح کیا جائے، تو بھی نہ صرف یہ کہ جائز بلکہ بعض فقہاء کی تصریح کے مطابق افضل ہے۔ اور اس میں بھی اونٹ کی فضیلت زیادہ اور پھر گائے، بیل، بھینس کی فضیلت ہے۔ ۲۔

مسئلہ.....: اگر ایک بڑے جانور (اونٹ، بھینس، گائے) میں ایک سے زیادہ بچوں کا عقیقہ کیا جائے، تو بھی جائز ہے۔

جبکہ اس کی رعایت کی جائے کہ ایک بڑے جانور کو سات بکریوں کے قائم مقام سمجھ کر اس میں بچوں کے عقیقہ کے حصے ڈالے جائیں۔

اور اگر اس بڑے جانور میں سارے حصے عقیقہ کے نہ ہوں، بلکہ بعض لوگ کسی دوسری عبادت کی نیت سے شامل ہوں، مثلاً عید الاضحیٰ کی قربانی کی نیت سے، یا حج کی قربانی (دم شکر) کی نیت سے،

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

روایۃ "مفلان" قال أحمد: یعنی معمالثین، لقول النبی ﷺ "شأتان مکافئتان" وفي رواية "مفلان". " (المعنى لابن قدامة ج ۲۲ ص ۵)

(عن الفلام شأتان مكافئتان) أي معساويان في السن والحسن أو معادلان لما يجب في الزكاة في الأضحية من الأسمان مذبحان من قولهم كافأ الرجل بين بعيرين إذا وجأ في لبة هذا ثم لبة ذاك فصحهما معا ذكره الزمخشري وزاد أو مكافئتان دفعاً لوجه أن يعجن في أحدهما ويهون أمرهما فيهن به أن تكون فاضلة كاملة وفيه تنبيه على تهذيب العقيقة من عيوب الأضحية (فيض القدير للمناوي تحت حديث رقم ۵۶۲۳)

۱۔ ويسن عن الذكر شأتان معساويان وعن الأنثى واحدة وعن الغنم المشكل واحدة والاحياط لثنتان (المعقود الحزينة في تنقيح الفتاوى الحامدية، كتاب الذبائح، باب العقيقة)

۲۔ (وأما) الأفضل ففيه وجهان (أصحهما) البدنة ثم البقرة ثم جذعة الضأن ثم ثنية المعز كما سبق في الأضحية (والثاني) الغنم أفضل من الإبل والبقر للحديث السابق (عن الفلام شأتان وعن الجارية شاة) ولم ينقل في الإبل والبقر شي والذهب الأول (المجموع شرح المذهب للنووي، ج ۸ ص ۴۳۰، باب العقيقة)

اور حساب کے اعتبار سے سات حصوں سے زیادہ نہ ہوں، تو بھی جائز ہے۔ ۱۔
اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ عید الاضحیٰ کے دنوں میں بھی قربانی کے بڑے جانور میں حقیقہ کا حصہ ڈالنا جائز ہے، البتہ اس میں حقیقہ کے مستحب وقت کی رعایت کا ثواب نہ ملے گا (امداد الاحکام جلد ۲ صفحہ ۲۲۸) مسئلہ.....: افضل یہ ہے کہ حقیقہ کا جانور ہر قسم کے عیب اور نقص سے خالی ہو، تاکہ بچہ اور نوسلولو کی طرف سے بطور حقیقہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اچھی اور عمدہ صحیح سالم چیز پیش کی جاسکے۔

البتہ بعض عیب ایسے ہیں کہ اگر وہ جانور میں موجود ہوں تو وہ حقیقہ کی ادائیگی میں مانع نہیں، مثلاً جانور کا بھینکا ہونا، پیدائشی سینک نہ ہونا یا کسی سینک کا اس طرح ٹوٹ جانا کہ اس کی ییگ باقی ہو، یا قدرتی طور پر کان کا چھوٹا ہونا، یا کچھ دانتوں کا ٹوٹا ہوا ہونا، مگر چارہ کھانے کے قابل ہونا، یا ٹانگ میں کچھ لنگڑاپن ہونا، یا جانور کا بانجھ ہونا وغیرہ، اس قسم کے عیب دار جانوروں کو حقیقہ میں ذبح کرنے سے حقیقہ ادا ہو جاتا ہے۔

اور جانور میں بعض عیب وہ ہیں کہ وہ حقیقہ کی ادائیگی میں مانع ہیں، مثلاً کسی جانور کے ایک یا دونوں سینک جڑ سے اکڑ گئے ہوں، یعنی اندر کی ییگ اور گودا بھی ختم ہو گیا ہو، یا جانور کی دم نہ ہو (سوائے چکتی دار دہنے کے، کہ اس کی چکتی دم کے قائم مقام ہے)

یا کسی جانور کو نظر نہ آتا ہو، یا جانور کے دونوں یا ایک کان بالکل نہ ہوں، یا کان کا تہائی سے زیادہ حصہ کٹا ہوا ہو، یا جس جانور کے بالکل دانت نہ ہوں، یا اتنے زیادہ گریا گھس گئے ہوں، کہ وہ چارہ کھانے پر قادر نہ ہو، یا جس کا ایک پاؤں کٹا ہوا ہو، یا اس قدر لنگڑا ہو کہ وہ چل کر قربان گاہ تک نہ پہنچ

۱۔ ولو ذبح بقربة أو بدنة من سبعة أو لاد أو اشترك فيها جماعة جاز سواء أرادوا كلهم الحقيقة أو أراد بعضهم الحقيقة (المجموع شرح المذهب للنووي، ج ۸ ص ۴۲۹، باب الحقيقة)

کاشحیة واحصار وجزاء صید وحلق ومعة وقران وغللا لفر، لأن المقصود من الكل القرية، وكذا لو أراد بعضهم الحقيقة من ولد قد ولد له من قبل لأن ذلك جهة التقرب بالشكر على نعمة الولد ذكره محمد (رد المحتار، کتاب الاضحیة)

وان أراد أحدهم الحقيقة من ولد ولد له من قبل جاز، لأن ذلك جهة التقرب إلى الله بالشكر على ما أنعم من الولد كما ذكر محمد في نواحر الضحايا (تبيين الحقائق،

سکتا ہو۔ ۱

اس قسم کے عیب والے جانور کو عقیقہ میں ذبح کرنے سے عقیقہ ادا نہیں ہوتا۔
اگر جانور میں کوئی عیب ہو، اور اس کے بارے میں مسئلے کا علم نہ ہو، تو اس کی تفصیل بتلا کر کسی مستند اہل علم سے مسئلہ معلوم کر لینا چاہئے۔ ۲

مسئلہ.....: جانور کو ذبح کے لئے لایا گیا اور ذبح کے وقت گمراہ ہوئے کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا کہ جس کی وجہ سے عقیقہ جائز نہیں ہوتا، مثلاً اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی، تو اس جانور کو عقیقہ میں ذبح کرنا جائز ہے۔

مسئلہ.....: خصی کئے ہوئے بکرے و مینڈھے سے عقیقہ کرنا جائز ہے، کیونکہ حضور ﷺ نے خصی کئے ہوئے مینڈھے سے قربانی فرمائی ہے۔ ۳

مسئلہ.....: عقیقہ کی نیت سے جو جانور خریدا گیا، اُس کو خاص عقیقہ میں ذبح کرنا واجب نہیں، لہذا کسی ضرورت سے اس کے بجائے کوئی دوسرا جانور کرنا چاہیں، تو جائز ہے (امداد الاحکام جلد ۲ صفحہ ۲۰۷)۔
مسئلہ.....: احادیث میں بچہ اور بچی کی طرف سے عقیقہ کرنے کا حکم والدین اور سرپرستوں کو خطاب کر کے دیا گیا ہے، اور عقیقہ میں مال خرچ ہوتا ہے، اس لئے اس کا حکم بچہ کے نان و نفقہ کی طرح سے ہو گیا، اور اسی وجہ سے جس طرح بچے کا نان و نفقہ والد کے ذمے ہے اسی طرح عقیقہ کے اخراجات بھی والد ہی اپنے مال سے ادا کرے گا (بالا یہ کہ کوئی اور اپنی خوشی سے اپنا مال خرچ کرے) اور بچے کا مال (جو اس کی ملکیت میں ہو) عقیقہ کے لئے استعمال نہیں کیا جائے گا۔ ۴

۱۔ البتہ جو چلنے پر قادر ہو، یعنی چمچھا پاؤں بھی زمین پر رکھتا ہو اور چلنے میں اس سے مدد لیتا ہو، وہ جائز ہے۔

۲۔ ہماری کتاب ”ذوالحجاء و قربانی کے فضائل و احکام“ میں بھی تفصیل ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ محمد رضوان۔

۳۔ ذَبَحَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْبَيْحِ كَبْشَيْنِ أَلْوَكَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مُوجَّأَيْنِ (ای غصصین)
(ابوداؤد حدیث نمبر ۲۷۹۷ کتاب الضحایا، باب ما یستحب من الضحایا، واللفظ له،

ابن ماجہ کتاب الاضاحی، مسند احمد)

۴۔ (الناسعة) قال أصحابنا لما يقى عن المولود من تلزمه نفقته من مال العاق لا من

مال المولود قال الدارمی والاصحاب فان حق من مال المولود ضمن العاق (المجموع

شرح المذهب للنووی، ج ۸ ص ۴۳۲، باب العقیقة)

مسئلہ.....: بعض لوگ عقیقہ کا جانور خریدنے میں حرام رقم استعمال کرتے ہیں جو کہ سراسر ناجائز ہے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حرام مال پیش کرنا گناہ ہے۔ لہذا عقیقہ میں حلال مال استعمال کرنا چاہئے۔

مسئلہ.....: اگر کسی کا اپنا عقیقہ نہیں ہوا تو وہ اپنی اولاد کا عقیقہ کر سکتا ہے یعنی اولاد کا عقیقہ کرنے کے لئے خود اپنا عقیقہ ہونا ضروری نہیں۔

مسئلہ.....: اگر کسی نے اپنے بڑے بچے کا عقیقہ نہیں کیا اور چھوٹے کا کر دیا تب بھی کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر اللہ نے توفیق دی ہے تو سب کا کر دینا افضل ہے۔

عقیقہ کا وقت

عقیقہ اگرچہ بچے کی پیدائش کے فوراً بعد کرنا بھی جائز ہے، مگر افضل یہ ہے کہ پیدائش کے ساتویں دن کیا جائے، یا پھر چودھویں دن اور یا پھر اکیسویں دن اور اس کے بعد کرنا بھی جائز ہے، اگرچہ اس کی فضیلت کم ہے۔

حضرت سرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

يُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ ، وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ وَيُسَمَّى (مُصَنَّف ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، حَدِيث

نمبر ۲۴۷۳۷، کتاب العقیقہ، باب فی اَیِّ یَوْمٍ تُذْبَحُ الْعَقِيقَةُ؟)

ترجمہ: بچہ کی طرف سے ساتویں دن (عقیقہ میں جانور) ذبح کیا جائے، اور اس کے

بال مونڈوائے جائیں، اور اس کا نام رکھا جائے (ترجمہ ختم)

اور حضرت عمرو بن شعیب کی سند سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِالْعَقِيقَةِ يَوْمَ السَّابِعِ لِلْمَوْلُودِ ،

وَوَضَعَ الْأَذَى ، وَتَسَمَّيْتِهِ (مُصَنَّف ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، حَدِيثِ نِمْبَر ۲۴۷۳۸، کتَاب

العقیقہ، باب فی اَیِّ یَوْمٍ تُذْبَحُ الْعَقِيقَةُ؟)

ترجمہ: نبی ﷺ نے نومولود کا ساتویں دن عقیقہ کرنے اور اس کی گندگی دور کرنے اور

اس کا نام رکھنے کا حکم فرمایا (ترجمہ ختم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ يَوْمَ السَّابِعِ ،
وَمَسْمَاهُمَا ، وَأَمَرَ أَنْ يُعَاطَ عَنْ رُءُوسِهِمَا الْأَذْي (مسند بک حاکم حدیث)

نمبر ۷۶۹۵) ۱

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کا ساتویں دن عقیقہ کیا،

اور ان کا نام رکھا، اور حکم فرمایا کہ ان کے سر سے گندگی دور کر دی جائے (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی اتباع میں ساتویں دن عقیقہ کرنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔

ساتویں دن کی فضیلت اس وجہ سے ہے کہ بچہ کی پیدائش کے ساتویں دن، بچہ پر پورے ہفتہ کا دور مکمل ہو کر بچہ کی سلامتی و عافیت وغیرہ کی تکمیل ہو جاتی ہے، اور ہفتہ دنوں کی تکمیل کا زمانہ ہے، جس طرح ایک سال مہینوں کی تکمیل کا زمانہ ہے۔ ۲

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

الْسَّنَةُ أَفْضَلُ عَنِ الْفَلَاحِ خَاتَانِ مُكَافِلَتَانِ ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةُ تَقْطَعُ
جُدُولًا وَلَا يُكْسَرُ لَهَا عَظْمٌ فَيَأْكُلُ وَيُطْعَمُ وَيَتَصَلَّقُ ، وَلَيَكُنْ ذَاكَ يَوْمَ
السَّابِعِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَيَوْمَ أَرْبَعَةِ عَشَرَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَيَوْمَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ "

(مسند بک حاکم حدیث نمبر ۷۷۰۳) ۳

۱۔ وقال الحاكم: هَذَا خَلِيفَتُ صَحِيحِ الْإِسْنَادِ ، وَلَمْ يُعْرَجْ بِهِ لِإِسْنَادِهِ السَّابِقَةِ.

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح

۲۔ وحكمه كونها في السبع أن الطفل لا يقلب ظن سلامة بنيته وصحته خلقته وقبوله للحياة إلا بمعنى الأسبوع والأسبوع دور يومي كما أن السنة دور شهري (فيض القدير للمناوي، تحت حديث رقم ۵۶۹۹)

۳۔ قال الحاكم: "هَذَا خَلِيفَتُ صَحِيحِ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُعْرَجْ بِهِ"

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح

ترجمہ: عقیقہ سنت ہے، لڑکے کی طرف سے دو برابر کی بکریاں افضل ہیں، اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری، اس (عقیقہ کے جانور) کے اعضاء کاٹے جائیں گے، اور اس کی ہڈیوں کو توڑا نہیں جائے گا، اس کے گوشت کو خود بھی کھائے، اور دوسروں کو بھی کھلائے، اور صدقہ بھی کرے، اور یہ عقیقہ ساتویں دن کرنا چاہئے، اگر ساتویں دن نہ ہو، تو چودھویں دن، اور اگر چودھویں دن بھی نہ ہو، تو اکیسویں دن (ترجمہ ختم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ ارشاد بظاہر مرفوع حدیث کا درجہ رکھتا ہے۔ ۱

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ عقیقہ میں ساتویں دن کی فضیلت مقدم ہے، اور اس کے بعد چودھویں دن کی فضیلت ہے، اور پھر اکیسویں دن کی۔

اور کیونکہ احادیث میں مذکورہ تینوں صورتیں پیدائش کے ساتویں دن سے متعلق ہیں، پہلی صورت حقیقی ساتویں دن کی ہے، اور باقی حکمی ساتویں دن کی ہیں کہ وہ ہفتہ وار کے اعتبار سے ہیں۔

اس پر قیاس کرتے ہوئے بعض حضرات نے فرمایا کہ اگر اکیسویں دن بھی عقیقہ نہ ہو سکے، تو پھر اگلے ساتویں (یعنی اٹھائیسویں) دن کرنا افضل ہوگا۔

اسی طرح اس کے بعد اور ساتویں دن کی نسبت کی فضیلت دوسرے دنوں سے زیادہ ہوگی (اور زندگی بھر جب بھی عقیقہ کی توفیق ہو جائے، تو ساتویں دن کی رعایت کا طریقہ یہ ہے کہ پیدائش والے دن سے ایک دن پہلے عقیقہ کرے، مثلاً جمعہ کو بچہ کی ولادت ہوئی ہے، تو ہمیشہ جمعرات کا دن ساتواں بنے گا) ۲

جبکہ بعض نے فرمایا کہ اکیس دن کے بعد پھر جس دن بھی کرے، فضیلت برابر ہوگی، اور ساتویں

۱۔ والظاهر أنها لا تقوله إلا توقيفا (المعنى لا بين قدامة، تحت رقم المسئلة ۷۹۸،

مسألة متى تدبح العقيقة)

۲۔ وقال الليث يعق عن المولود في أيام سابعه كلها في أيها شاء منها فإن لم تنهيا لهم العقيقة في سابعه فلا بأس أن يعق عنه بعد ذلك (الاستذكار، باب العمل في العقيقة)

فإن تجاوز إحدى وعشرين ففيه احتمالان (أحدهما) : يستحب في كل سابع، فيذبح في ثمانية وعشرين، ثم في خمس وثلاثين، وعلى هذا قياساً على ما تقدم، (والثاني) يفعل في كل وقت، لأن هذا قضاء، فلم يعوقف كقضاء الأضحية وغيرها (شرح الزركشي، كتاب الأضاحي)

دن کی رعایت کی کوئی خاص فضیلت باقی نہ رہے گی۔ ۱۔

لیکن کیونکہ احادیث میں فی الجملہ ساتویں دن کی رعایت کا ذکر ہے، اس لئے رائج بھی ہے کہ اکیسویں دن کے بعد بھی ساتویں دن کی رعایت افضل رہے گی۔

وہ الگ بات ہے کہ ساتویں دن کی رعایت کے بغیر کسی بھی دن کرنے سے عقیقہ ادا ہو جائے گا۔ اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَقِيقَةُ تُذْبَحُ لِسَبْعٍ أَوْ أَرْبَعِ عَشْرَةَ أَوْ إِحْدَى وَعِشْرَيْنَ (المعجم الاوسط للطبرانی حدیث نمبر ۳۸۸۲، بواللفظ لہ

المعجم الصغير للطبرانی حدیث نمبر ۷۲۳، سنن البیہقی حدیث نمبر ۱۹۷۷) ۲۔

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ عقیقہ کا جانور ساتویں دن ذبح کیا جائے گا، یا چودھویں دن یا اکیسویں دن (ترجمہ فتح)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَى عَنْ نَفْسِهِ بَعْدَ مَا جَاءَهُ تِلْكَ النَّبُوءَةُ "

(شرح مشکل الآثار للطحاوی عن عبد اللہ بن المتی حدیث نمبر ۱۰۵۳، و حدیث

نمبر ۱۰۵۳، باب بیان مشکل ما روی عن رسول اللہ ﷺ العقیقہ وهل هو علی

الوجوب أو علی الاختیار بواللفظ لہ، المعجم الاوسط للطبرانی حدیث نمبر

۱۔ وإن تجاوز أحدا وعشرين ، احتمال أن يستحب في كل سابع ، فيجعله في ثمانية وعشرين ، فإن لم يكن ، ففي خمسة وثلاثين ، وعلى هذا ، قياسا على ما قبله ، واحتمل أن يجوز في كل وقت ؛ لأن هذا قضاء فائت ، فلم يعوقف ، كقضاء الأضحية وغيرها (المعنى لابن قدامة، تحت رقم المسئلة ۷۸۹۸، مسألة متى تذبح العقیقہ)

۲۔ قال الہیثمی:

رواه الطبرانی فی الصغير ، والأوسط ، وفيه إسماعيل بن مسلم المكي ، وهو ضعيف لكثرة غلطه ورواه (مجمع الزوائد ۴ ص ۵۹)

وقال الہیثمی فی موضع آخر:

إسماعيل بن مسلم المكي وهو مع ضعفه يكتب حديثه (مجمع الزوائد ۳ ص ۲۲۷)

قلت: وهذا الحديث ملبد بحديث عائشة كما مر. محمد رضا

۹۹۴، المسحلی لابن حزم ج ۷ ص ۵۲۸، ورواه مسند البزار عن عبد الله بن

المحرور حديث نمبر ۷۲۸۱، الكامل لابن عدي ج ۴ ص ۱۳۳ مسند الروياني حديث

(نمبر ۱۳۵۶) ل

ترجمہ: نبی ﷺ نے اپنا عقیقہ نبوت ملنے کے بعد کیا (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کا بچپن میں عقیقہ نہ ہوا ہو، تو بعد میں بھی عقیقہ کیا جاسکتا ہے۔

اور حضرت محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ:

لَوْ أَعْلَمُ أَنَّهُ لَمْ يَعْقُ عَنِّي، لَعَقَّقْتُ عَنْ نَفْسِي (مصنف ابن ابی شیبہ حديث نمبر

۲۳۷۱۸، كتاب العقيقة، باب في العقيقة: من رآها) ل

ترجمہ: اگر مجھے یہ بات معلوم ہو کہ میرا عقیقہ نہیں کیا گیا، تو میں اپنا عقیقہ کر لیتا (ترجمہ ختم)

ممکن ہے کہ حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ کو اس وقت تک اپنے عقیقہ کا پتہ نہ چلا ہو، اور بعد میں پتہ

چلا ہو، تو اپنا عقیقہ کر لیا ہو، جیسا کہ اگلی روایت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے۔

ل قال الهيثمي:

رواه البزار والطبرانی في الاوسط ورجال الطبرانی رجال الصحيح خلا الهيثم بن جميل

وهو ثقة وشيخ الطبرانی أحمد بن مسعود النخاط المقتضى ليس هو في الميزان (مجمع

الزوائد ج ۳ ص ۵۹)

حديث: إن النبي (عق عن نفسه بعد ما بعثه الله عز وجل ليها. رواه عبد الله بن محرز:

عن قتادة، عن أنس. وعبد الله متروك الحديث. (ذخيرة الحفاظ تحت حديث رقم

۱۳۶۱)

قال الالباني في رواية ابن المثنى:

وهذا إسناد حسن رجاله ممن ائجج بهم البخاري في "صحيحه" غير الهيثم ابن

جميل، وهو ثقة حافظ من شيوخ الإمام أحمد، وقد حدث عنه بهذا الحديث كما

رواه الخلال عن أبي داود قال: سمعت أحمد يحدث به. كما في "أحكام المولود"

لابن القيم (ص - 88 دمشق) (السلسلة الصحيحة تحت حديث رقم ۲۷۲۶)

ل وإسناده صحيح إن كان أشعث الراوى له عن ابن سيرين هو ابن عبد الله الحداني

أو بن عبد الملك الحمراوى، وكلاهما بصري ثقة. وأما إن كان ابن سوار الكوفي

فهو ضعيف، وثلاثتهم روى عن ابن سيرين، وعنه حفص - وهو ابن غياث - وهو

الراوى لهذا الأثر عن أشعث (السلسلة الصحيحة تحت حديث رقم ۲۷۲۶)

اور امام بخوی نے ابن سیرین کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ:

عَقَّقْتُ عَنْ نَفْسِي بُخَيْرِيَّةَ بَعْدَ أَنْ كُنْتُ رَجُلًا (شرح السنة للبخوی

ج ۱۱ ص ۲۶۳)

ترجمہ: میں نے اپنا عقیقہ آدی ہونے کے بعد بختی اونٹنی سے کیا (ترجمہ ختم)

بخت خوبصورت اونٹوں کی ایک نسل ہے، جس کی گردن غیر معمولی لمبی ہوتی ہے۔ ۱۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عقیقہ بکری یا مینڈھے سے کرنا ضروری نہیں، بلکہ اونٹ وغیرہ سے بھی عقیقہ کرنا جائز ہے۔

اس کے علاوہ حضور ﷺ کے عقیقہ کو قربانی و نسک فرمانے کی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

إِذَا لَمْ يُعَقَّ عَنْكَ فَقُقْ، عَنْ نَفْسِكَ وَإِنْ كُنْتُ رَجُلًا (المجلی لابن حزم

ج ۷ ص ۵۲۸، واللفظ للبخوی ج ۱۱ ص ۲۶۳) ۲۔

ترجمہ: جب آپ کا عقیقہ نہ ہوا، تو آپ اپنا عقیقہ کر لیں، اگرچہ آپ (بچپن کے

دور سے گزر کر) آدی ہی کیوں نہ (ہو گئے) ہوں (ترجمہ ختم)

اس قسم کی مرفوع احادیث و روایات اور تابعین کے آثار کی روشنی میں جمہور فقہائے کرام نے فرمایا

کہ ساتویں دن عقیقہ کرنا بہتر ہے، مگر ساتواں دن گزرنے سے عقیقہ کی حیثیت ختم نہیں ہوتی۔ ۳۔

اب عقیقہ کے وقت سے متعلق چند مسائل ذکر کئے جاتے ہیں۔

مسئلہ: بچے کا عقیقہ پیدائش کے ساتویں دن کرنا افضل ہے، اور پیدائش کا دن حساب میں شمار

۱۔ (بخت) ... فیہ (فتاویٰ بسارق قد سرق بُخَيْرِيَّةَ) الْبُخَيْرِيَّةُ: الْأَنْفَى مِنَ الْجِمَالِ

الْبُخَيْرِيَّةُ وَالذَّكَرُ بُخَيْرِيٌّ وَهِيَ جِمَالٌ طَوَالَ الْأَعْنَاقِ وَتُجْمَعُ عَلَى بُخَيْرٍ وَبُخَيْرَتَيْنِ وَاللَّفْظَةُ

مَعْرَبَةٌ (النهاية في غريب الحديث والأثر، لابن الأثير الجزري، باب الباء مع الغاء)

۲۔ و هذا إسناد حسن (السلسلة الصحيحة تحت حديث رقم ۲۷۲۶)

۳۔ ملہنا أن العقیقة لا تقوت بتأخيرها عن اليوم السابع وبه قال جمهور العلماء منهم

عائشة وعطاء وإسحاق وقال مالك تقوت (المجموع شرح المذهب للنووي

ج ۸ ص ۴۳۸، باب العقیقة)

کیا جاتا ہے، اور اگر کوئی بچہ سورج غروب ہونے کے بعد پیدا ہوا، تو وہ آنے والے دن کے تابع ہوتا ہے، یعنی یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ آنے والے دن میں پیدا ہوا۔

مثلاً کوئی بچہ جمعہ کا دن گزر کر سورج غروب ہونے کے بعد پیدا ہوا، تو یہ سمجھا جائے گا کہ وہ ہفتہ کے دن پیدا ہوا ہے، اور اس کا ساتواں دن جمعہ کا دن قرار دیا جائے گا، جس کا آغاز جمعرات کا دن گزر کر رات کو سورج غروب ہونے سے شروع ہوگا، اور جمعہ کے دن سورج غروب ہونے پر اس کا ساتواں دن ختم ہو جائے گا۔ ۱۔

مسئلہ.....: حقیقہ کے لئے دن کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں، بلکہ دن میں جس وقت بھی حقیقہ کر لیا جائے، جائز ہے، گناہ نہیں، البتہ بعض حضرات نے فرمایا کہ جب سورج طلوع ہو کر مکروہ وقت نکل جائے، اور اشراق کا وقت شروع ہو جائے، اس وقت حقیقہ کا جائز و نیک کرنا افضل ہے۔ ۲۔

مسئلہ.....: حقیقہ بچے کی پیدائش سے پہلے جائز نہیں، البتہ پیدائش کے بعد اور ساتویں دن سے پہلے کرنا جائز ہے، لیکن بہتر نہیں، کیونکہ اس میں ساتویں دن کی فضیلت حاصل نہیں ہوتی، اور اگر کوئی ساتویں دن حقیقہ نہ کر سکے تو چودھویں دن یا اکیسویں دن کرے۔

۱۔ (وَبَلَدِكَ) أَيُّ: الْعَقِيقَةُ أَيُّ: يَفْعَلُهَا (فِي) يَوْمٍ (سَابِعِهِ) مِنْ وَلَدِهِ أَحَبُّ مِنْهُ فِي غَيْرِهِ لِلْمَخَرِّ السَّابِقِ لِكَيْلَا يَدْخُلَ يَوْمٌ وَلَدِيهِ فِي الْحِسَابِ (شرح البهجة الوردية، باب الأضحية)

(الثامنة) السنة ذبح العقيقة يوم السابع من الولادة وهل يحسب يوم الولادة من السبعة فيه وجهان حكاهما الشافعي وآخرون (أصحهما) يحسب فيلذبح في السادس مما بعده (والثاني) لا يحسب فيلذبح في السابع مما بعده وهو المنصوص في البويطي ولكن المذهب الاول وهو ظاهر الاحاديث *فان ولد في الليل حسب اليوم الذي يلي تلك الليلة بلا خلاف نص عليه في البويطي مع انه نص فيه أن لا يحسب اليوم الذي ولد فيه (المجموع شرح المذهب للنووي، ج ۸ ص ۴۳۱، باب العقيقة)

۲۔ وذبحها في اليوم السابع بمن والاولى فعلها صدر النهار عند طلوع الشمس بعد وقت الكراهة للعرك بالكرور وليس من السبعة يوم الولادة خلافا للشيخين ولو ولد ليلًا حسبت الذبيحة من صبيحتها (الفتاوى الحامدية، كتاب الذبائح، باب العقيقة)

(فرع) يستحب كون ذبح العقيقة في صدر النهار كذا نص عليه الشافعي في البويطي وتابعه الاصحاب (المجموع شرح المذهب للنووي، ج ۸ ص ۴۳۲، باب العقيقة)

اگر ان دنوں میں بھی نہ کر سکے تو پھر اسی طرح سات سات کا اضافہ کرے، جب کرے ساتویں دن ہونے کا لحاظ کرنا بہتر ہے۔

اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا ہو اس سے ایک دن پہلے عقیقہ کر دے۔ مثلاً اگر جمعہ کو پیدا ہوا ہو تو جمعرات کو عقیقہ کر دے۔

اور اگر جمعرات کو پیدا ہوا ہو تو بدھ کو کرے، اس طرح جب بھی کرے گا وہ حساب سے ساتواں دن پڑے گا۔

اور اگر اس کی بھی رعایت نہ کرے، تو پھر کسی بھی دن عقیقہ کیا جاسکتا ہے، اگرچہ فضیلت کم ہوتی چلی جائے گی۔ ۱

مسئلہ.....: اگر کسی کو بچہ کی پیدائش کا دن یاد نہیں تو اندازہ سے ساتواں دن نکال کر عقیقہ کیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ.....: اگر لڑکے کے ساتویں دن عقیقہ کرنے کی صورت میں ایک بکری، بھینٹ کی منجائش تھی، اور ایک جانور سے عقیقہ کر دیا گیا، اور پھر بعد میں دوسرے جانور کی وسعت حاصل ہو گئی، تو عقیقہ

۱۔ و وقتها بعد تمام الولادة إلى البلوغ فلا يجزئ قبلها (الْفُقُوذُ الدُّنْيَا فِي تَنْبِيْهِ الْفَتَاوَى الْحَامِدِيَّةِ، كتاب الذبائح، باب العقیقہ)

قال المصنف والأصحاب فلو ذبحها بعد السابع أو قبله وبعد الولادة أجزأه وإن ذبحها قبل الولادة لم تجزه بلا خلاف بل تكون شاة لحم (المجموع شرح المذهب للنووي، ج ۸ ص ۴۳۱، باب العقیقہ)

وهي أن يذبح شاة إذا أتى على الولد سبعة أيام (الْفُقُوذُ الدُّنْيَا فِي تَنْبِيْهِ الْفَتَاوَى الْحَامِدِيَّةِ، كتاب الذبائح، باب العقیقہ)

والسنة أن يكون ذلك في اليوم السابع لما روت عائشة رضي الله عنها قالت (عن رسول الله ﷺ عن الحسن والحسين عليهما السلام يوم السابع وسماهما وأمر أن يسمط عن رؤسهما الأذى) فإن قلعه على اليوم السابع أو أخره أجزأه لأنه فعل ذلك بعد وجود السبب (المجموع شرح المذهب للنووي، ج ۸ ص ۴۲۷، باب العقیقہ)

وإن تجاوز أحدًا وعشرين، أحتمل أن يستحب في كل سابع، فيجعله في ثمانية وعشرين، فإن لم يكن، ففي خمسة وثلاثين، وعلى هذا، قياسا على ما قبله، واحتمل أن يجوز في كل وقت، لأن هذا قضاء فائت، فلم يعرف، كقضاء الأضحية وغيرها (المغنى لابن قدامة، تحت رقم المسئلة ۸۹۸، مسألة متى تذبح العقیقہ)

کے لئے دوسرا جانور بعد میں ذبح کرنے کی بھی گنجائش ہے۔ ۱۔
مسئلہ.....: اگر کسی کا عقیقہ نہیں ہوا اور وہ بالغ ہو گیا تو بالغ ہونے کے بعد اس کو اپنا عقیقہ کرنا درست
بلکہ افضل ہے، خواہ کتنی ہی عمر ہو گئی ہو۔ ۲۔
مسئلہ.....: مختلف دنوں میں پیدا شدہ بچوں کا عقیقہ ایک ہی دن کیا جائے تو جائز ہے لیکن ساتویں
دن کی رعایت سنت ہے۔

لہذا اس میں اس سنت کی رعایت کا ثواب حاصل نہ ہو سکے گا۔

۱۔ والحدیث یحتمل أنه لیبان الجواز فی الاكفاء بالاقول أو دلالة علی أنه لا یلزم من ذبح الشاتین أن یکون فی یوم السابع فیمکن أنه ذبح عنه فی یوم الولادة کبشا و فی السابع کبشا وبه یحصل الجمع بین الروایات أو عق النبی من عنده کبشا وأمر علیا أو فاطمة بکبش آخر فنسب إلیه أنه عق کبشا علی الحقیقة وکبشین مجازا والله أعلم (مرقاة، کتاب الصید والدبائح، باب العقیقة)

۲۔ ویسن أن یعق عن نفسه من بلغ ولم یعق عنه القَوْذُ النَّزْیَةُ فی تنقیح الفتاوی الخامدیه، کتاب الدبائح، باب العقیقة

ثم إن الترمذی أجاز بها إلی یوم إحدى وعشرین. قلت: یل یجوز إلی أن یموت، لما رأیت فی بعض الروایات أن النبی ﷺ عق عن نفسه بنفسه فیض الباری شرح البخاری، کتاب العقیقة، باب إمطة الأذی عن الصبی فی العقیقة

وفی فصول العلامی المسمى بالکراهیة والاستحسان فی الفصل 36 ویعق عنه فی الیوم السابع من الولادة قال علیہ الصلاة والسلام (العقیقة حق عن الغلام شاتان وعن الجارية شاة) وقد (عق عن نفسه علیه السلام بعلمنا بعث نبیا). (القَوْذُ النَّزْیَةُ فی تنقیح الفتاوی الخامدیه، کتاب الدبائح، باب العقیقة)

قال أصحابنا ولا تفوت بتأخیرها عن السبعة لكن یستحب أن لا یؤخر عن سن البلوغ * قال أبو عبد الله البوشیحی من أکمة أصحابنا ان لم تذبح فی السابع ذبحت فی الرابع عشر والا ففی الحادی والعشرین ثم هکذا فی الاسابع * وفيه وجه آخر انه إذا تکررت السبعة ثلاث مرات فات وقت الاختیار * قال الرافعی فان أخر حتى بلغ سقط حکمها فی حق غیر المولود وهو مخیر فی العقیقة عن نفسه قال واستحسن القفال والشاشی أن یفعلها للحدث المروى أن النبی ﷺ (عق عن نفسه بعد النبوة) ونقلوا عن نصح فی البویطی أنه لا یفعله واستطروه هذا کلام الرافعی * وقد رأیت أنا نصح فی البویطی قال (ولا یعق عن کبیر) هذا لفظه بحروفه نقله من نسخة معتمدة عن البویطی وليس هذا مخالفا لما سبق لان معناه (لا یعق عن البالغ غیره) وليس فیہ نفی عقه عن نفسه (المجموع شرح المذهب للنووی، ج ۸ ص ۴۳۱، باب العقیقة)

مسئلہ.....: جو بچہ ساتویں دن کے بعد عقیقہ سے پہلے فوت ہو گیا، تو اس کا عقیقہ کرنے نہ کرنے کے بارے میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک اس کا بھی عقیقہ کر لینا بہتر ہے، تاکہ آخرت کے اعتبار سے مفید ہو، اور بعض کے نزدیک ضرورت نہیں۔

پس اگر کوئی عقیقہ کر لے، تو اس میں بھی گناہ نہیں، بلکہ ثواب کی امید ہے۔ ۱۔
مسئلہ.....: جو بچہ فوت شدہ پیدا ہو، اس کا عقیقہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

عقیقہ کے جانور کے ذبح اور گوشت وغیرہ کے احکام

پہلے گزر چکا کہ عقیقہ کے جانور کے احکام قربانی کے جانور کی طرح ہیں، جس سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ عقیقہ کے گوشت کا حکم بھی قربانی کے گوشت کی طرح ہے، کہ اس کو خود کھانا اور امیروں وغریبوں کو کھانا درست ہے۔

البتہ احادیث میں عقیقہ کے جانور کی ہڈیاں نہ توڑنے کا ذکر آیا ہے، یہ مستحب درجے کا عمل ہے۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

السُّنَّةُ أَفْضَلُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِتَتَانِ ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٍ تُقَطَّعُ
جُلُودُهَا وَلَا يُكْسَرُ لَهَا عَظْمٌ فَيَأْكُلُ وَيُطْعِمُ وَيَتَصَدَّقُ ، وَلْيَكُنْ ذَاكَ يَوْمَ
السَّابِعِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَيَوْمَ أَرْبَعَةِ عَشَرَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَيَوْمَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ "

(مسند بک حاکم حدیث نمبر ۷۷۰۳) ۲۔

ترجمہ: عقیقہ سنت ہے، لڑکے کی طرف سے دو برابر کی بکریاں افضل ہیں، اور لڑکی کی

۱۔ (فرع) لو مات المولود بعد اليوم السابع وبعد التمكن من الذبح فوجهان حکامهما
الرأعي (أصحهما) يستحب ان يعق عنه (والثاني) يسقط بالموت (المجموع شرح
المهذب للنووي، ج ۸ ص ۴۳۲، باب العقیقہ)
فَلَوْ مَاتَ قَبْلَ سَابِعِهِ أَوْ بَعْدَهُ وَلَمْ تَفْعَلْ مِنْ فِعْلِهَا بَعْدَ مَوْتِهِ ذَكَرَهُ فِي الْمَجْمُوعِ ، وَقَالَ فِي
الْكَفَايَةِ مَلَعْنًا أَنَّهُ لَا يَسُنُّ وَيُسَنُّ ذَبْحُهَا فِي صَلَهِ النَّهَارِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ (شرح
البهجة الوردية، باب الأضحية)

۲۔ قال الحاکم : " هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُعَرَّجْهُ "

وقال الذهبي في التلخيص : صحيح

طرف سے ایک بکری، اس (یعنی حقیقہ) کے اعضاء کاٹے جائیں گے، اور اس کی ہڈیوں کو توڑا نہیں جائے گا، اس کے گوشت کو خود بھی کھائے، اور دوسروں کو بھی کھلائے، اور صدقہ بھی کرے، اور یہ حقیقہ ساتویں دن کرنا چاہئے، اگر ساتویں دن نہ ہو، تو چودھویں دن، اور اگر چودھویں دن بھی نہ ہو، تو اکیسویں دن (ترجمہ ختم)

”حقیقہ کے جانور کے اعضاء کاٹے جائیں گے، اور اس کی ہڈیوں کو توڑا نہیں جائے گا“ کا مطلب یہ ہے کہ ہڈیوں کے جوڑ سے اعضاء کاٹ کر الگ الگ کر لئے جائیں گے، ان کی یونیاں وغیرہ بنالی جائیں گی، اور ہڈیوں کو توڑنا بہتر نہیں، اگرچہ کوئی گناہ بھی نہیں، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

اس روایت میں حقیقہ کے گوشت کے خود کھانے، دوسروں کو کھلانے اور صدقہ کرنے کا ذکر ہے، لہذا افضل یہ ہے کہ حقیقہ کے گوشت کے تین حصے کئے جائیں، ایک خود اپنے اور اپنے گھروالوں کے کھانے کے لئے اور ایک حصہ رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے لئے اور ایک حصہ غریبوں کے لئے رکھا جائے، مزید تفصیل آگے آتی ہے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

تُجْعَلُ جُدُولًا ، فَيُطْبَخُ ، فَيَأْكُلُ وَيُطْعِمُ . (مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر

۲۴۷۴۲، کتاب العقیقہ، باب فی العقیقۃ یؤکل من لعمہا).

ترجمہ: حقیقہ کے گوشت کے اعضاء کاٹ لئے جائیں گے (ہڈیوں کو توڑا نہیں جائے

گا) پھر نکال لیا جائے گا، پھر خود بھی کھائے، اور دوسروں کو بھی کھلائے (ترجمہ ختم)

اگرچہ حقیقہ کا گوشت پکائے بغیر بھی دوسروں کو دینا جائز ہے، مگر مذکورہ اور اس جیسی روایات کے پیش نظر پکا کر دوسروں کو دینا افضل ہے۔ ۱۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

تُطْبَخُ جُدُولًا ، وَلَا يَكْسَرُ مِنْهَا عَظْمٌ . (مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر

۱۔ مگر ہمارے یہاں آج کل پکا کر دوسروں کے یہاں بھیجے کا رواج بہت کم ہے، بلکہ یا تو کچا بھیجے کا رواج ہے، جس میں دوسرے کو پکانے کی ذمت دینا لازم آتا ہے، اور یا پھر گھریلا کر کھلانے کا رواج ہے، جس میں بے جا تکلفات اور ہنگامے ہوتے ہیں۔

۲۴۷۳، کتاب العقیقہ، باب مَنْ قَالَ لَا يُكْسَرُ لِلْعَقِيقَةِ عَظْمٌ.

ترجمہ: عقیقہ کا گوشت اعضاء کاٹ کر پکالیا جائے گا، اور اس کی ہڈیوں کو توڑا نہیں جائے گا (ترجمہ ختم) ۱

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُعَقُّ عَنِ الْعِلَامِ شَاتَانِ مُكَافَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ وَقَالَتْ: عَقَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ شَاتَيْنِ ذَبَحَهُمَا يَوْمَ السَّابِعِ وَسَمَاهُمَا وَأَمَرَ أَنْ يُعَاطَ عَنْ رُءُوسِهِمَا الْأَذَى قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اذْبَحُوا عَلَى اسْمِهِ وَقُولُوا بِسْمِ اللَّهِ اَللَّهُمَّ مِنْكَ وَإِلَيْكَ هَذِهِ عَقِيقَةُ فُلَانٍ قَالَتْ: وَكَانُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَخْضَبُونَ قُطْعَةً بِدَمِ يَوْمِ الْعَقِيقَةِ فَإِذَا حَلَقُوا الصَّبِيَّ وَضَعُوهَا عَلَى رَأْسِهِ فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَجْعَلُوا مَكَانَ اللَّحْمِ خُلُقًا (الشفقة على العمال لابن أبي الدنيا حديث نمبر ۴۱، بسند حسن، واللفظ له، مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ۷۹۶۳، باب العقیقہ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لڑکے کی طرف سے دو برابر کی بکریوں سے، اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری سے عقیقہ کیا جائے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کا دو بکریوں سے عقیقہ فرمایا، جن کو ساتویں دن ذبح کیا، اور ان کا نام رکھا، اور ان کے سروں سے بالوں کو دور کرنے (یعنی مونڈنے) کا حکم فرمایا۔

۱ قوله " جلدولا " ای: أَعْضَاءُ، وَالْجَدَلُ: الْعَضْوُ بِالْفَتْحِ الْجِيمِ (شرح السنة للبخاری، ج ۱ ص ۲۶۸)

وفی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا (الْعَقِيقَةُ تَقْطَعُ جُلُودًا وَلَا يُكْسَرُ لَهَا عَظْمٌ) الْجُلُودُ جَمْعُ جَدَلٍ بِالْكَسْرِ وَالْفَتْحِ وَهُوَ الْعَضْوُ (النَّهْآةُ فِي هَرْبِ الْآثَرِ، بَابُ الْجِيمِ مَعَ الدَّلَالِ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کے نام پر ذبح کرو، اور یوں کہو کہ یا اللہ یہ آپ کی طرف سے ہے اور آپ کے لئے فلاں کا عقیقہ ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ عقیقہ کے دن خون سے روئی کو رنگتے تھے، پھر جب بچے کے بال منڈواتے، تو اس روئی کو بچے کے سر پر رکھ دیتے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم فرمایا کہ خون کی جگہ خوشبو رکھیں (ترجمہ ختم)

عقیقہ کا جانور ذبح کرتے وقت یہ کہنا ضروری نہیں کہ یہ فلاں کا عقیقہ ہے، البتہ اگر زبان سے بھی کہہ دیا جائے، تو حرج نہیں، اور مناسب یہ ہے کہ یہ الفاظ کہ ”یہ فلاں کا عقیقہ ہے“ پہلے کہے، اور اس کے بعد ”بسم اللہ اللہ اکبر“ کہہ کر ذبح کرے۔ ۱۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ بِكَبْشٍ كَبْشٍ قَالَ جَابِرٌ: وَفِي الْعَقِيقَةِ تُقَطَّعُ أَعْضَاءُ وَيُطْبَخُ بِمَاءٍ وَمِلْحٍ ثُمَّ يُنْعَثُ بِهِ إِلَى الْجِيزَانِ فَيَقَالُ: هَذَا عَقِيقَةُ فَلَانٍ قَالَ: أَبُو الزُّبَيْرِ: فَقُلْتُ لِحَبَابِرٍ: أَيْضَعُ فِيهِ خِيَلًا؟ قَالَ: نَعَمْ هُوَ أَطْيَبُ لَهُ (النفقة على العمال لابن أبي الدنيا حديث نمبر ۳۶) ۲۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن اور حسین کی طرف سے ایک ایک مینڈھے کے ساتھ عقیقہ فرمایا۔

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عقیقہ کے جانور کے اعضاء کاٹے جائیں

۱۔ عَنْ سَعِيدٍ، قَالَ: سُئِلَ قَدَادَةُ: كَيْفَ تُنْعَرُ الْعَقِيقَةُ؟ قَالَ: يُسْعَفُ بِهَا الْفَيْلَةُ، ثُمَّ يَضَعُ الشُّفْرَةَ عَلَى خَلْقِهَا، ثُمَّ يَقُولُ: االلَّهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ، عَقِيقَةُ فَلَانٍ، بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ يُلْبَسُهَا (مُصَنَّفُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ حديث نمبر ۲۳۷۵۳)

۲۔ حديث صحيح وأبو الزبير وإن كان مدلسا إلا أنه صرح بسماعه من جابر كما في آخر الرواية وهذا يزول العرود الذي وقع للشيخ الألباني في تصحيح هذا الحديث لعله التعليل هذه

گے (ہڈیاں نہیں توڑی جائیں گی) اور پانی اور نمک کے ساتھ (سالن) پکا لیا جائے گا، پھر پڑوسیوں کی طرف بھی بھیجا جائے گا، اور کہا جائے گا کہ یہ فلا نے کا عقیقہ ہے۔ حضرت ابوالزبیر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا، کہ کیا اس میں سرکہ ڈالا جائے گا، تو فرمایا کہ جی ہاں، وہ اس کے لئے زیادہ مزیدار ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ اگر مصالحہ کے ساتھ سالن تیار کر کے پڑوسیوں وغیرہ کے گھر بھیج دیا جائے، تو یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عقیقہ کے گوشت کا سالن پکا کر پڑوسیوں وغیرہ کو بھیجنا افضل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَ " زَيْنِي شَعْرَ الْحُسَيْنِ وَتَصَدَّقِي بِوَزْنِهِ لِفُضَّةٍ، وَأَعْطِي الْقَابِلَةَ رَجُلَ الْعَقِيقَةِ " (مسندک حاکم حدیث نمبر ۴۸۱۵) ۱

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ حکم فرمایا کہ حسین کے بالوں کا وزن کریں، اور ان کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کر دیں، اور دائی کو عقیقہ کا پایہ دے دیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت جعفر صادق اپنے والد، حضرت محمد بن علی باقر سے مرسل روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فِي الْعَقِيقَةِ أَلْبَنَى عَقَّتْهَا فَاطِمَةُ عَنْ

۱ قال ابن الملقن:

قَالَ الْحَاكِمُ: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ ذَكَرَهُ فِي مَنَاقِبِ الْحُسَيْنِ وَفِي صِحِّهِ نَظَرٌ، فَإِنَّ ابْنَ الْمَدِينِيِّ قَالَ فِي حَقِّ الْحُسَيْنِ بْنِ زَيْدٍ: إِنَّهُ ضَعِيفٌ - وَقَالَ أَبُو حَاتِمٍ - يَعْرِفُ وَتَنْكَرُ. وَقَالَ ابْنُ عَدِي: وَجَدْتُ فِي حَدِيثِهِ بَعْضَ النُّكَرَةِ، وَأُزْجِرُ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ. ثُمَّ قَالَ الْإِسْهَاقِيُّ: هَكَذَا فِي هَذِهِ الرَّوَاةِ، وَرَوَى الْحَمِيدِيُّ عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَعْطَى الْقَابِلَةَ رَجُلَ الْعَقِيقَةِ قَالَ: وَرَوَاهُ خُصَّصُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُرُوسًا لِي أَن يَحْمِلَهَا إِلَى الْقَابِلَةِ مِنْهَا بِرَجُلٍ (البلد المنير، كتاب العقيقة، الحديث الثامن)

الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنِ : اَنْ تَبْعُوْا اِلَى الْقَابِلَةِ مِنْهَا بِرَجُلٍ ، وَكُلُّوْا وَاطْعِمُوْا
وَلَا تُكْسِرُوْا مِنْهَا عَظْمًا (مراسل ابی داؤد حدیث نمبر ۳۵۶، واللہ للہ، مصنف

ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر ۲۳۷۴۵، باب من قال لا یکسر للعقیقۃ عظم)

ترجمہ: نبی ﷺ نے اس حقیقہ کے بارے میں جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ نے
حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے کیا تھا، یہ فرمایا تھا کہ اس میں سے ایک
پایہ دانی کو بھیج دو، اور حقیقہ کے گوشت کو خود کھاؤ، اور دوسروں کو کھلاؤ، اور اس کی ہڈی کو نہ
توڑو (ترجمہ ختم)

اس قسم کی روایات کے پیش نظر بعض حضرات نے فرمایا کہ حقیقہ کے جانور کی ایک ٹانگ دانی کو دینا
افضل ہے، مگر ضروری نہیں۔

حضرت ہشام فرماتے ہیں کہ:

عَنِ الْحَسَنِ ، وَابْنِ مَسْرُوقٍ ؛ اَنَّهُمَا كَانَا يَكْرَهُانِ مِنَ الْعَقِيقَةِ مَا يَكْرَهُانِ
مِنِ الْأَضْحِيَّةِ ، قَالَ : وَهِيَ عِنْدَهُمَا بِمَنْزِلَةِ الْأَضْحِيَّةِ ، يَأْكُلُ
وَيُطْعِمُ (مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر ۲۳۷۴۳، کتاب العقیقۃ، باب فی العقیقۃ
يُؤْكَلُ مِنْ لَعْبِهَا)

ترجمہ: حضرت حسن اور ابن مسروق نے کہا کہ انہوں نے عقیقہ میں ان چیزوں کو مکروہ سمجھا کرتے
تھے، جن چیزوں کو قربانی میں مکروہ سمجھا کرتے تھے، حضرت ہشام فرماتے ہیں کہ حقیقہ
(کا گوشت) ان حضرات کے نزدیک قربانی کے درجے میں ہے، خود بھی کھائے، اور
دوسروں کو بھی کھلائے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ حقیقہ کے جانور اور اس کے گوشت کے اکثر احکام قربانی کے جانور اور اس کے
گوشت کی طرح کے ہیں۔

اور حضرت ہشام ہی فرماتے ہیں کہ:

عَنِ الْحَسَنِ ، وَمُحَمَّدٍ ؛ اَنَّهُمَا كَرِهَا أَنْ يُلْطَخَ رَأْسُ الصَّبِيِّ بِشَيْءٍ مِنْ

دَمَ الْعَقِيقَةِ ، وَقَالَ الْحَسَنُ : أَلْتُمْ رَجَسٌ (مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر ۲۴۷۴۹، کتاب العقیقہ، باب مَنْ قَالَ لَا يُكْسَرُ لِلْعَقِيقَةِ عَظْمٌ.)

ترجمہ: حضرت حسن اور محمد بن سیرین دونوں اس بات کو مکروہ سمجھا کرتے تھے کہ عقیقہ کے جانور کا خون بچے کے سر پر لگایا جائے، اور حضرت حسن نے فرمایا کہ خون ناپاک ہے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ بچے کے سر پر جانور کا خون ملنا اور لگانا منع ہے، کیونکہ وہ ناپاک چیز اور زمانہ جاہلیت کا طریقہ ہے۔

اور حضرت ابن ابی ذئب فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت زہری سے عقیقہ کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ:

لَا تُكْسَرُ عِظَاهُمَا وَرَأْسُهَا ، وَلَا يُمَسُّ الصَّبِيُّ بِشَيْءٍ مِنْ دَمِهَا (مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر ۲۴۷۴۷، کتاب العقیقہ، باب مَنْ قَالَ لَا يُكْسَرُ لِلْعَقِيقَةِ عَظْمٌ.)

ترجمہ: عقیقہ کی ہڈیوں کو اور سر کو نہیں توڑا جائے گا، اور بچے کو عقیقہ کے جانور کا خون نہیں لگایا جائے گا (ترجمہ ختم)

اور حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ:

كَانُوا يَسْعَجُونَ أَنْ لَا يُكْسَرَ لِلْعَقِيقَةِ عَظْمٌ. (مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر ۲۴۷۴۸، کتاب العقیقہ، باب مَنْ قَالَ لَا يُكْسَرُ لِلْعَقِيقَةِ عَظْمٌ.)

ترجمہ: صحابہ کرام و تابعین اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ عقیقہ کی ہڈیوں کو توڑنا نہ جائے (ترجمہ ختم)

یعنی عقیقہ کے جانور کی ہڈیوں کو نہ توڑنا مستحب درجہ کا عمل ہے۔

احادیث و روایات کے بعد اب اس موضوع سے متعلق مسائل ذکر کئے جاتے ہیں۔۔

مسئلہ.....: عقیقہ کا جانور ذبح کرتے وقت عقیقہ کی نیت کرنا ضروری ہے، اور نیت دل میں ہوتی ہے، زبان سے اس کے الفاظ کہنا ضروری نہیں، البتہ زبان سے یہ دعا پڑھ لینا بہتر ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَالِیْكَ هَذِهِ عَقِیْقَةُ فُلَانٍ

فلان کی جگہ بچے کا نام لیا جائے۔ ۱۔

اور اگر کوئی یہ دعا پڑھے بغیر صرف تکبیر پڑھ کر عقیقہ کی نیت سے جانور ذبح کر دے، تب بھی جائز ہے۔

مسئلہ.....: بہتر یہ ہے کہ عقیقہ کا جانور بچے کا والد خود ذبح کرے اگر وہ ذبح کرنا جانتا ہو ورنہ دوسرا کوئی قریبی رشتہ دار جیسے دادا چچا وغیرہ اور اگر کسی دوسرے سے ذبح کرایا جائے، تو بھی گناہ نہیں۔

مسئلہ.....: اگر بچہ کسی اور جگہ ہے اور اس کے عقیقہ کا جانور کسی دوسری جگہ ذبح کرایا جائے تو یہ جائز ہے۔

اسی طرح کسی دوسرے شخص کو اپنے بچے کے عقیقہ کرنے کا وکیل و نمائندہ بنانا بھی جائز ہے۔ ۲۔
مسئلہ.....: عقیقہ کے گوشت کا وہی حکم ہے جو قربانی کے گوشت کا ہے، یعنی اس کا سارا گوشت خود

۱۔ و یسن أن یقول الذابح بسم الله والله أكبر اللهم لك والیک عقیقة فلان لغیر ورد و یكره لطف رأس المولود من دمها و یندب تسمیة المذبح للمولود نسكاً أو ذبیحة لا عقیقة فیکره و یدل له غیر أبی داود و هو حسن (أنه عليه السلام قال للسائل عنها لا یحب الله العقوق) و فی رواية (لا أحب لله العقوق) . ۱ھ (الْمُفْهُوذُ لِلزَّيْتِ فِي تَنْقِیْهِ الْفُتَاوَى الْحَامِدِيَّةِ ، كتاب الذابح ، باب العقیقة)

و المستحب أن یسمى الله تعالى و یقول اللهم لك والیک عقیقة فلان
و یشرط أن ینوی عند ذبحها أنها عقیقة كما قلنا فی الاضحیة (المجموع شرح المذهب للنووی، باب العقیقة)

۲۔ فی فتاوی العلامة الشیخ محمد بن سلیمان الکردی محشی شرح ابن حجر علی المختصر ما نصه: (سئل) رحمہ اللہ تعالیٰ: جرت عادة أهل بلد جاوی علی توکیل من یشترى لهم النعم فی مكة للعقیقة أو الاضحیة و یدبھ فی مكة، و الحال أن من یعی أو یضحي عنه فی بلد جاوی فهل یصح ذلك أو لا ؟ فوالله

(الجواب) نعم، یصح ذلك، و یجوز التوکیل فی شراء الاضحیة و العقیقة و فی ذبحها، ولو ببلد غیر بلد المضحي و العاق كما أطلقوه فقد صرح أئمتنا بجواز توکیل من تحمل ذبیحته فی ذبح الاضحیة، و صرحوا بجواز التوکیل أو الوصیة فی شراء النعم و ذبحها، و أنه یستحب حضور المضحي أضحیته. ولا یجب. و الحقوا العقیقة فی الاحکام بالاضحیة، إلا ما استثنی، و لیس هذا مما استثنوه، فیکون حکمه حکم الاضحیة فی ذلك (إعانة الطالبین، البکری الدماطی ج ۲ ص ۳۸۱)

کھانا اور اپنے پاس رکھ لینا بھی جائز ہے، اور امیروں کو کھلا دینا بھی جائز ہے، اور سارا گوشت غریبوں کو صدقہ کرنا بھی جائز ہے۔

البتہ بہتر یہ ہے کہ تین حصے کر کے ایک حصہ غریبوں کو دے دے، ایک حصہ اپنے گھر میں رکھ لے ایک حصہ رشتہ دار، دوستوں و پڑوسیوں میں تقسیم کر دے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حقیقہ کا گوشت بچے کی ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ سب کو کھانا درست ہے۔ ۱۔

مسئلہ.....: حقیقہ کا گوشت غریبوں اور رشتہ داروں وغیرہ کو چاہے کچا دے دے، یا پکا کر دے، دونوں طرح جائز ہے، البتہ پکا کر بھیجنے کو بہت سے حضرات نے روایات کے پیش نظر زیادہ افضل قرار دیا ہے۔

اور اپنے یہاں دوسروں کو بلا کر کھانا بھی جائز ہے، جبکہ سادگی کے ساتھ اور رسم و رواج کے بغیر ہو۔ جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ حقیقہ کے گوشت کے لئے دعوت کا سماں بنانا سلف سے ثابت نہیں، بلکہ روایات سے دوسروں کے گھر بھیجنے کا مستحب ہونا ثابت ہے (جیسا کہ گزرا) اور گھربلا نے اور جمع کرنے میں فخر و تفاخر کا بھی خوف ہے، اس لئے افضل یہ ہے کہ دعوت کے بجائے دوسروں کو اپنے مقام پر بھیج دے، اور جو افراد گھر میں ہیں، وہ گھر میں کھالیں۔ بعض حضرات نے حقیقہ کے جانور کی ایک ٹانگہ دائی کو دینا مستحب قرار دیا ہے۔

۱۔ قَوْلُهُ وَالسَّنَةُ أَنْ يَأْكُلَ لَلْفَهْدَى وَلَلْفَهْدَى يَصْلُقُ بِقُلْفَتِهَا وَإِنْ أَكَلَ أَكْثَرَ جَزَاءَ هَذَا الْمَسْئَلَةِ نَحْنُ عَلَيْهِ وَهَلْ يَجْمَعُهُمُ الْأَصْحَابُ وَقَطَعَ بِهِ تَكْيِيدٌ مِنْهُمْ (الإنصاف في معرفة الراجع من الخلاف على مذهب الإمام أحمد بن حنبل، باب الْهَدْيِ وَالْأَضَاجِرِ) ويستحب أن يأكل منها ويهدى ويصلق لحديث عائشة ولأنه إزاقة دم مستحب فكان حكمها ما ذكرناه كالأضحية (المجموع شرح المذهب للنووي، ج ۸ ص ۴۲، باب العقيقة)

(العائشة) قال أصحابنا حكم العقيقة في الصلوق منها والاكل والهدية والادخار وقدر المأكول وامتناع البيع وتعين الشاة إذا عينت للعقيقة كما ذكرنا في الاضحية سواء لا فرق بينهما * وحكى الرامعي وجهاً أنه إذا جوزنا العقيقة بما دون الجذعة لم يجب الصلوق وجاز تخصيص الاضحية بها والله أعلم (المجموع شرح المذهب للنووي، ج ۸ ص ۴۳۲، باب العقيقة)

مگر یاد رہے کہ ایسا کرنا ضروری نہیں، اور اس کو بہت سے لوگ ضروری سمجھتے ہیں، جو کہ غلط ہے۔ ۱۔

۱۔ نیز بہت سے فقہاء نے فرمایا کہ بچہ میں اچھے اخلاق پیدا ہونے کی ایک قالی کی غرض سے کچھ گوشت میٹھا کر کے پکاتا افضل ہے۔

وحکمها کاحکام الاضحية إلا أنه یسن طبخها وبحلو تفاؤلا بحلاوة اخلاق المولود وحمل لحمها مطبوخا للفقراء ولا بأس ببندهم إليها وتعطى القابلة رجلها لأمه عليه الصلاة والسلام فاطمة رضي الله عنها بإعطائها إياها والهمنى أولى ولا یکسر عظمها، وإن کسر لم یکره (الفتاوى المأیة فی تنقیح الفتاوى الخامیة، کتاب اللباس، باب الحقیقة) ویاکل ویطعم ویصدق وذلك یوم السابع ولانه أول ذبیحة فاستحب أن لا یکسر عظم تفاؤلا بسلامة أعضائه ویستحب أن یطبخ من لحمها طبخا حلوا تفاؤلا بحلاوة أخلاقه ویستحب أن یاکل منها ویهدی ویصدق لحديث عائشة ولانه إزالة دم مستحب فكان حکمها ما ذکرناه کالاضحية (المهذب، باب الحقیقة)

وفی شرحه:

(السابعة) قال جمهور أصحابنا یستحب أن لا یصدق بلحمها نینا بل یطبخه..... والمذهب الاول وهو أنه یستحب طبخه..... قال أصحابنا والصدق بلحمها ومرفها علی المساکین بالیث إلیهم أفضل من الدعاء إليها ولو دعا إليها قوما جاز ولو فرق بعضها ودعا ناسا إلی بعضها جاز (المجموع شرح المهذب للنووی، باب الحقیقة) وکره عملها ولیمه (ش) ای یکره أن یدعی الناس لها لمخالفة السلف وخوف المباحة والمفارقة بل تطبخ ویاکل منها أهل البيت والجيران والفقیر ولا بأس بالإطعام من لحمها نینا ویطعم الناس فی مواضعهم (شرح مختصر الخلیل للحرقی، باب الحقیقة) (وکره عملها) ای الحقیقة کلتها أو بعضها (ولیمه) لاجتماع الناس علیها بل تطبخ ویاکل منها أهل البيت والجيران والأغنیاء والفقراء، ویطعم الناس منها وهم فی مواضعهم (منح الخلیل شرح مختصر الخلیل، باب فی الضحیة والحقیقة) ویكون منه ای الطبخ شیء یحلو تفاؤلا بحلاوة أخلاقه (شرح منتهی الارادات، فصل و الحقیقة الذبیحة من المولود)

(وطبخها أفضل من إخراجها نینا) نصا (ویكون منه) ای: الطبخ (شیء یحلو) تفاؤلا بحلاوة أخلاقه (مطالب اولی النهی، باب الهدی والأضاحی والحقیقة وما یصلق بها) وقوله فاعطى نینة للقابلة ای علی سبیل النذر ولا لو أعطیت لها مطبوخة لکفی لما تقدم من أنه مخیر بین الصدق بالمطبوخ والنیء وبالعض والبعض ۱۔ وإرسالها مع مرفها علی وجه الصدق للفقراء اکمل من دعائهم إليها (حاشیة الجمل، کتاب الاضحية، فصل فی الحقیقة)

ویستثنی من ذلك ما یعطى للقابلة، فإن السنة أن یكون نینا، والافضل کونه الرجل الهمنى..... والحکمة فی ذلك الطاول بأن المولود یمشی، یمشی علی رجله (إعانة الطالبین، ج ۲ ص ۳۸۲)

بعض لوگ عقیقہ کے لئے بڑی ہنگامہ آرائی کرتے ہیں بعض اوقات عقیقہ کے کھانے پر بے پردہ عورتوں کا نامحرم مردوں کے ساتھ مخلوط اجتماع ہوتا ہے، بے پردگی کا سماں ہوتا ہے، تصویر سازی کا گناہ بھی شامل ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض لوگ عقیقہ میں فضول خرچی بہت کرتے ہیں، غیر ضروری روشنی اور لائٹنگ کا انتظام کیا جاتا ہے، اور بے شمار کھانوں کی ڈشوں کا بندوبست کیا جاتا ہے، جس میں عقیقہ کے گوشت کی نسبت تو آٹے میں نمک کے برابر ہوتی ہے، اور اس میں عموماً اپنی بڑائی اور نمود و نمائش پیش نظر ہوتی ہے۔

اس طرح کی ہنگامہ رائی، رسم اور نمائش بازی کرنا جائز نہیں، سراسر گناہ ہے۔ مسئلہ.....: بہتر یہ ہے کہ عقیقہ کے گوشت کی ہڈیاں نہ توڑی جائیں، اور جوڑوں سے کاٹ کر اعضاء الگ الگ کر لئے جائیں، اور اس کی وجہ بچہ کے اعضاء کی سلامتی کے لئے نیک فال ہوتا ہے۔

مگر یاد رہے کہ عقیقہ کے جانور کی ہڈیوں کو نہ توڑنا صرف مستحب درجے کا عمل ہے، اور اس کی خلاف ورزی سے عقیقہ میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی، اور نہ ہی عقیقہ کے گوشت کا کھانا ممنوع یا مکروہ ہوتا ہے۔ ل۔

۱۔ والمستحب أن يفصل أعضائها ولا يكسر عظمها لما روى عن عائشة رضي الله عنها أنها قالت (السنة شتان مكافئان من الغلام ومن الجارية شاة تطبخ جلوداً ولا يكسر عظم) وبأكل وطعم ويصدق وذلك يوم السابع ولأنه أول ذبيحة فاستحب أن لا يكسر عظم لتفاز لا بسلامة أعضائه (المجموع شرح المذهب للنووي، ج ۸ ص ۴۲۷، باب العقيقة)

(الخامسة) يستحب أن تفصل أعضائها ولا يكسر شيء من عظامها لما ذكره المصنف فإن كسر فهو خلاف الأولى * وهل هو مكروه كراهة تنزيه فيه وجهان (أصحهما) لا لأنه لم يثبت فيه نهي مقصود (المجموع شرح المذهب للنووي، ج ۸ ص ۴۳۰، باب العقيقة)

(قوله: ولا يكسر عظم) أي ويئدب أن لا يكسر عظمها ما أمكن، سواء العاق والأكل، لتفاز لا بسلامة أعضائه الولد، فإن فعل ذلك لم يكره، لكنه خلاف الأولى (إعانة الطالبين، البكري اللمياطی ج ۲ ص ۳۸۲)

والمستحب أن يفصل لحمها ولا يكسر عظمها لتفاز لا بسلامة أعضائه الولد وبأكل

﴿تبیہ حاشیا کے لئے پڑھ فرمائیں﴾

مسئلہ.....: جس طرح قربانی کا گوشت اور ہڈیاں وغیرہ بیچنا منع ہے، اسی طرح عقیقہ کا گوشت اور ہڈیاں وغیرہ فروخت کرنا بھی منع ہے۔ قصاب وغیرہ کو اجرت میں دینا بھی جائز نہیں۔

اور عقیقہ کی کھال کا بھی وہی حکم ہے جو قربانی کے جانور کی کھال کا ہے، کہ اس کو خود رکھ کر (مصلے وغیرہ کے طور پر) استعمال کرنا اور کسی دوسرے کو صدقہ وغیرہ کرنا جائز ہے، البتہ اس کو بیچ کر اس کی رقم کو خود رکھنا جائز نہیں، بلکہ صدقہ کرنا ضروری ہے (امداد المؤمنین ص ۹۶۸)

مسئلہ.....: بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جب تک کسی کا عقیقہ نہیں ہوا تو وہ قربانی نہیں کر سکتا یہ بات غلط ہے۔

مسئلہ.....: بعض لوگ صرف عقیقہ کر دینے کو بچہ کے پورے حق یا اپنی ذمہ داری کی ادائیگی سمجھتے ہیں۔

اس طرح بعض لوگ عقیقہ کر کے سمجھتے ہیں کہ اب بچہ ہر قسم کی الابلا اور غمستوں سے محفوظ ہو گیا اب کسی چیز کی ضرورت نہیں۔

حالانکہ اولاد کی شریعت کے مطابق تعلیم و تربیت بھی والدین اور سرپرستوں کی ذمہ داریوں میں داخل ہے، اور اس سے غفلت اختیار کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ.....: بعض علاقوں میں یہ رسم ہے کہ اگر ان کے ہاں لڑکے کی پیدائش ہو، تو وہ اس کے سر کے بال مخصوص جگہ پر اترا دیتے ہیں، اور بکرے کی قربانی بھی وہیں جا کر کرتے ہیں، اور لڑکا پیدا ہونے کے بعد کئی ماہ تک اس کے سر کے بال اترا دینے سے پہلے لڑکے کی ماں پر گوشت کو حرام سمجھتے ہیں،

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

و یطعم ویصدق ۱۔ هـ. (الْفُقُودُ النَّزِيَّةُ فِي تَنْبِيْهِ الْفَتَاوَى الْحَامِدِيَّةِ، کتاب الدہالِج، باب العقیقہ)

"وینزعها أعضاء" ای: یقطع کل عضو من مصلہ تفاؤلاً بسلامة أعضاء المولود "ولا یکسر عظمها" (المبدع شرح المقنع، باب الہدی والأضاحی)

(وأن لا یکسر عظمها) تفاؤلاً بسلامة أعضاء الولد، فإن کسر فغلاف الولی (فتح الوہاب، لڑکھیا الانصاری، فصل فی العقیقہ)

ولا یکسر عظمها، وإن کسر لم یکره (الْفُقُودُ النَّزِيَّةُ فِي تَنْبِيْهِ الْفَتَاوَى الْحَامِدِيَّةِ، کتاب الدہالِج، باب العقیقہ)

پھر کسی دن مرد اور عورتیں ڈھول کے ساتھ جا کر اس جگہ بچے کے بال اتروا دیتے ہیں، اور بکرے کو ذبح کر کے وہاں ہی اس کا گوشت پکا کر کھاتے ہیں۔

یہ ایک ہندوانہ رسم ہے، جو ہندوؤں کے ساتھ ایک عرصہ تک رہنے کی وجہ سے مسلمانوں میں آگئی ہے، اور اس میں عقیدے کی بھی خرابی شامل ہے۔

چنانچہ بعض لوگوں کا عقیدہ ہوتا ہے کہ یہ بچہ فلاں بزرگ نے دیا ہے، اس لئے وہ اس بزرگ کے مزار پر نیاز چڑھانے کی منت مانتے ہیں، اور منت پوری کرنے کے لئے اس مزار پر جا کر بچے کے بال اتارتے ہیں، اور وہاں قربانی کرتے ہیں۔

یہ رسم اور طرز عمل انتہائی غلط اور قابل اصلاح ہے، اور اس سے ایمان میں فساد و بگاڑ کا اندیشہ ہے۔



پانچواں باب

بال منڈانے اور ان کے عوض صدقہ کے فضائل و احکام

نومولود سے متعلق پانچواں عمل یہ ہے کہ اس کے سر کے پیدائشی بال موٹ کر بالوں کے وزن کے برابر چاندی یا اس کی مالیت صدقہ کر دی جائے۔

اور اگر حیثیت ہو تو سونے کی مالیت کے وزن سے صدقہ کرنے میں زیادہ ثواب ہے۔

صدقہ بلاؤں کو دفع کرتا ہے، اور اس کے مختلف فضائل و فوائد ہیں، بالوں کے عوض صدقہ سے بچے کے سر سے رتی سہی بلاؤں کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے۔ ۱۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا وَلِدَ لَنَا غُلَامٌ ذَبَحْنَا عَنْهُ شَاةً وَحَلَقْنَا رَأْسَهُ وَطَعْنَا رَأْسَهُ بِسِمِهَا، فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ كُنَّا إِذَا وَلِدَ لَنَا غُلَامٌ ذَبَحْنَا عَنْهُ شَاةً وَحَلَقْنَا رَأْسَهُ وَطَعْنَا رَأْسَهُ بِزَغَرَانٍ " (مسند بک حاکم حدیث نمبر ۷۷۰۲، واللفظ لہ، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۸۴۵، کتاب الضحایا، باب فی العقیقة، سنن البیہقی حدیث نمبر ۱۹۷۶۶) ۲۔

ترجمہ: ہم جاہلیت کے زمانے میں بچے کی ولادت پر اس کی طرف سے بکری ذبح کیا کرتے تھے، اور اس کا سر موٹا کرتے تھے، اور اس کے سر پر ذبح شدہ بکری کا خون ملا کرتے تھے، جب اسلام آ گیا تو پھر ہم (رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق) بچے کے پیدا ہونے پر اس کی طرف سے بکری ذبح کیا کرتے تھے، اور اس کا سر منڈاتے تھے،

۱۔ وَالرَّابِعَةُ أَنْ يَحْلِقَ عَقِيقَتَهُ وَهُوَ خَمْرُ رَأْسِهِ الَّذِي وَلَدَ بِهِ (حسب الايمان للبيهقي، السُّنُونُ مِنْ حُسْبِ الْإِيمَانِ وَهُوَ بَابٌ فِي حُقُوقِ الْأَوْلَادِ وَالْأَهْلِيْنَ)

۲۔ قَالَ الْحَاكِمُ: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُعْرَجْهُ"

وَقَالَ اللَّحْمِيُّ فِي الْعُلُوحِ: صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ

اور اس کے سر پر زعفران ملا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچے کے سر پر حقیقہ کے ذبح شدہ جانور کا خون ملنا زمانہ جاہلیت کا طریقہ ہے، جس کو شریعت نے ختم کر دیا ہے، اور اس کی جگہ سر پر زعفران ملنے کے عمل کو مقرر کر دیا ہے۔ ۱۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا عَقُوا عَنِ الصَّبِيِّ خَضَبُوا قُطْنَةً بِدَمِ الْعَقِيقَةِ - فَإِذَا رَحَلُوا رَأْسَ الصَّبِيِّ وَضَعُوهَا عَلَى رَأْسِهِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اجْعَلُوا مَكَانَ الدَّمِ خُلُوقًا (صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۵۳۰۸، باب العقیقة، ذکر الأمر لمن عقی عن ولده أن یعلق رأسه فی ذلك الیوم بعد الحلق یواللفظ له ، موارد الطمان ج ۱ ص ۲۶۱) ۲۔

ترجمہ: زمانہ جاہلیت میں لوگ جب بچے کا حقیقہ کرتے، تو حقیقہ کے جانور کے خون میں روئی کو رنگ لیا کرتے تھے، پھر جب بچے کے بال منڈواتے، تو اس روئی کو بچے

۱۔ فلما جاء الإسلام كنا نلبح الشاة أى جنسها الشاة للاثنتين والواحد يوم المسابع ونحلق رأسه ونلطخه بفتح الطاء بزعفران أى بعد غسله تطيباً بعد التطهير وفى القاموس الزعفران معروف وإذا كان فى بيت لا يدخله ساء أبرص (مرواة، كتاب الصيد والنبات)

عن عائشة قالت كانوا فى الجاهلية إذا عاقوا عن الصبى خضبوا قطنه بدم العقیقة فإذا حلقوا رأس الصبى وضعوها على رأسه فقال النبى ﷺ اجعلوا مكان الدم خلوقاً زاد أبو الشیخ ونهى أن یمس رأس المولود بدم وأخرج ابن ماجه من رواية یوب بن موسى عن یزید بن عبد الله المزنى أن النبى ﷺ قال یعق عن الغلام ولا یمس رأسه بدم وهذا مرسل فإن یزید لا صحبه له وقد أخرجه البزار من هذا الوجه فقال عن یزید بن عبد الله المزنى عن أبیه عن النبى ﷺ مع ذلك فقالوا انه مرسل ولأبى داود والحاكم من حدیث عبد الله بن بریدة عن أبیه قال كنا فى الجاهلية فذكر نحو حدیث عائشة ولم یصرح برفعه قال فلما جاء الله بالإسلام كنا نلبح شاة ونحلق رأسه ونلطخه بزعفران وهذا شاهد لحدیث عائشة ولهذا كره الجمهور العدمية (فتح الباری لابن حجر، باب إمطة الأذى عن الصبى)

۲۔ قال شعب الأرنؤوط : إسناده صحیح

کے سر پر رکھ دیتے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خون کی جگہ خوشبو رکھو (ترجمہ فتم)
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زعفران کے علاوہ کوئی دوسری خوشبو بھی بچہ کے سر پر ملنا درست ہے،
اور خون ملنا جائز نہیں۔

اور حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَتْ فَاطِمَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَا أُغْفِقُ عَنِ ابْنِي دَمًا، قَالَ: لَا أُخْلِقِي
رَأْسَهُ وَتَصْلِقِي بَوَازِئِهِ عَلَى الْمَسَاكِينِ أَوْ أَلْفِي مِنْ وَرَقٍ، أَوْ فِضَّةٍ (مصنف

ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۲۴۷۱ کتاب العقیقة، باب فی العقیقة: من رآھا)

ترجمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ سے عرض کیا کہ کیا میں اپنے دونوں
بیٹوں کے سر کے اوپر عقیقہ کا خون نہ مل دوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں،
بلکہ آپ ان کے سر کے بال موٹریں اور ان کے وزن کے برابر غریبوں پر چاندی کے
سکے یا چاندی صدقہ کر دیں (ترجمہ فتم)

اس سے معلوم ہوا کہ زمانہ جاہلیت میں عقیقہ نام جانور ذبح کر کے اس کا خون نومولود کے سر پر
لگانے کا تھا، جس کو اسلام نے منسوخ قرار دے دیا۔

اور اس کے بجائے بالوں کے وزن کے برابر صدقہ کا حکم فرمایا، نیز خون کی جگہ زعفران اور خوشبو
لگانے کو نعم البدل ٹھہرایا۔

اور بعض روایات میں حضور ﷺ کا ارشاد اس طرح سے مروی ہے۔

أَخْلِقِي رَأْسَهُ ثُمَّ تَصْلِقِي بِوَرْنِ خَعْرِهِ مِنْ فِضَّةٍ عَلَى الْمَسَاكِينِ أَوْ
الْأَوْفَاضِ، وَكَانَ الْأَوْفَاضُ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مُتَحَاجِّينَ فِي الْمَسْجِدِ، أَوْ فِي الصُّفَّةِ..... فَقَعَلْتُ ذَلِكَ، قَالَتْ:
فَلَمَّا وَلَدْتُ حُسَيْنًا فَعَلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ (مسند احمد حدیث نمبر ۲۷۱۸۳ واللفظ

لہ، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۹۱۲، سنن البیہقی حدیث نمبر ۱۹۷۷۷)

ترجمہ: آپ ان کے سر کے بال موٹریں، پھر ان کے بالوں کے وزن کے برابر

چاندی، مساکین یا اوقاف پر صدقہ کر دیں، اور اوقاف رسول اللہ ﷺ کے بعض ایسے صحابہ کرام تھے، جو مسجد میں یا صفہ نام کے تعلیمی چوتھے میں ہوتے تھے (پھر اس روایت کے آخر میں ہے کہ) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اسی طرح عمل کیا، پھر جب حضرت حسین کی ولادت ہوئی، تب بھی یہی عمل کیا (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بالوں کے وزن کے برابر چاندی کا ضرورت مند نیک اور طالبان علم دین پر صدقہ کرنا افضل ہے۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ:

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْحَسَنِ بِشَلَّةٍ وَقَالَ يَا فَاطِمَةُ أَخْلِقِي رَأْسَهُ وَتَصْلِقِي بِزَنَةِ خُمْرِهِ فِضَّةً قَالَ فَوَزَنَتْهُ فَكَانَ وَزْنُهُ دِرْهَمًا أَوْ بَعْضُ دِرْهَمٍ (ترمذی حلیث نمبر ۱۴۳۹، ابواب الاضاحی، باب العقیقہ بشاة، واللفظ له مصنف ابن ابی شیبہ حلیث نمبر ۲۴۷۱۶، مستدرک حاکم حلیث نمبر ۷۶۹۶) ۱

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن کی طرف سے بکری کے ساتھ عقیقہ فرمایا، اور فرمایا کہ اے فاطمہ اس کے سر کو موٹو دو، اور اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کر دو، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کا وزن کیا، تو اس کا وزن ایک درہم یا اس سے کچھ کم تھا (ترجمہ ختم) ۲

۱۔ قال الترمذی:

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ ضَعِيفٌ وَإِسْنَادُهُ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ وَأَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ الْحُسَيْنِ لَمْ يُدْرِكْ عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ (ترمذی)

قلت: قد روى الحاكم عن محمد بن علي بن الحسين عن أبيه عن جده عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه، فهو متصل.

۲۔ والحديث يحمل أنه لبيان الجواز في الاكتفاء بالقل أو دلالة على أنه لا يلزم من ذبح الشاة أن يكون في يوم السابع فليكن أنه ذبح عنه في يوم الولادة كبشا وفي السابع كبشا وبه يحصل الجمع بين الروايات أو حق النبي من عبدة كبشا وأمر عليا أو فاطمة بكبش آخر فنسب إليه أنه حق كبشا على الحقيقة وكبشين مجازا والله أعلم (مرقاة، كتاب الصيد والذباح، باب العقیقہ)

ایک درہم تقریباً ساڑھے تین ماشہ وزن کا ہوتا ہے (ملاحظہ ہو: جہار الفقہ ج ۱ ص ۴۳۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " أَمَرَ بِرَأْسِي الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ
إِنْسِي عَلِيَّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ يَوْمَ مَبِيعِهِمَا فَحُلِقَ ، ثُمَّ
تَصَدَّقَ بِوِزْنِهِ فِضَّةً ، وَلَمْ يَجِدْ ذُبْحًا . " (المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر

۲۵۱۱، واللفظ له، المعجم الاوسط للطبرانی حديث نمبر ۱۲۷، متن البيهقي حديث

نمبر ۱۹۷۴۸) ۱

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب کے بیٹے حضرت حسن اور حسین
رضی اللہ عنہم کے ساتویں دن سر منڈانے کا حکم فرمایا، پھر بالوں کے وزن کے برابر
چاندی صدقہ کی، اور حقیقہ کا جانور نہیں پایا (ترجمہ فتح)

اس سے پہلے بعض روایات میں حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے ساتویں دن حقیقہ کا ذکر گزر چکا
ہے۔

ان کے پیش نظر اس حدیث کا محدثین نے یہ مطلب بیان فرمایا ہے کہ ممکن ہے کہ ذبح کے دنوں
جانور ساتویں دن نہ کئے گئے ہوں، بلکہ ایک جانور بعد میں کیا گیا ہو۔

بہر حال اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ اگر ساتویں دن حقیقہ نہ کیا جائے، تو بھی ساتویں دن
بال منڈا کر بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرنا بہتر ہے۔

حضرت محمد بن علی باقر فرماتے ہیں کہ:

كَانَتْ فَاطِمَةُ ابْنَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْكَلُ لَهَا وَلَدٌ إِلَّا
أَمَرَتْ بِهِ فَحُلِقَ ثُمَّ تَصَدَّقَتْ بِوِزْنِ خُمْرِهِ وَرَاقًا قَالَتْ وَكَانَ أَبِي يُفَعِّلُ

ذَلِكَ (مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ۷۹۷۳، كتاب الحقيقة، باب العن يوم مابعه

۱ قال البيهقي:

رواه الطبرانی في الكبير والوسط والبخاري في إسناده الكبير ابن لهيعة وإسناده حسن

وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۵۷)

والحلق والعسمۃ والذبح والدم)

ترجمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تھا، تو اس کا سر منڈانے کا حکم فرماتیں، پھر اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی کے سکے صدقہ کرتیں، اور فرماتیں کہ میرے والد ماجد (حضرت علیؑ) اس طرح کیا کرتے تھے (ترجمہ ختم) ۱۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ تَعْقِي عَنْ كُلِّ وَلَدٍ لَهَا شَاةً وَتَحْلِقُ رَأْسَهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَتَصَدِّقُ بِوَزْنِهِ فِضَّةً (العمال لابن ابی الدنیا حلیث نمبر ۴۹)

ترجمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے ہر بیٹے کا بکری سے حقیقہ کیا کرتی تھیں، اور ساتویں دن اس کا سر منڈا کرتی تھیں، اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کیا کرتی تھیں (ترجمہ ختم)

ان احادیث و روایات سے معلوم ہوا کہ ساتویں دن حقیقہ کا جانور ذبح کرنے کے بعد بچے کے بال منڈا کر ان کے وزن کے برابر چاندی یا اس کی مالیت صدقہ کرنا مستحب ہے۔ ۲۔

اور بچے کا سر منڈا کر اس پر زعفران یا خوشبو مل دینا بھی مستحب ہے، اور حقیقہ کا خون سر پر ملنا جائز

۱۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ إِذَا وَلَدَتْ حَلَقَتْ شَعْرَهُ وَتَصَدِّقُ بِوَزْنِهِ وَرَقًا (العمال لابن ابی الدنیا حلیث نمبر ۸۰)

ترجمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں جب بچہ پیدا ہوتا، تو اس کے بال منڈا تھیں، اور اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی کے سکے صدقہ کرتیں (ترجمہ ختم)

۲۔ ومثل مالک عن حلاق الصبی يوم السابع ويصدق بوزن شعره فضة، قال: ليس ذلك من عمل الناس وما ذلك عليهم.

قال محمد بن رشد: ليس ذلك مما ألزم الناس العمل به ورأوه واجباً لأنه أنكره ورأه، مكروهاً بل مستحب من الفعل، روى أن فاطمة بنت رسول الله ﷺ وزنت شعر حسن وحسين وزينب وأم كلثوم فتصدقت بزنة ذلك فضة (البيان والتحصيل لابن رشد، كتاب العقيقة)

نہیں، کیونکہ خون ناپاک ہے، اور یہ زمانہ جاہلیت کی رسم ہے۔ ۱۔

مسئلہ.....: بال منڈوا کر ان کے وزن کے برابر چاندی یا سونے کی مالیت کا صدقہ غریبوں اور مسکینوں کا حق ہے، اور اس میں بھی نیک اور دینی علوم کے پڑھنے پڑھانے والوں کا درجہ اور فضیلت زیادہ ہے، کما مر فی الحدیث۔

اور پیشہ ور بھکاریوں کو دینا جائز نہیں۔

مسئلہ.....: اگر کوئی ساتویں دن جانور نہ ملنے کی وجہ سے یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے عقیقہ نہ کر سکے تب بھی بہتر ہے کہ ساتویں دن بچہ کے بال اتروادے اور ان کے برابر چاندی یا اس کی مالیت صدقہ کر دے، اور اگر اللہ تعالیٰ نے حیثیت دی ہے، تو سونے کے وزن سے صدقہ کرنا بہتر ہے۔ ۲۔

۱۔ ورد و یکرہ لطلخ رأس المولود من دمھا (الْعُقُودُ الْمُرْتَبُتَةُ فِي تَفْهِيمِ الْفَقَاوِی الْحَامِلِیَّةِ، کتاب الدہالیح، باب العقیقہ)

(الحادیۃ عشرۃ) قال أصحابنا یکرہ أن یطلخ رأس المولود بدم العقیقہ ولا بأس بطلخه بخلوف أو زعفران وفي استصحاب الخلوف أو الزعفران وجهان حکاهما الراعی (أشهرهما) وبه قطع المصنف وغيره يستحب (المجموع شرح المہذب للنووی، ج ۸ ص ۳۳۲، باب العقیقہ)

و يستحب أن یطلخ رأس المولود بزعفران هوذا من الدم الذی كانت الجاهلیۃ تفعله علی رأسه من العقیقہ وفي أبی داود کنا فی الجاهلیۃ إذا ولد لأحدنا غلام ذبح شاة وطلخ رأسه بدمها | فلما جاء الإسلام کنا نذبح شاة ونحلق رأسه و نطلعه بزعفران وقاله فی وابن حنبل (الذخیرۃ، کتاب العقیقہ)

و ظاهر کلامه أنه مباح أئی الخلو فی مباح لا یُرْهَبُ فیہ قال الشیخ فی ترجمہ و لو قیل یسلبہ لَمَّا بَعْدَ لَعْنُومِ عَلَیْ شَعَالَةِ الْجَاهِلِیَّةِ فَلْت وَ یقوی ذلك ما رواه أبی داود عن بُرَئِیة الصَّحَابِیِّ قال کنا فی الجاهلیۃ إذا وَلِدَ لأحدنا غلام ذَبَحَ شاةً وَ لَطَخَ رَأْسَهُ بِدَمِهَا فلما جاء الله بالإسلام کنا نذبح شاةً وَ نحلق رأسه وَ نلطعه بزعفران اه (حاشیۃ العلوی، باب فی الضحایا)

(وإن لطلخ رأسه بزعفران فلا بأس) لقول بریدۃ کنا فی الجاهلیۃ إذا ولد لأحدنا غلام ذبح عنه شاة و یطلخ رأسه بدمها فلما جاء الإسلام کنا نذبح شاة ونحلق رأسه و نطلعه بزعفران رواه أبو داود (وقال) شمس الدین محمد (ابن القيم) لطلخ رأسه بزعفران (سنۃ) لما مر (کشاف القناع، فصل والعقیقہ وہی السمیکۃ وہی التي تلبح عن المولود)

۲۔ و اختلف فی حلق رأس المولود یوم السابع، والصلقة یوزن شعره لطنۃ، فقیل هو مستحب، وقیل هو غیر مستحب، والقولان من مالک، والاستصحاب أجدود (بداية المجتهد، کتاب العقیقہ) ﴿بجیر حاشیا کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ.....: یہ جو دستور ہے کہ جس وقت بچہ کے سر پر استرا رکھا جائے اور سر موٹنا شروع کیا جائے، فوراً اسی وقت حقیقہ کا جانور ذبح ہو۔

یہ محض مہل رسم ہے، شریعت کی طرف سے اس طرح کی پابندی ثابت نہیں، بلکہ جانور ذبح کرنے کے بعد سر موٹنا بھی جائز ہے، اور ذبح کرنے سے پہلے بھی گنجائش ہے۔

البتہ جانور ذبح کرنے کے بعد سر موٹنا افضل، اور احادیث و روایات کے زیادہ موافق ہے۔ ۱۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

والصدق بزنة شعره (ہ) المشهور انه يستحب أن يتصدق بوزن شعر المولود ذبحاً أو فضة عى عنه أو لا (شرح مختصر تحليل للحرفى، باب العقيقة)
قَالَ أَصْحَابُنَا: وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِوِزْنِ شَعْرِهِ ذُكْبًا، فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فِضَّةً، سَوَاءٌ فِيهِ الذَّكَرُ وَالْأُنثَى، هَكَذَا قَالَهُ أَصْحَابُنَا (المجموع شرح المذهب ج ۸ ص ۳۲۴)
الظاهر أن من العقيقة شراً ما يلبس قبل حلق الشعر أو بعده أو حث لا يكون هناك حلق شعر مطلقاً فإن اللبس عند حلق الشعر إنما هو على سبيل الاستحباب بأن يكون في يوم السابع فليعامل (شرح البهجة الوردية، باب الأضحية)

(بالتصديق) أى: مع التصديق (بوزنه) أى: الشعر (من ذكبه أو ورنى) أى: فضة (لأن النبي صلى الله عليه وسلم أمر فاطمة فقال زنى شعر الحسن وتصلى بوزنه فضة وأعطى القابلة رجل العقيقة) زواجه الحاكم وصحة وليس بالفضة الذهب وبالذبح الأتقى وجازة النكاح كاضلتهما فتعطي أن كلا من الذهب والفضة محصل لئلا نقول الرزخية وأصلها ذكبا لأن لم يفسر فضة بيان للزجة الألفظية ولا ريب أن الذهب أفضل من الفضة وإن ثبت بالقياس عليها (البهجة الوردية، باب الأضحية)

وفى شرحه:

(قوله: أو ورنى) أو للتجميع فون التغيير والورنى شامل للمضروب من ذلك ولغيره (قوله: وإن ثبت بالقياس) قال فى شرح الرزخى والغير معمول على أن الفضة كانت هى المتبررة إذ ذاك (البهجة الوردية مع شرحه، باب الأضحية)

۱۔ واستدل بقوله يلبس ويحلق ويسمى بالواو على أنه لا يشترط التعريف فى ذلك وقد وقع فى رواية لأبى الشيخ فى حديث سمرة يلبس يوم سابعه ثم يحلق وأخرج عبد الرزاق عن ابن جريج يبدأ باللبس قبل الحلق وحكى عن عطاء عكسه ونقله الرويانى عن نصر الشافعى وقال البهوى فى التهذيب يستحب اللبس قبل الحلق وصححه النووى فى شرح المذهب والله أعلم (فتح البارى لابن حجر، كتاب العقيقة، باب إمطة الأذى عن الصبي)

وہل يقدم الحلق على اللبس فيه وجہان (أصحهما) وبہ قطع المصنف والبهوى

﴿ بقیہ حاشیہ گئے صفحہ پڑھ فرمائیں ﴾

مسئلہ.....: پیدائش کے ساتویں دن بچے کا عقیقہ کرنے اور سر منڈا کر صدقہ کی فضیلت تو واضح ہے، اور یہ بھی کہ عقیقہ کا جانور، بال منڈانے سے پہلے ذبح کرنا افضل ہے، اور عقیقہ کا جانور ذبح کرتے وقت جس دعا کا پڑھنا مستحب ہے، اس میں بچے کے نام کا بھی ذکر ہے۔

اس کا تقاضا یہ ہے کہ عقیقہ کا جانور ذبح کرنے سے پہلے بچے کا نام رکھ دینا افضل ہے۔ ۱۔
مسئلہ.....: بعض علاقوں میں یہ رسم ہے کہ بچے کے پیدا ہونے کے بعد اس کے بال مخصوص جگہ (مثلاً کسی زیارت وغیرہ) پر لے جا کر اتروائے جاتے ہیں اور اس جگہ بکرے کو ذبح کیا جاتا ہے، اور اس سے پہلے گوشت وغیرہ کھانے کو ناجائز سمجھا جاتا ہے اور اس کو عقیقہ کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ جہالت والا طریقہ اور سخت گناہ ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا تیسرا حاشیہ ﴾

والجرحانی وغیرہم يستحب كون الحلق بعد الذبح وفي الحديث اشارة إليه (والقائل) يستحب كونه قبل الذبح وبهذا قطع המחامي في المقنع ورجحه الروياني ونقله عن نص الشافعي والله اعلم (المجموع شرح المذهب للنووي، ج ۸ ص ۴۳۳، باب العقیقة)

قوله: (و يحلق رأسه بعد ذبحها) أي كما في الحج (حاشية قلوبی، فصل فی العقیقة) يُسْتَحَبُّ الْحَلْقُ بَعْدَ الذَّبْحِ عَلَى الصَّحِيحِ مِنَ الْمَلْقَبِ وَعَلَيْهِ جَمَاهُ الْأَصْحَابُ (الإنصاف فی معرفة الرائج من الخلاف على مذهب الإمام أحمد بن حنبل، بَابُ الْهَلْدِي وَالْأَضَاحِي)

(وَحَلَقَ خَيْرٌ) رَأْسُ (الطَّلَلِ) فِي سَابِعِهِ أَحَبُّ مِنْهُ فِي خَيْرِهِ لِعَبْرَةِ الْقُرْمِذِيِّ السَّابِقَيْنِ سَوَاءٌ كَانَ ذَكَرًا أَمْ أُنْثَى أَمْ خُفَى وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يَكُونَ الْحَلْقُ بَعْدَ الذَّبْحِ عَلَى الْأَصَحِّ كَمَا فِي الْحَاجِّ (البهجة الورضية بَابُ الْأَضَاحِيَّةِ)

۱۔ (قوله: ومن أن يحلق رأسه) أي رأس المولود كله، وذلك للخبر المار أول مبحث العقیقة. قال فی فتح الجواد: ومن أن يكون بعد الذبح، وتقدم عن ع ه أنه قال: ينبغي أن تكون التسمية قبل الحلق. وعليه: فالسنة التسمية، ثم الذبح، ثم الحلق. (قوله: ولو أنفق) شاملة في سنية حلق رأس المولود، أي بمن ذلك وإن كان أنثى. (قوله: في السابع) معلق بـ يحلق. (قوله: ويعصدق بزنته الخ) أي ومن أن يعصدق بوزن الشعر ذهباً أو فضة، لخبر أنه (ص): (أمر فاطمة أن تزن شعر الحسين وتعصدق بوزنه فضة، ففعلت ذلك، فوجلت عاقل درهما أو درهما إلا شيئاً. قال في شرح الروض: ولا ريب أن الذهب أفضل من الفضة، وإن ثبت بالقياس عليها. والخبر محمول على أنها كانت هي المعسرة إذ ذاك) (إحالة الطالبين، البكري المصاطبي ج ۲ ص ۳۸۴)

مسئلہ.....: اگر ساتویں دن بچے کے بال نہ منڈائے جاسکیں، یا صدقہ نہ کیا جاسکے، تو اگلے دن یا اس کے بعد کسی بھی وقت یہ عمل کر لینا درست ہے (لان بعد السبع لم ينقل الوقت المخصوص)
مسئلہ.....: اگر بچپن میں کسی کے بال اتروا کر صدقہ نہ کیا گیا ہو، تو بعد میں بھی اندازے سے صدقہ کر دینا جائز ہے۔

مسئلہ.....: بچے کا سر منڈا کر اس کے بالوں کو کسی جگہ مٹی میں دفن کر دینا بہتر ہے، اور کسی گندی جگہ ڈال دینا اور پھینک دینا مناسب نہیں۔ ۱۔

مسئلہ.....: اگر کسی بچے کے سر کے بال نہ موٹے گئے ہوں، اور وہ سر کے بال موٹنے سے پہلے فوت ہو جائے، تو فوت ہونے کے بعد اس کے سر کے بال موٹنے کی ضرورت نہیں، بلکہ جائز بھی نہیں۔

www.E-IQRA.1940



۱۔ ويستحب أن يدفن الشعر (الاختیار لعلیل المختار، کتاب الحج)
وإذا قلم أظفاره أو جز شعره ينبغي أن يدفن ذلك الظفر و الشعر المجزوز لأن رمي به
فلا بأس. وإن ألقاه في الكنيف أو المفصل يكره ذلك لأن ذلك يورث داء (فناوی)
قاضیخان، کتاب المحظر والاباحه وما يكره اكله)

چھٹا باب

ختنہ کے فضائل و احکام

نومولود سے متعلق چھٹا عمل ختنہ کرنا ہے۔ ۱۔

مرد کے حق میں ختنہ بعض حضرات کے نزدیک واجب اور بعض کے نزدیک سنت ہے، لیکن سنت ہونے کے باوجود یہ اسلامی شعائر میں سے ہے، اور یہی بات رائج ہے۔

کیونکہ ختنہ کا سنت اور اسلامی شعائر میں سے ہونا شریعت کے دلائل سے ثابت ہے۔ ۲۔

اسلام میں ختنہ کی اہمیت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَتَقْفُ الْإِبْطِ وَتَقْلِيمُ الْأُظْفَارِ
وَأَخْذُ الشَّارِبِ (سنن نسائی حدیث نمبر ۱۱، باب نطف الإبط، واللفظ له، بخاری
حدیث نمبر ۵۳۴۱، باب تقليم الاظفار، صحيح مسلم، حدیث نمبر ۶۲۰، باب غصا
الفطرة، ترمذی حدیث نمبر ۲۶۸۰، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۰۰، ابن ماجہ حدیث
نمبر ۲۸۸، مسند احمد حدیث نمبر ۹۳۲۱، شعب الایمان للبیہقی حدیث نمبر

(۸۲۶۹)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں فطرت سے تعلق رکھتی ہیں، ایک ختنہ کرنا،

۱۔ وَالسَّادِسَةُ أَنْ يَخْتَنَهُ (شعب الایمان للبیہقی، السُّنُونُ مِنْ شُعَبِ الْإِيمَانِ وَهُوَ بَابُ فِي حَقْقِ الْأَوْلَادِ وَالْأَهْلِينَ)

۲۔ قوله الختان واجب على ظاهر الأقوال على الرجال والنساء وفي قول سنة فيها وبه قال مالك والكوفيون وفي قول واجب على الرجال دون النساء (عمدة القاری، کتاب الاستئذان، باب الختان بعد الکبر ونطف الإبط)

والختان سنة وهو من شعائر الإسلام وخصائصه فلو اجتمع أهل بلدة على تركه حاربهم الإمام (مجمع الانهر، کتاب الغنئی، مسائل شعی)

دوسرے زیر ناف بال موثر تا، تیسرے بظوں کے بال اکھیرتا، چوتھے ناخن کاٹنا، اور پانچویں مونچھیں کاٹنا (ترجمہ ختم)

امور فطرت ایسے کاموں کو کہا جاتا ہے، جن پر اللہ کے نبیوں اور رسولوں کا عمل ہو۔

اور ساتھ ہی ہم کو ان پر عمل کرنے کا بھی حکم ہو۔ ۱

اور حضرت ابن شہاب زہری سے مرسل روایت ہے کہ:

وَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَسْلَمَ أَمَرَ بِأَلَاخِيتَانِ وَإِنْ كَانَ كَبِيرًا (الأدب المفرد

للبخاری، حدیث نمبر ۱۲۹۳، باب الختان للکبیر) ۲

ترجمہ: جب کوئی آدمی اسلام لاتا تھا، تو اسے ختنہ کا حکم دیا جاتا تھا، اگرچہ وہ زیادہ عمر کا

کیوں نہ ہو (ترجمہ ختم)

۱۔ اراد بالفطرة السنة القديمة التي اختارها الأنبياء عليهم السلام وافلقت عليها الشارع فكانها أمر جبلي فطروا عليه (عمدة القارى، كتاب اللباس، باب إخراج المتعشبين بالنساء من البيوت)

وَالْمُرَادُ هَاهُنَا هِيَ السُّنَّةُ الْقَدِيمَةُ اخْتَارَهَا اللَّهُ تَعَالَى لِلْأَنْبِيَاءِ فَكَانَتْهَا أَمْرٌ جَبَلِيٌّ فِطْرِيٌّ عَلَيْهَا (حاشية السندی علی النسائی، كتاب الزينة، باب سنن الفطرة)

من الفطرة أى السنة يعنى سنة الأنبياء الذين أمرنا بالاعتداء بهم (فيض القدير للمناوى تحت حديث رقم ۵۴۳۲)

ذَهَبَ أَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ إِلَى أَنَّهَا السُّنَّةُ، وَكَذَا ذِكْرُ جَمَاعَةٍ غَيْرِ الْعَطَائِي قَالُوا: وَمَعْنَاهُ أَنَّهَا مِنْ سُنَنِ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ، وَقِيلَ: هِيَ الْكَلْبَانِ (نورى شرح مسلم ج ۱ ص ۱۲۸، كتاب الطهارة، باب عصال الفطرة)

قوله الفطرة أى سنة الأنبياء عليهم السلام الذين أمرنا أن نقعدى بهم وأول من أمر بها إبراهيم عليه السلام قال تعالى وإذا بعثنا إبراهيم ربه بكلمات والتخصيص بالعمس لا ينافى الرواية القائلة بأنها عشر والسواك والمضمضة والاستنشاق والاستبراء وغسل البراجم وهذه الخمسة وفيه روايات أخر (عمدة القارى، كتاب الاستئذان، باب الختان بعد الكبر ونف الإبط)

۲۔ قال ابن القيم بعد أن ذكره: "وهذا وإن كان مرسلًا فهو يصلح للاعتضاد (تحفة الودود ص ۱۴۷) وهذا إسناد صحيح مقطوع أو موقوف، فإن الظاهر أن الإمام الزهرى لا يعنى أن ذلك كان فى عهد النبى ﷺ، ولصحة إسناده عنه أوردته فى كتابى الجديد "صحيح الأدب المفرد (السلسلة الصحيحة للابن القيم، تحت حديث رقم

حضرت قتادہ راہی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ مَنْ أَسْلَمَ أَنْ يُخْتَنَ وَإِنْ كَانَ
إِبْنُ فَمَانَيْنَ (الاحاد والمثاني لابن ابی حاتم حدیث نمبر ۲۳۰۸، واللفظ له، المعجم
الكبير للطبرانی حدیث نمبر ۱۵۳۶۳) ۱

ترجمہ: اور رسول اللہ ﷺ اس شخص کو جو اسلام لاتا تھا، ختنہ کا حکم فرماتے تھے، اگرچہ وہ
اسی سال کی عمر کا ہو (ترجمہ ختم)

حضرت کلیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اسلام قبول کرنے والے ایک
شخص سے فرمایا کہ:

أَلْقِي عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ وَاخْتَنِنِ (ابوداؤد حدیث نمبر ۳۵۶، کتاب الطهارة، باب
فی الرجل یسلم فیومر بالفسل، واللفظ له، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۹۲۲۳،
مسند احمد حدیث نمبر ۱۵۳۳۲، المعجم الكبير للطبرانی حدیث نمبر ۱۸۴۱۵،
مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۹۸۳۵) ۲

۱ قال الهیثمی:

رواه الطبرانی فی الكبير ورجاله ثقات (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۸۳)

۲ قال الهیثمی:

رواه الطبرانی فی الكبير ورجاله ثقات (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۸۳)

وقال النووي:

(الق عنک شعر الکفر) یقول احلق رواه أبو داود والبيهقي واسناده ليس بقوى لان
عنهما وكلهما ليسا بمشهورين ولا وثقا لكن أبا داود رواه ولم يضعفه وقد قال انه إذا
ذكر حديث ولم يضعفه فهو عنده صالح أى صحيح أو حسن فهذا الحديث عنده حسن
ويستحب أن يفصل بماء وسدر لما ذكرناه من حديث قيس والله أعلم (المجموع
شرح المذهب ج ۲ ص ۱۵۴)

وقال ابن الملقن:

قلت: وذكر ابن حبان في ثقاته عهيم بن كليب حيث قال: عهيم بن كليب يروى عن
أبيه عن جده، روى ابن جرير عن رجل عنه. وذكره ابن الجوزي في تحفيقه من طريق
أحمد مسنداً بها. (البدل المعبر في تخریج الاحادیث والآثار الواقعة فی الشرح الكبير
لابن الملقن، کتاب الختان، الحديث الاول)

ترجمہ: آپ اپنے کفر والے بالوں کو کاٹ دیں، اور ختنہ کریں (ترجمہ فتح)
ان روایات سے ختنہ کی اہمیت معلوم ہوئی کہ وہ اسلام کے شعائر میں سے ہے، اور اسلام قبول کرنے والے شخص کو بھی اسلام لانے کے بعد ختنہ کا حکم ہے۔ ۱۔
اسلام میں ختنہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی بالغ ہونے کے باوجود بغیر کسی عذر کے ختنہ نہ کرائے، تو اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔
چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"لَا تُقْبَلُ شَهَادَةُ رَجُلٍ لَمْ يَخْتَنِ" (شعب الایمان للبیہقی، حدیث نمبر ۸۲۷۴)

، باب حقوق الاولاد والاهلین

ترجمہ: جس آدمی نے ختنہ نہیں کرائی، اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی (ترجمہ فتح)
مطلب یہ ہے کہ اگر یہ معلوم ہوتے ہوئے کہ ختنہ سنت عمل ہے، اور کوئی عذر بھی نہیں ہے (اور بچپن میں والدین یا سرپرستوں نے اس کی ختنہ نہیں کرائی تو بالغ ہونے پر وہ خود اس عمل کا مکلف ہو جائے گا) پھر بھی کسی نے بالغ ہونے کے باوجود ختنہ نہ کرائی، تو وہ اس عمل کی وجہ سے فاسق ہو جائے گا، اور اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔

۱۔ والختان للرجال سنة وهو من الفطرة ، وهو للنساء مكرمة ، فلو اجتمع اهل مصر على ترك الختان قاتلهم الإمام لأنه من شعائر الإسلام وعصائمه (الاختیار لتعلیل المختار، کتاب الکراهیہ)

والختان سنة وهو من شعائر الإسلام وعصائمه فلو اجتمع اهل بلدة على تركه حاربهم الإمام (مجمع الانهر، کتاب الختنی، مسائل شعی)

والختان علامة لمن دخل في الإسلام ، فهي من شعائر المسلمين (شرح صحيح بنغاري لابن بطال، کتاب الاستئذان، باب الختان بعد الكبر ونطف الإبط)

البتہ اگر کسی شخص کو بڑی عمر میں ختنہ کی وجہ سے ہلاکت کا خوف ہو، تو اس سے اس عذر میں ختنہ معاف ہے۔

أخبرنا معمر عن الحسن قال إذا أسلم الرجل فغشى على نفسه العنت إن اختن لم يخطئ وتؤكل ذبيحته وتقبل صلاحه وتجوز شهادته (مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۲۳۹، باب الفطرة والختان)

قال معمر وكان الحسن يروى عن في الرجل إذا أسلم بعد ما يكبر فغاف على نفسه العنت إن اختن أن لا يخطئ وكان لا يرى بأكل ذبيحته بأسا (مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۸۵۶۲، باب ذبيحة الألف والسبي والأعرس والزنجي)

البتہ اگر کوئی معقول عذر ہے، تو پھر اس کی گواہی قبول کر لی جائے گی۔ ۱۔

ختنہ کے فوائد و منافع

ختنہ میں کئی شرعی و طبی فوائد و منافع ہیں، جو ہر دور میں تسلیم کئے جاتے رہے ہیں، اور اس طبی وسائنسی تحقیق کے دور میں بھی اس کی افادیت کو پوری طرح تسلیم کیا گیا ہے۔

۱۔ ولا تقبل شهادة الألف وهو الكبير الذي ترك النخان بغير عذر فإن كان يعرف أن النخان سنة إلا أنه ترك النخان لغوف على نفسه لا تقبل تبطل عدالته وتوكل ذبيحة لأن إباحة الذبيحة تعتمد الملة وإنه يعتقد ملة التوحيد (فتاوى قاضیخان، کتاب الدہوی والہیات)

وعندنا: لو ترك النخان على وجه الإعراض عن السنة لا تقبل شهادته، وإنما تقبل شهادته إذا تركه بعذر، قيل: العذر في ذلك الكبر وخوف الهلاك (المحيط البرهاني، الفصل الثالث: في بيان من تقبل شهادته ومن لا تقبل)

لیان لم یخف ولم یختن تارکا للسنة لم تقبل شهادته، كالفاسق (بدائع الصنائع، کتاب الشهادة، فصل فی شرائط رکن الشهادة)

(والألف) لإطلاق النصوص من غير تفيد بالنخان ولأنه لا يعمل بالعدالة هذا إذا تركه لعذر به من كبر أو خوف هلاك، وإن تركه من غير عذر استغفالا بالدين لا تقبل شهادته؛ لأنه لم يبق عدلا مع الاستغفالا بالدين وعن ابن عباس -رضی اللہ عنہما- أنه لا تقبل شهادته وهو محمول على ما إذا تركه استغفالا بالسنة (تبيين الحقائق ج ۴ ص ۲۲۶، کتاب الشهادة، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل)

وإنما تقبل إذا ترك الاختان من عذر أما إذا تركه استغفالا بالدين واستهانة بالسنة لم تقبل شهادته (الجوهرة النيرة، کتاب الشهادة)

قال الرازي: لم يرد بالاستغفالا الاستهزاء، لأن الاستهزاء بشيء من الشرائع كفر، وإنما أراد به العواني والعكاسل اه ح. (حکملہ ردالمحتار، ص ۱۱۵، کتاب الشهادة، مطلب فی وقت النخان)

اس سے معلوم ہوا کہ استخفاف سے مراد، استہزاء نہیں ہے، بلکہ سستی اور لاپرواہی ہے، اور جن حضرات نے استخفاف کے بجائے بغیر طرز سے اس کی تعبیر کی، ان کی مراد بھی یہی سستی و لاپرواہی ہے، کیونکہ عذر نہ ہونے کی صورت میں مانع لاپرواہی اور سستی ہی ہے، لہذا استخفاف بالدين اور استہانت بالسنہ اور بغیر طرز کی تعبیرات کمال ایک ہی ہے۔

اور قاضیخان کی عبارت ”يعرف أن النخان سنة“ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ استخفاف مذکور کا حکم اس وقت نکایا جائے گا، جبکہ ختنہ کے مننون ہونے کا علم ہو، کیونکہ اس کے بغیر مذکورہ استہانت بالسنہ والدين کا تحقق مشکل ہے۔

تفصیلی مذکور سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض حضرات جو احتاف کا موقف یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے نزدیک مطلقاً (یعنی بغیر کسی عذر کے) تارک بخان کی گواہی قبول کی جاتی ہے، وہ غلط فہمی میں ہیں۔

ختنہ کے چند فوائد اور منافع مختصر اور برج ذیل ہیں:

(۱)..... ختنہ اسلام کے شعائر میں سے ہے، اور اسی وجہ سے اگر کوئی غیر مسلم، اسلام

لے آئے، تو اس کے لئے بھی ختنہ کا حکم ہے، خواہ وہ کتنی ہی زیادہ عمر کا کیوں نہ ہو۔

(۲)..... ختنہ تمام انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی سنت اور طریقہ ہے، اور اس پر

عمل پیرا ہو کر انسان کو تمام انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی اتباع کی توفیق حاصل

ہوتی ہے۔

(۳)..... ختنہ کے ذریعہ سے انسان کو طہارت و نظافت حاصل ہوتی ہے، کیونکہ ختنہ

نہ ہونے کی صورت میں پیشاب گاہ کے آگے لٹکی ہوئی کھال میں پیشاب کے

قطرات جمع ہو جاتے ہیں، جو پاکی اور صفائی میں بخل واقع ہوتے ہیں، اور ختنہ ہونے

کے بعد انسان کی اس سے حفاظت ہو جاتی ہے۔ ۱۔

(۴)..... ختنہ کے ذریعہ سے انسان کئی جسمانی بیماریوں سے محفوظ ہو جاتا ہے، چنانچہ

ختنہ کئی جنسی امراض اور بیماریوں سے حفاظت اور ان کے خاتمہ کا ذریعہ ہے۔

(۵)..... ختنہ کے بغیر زوجین کے باہمی تعلقات کے نتیجہ میں متعدد بیماریاں مثلاً ایڈز

وغیرہ جنم لیتی ہیں، اور ختنہ کے ذریعہ سے اس قسم کی بیماریوں سے کافی حد تک حفاظت

ہو جاتی ہے۔

(۶)..... ختنہ زوجین کے لئے حق زوجیت کی ادائیگی میں سہولت اور لذت کا باعث

ہے۔ ۲۔

۱۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جو غیر مخنوں کی نماز کے قبول نہ ہونے کی روایت مروی ہے، اس کا مکمل بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ غیر مخنوں کی طہارت مشکوک رہتی ہے، اگرچہ اہتمام سے طہارت حاصل کرنے والے کی نماز کو درست قرار دیا جائے گا۔

عن عكرمة عن ابن عباس قال: لا تقبل صلاة رجل لم يغتسل. (مصنف عبدالرزاق
حدیث نمبر ۲۰۲۳۸، باب الفطرة والختان)

۲۔ والختان سنة للرجل تكرمه لها، إذ جماع المعصون الذر شرح النقاية، كتاب
الطهارة، باب الغسل ﴿بتجہ حاشیائے صفحہ پرا حاشیہ فرمائیں﴾

ختنہ کی عمر

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت ابو جعفر محمد بن علی الباقر سے روایت ہے کہ:

كَانَتْ فَاطِمَةُ تَعْقُ عَنْ وَلَدِهَا يَوْمَ السَّابِعِ ، وَتَسْمِيَةِ ، وَتَخْنِئَةِ ، وَتَحْلِيلِ
رَأْسِهِ ، وَتَتَصَلَّى بِوَرْدِهِ وَرِقًا (مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر ۲۴۷۴۱، کتاب

العقیقہ، ج ۱، اُمّ یوم تَلْبِخُ الْعَقِيقَةَ ؟) ۱۔

ترجمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے بچے کا ساتویں دن عقیقہ کیا کرتی تھیں، اور اس کا نام رکھا کرتی تھیں، اور اس کے ختنہ کراتی تھیں، اور اس کا سر منڈواتی تھیں، اور

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

كذلك ينعن الرجل لطهارته ونقاؤه، والغريب أنهم وجدوا أن من الحكم والفوائد التي
تعرّتب على الختان أنه قل أن يصاب المختن بسرطان القضيب، وهذا معروف عند
الأطباء، وهذا من رحمة الله عز وجل، وإنما يعرف السرطان -والعياذ بالله- الذي
يصيب العضو لمن لم ينعن، وذكر بعض الأطباء -وهذا من معجزاته عليه الصلاة
والسلام- فضائل السنة النبوية التي جاءت عنه عليه الصلاة والسلام ومنها: الختان -أنه
يوجد نسبة 1% من المختن ممن يصاب بسرطان القضيب.

ومن القصص الغريبة التي تحكى للاعطاء والاعتبار حدثني بها بعض الأطباء: أنه كان
في بعض البلاد الإسلامية، وكان معهم طبيب نصراني، وكان تخصص هذا المسلم مع
النصراني في المسالك البولية، فكان يهزأ هذا النصراني من الختان ويستخف به
كثيراً، حتى أراد الله عز وجل أنه ابتلى -والعياذ بالله- بسرطان القضيب، وحصل له ما
حصل من أذية هذا البلاء بسبب استهزائه وسخره من هذه الشعيرة التي منها النبي
ﷺ (شرح زاد المستقنع للشنقيطي، حكم ختان الرجال والنساء، مشروعية الختان)

۱۔ ابن ابی ہبیرہ نے اس روایت کو عبدہ بن سلیمان سے روایت کیا ہے، جو کہ ثقہ ہیں، اور انہوں نے عبد الملک بن ابی
سلیمان سے، اور انہوں نے عبد الملک بن اسحاق سے، اور یہ دونوں صدوق ہیں، اور اس روایت کو دوسری روایات سے بھی
استحداد حاصل ہے۔

عبدہ بن سلیمان الکلابی أبو محمد الکوفی یقال اسمه عبد الرحمن ثقة ثبت من صغار
الفاصلة مات سنة سبع وثمانين وقيل بعدلها (تقریب التہذیب ج ۱ ص ۲۲۸)
عبد الملک بن أبی سلیمان ميسرة العرزمی بلغح المهمله وسكون الراء وبالزای
المفحوة صدوق له أو هام (تقریب التہذیب ج ۱ ص ۲۱۵، ۲۱۶)
عبد الملک بن أعین الکوفی مولی بنی شیبان صدوق (تقریب التہذیب ج ۱ ص ۲۱۳)

بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرتی تھیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَخَتَنَهُمَا
لِسَبْعَةِ أَيَّامٍ (المعجم الاوسط للطبرانی حديث نمبر ۷۶۰۸، واللفظ له، المعجم

الصغير للطبرانی حديث نمبر ۸۹۱، العمال لابن ابي الدنيا حديث نمبر ۵۷۴) ۱

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے عقیقہ اور ان
کی ختنہ کا عمل ساتویں دن کیا تھا (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

عَقَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَخَتَنَهُمَا لِسَبْعَةِ أَيَّامٍ. (من

البيهقي حديث نمبر ۱۸۰۱۸، كتاب الاشراف والحلفاء، باب السلطان يكره على الاعتصان أو ولي

الوصي وسيد المملوك يهران به وما ورد في العتقان، واللفظ له الكامل لابن على ج ۳ ص ۲۱۹)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے عقیقہ

کیا اور ان کی ختنہ کی، ساتویں دن (ترجمہ ختم)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اگر بچے میں تحمل ہو، تو ساتویں دن اس کی ختنہ کر دینے میں کوئی حرج

نہیں۔ ۲

۱۔ قال الطبرانی:

لم يقل ما الحديث أحد من الرواة وختنهما لسبعة أيام إلا زهير بن محمد (حوالہ بالا)

قال الهيثمي:

رواه الطبرانی في الصغير والكبير باختصار العتقان وفيه محمد بن أبي السري وثقه ابن

حبان وغيره وفيه ابن (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۵۹)

قلت: لم يوجد هذا الحديث من هذا الطريق في الكبير بل وجد في الاوسط والصغير.

۲۔ بعض حضرات نے امام حاکم اور بیہقی کے حوالہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث نقل کی ہے، جس میں

حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے ساتویں دن ختنہ کا ذکر ہے۔ چنانچہ ابن ملکن لکھتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَتَنَ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ يَوْمَ السَّابِعِ مِنْ وَلادتهما

﴿بتیہ عاشیا کے منے پہلا حذر فرمائیں﴾

اور بعض احادیث سے ختمہ کا بچے کے کچھ بڑا، اور سمجھدار ہو جانے کے بعد کرنا معلوم ہوتا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

هَذَا الْحَدِيثُ صَحِيحٌ رَوَاهُ الْحَاكِمُ ثُمَّ الْبَيْهَقِيُّ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ
الْحَاكِمُ : هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادُ (البدیع المنیر، کتاب الختان، الحدیث الرابع)

اور علامہ ابن حجر کہتے ہیں:

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَتَنَ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ يَوْمَ السَّابِعِ مِنْ وَلَاذِهِمَا،
الْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ (الطَّلَعِيصُ الْعَبِيرُ، مِثْلُ حَدِيثِ رَقْمِ ۱۸۰۸)

مگر ہمیں مستدرک حاکم اور بیہقی کے اپنے پاس موجود نسخوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کا ذکر نہیں مل سکا۔
اور مجھ کبیر طبرانی کی روایت میں ہے کہ:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، قَالَ: قَالَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ "أَمَّا
حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ وَمُحَسِّنٌ فَإِنَّمَا سَمَّاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَخَتَنَهُمْ،
وَخَلَقَ رُءُوسَهُمْ، وَتَصَلَّقَى بَوَازِيئَهُمْ، وَأَمَرَ بِهِمْ فُسِّرُوا وَغُشِّيُوا." (المعجم الكبير للطبرانی
حدیث نمبر ۲۵۰۷)

قال البيهقي:

رواه الطبرانی في الكبير وفيه عطية العوفی وهو ضعيف وقد وثق (مجمع الزوائد
ج ۳ ص ۵۹، باب ما يفعل بالمولود)

اور ترمذی و دمشقی میں ہے:

فَأَمَّا حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ وَمُحَسِّنٌ فَأِنَّمَا سَمَّاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) وَخَتَنَهُمْ وَخَلَقَ
رُءُوسَهُمْ وَتَصَلَّقَى بَوَازِيئَهُمْ وَأَمَرَ بِهِمْ فُسِّرُوا (۱) وَخَتَنُوا (تاریخ دمشق ج ۳ ص ۳۰۴)

(۱) الأصل و "ز" وفي م: فسموا (حاشية تاريخ دمشق)

عن هانء بن هانء، عن علي قال: لما ولد الحسن سمّيته حرباً. فجاء رسول الله ﷺ
فقال: أروني ابني، ما سمّيته؟ قلنا: حرباً. قال: بل هو حسن. فلما ولد حسين،
سمّيته حرباً، فجاء النبي ﷺ فقال: أروني ابني، ما سمّيته؟ قلنا: حرباً. فقال: بل هو
حسين. فلما ولد الثالث، سمّيته حرباً، فجاء النبي ﷺ فقال: أروني ابني، ما سمّيته؟
قلنا: حرباً. قال: بل هو محسن. ثم قال: سمّيتهم بأسماء ولد هارون: ضير و شير
ومشير. رواه غير واحد عن أبي إسحاق كذلك، ورواه سالم بن أبي الجعد عن علي،
فلم يذكر محسناً، وكذلك رواه أبو الخليل، عن سلمان.

وتوفي المحسن صغيراً. أخرجه أبو موسى (اسد الغابة، تحت ترجمة محسن بن علي)

جب حضرت محسن علیہ السلام مغفوت ہو گئے تھے، اور ان کی ختمہ کی جا چکی تھی، تو اس سے بھی ختمہ کے بمقابلہ مفرکے جانے کی
تائید ہوتی ہے۔ نیز حقیقہ کے ضمن میں "ابھیوا عنہ الاذی" کی بعض نے تفسیر ختان کے ساتھ کی ہے، اور بعض نے عام معنی
مراد لئے ہیں، جس میں خلقِ راس اور دمِ حقیقہ اور ختان سب شامل ہیں۔

﴿بقیہ حاشیہ کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"تَوْفِیُّ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا خَعِيْنٌ" (مسند احمد حدیث

نمبر ۲۳۷۹، واللہ لہ، بخاری، کتاب الاستئذان، باب الختان بعد الکبر ولف

الإبط، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۰۴۲، السنۃ لابن ابی عاصم حدیث

نمبر ۳۳۸، مسند البزار حدیث نمبر ۵۰۱۴)

ترجمہ: نبی ﷺ کا جب وصال ہوا تو میری ختنہ ہو چکی تھی (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

"مَا تَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا ابْنُ عَشْرِ سِنِيْنَ، وَأَنَا

مَخْتُوْنٌ" (مسند احمد حدیث نمبر ۲۶۰۱، واللہ لہ، و حدیث نمبر ۳۳۵، معرفة

السنن والآثار للبيهقي حدیث نمبر ۳۵۱، مسند الطيالسي حدیث نمبر ۲۷۵۲) ۱۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کا جب وصال ہوا تو میں دس سال کا تھا، اور میری ختنہ ہو چکی

تھی (ترجمہ ختم)

اور بعض روایات میں حضور ﷺ کے وصال کے وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی پندرہ سال

عمر ہونے کا ذکر ہے۔ ۲۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

اس سے بھی ساتویں دن ختنہ کی تائید ہوتی ہے۔

وأميطوا أى أن يلوا وأبعدوا عنه الأذى أى يخلق شعره وقيل بتطهيره عن الأوساخ التى
تلطخ به عند الولادة وقيل بالختان (مرفقة، كتاب الصيد والنباح، باب العقيقة)

والأذى قيل هو إما الشعر أو الدم أو الختان..... والأوجه أن يحمل الأذى على المعنى
الأعم ويؤيد ذلك أن فى بعض طرق حديث عمرو بن شعيب ويحاط عنه أقداره رواه
أبو الشيخ (عمدة القارى، كتاب العقيقة، باب إمطة الأذى عن الصبي فى العقيقة)

(كذا فى فتح البارى لابن حجر، كتاب العقيقة، باب إمطة الأذى عن الصبي فى العقيقة)

۱۔ إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية مسند احمد)

۲۔ "تَوْفِیُّ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا ابْنُ عَشْرِ سَنَةٍ" (مسند احمد حدیث نمبر

۳۵۴۳، واللہ لہ، معرفة السنن والآثار للبيهقي حدیث نمبر ۳۵۲، مسند الطيالسي

حدیث نمبر ۲۷۵۲، معرفة الصحابة لابی نعیم حدیث نمبر ۴۲۶۳)

محدثین کے نزدیک رائج یہ ہے کہ حضور ﷺ کے وصال کے وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی عمر تیرہ سال تھی۔

اور دس سال اور تیرہ سال کی روایتوں میں کسر (یعنی دس سے پندرہ کے درمیان والے عدد) کو حذف کر دیا گیا ہے، دس والی روایت میں کسر کو حذف کر کے نیچے والے عدد کو ذکر کیا گیا، اور پندرہ والی روایت میں کسر کو حذف کر کے اوپر والے عدد کو ذکر کیا گیا۔

لہذا دونوں قسم کی روایات میں کوئی ٹکراؤ نہیں، اور مراد یہ ہے کہ دس سے پندرہ سال کے درمیان عمر تھی، جو کہ تیرہ سال کی عمر ہے۔ ۱۔

بہر حال اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے وصال کے وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ختنہ کو کوئی زیادہ طویل وقت نہیں گزرا تھا۔

جس سے معلوم ہوا کہ بچے کے کچھ بڑا ہونے کے بعد ختنہ کرنا چاہئے۔

۱۔ إِنْ قُلْتَ قَدْ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ جَبْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَبَضَ النَّبِيُّ وَأَنَا ابْنُ عَشْرٍ وَرَوَى عَنْهُ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَنِي وَأَنَا قَدْ نَاهَزْتُ الْإِحْتِلَامَ قُلْتُ الصَّحِيحُ الْمَحْفُوظُ أَنَّ عَمْرَهُ عِنْدَ الْوَفَلَةِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ ثَلَاثَ عَشْرَةِ سَنَةٍ لِأَنَّ أَهْلَ السِّرِّ قَدْ صَحَّحُوا أَنَّهُ وَلِدَ بِالشَّعْبِ وَذَلِكَ قَبْلَ الْهِجْرَةِ بِثَلَاثِ سَنِينَ وَأَمَّا قَوْلُهُ وَأَنَا ابْنُ عَشْرٍ فَمَحْمُولٌ عَلَى إِلْغَاءِ الْكُسْرِ عَلَى أَنَّهُ رَوَى أَحْمَدُ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ حِينَئِذٍ ابْنُ خَمْسِ عَشْرَةٍ سَنَةً (عمدة القاری، کتاب الاستئذان، باب الختان بعد الکبر، ونصف الإبط) الْمَحْفُوظُ الصَّحِيحُ أَنَّهُ وَلِدَ بِالشَّعْبِ وَذَلِكَ قَبْلَ الْهِجْرَةِ بِثَلَاثِ سَنِينَ فَيَكُونُ لَهُ عِنْدَ الْوَفَلَةِ النَّبَوِيَّةِ ثَلَاثَ عَشْرَةِ سَنَةٍ وَبِذَلِكَ قَطَعَ أَهْلُ السِّرِّ وَصَحَّحُوا ابْنَ عَبْدِ الْبَرِّ وَأُورِدَ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ وَلِدْتُ وَبَنُو هَاشِمٍ فِي الشَّعْبِ وَهَذَا لَا يَنَالِي قَوْلَهُ نَاهَزْتُ الْإِحْتِلَامَ أَيْ قَارَبْتُهُ وَلَا قَوْلَهُ وَكَانُوا لَا يَخْتَنُونَ الرَّجُلَ حَتَّى يَلْزُكَ لِاحْتِمَالِ أَنْ يَكُونَ أَفْرَكَ فَخَفَعْنَا قَبْلَ الْوَفَلَةِ النَّبَوِيَّةِ وَبَعْدَ حِجَّةِ الْوَدَاعِ وَأَمَّا قَوْلُهُ وَأَنَا ابْنُ عَشْرٍ فَمَحْمُولٌ عَلَى إِلْغَاءِ الْكُسْرِ وَرَوَى أَحْمَدُ مِنْ طَرِيقٍ أُخْرَى عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ حِينَئِذٍ ابْنُ خَمْسِ عَشْرَةٍ وَبِمَكْنٍ رَدَهُ إِلَى رِوَايَةِ ثَلَاثِ عَشْرَةٍ بَأَن يَكُونُ ابْنُ ثَلَاثِ عَشْرَةٍ وَشَىءٌ وَوُلِدَ فِي اثْنَاءِ السَّنَةِ فَجَبَرَ الْكُسْرَيْنِ بَأَن يَكُونَ وَلِدَ مَثَلًا فِي سُؤَالِ فَلِهِ مِنَ السَّنَةِ الْأُولَى ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ فَأُطْلِقَ عَلَيْهَا سَنَةٌ وَقَبَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رِبْعِ فَلِهِ مِنَ السَّنَةِ الْأَخِيرَةِ ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ وَاكْمَلَ بَيْنَهُمَا ثَلَاثَ عَشْرَةٍ فَمَنْ قَالَ ثَلَاثَ عَشْرَةٍ أَلْفَى الْكُسْرَيْنِ وَمَنْ قَالَ خَمْسَ عَشْرَةٍ جَرَّهُمَا وَاللَّهُ أَعْلَمُ (فتح الباری لابن حجر، کتاب الاستئذان، باب الختان بعد الکبر، ونصف الإبط)

حضور ﷺ سے تو ختنہ کے لئے کسی خاص عمر کی تعیین منقول نہیں، اب اگر حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی ختنہ کے ساتویں دن ہونے کو دیکھا جائے، تو اس سے ساتویں دن ختنہ کا افضل ہونا معلوم ہوتا ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ختنہ کو دیکھا جائے، تو بچے کے کچھ بڑے ہونے کے بعد ختنہ کا افضل ہونا معلوم ہوتا ہے۔

اسی وجہ سے ختنہ کے افضل وقت میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے، بعض فقہائے کرام سے تو اس سلسلہ میں کوئی متعین وقت منقول نہیں، اور ان کا کہنا یہ ہے کہ بلوغ سے پہلے جب بھی مناسب ہو، بچے کا ختنہ کر دینا چاہئے۔

اور بعض سے عذر نہ ہونے کی صورت میں بچے کی پیدائش کے ساتویں دن افضل ہونا، اور بعض سے ساتویں سال میں یعنی بچے کے دودھ کے دانت ٹوٹنے کے وقت افضل ہونا منقول ہے۔ ۱۔

۱۔ (فصل) اختلف العلماء فی وقت الختان فقال مالک: یختن یوم أسبوعه وهو قول الحسن، وقال أحمد لم أسمع فی ذلك شیئا، وقال الليث الختان للغلام ما بین سبع سنین إلى العشرة وروی مکحول وغیرہ أن ابراهیم علیه السلام ختن اسحاق لسبعة أيام واسماعيل ثلاث عشرة سنة، وروی عن أبی جعفر أن فاطمة علیها السلام كانت تختن ولها یوم السابع، قال ابن المنذر لیس فی باب الختان خبر حتی یرجع إلیه ولا سنة تبع والاشیاء علی الایاحة. قلت ولا یمت فی ذلك توفیق لمعنی ختن قبل البلوغ کان مصیبا والله أعلم (الشرح الکبیر لابن قدامة ج ۱ ص ۱۱۰)

واختلف فی الوقت الذی یشرع فیہ الختان قال الماوردی له وقتان وقت وجوب ووقت استحباب فوقت الوجوب البلوغ ووقت الاستحباب قبله والاختیار فی الیوم السابع من بعد الولادة وقیل من یوم الولادة فإن أخر ففی الأربعین یوما فإن أخر ففی السنة السابعة فإن بلغ وكان یضربون فیها یعلم من حاله أنه إذا أخرت تلف سقط الوجوب ویستحب أن لا یؤخر عن وقت الاستحباب إلا للعلل وذكر القاضی حسین أنه لا یجوز أن یختن الصبی حتی یمیر ابن عشر سنین لأنه حیث یوم ضربه علی ترک الصلاة وألم الختان فوق ألم الضرب فیکون أولى بالتأخیر وزیفة النووی فی شرح المذهب وقال إمام الحرمین لا یجب قبل البلوغ لأن الصبی لیس من أهل العبادة المتعلقة بالبدن فکیف مع الألم قال ولا یرد وجوب العلة علی الصبیة لأنه لا یعلق به تعب بل هو مضی زمان محض وقال أبو الفرج السرخسی فی ختان الصبی وهو صغیر مصلحة من جهة أن

﴿بقیرا شیائے گئے مگر پڑھا دے فرمائیں﴾

بہر حال بچے کے بالغ ہونے سے پہلے جب بھی ختنہ کر دی جائے، جائز ہے، بلکہ بہتر یہی ہے کہ جب بچہ ختنہ کا قتل ہو جائے، اس کی جلد از جلد ختنہ کر دی جائے، اور بلا وجہ تاخیر نہ کی جائے۔ ۱۔ اور اگر بچے میں ساتویں دن ختنہ کا قتل ہو، تو ساتویں دن کرنا افضل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۲۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الجلد بعد التعمیز یفلظ ویعشن فمن لم جوز الأئمة الختان قبل ذلك ونقل ابن المنذر عن الحسن ومالك كراهة الختان يوم السابع لأنه فعل اليهود وقال مالك يحسن إذا أنفر أى ألقى ثفره وهو مقدم أسنانه وذلك يكون فى السبع سنين وما حولها وعن الليث يستحب ما بين سبع سنين إلى عشر سنين وعن أحمد لم أسمع فيه شيئا وأخرج الطبرانى فى الأوسط عن ابن عباس قال سبع من السنة فى الصبي يسمى فى السابع ويختن الحديث وقد قدمت ذكره فى كتاب العقبة وأنه ضعيف وأخرج أبو الشيخ من طريق الوليد بن مسلم عن زهير بن محمد عن ابن المنكدر أو غيره عن جابر أن النبى صلى الله عليه وسلم عن حسنا وحسنا لسبعة أيام قال الوليد فسألت مالكا عنه فقال لا أدرى ولكن الختان طهرة فكلما قدمها كان أحب إلى وأخرج البيهقي حديث جابر وأخرج أيضا من طريق موسى بن علي عن أبيه أن إبراهيم عليه السلام عن إسحاق وهو ابن سبعة أيام (فتح الباری لابن حجر، باب قصى الشارب)

۱۔ والأحسن عندى أن يجعل فيه، ويختن قبل سن الشعور، فإنه أيسر (فيض الباری شرح البخاری، كتاب الاستئذان، باب الختان بعد الكبر ونفى الإبط)

۲۔ فرع: قال أصحابنا: وقت وجوب الختان بعد البلوغ، لكن يستحب للولى أن يختن الصغير فى صغره لأنه أرفق به، وقال صاحب "الحاوى" وصاحب المستظهرى والبيان وغيرهم: يستحب أن يختن فى اليوم السابع لغير ورد فيه إلا أن يكون ضعيفا لا يحتمل فيؤخره حتى يحتمله، قال صاحب "الحاوى" والمستظهرى، وهل يحسب يوم الولادة من السبعة؟ فيه وجهان، قال أبو على بن أبى هريرة: يحسب، وقال الأكثرون: لا يحسب، فيختن فى السابع بعد يوم الولادة ذكره صاحب المستظهرى فى باب التعزير. قال صاحب الحاوى: فإن ختنه قبل اليوم السابع كره. قال: وسواء فى هذا الغلام والجارية قال: فإن أخر عن السابع استحب ختانه فى الأربعين، فإن أخر استحب فى السنة السابعة.

واعلم أن هذا الذى ذكرناه من أنه يجوز ختانه فى الصغر ولا يجب لكن يستحب هو المذهب الصحيح المشهور الذى قطع به الجمهور، وفى المسألة: وجه أنه يجب على الولي ختانه فى الصغر لأنه من مصالحه فوجب. حكاه صاحب البيان عن حكاية القاضى أبى الفتح عن الصيدلانى وأبى سليمان قال: وقال سائر أصحابنا: لا يجب.

ووجه ثالث أنه يحرم ختانه قبل عشر سنين، لأن ألمه فوق ألم الضرب ولا يضرب على

﴿ بقیہ حاشیہ کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

بچیوں کا ختنہ

ختنہ کی اصل سنت اور تاکید تو مَر دوں کے حق میں ہے، لہذا عورتوں کے حق میں ختنہ کی تاکید نہیں۔ البتہ اگر عورتوں (یعنی بچیوں) کا ختنہ کرایا جائے، تو کوئی گناہ بھی نہیں، بلکہ بہت سے فقہاء کے نزدیک مستحب ہے۔ ۱

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الصلاة إلا بعد عشر سنين، حکماء جماعة منهم القاضي حسين في تعليقه، وأشار إليه البهوي في أول كتاب الصلاة وليس بشيء، وهو كالمخالف للإجماع والله أعلم (المجموع شرح المذهب ج ۲ ص ۳۰۳)

وقيل اليوم السابع من ولادته أو بعده إلى أن يحمله ولا يهلك به استدل له بما روى أن الحسن والحسين رضي الله عنهما ختتا في اليوم السابع أو بعد السابع ولكنه شاذ (درر الأحكام شرح ضرر الأحكام، كتاب الشهادات، باب القبول وعلمه في الشهادات)

ولم يقدر أبو حنيفة للختان وقتا معلوما، لأنه لم يرد فيه كتاب ولا سنة ولم ينقل فيه إجماع الصحابة، وطريق معرفة المقادير السماع وليس للرأي فيه مدخل.

ولقرره المتأخرون واختلفوا في وقته فقال بعضهم وقته من سبع سنين إلى عشر سنين وقال بعضهم اليوم السابع من ولادته أو بعد السابع بعد أن يكون العصب محملا ولا يهلك لما روى أن الحسن، والحسين رضي الله عنهما - ختتا في اليوم السابع أو بعد السابع ولكنه شاذ (بين الحقائق ج ۳ ص ۲۲۶، كتاب الشهادة، باب من قبل شهادته ومن لا قبل)

شاذ کا مطلب یہ ہے کہ جن احادیث و روایات میں حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے ساتویں دن حقیقہ وغیرہ کا ذکر ہے، ان سب روایات میں ختنہ کا ذکر نہیں، اور حقیقہ کا ذکر جن روایات میں ہے، وہ ان روایات کے مقابلہ میں شاذ ہیں۔ مگر کیونکہ حدیث پر عمل کرنا بہت رائے کے افضل ہے، اس لئے اگر بچے میں قبل ہو، تو ساتویں دن ختنہ کے افضل ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

۱۔ وختان المرأة ليس بسنة وإنما هو مكرومة للرجال في السنة الجماعة وقيل سنة (البحر الرائق، كتاب الغننى، مسائل شتى)

وفى كتاب الطهارة من السراج الوهاج اعلم أن الختان سنة عندنا للرجال والنساء، وقال الشافعي: واجب وقال بعضهم: سنة للرجال مستحب للنساء لقوله عليه الصلاة والسلام (ختان الرجال سنة وختان النساء مكرومة) (رد المحتار، كتاب الغننى، مسائل شتى) وهو سنة للرجال مكرومة للنساء، إذ جماع المنعونة الذميمة هيون الأعيان تكملة رد

﴿ بقیہ حاشیہ کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

کیونکہ حضور ﷺ نے خواتین کے ختنہ کو قابلِ اکرام چیز قرار دیا ہے، اور اس سے متعلق ہدایات ارشاد فرمائی ہیں، نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں خواتین کے ختنہ کا رواج پایا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "الْخِتَانُ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ، وَمَكْرَمَةٌ لِلنِّسَاءِ" (المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۶۹۹۶۹، واللفظ له، مسند احمد

حديث نمبر ۲۰۷۱۹، مصنف ابن ابی شیبہ حديث نمبر ۲۶۹۹۸) ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

المختار علی الدر المختار، مطلب: فی وقت الختان

اختلفت الروایات فی ختان النساء ذکر فی بعضها أنه سنة هكذا حکى عن بعض المشايخ وذكر شمس الأئمة الحلواني فی أدب القاضي للخصاف أن ختان النساء مکرمه کذا فی المحيط (الفتاوى الهندية، کتاب الکراهية، الباب التاسع عشر) وهو سنة للرجال عندنا دون النساء وقال بعض العلماء: إنه فرض ولنا قوله عليه الصلاة والسلام -الختان للرجال سنة وللنساء مکرمه قال الحلواني -رحمه الله -كان النساء یختن فی زمن اصحاب النبي ﷺ -ولما كان ذلك مکرمه؛ لأنها تكون اللذة عند المواقعة (بین الحقائق ج ۳ ص ۲۲۶، کتاب الشهادة، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل)

ورأى مالک والشافعی وأبو حنیفة للكبر أن یختن إذا أسلم واستحبوه للنساء (الاستعداد للنووی، کتاب صفة النبي ﷺ، باب ما جاء السنة فی الفطرة) ويشرع الختان فی حق النساء أيضا، قال أبو عبد الله حديث النبي ﷺ: (إذا نظى الختانان وجب الغسل) فيه بیان أن النساء كن یختن، وحديث عمر: إن ختانة غخت، فقال: "أبقي منه شيئا إذا غخت". (وروى الخلال، بإسناده، عن شداد بن أوس قال: قال النبي ﷺ: (الختان سنة للرجال، ومکرمه للنساء)، وعن جابر بن زيد مثل ذلك موقوفا عليه، وروى عن النبي ﷺ (أنه قال للمخاضة: أسمى ولا تنهكى، فإنه أعطى للزوج، وأسرى للوجه). والخفض: ختانة المرأة (المعنى لابن قدامة، فصل فی الختان)

۱۔ اس حدیث کو بعض نے حجاج بن ارطاة کی وجہ سے ناقابلِ احتجاج قرار دیا ہے، مگر اولاً تو اس کی دوسری مرفوعہ ووقوف روایات سے تائید ہوتی ہے، اور دوسرے خود حجاج بن ارطاة کی توثیق میں اختلاف ہے، اور ان کی حدیث حسن درجے کی متحمل ہے۔

ہم بطور نمونہ علامہ مفتی رحمہ اللہ کی چند عبارات ان کے متعلق ذکر کرتے ہیں۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ ختنہ مردوں کے لئے سنت ہے، اور عورتوں کے لئے قابلِ اکرام چیز ہے (ترجمہ ختم)

قابلِ اکرام چیز ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ختنہ کی وجہ سے شوہروں کو زیادہ لذت و رغبت حاصل ہوتی ہے۔ ۱۔

جبکہ قابلِ اکرام کے الفاظ سے بعض حضرات نے مستحب ہونا مراد لیا ہے۔ ۲۔
اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الْخِطَانُ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ، مَكْرَمَةٌ لِلنِّسَاءِ (المعجم الكبير للطبرانی حديث لعدد ۱۱۳۲۵، واللفظ له، مسند الشاميين للطبرانی حديث لعدد ۱۴۱)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ ختنہ مردوں کے لئے سنت ہے، اور عورتوں کے لئے قابلِ اکرام چیز ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوفہ روایت ہے کہ:

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الحجاج بن أرتاة وهو ثقة مدلس (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۱۷)
الحجاج بن أرتاة وفي الاحتجاج به اختلاف (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۵۰)
الحجاج بن أرتاة وفيه كلام وقد وثق (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۱۶)
الحجاج بن أرتاة وحديثه حسن (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۳۶)
الحجاج بن أرتاة وهو مدلس ولكنه ثقة (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۳۹)
اور صاحب جامع الخیر نے بھی اس حدیث پر حسن ہونے کی علامت قائم کی ہے، اور حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

رمز المصنف لحسنه (فيض القدير للمناوى، تحت حديث رقم ۴۱۲۹)
رواه أحمد بن محمد بن حسن بن والد أبي المليلح والطبرانی بن شداد بن أوس وهن ابن عباس (مرواة، كتاب اللباس، باب الرجل)
۱۔ وَخُطْمُ الْمَكْرَمَةِ لِلنِّسَاءِ لِحَصُولِ الْكَرَامَةِ لَهُنَّ بِهِ عِنْدَ أَزْوَاجِهِنَّ (شرح النقاية، مسائل شعبي)

۲۔ وَخُطْمُهُ أَنَّ مَكْرَمَةَ بَعْضِ الرِّئَاءِ وَقَدْ فَتَحَ الْوَجْهَ أَيْ كَرَامَةً بِمَعْنَى مُسْتَعِزٍّ لِأَمْرِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ (الفواكه الدواني، باب في الفطرة، والختان)

الْخِطَانُ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ، مَكْرُمَةٌ لِلنِّسَاءِ (المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر

۱۲۶۵۷، مسند الشاميين للطبرانی حديث نمبر ۲۶۳۰، واللفظ لهما، سنن البيهقي

حديث نمبر ۱۸۰۲۱، والمعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۱۱۸۴۱) ۱۔

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ ختنہ مردوں کے لئے سنت ہے، اور عورتوں کے لئے
قابلی اکرام چیز ہے (ترجمہ غم)

مجموعی طور پر یہ حدیث حسن درجے میں داخل ہے۔ ۲۔

۱۔ اس روایت کو بعض نے سعید بن بشر کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے، مگر اولاً وہ محکم کیر طبرانی کی مؤخر الذکر روایت میں وہ
موجود نہیں، دوسرے سعید بن بشر کو بعض محدثین نے ثقہ قرار دیا ہے۔
چنانچہ علامہ لاٹھی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سعید بن بشیر وقد وثقه جماعة وضعفه آخرون (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۳۶)

۲۔ اور علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الحديث لا يثبت لأنه من رواية حجاج بن أوطاة ولا يصحح به أخرجه أحمد والبيهقي
لكن له شاهد أخرجه الطبراني في مسند الشاميين من طريق سعيد بن بشر عن قتادة عن
جابر بن زيد عن ابن عباس وسعيد مخطف فيه وأخرجه أبو الشيخ والبيهقي من وجه
آخر عن ابن عباس وأخرجه البيهقي أيضا من حديث أبي أيوب (فتح الباري لابن حجر،
كتاب اللباس، باب قص الشارب)

حجاج بن أوطاة کے بارے میں تو پہلے ذکر کیا جا چکا ہے، رہا ان سے احتجاج نہ ہونا، تو اولاً تو اس پر تمام محدثین کا اتفاق نہیں،
اور دوسرے یہ اس وقت ہے، جبکہ یہ کسی مضمون میں متفقہ ہوں، اور اس مضمون میں یہ متفقہ نہیں۔

اور طبرانی کی حدیث کو خود علامہ ابن حجر اس کا شاہد فرما رہے ہیں، لہذا علامہ ابن حجر رحمہ اللہ کی مذکورہ عبارت کی روشنی میں بھی
یہ حدیث حسن درجہ میں داخل ہے، گو حسن الخیرہ میں داخل ہو۔

اور صاحب عون المعبود فرماتے ہیں:

قلت: وله طريق أخرى من غير رواية حجاج، فقد رواه الطبراني في الكبير والبيهقي
من حديث ابن عباس مرفوعاً، وضعفه البيهقي في السنن، وقال في المعرفة: لا يصح
ولفه، وهو من رواية الوليد بن ابن ثوبان عن ابن عجلان عن عكرمة عنه ورواته موقوفون
إلا أن فيه تدليسا (عون المعبود شرح أبي داود، كتاب الادب، باب ما جاء في الختان)

جب ولید کی روایت کے درجہ میں ثقہ ہیں، تو اس کے مرفوع ہونے میں کیا شبہ رہ گیا، رہا تدلیس کا معاملہ، تو وہ ہمارے فقہاء کے
نزدیک اس حدیث کے حجت ہونے میں مانع نہیں۔

اور بعض نے ولید بن ولید کی یہی ثوبان سے روایت کے درجہ میں ثقہ کہا ہے، سوائے ولید کے، مگر یہ ولید بن ولید قلابی

﴿بقیہ حاشیا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے چند انصاری خواتین کو یہ فرمایا تھا کہ:
وَ اخْفِضْنَ ، وَلَا تُنْهَكْنَ فِئَاثَهُ اُحْطَىٰ عِنْدَ اَزْوَاجِكُنَّ وَلِئَاكُنَّ وَ كُفُوَ
الْمُنْعِمِينَ قَالَ مِنْدَلٌ : يَغْنَى الْاَزْوَاجُ (مسند البزار حدیث نمبر ۶۱۷۸) ۱۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ہیں، جن سے اس حدیث کو ایوب وزان نے روایت کیا ہے، اور ولید بن ولید قاضی کوہن ابی حاتم نے صدوق قرار دیا ہے۔

الولید بن الولید بن زید أبو العباس العنسی القلاسی من أهل دمشق حدث عن عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان وسعيد بن بشير ومحمد بن المهاجر والأوزاعي وسعيد بن عبد العزيز وعثمان بن عطاء الغراسانی روى عنه إسماعيل بن عبد الرحمن الكنانی اللمشقی والعباس بن الولید بن صبح وأيوب بن محمد الوزان وسلمة بن شبيب ومحمد بن خلف بن طارق والهيثم بن مروان وأحمد بن عبد الواحد بن عبود وعبد السلام بن عتيق ومحمد بن عبد الرحمن بن الأشعث وعباس بن عبد الله العرقلي ومحمد بن يحيى الذهلي..... أخبرنا ابن أبي حاتم قال سألت أبي عنه فقال هو صدوق ما به عليه بأس حديثه صحيح (تاريخ دمشق ج ۶۳ ص ۳۰۵)

الولید بن الولید العنسی القلاسی اللمشقی قدم الرقة روى عن ابن ثوبان وسعيد بن بشير روى عنه العباس بن الولید ابن صبح اللمشقی (نحن احمد بن ابی الحواری اللمشقی) وایوب الوزان وسلمة بن شبيب سمعت ابی يقول ذلك.
عبد الرحمن قال سألت ابی عنه فقال: هو صدوق، ما به عليه بأس، حديثه صحيح (الجرح والتعديل لابن ابی حاتم ج ۱۹۹، باب الواو)

علامہ ازیں حضرت نعمان بن منذر نے بھی کھول سے اس کو مرسل روایت کیا ہے، اور نعمان بن منذر صدوق ہیں۔
وروی النعمان بن المنذر عن مكحول قال: قال رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الضعان سنة للرجال، مكرومة للنساء." (تنقيح التحقيق لابن عبد الهادي، تحت حديث رقم ۳۰۴۵)

پس علامہ سیوطی اور حضرت ملاطی قاری رحمہما اللہ کا تاج بن ارطاة کی حدیث کو حسن قرار دینا درست ہے، اور جناب ناصر الدین البہانی صاحب نے اس سلسلہ الضعیفہ میں جو حضرت ملاطی قاری رحمہ اللہ کے حسن کے فیملہ کو غیر حسن قرار دیا ہے، اس سے ہمیں اتفاق نہیں، بالخصوص جبکہ کثیر روایات میں لڑکیوں کے ختنہ کرنے والی عورت کو حضور ﷺ کا بھائی ختنہ کرنے کی علت کو شوہروں کے لئے الذوا حظ قرار دینا صحیح اسناد کے ساتھ ثابت ہے، اور اس کو جناب ناصر الدین البہانی صاحب نے بھی صحیح تسلیم کیا ہے، اور "مکرمۃ للنساء" سے بھی مراد ہے۔

لہذا وہ تمام احادیث اس کی مؤید ہیں۔ محمد رضوان۔

۱۔ قال الهيثمي:

رواه البزار وفيه مندل بن علي وهو ضعيف وقد وثق، وبقيۃ رجالہ ثقات (معجم الزوائد

ج ۵ ص ۱۷۱، ۱۷۲)

ترجمہ: اور تم ختنہ کرو، لیکن زیادہ مبالغہ نہ کرو، کیونکہ یہ تمہارے شوہروں کے لئے زیادہ لذت کا باعث ہے، اور تم احسان کرنے والوں (یعنی شوہروں) کی ناشکری سے بچو (ترجمہ ختم)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِأُمِّ عَطِيَّةَ خَعْنَاءَ كَانَتْ بِالْمَدِينَةِ إِذَا خَفِضَتْ فَأُشِمِّي وَلَا تُنْهِكِي فَإِنَّهُ أُسْرِي لِلْوَجْهِ وَأُحْطَى عِنْدَ الزَّوْجِ (المعجم الصغير للطبرانی حديث نمبر ۱۲۲) ۱

ترجمہ: نبی ﷺ نے ام عطیہ سے جو کہ مدینہ میں (بچیوں کا) ختنہ کرنے والی تھیں، یہ فرمایا کہ جب آپ ختنہ کریں، تو آپ ہلکا ہاتھ رکھیں، اور زیادہ مبالغہ نہ کریں، کیونکہ یہ عورت کے چہرے کے لئے زیادہ خوبصورتی اور شوہر کے لئے زیادہ لذت کا باعث ہے (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

كَانَتْ خَعْنَاءُ بِالْمَدِينَةِ يُقَالُ لَهَا أُمُّ أَيْمَنَ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ يَا أُمُّ أَيْمَنَ، إِذَا خَفِضْتَ فَأُضْجِعِي بِذِكِّ، وَلَا تُنْهِكِي فَإِنَّهُ أُسْرِي لِلْوَجْهِ، وَأُحْطَى لِلزَّوْجِ (اعبار اصبهان لابی نعم الاصبهانی حديث نمبر ۹۰۳، واللفظ له، طبقات المحدثين باصبهان حديث نمبر ۸۳۲) ۲

ترجمہ: مدینہ میں (بچیوں کی) ایک ختنہ کرنے والی تھیں، جن کو ام ایمن کہا جاتا تھا، اور ان کو نبی ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ:

اے ام ایمن جب آپ ختنہ کیا کریں، تو آپ اپنا ہاتھ ہلکا رکھا کریں، اور زیادہ مبالغہ

۱۔ قال الهیثمی:

رواه الطبرانی فی الاوسط واسناده حسن (مجمع الزوائد ج ۵ ص ۷۷۲)

۲۔ قلت: ورجاله موثقون غیر اسماعیل هذا و الظاهر أنه الذي في "الميزان" و "اللسان": "إسماعيل بن أمية، ويقال: ابن أبي أمية حدث عن أبي الأشهب المطاردی تركه الدارقطني." (السلسلة الصحيحة للالبانی تحت حديث رقم ۷۲۲)

نہ کیا کریں (یعنی زیادہ کمال نہ کاٹا کریں) کیونکہ یہ عورت کے چہرے کے لئے زیادہ چمک اور شوہر کے لئے زیادہ لذت کا باعث ہے (ترجمہ مخم)

اور حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تَخْنَعُ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَا تُنْهَكِي فَإِنَّ ذَلِكَ أَحْطَى لِلْمَرْأَةِ وَأَحَبُّ إِلَيَّ الْبُهْلِ (ابوداؤد حدیث نمبر ۵۲۷۳، کتاب الادب، باب ما جاء فی العتقان، واللفظ له، سنن البیہقی حدیث نمبر ۱۸۰۱۵، شعب الایمان للبیہقی حدیث نمبر ۸۲۷۸) ۱

ترجمہ: ایک عورت مدینہ منورہ میں ختنہ کیا کرتی تھی، جس کو نبی ﷺ نے یہ حکم فرمایا تھا کہ ختنہ کرنے میں زیادہ مبالغہ نہ کرو، کیونکہ یہ عورت کے لئے (جماع میں) زیادہ لذت کا اور شوہر کے لئے زیادہ محبت کا باعث ہے (ترجمہ مخم)

اور حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

كَانَتْ بِالْمَدِينَةِ امْرَأَةٌ تَخْفِضُ النِّسَاءَ يَقَالُ لَهَا أُمَّ عَطِيَّةُ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِخْفِضِي وَلَا تُنْهَكِي، فَإِنَّهُ أَنْصَرُ لِلْوَجْهِ وَأَحْطَى عِنْدَ الزَّوْجِ" (مسندک حاکم حدیث نمبر ۶۲۹۷) ۲

ترجمہ: مدینہ میں ایک عورت تھی، جو لڑکیوں کا ختنہ کیا کرتی تھی، اور اس کو ام عطیہ کہا

۱۔ اس حدیث کی سند میں کچھ ضعف پایا جاتا ہے، لیکن یہ مختلف سندوں سے مروی ہے، جس کی وجہ سے یہ حسن درجے سے کم نہیں ہے۔

رواہ ابو داؤد وقال هذا الحديث وفي نسخة صحيحة هذا حديث ضعيف وفي روايه مجهول وهو يحتمل أن يريد بروايه جنس روايه ويؤيده ما في نسخة صحيحة وروايه مجهول ويحتمل أن يريد أن أحد روايه مجهول ويؤيده ما في نسخة وفي روايه مجهول لكن رواه الطبراني بسند صحيح والحاكم في مستدرکه عن الضحاك بن قيس ولفظه اخفضي ولا تنهكي فإنه أنصر للوجه وأحطى عند الزوج (مرواة، كتاب الادب، باب العرجل)

۲۔ وفي تاريخ دمشق:

عن الضحاك بن قيس قال كانت أم عطية خافضة بالمدينة فقال لها النبي (ﷺ) إذا خففت فلا تنهكي فإنه أحطى للزوج وأسرى للزوجة (تاريخ دمشق ج ۲۴ ص ۲۸۲)

جاتا تھا، جس کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ آپ ختنہ کیا کریں، لیکن زیادہ مبالغہ نہ کیا کریں (یعنی زیادہ کھال نہ کاٹا کریں) کیونکہ یہ عورت کے چہرے کے لئے زیادہ تازگی اور شوہر کے لئے زیادہ لذت کا باعث ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے:

كَانَتْ خَفَاضَةً بِالْمَدِينَةِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " إِذَا خَفِضْتَ فَأُشْمِي وَلَا تَنْهَكِي فَإِنَّهُ أَحْسَنُ لِلْوَجْهِ وَأَرْضَى لِلزَّوْجِ "

(ترمذی، معجم، ج ۵ ص ۳۶۱)

ترجمہ: مدینہ میں لڑکیوں کی ختنہ کرنے والی ایک عورت تھی، جس کی طرف رسول اللہ ﷺ نے یہ پیغام بھیجا کہ جب آپ ختنہ کیا کریں، تو ہلکا ہاتھ رکھا کریں، اور زیادہ مبالغہ نہ کیا کریں (یعنی زیادہ کھال نہ کاٹا کریں) کیونکہ یہ عورت کے چہرے کے لئے زیادہ خوبصورتی اور شوہر کے لئے زیادہ پسند کا باعث ہے (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بچیوں کے ختنہ کا بھی رواج تھا، اور حضور ﷺ نے بچیوں کا ختنہ کرنے والی خواتین کو یہ حکم فرمایا تھا کہ وہ بچیوں کا ختنہ میں زیادہ کھال نہ کاٹا کریں، بلکہ متعلقہ کھال کا تھوڑا سا حصہ کاٹا کریں۔ ۱

اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ یہ زوجین کے لئے مفید اور زوجین کے تعلقات میں محبت والفت کی زیادتی کا سبب ہے، اور طبی اصولوں سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ ۲

۱۔ إن امرأة كانت تعجن بكسر الماء المغلفة أى تعجن البناات وتطهرهن بالبخان فقال لها النبى لا تنهكى بعظم الماء وكسر الهاء وفى نسخة بلعتهما أى لا تبالى فى قطع موضع الختان بل اتركى بعض ذلك الموضع وفى شرح السنة وپروى أسمى ولا تنهكى فقوله لا تنهكى تفسیر لقوله أسمى أى لا تستقصى فإن ذلك بكسر الكاف أى عدم المبالغة والامتنعاء أحظى بسكون مهملة وفتح معجمة أى أضع للمرأة وأحب أى ألد إلى البعل أى الزوج فإنه إذا بولغ فى غلتها لا تلذذ هى ولا هو (مرفقة، كتاب الادب، باب الرجل)

۲۔ (أحظى للمرأة): أى أضع لها والددر (أحب إلى البعل): أى إلى الزوج وذلك لأن الجلد الذى بين جانبيه الفرج والغدة التى هناك وهى النواة إذا دلکا دلکا ملائما

﴿بقیہ حاشیا کے لئے ملاحظہ فرمائیں﴾

علاوہ ازیں خواتین کے ختنہ سے ان کی شہوت میں بھی اعتدال پیدا ہوتا ہے، اور ان کو عفت حاصل ہوتی ہے۔ ۱۔

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

بالاصبع أو بالحک من الذکر تلفذ کمال اللذة حتی لا تملک نفسها وتنزل بلا جماع ، فإن هذا الموضع کثیر الأعصاب فیکون حسه أقوى ولذة الحکة هناک أشد ، ولہذا أمرت المرأة فی غنائها لإبقاء بعض النواة والغدة لتلفذ بها بالحک وبمحہا زوجها بالملاعبة معها لیتحرك منی المرأة ویلذوب ، لأن منہا بارد بطيء الحركة ، فإذا ذاب وتحرك قبل الجماع بسبب الملاعبة یسرع إنزالها فیوافق إنزالها إنزال الرجل ، فإن منی الرجل لحرارته أسرع إنزالا ، وهذا کله سبب لازدياد المحبة والألفة بین الزوج والزوجة ، وهذا الذی ذکرته هو مصرح فی کتب الطب . والله أعلم . (عون المعبود شرح ابی داؤد ، کتاب الادب ، باب ماجاء فی الختان)

۱۔ فشرع هذا الختان طهارة للرجل ، وكذلك تخفيفاً من الشهوة فی المرأة ، فإن المرأة إذا ترکت علی حالها اشتدت شهوتها ، ولذلك کما ذکر شیخ الإسلام رحمہ اللہ علیہ یقول : یوجد فی نساء الکفار من الشدة لطلب الفساد والحرام ما لا یوجد فی نساء المؤمنین ، وذلك لمحل الختان .

وجعل الله فی الختان مصلحة للدين والدنيا ، فلذلك یحصل به العفة للمرأة والرجل ، وتحصل به العفة للمرأة والطهارة للرجل ، ولذلك المرأة إذا اجغت هذه الجلدة ذهبت شهوتها کما یقول الأطباء والحکماء من المتقدمین والمتأخرین ، وإذا ترکت اشتدت غلمتها ، ولذلك ورد فی حدیث ابن عطية کما أشار إلیہ الإمام ابن القيم فی النخبة : (أشقی ولا تنهکی) والأشمام یکون من أعلى الشیء ، والإنهاک اجتنابه من أصله ، وهو حدیث معکلم فی سننه ، ولكن معناه صحیح عند العلماء ، أن الختان ینفی علیها ألا تأخذ الجلدة بکاملها ولا تستأصلها ؛ لأنه استئصال للشهوة وذهاب لها ، وكذلك أيضاً لا تترك الجلدة ، فشرع الله هذا لما فیہ من اعتدال الشهوة للمرأة .
..... الختان یشرع للرجال والنساء والصحيح : وجوبه علی الاثنين ، وظاهر قوله علیه الصلاة والسلام : (خمس من الفطرة) وذكر الختان دون أن یفرق بین الرجال والنساء ؛ لأن المرأة تحتاج إلیه طلباً للعفة ، والعفة مطلوبة وواجبة ، وما لا یم الواجب إلا به فهو واجب ؛ ولما کان اعتدال شهوة المرأة یحصل به مقصود الشرع کان الختان من هذا الوجه أقرب للوجوب منه للاستصحاب والتدب .

وینفی أن ینبہ علی تساهل کثیر من الآباء ومنعهم بعض النساء من الختان وهذا لا ینفی بل ینفی إحياء هذه الشهوة بین النساء وذلك لما ذکرناه من الحکم والفوائد ، وقد ذهب طائفة من العلماء رحمهم الله إلی وجوبه علی الجميع (شرح زاد المستقنع للشنقیطی ، حکم ختان الرجال والنساء ، مشروعیة الختان)

اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دو؛ نو مسلم باندیوں کے بارے میں فرمایا تھا:

لَا خَفَةَ صُؤُهُمَا ، وَ طَهَّرُوهُمَا (الادب المفرد للبغاری، حدیث نمبر ۱۲۸۶، باب

عطف المراء)

ترجمہ: ان دونوں کی ختنہ کرو، اور ان کو پاک کر دو (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں نو مسلم بالغ خواتین کا بھی اسلام لانے کے بعد ختنہ کرایا جاتا تھا، اور خواتین کا ختنہ ان کی پاکی میں بھی اضافے کا ذریعہ ہے۔

اور حضرت ام علقمہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ بَنَاتِ أَخِي عَائِشَةَ أَخْتَيْنِ (الادب المفرد للبغاری حدیث نمبر ۱۲۸۸، باب

اللہو فی العنان)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کی بیٹیوں کی ختنہ کی گئی تھی (ترجمہ ختم)

پس ان احادیث اور روایات کی روشنی میں بچیوں کا ختنہ کا مستحب ہونا معلوم ہوا۔

اگرچہ آج کل ہمارے علاقہ میں اس کا رواج نہیں پایا جاتا، جس میں کوئی گناہ تو نہیں، لیکن اگر کوئی بچیوں کا ختنہ کرائے، تو بہتر ہے۔ ۱

احادیث و روایات کے بعد اب ختنہ سے متعلق مسائل ذکر کئے جاتے ہیں۔

مسئلہ:..... مرد کے حق میں ختنہ تاکید درجہ کی سنت ہے، اور اسی کے ساتھ اسلامی شعائر میں سے

ہے، اور عورت کے حق میں ختنہ تاکید درجہ کی سنت تو نہیں، البتہ مستحب ہے۔

لہذا مرد کا بلا عذر ختنہ نہ کرنا برا ہے، البتہ عورت کی ختنہ نہ کرانے میں برائی نہیں۔

مسئلہ:..... لڑکے کے ختنہ میں عضو تناسل کے آگے والے حصہ میں لٹکی ہوئی اس کھال کو کاٹا

جاتا ہے، جو پیشاب کے سوراخ کے ارد گرد ہوتی ہے۔

۱۔ قلت : و إسناده محتمل للتحسين ، رجاله ثقات ، خير أم علقمة هذه و اسمها

مرجانة و لقبها العجلی و ابن حبان ، و روى عنها الثقات (السلسلة الصحيحة للالبانی،

تحت حدیث رقم ۷۲۲)

۲۔ بعض ممالک مثلاً سوڈان، کروستان وغیرہ میں بچیوں کے بھی ختنہ کا رواج ہے۔ محمد رضوان

اور لڑکی کے ختنہ میں اس کھال کو کاٹا جاتا ہے، جو پیشاب کے سوراخ کے اوپر کھٹکی کی شکل میں لٹکی ہوئی ہوتی ہے۔

البتہ لڑکی کے ختنہ میں اس کی مذکورہ پوری کھال کاٹنے کے بجائے کچھ کھال کاٹنا احادیث کی رُو سے مناسب ہے۔ ۱۔

مسئلہ:..... لڑکے کا ختنہ بالغ ہونے سے پہلے پہلے کر دینا ضروری ہے، اور پیدائش کے بعد جتنی جلدی ہو، اور بچے میں اس کی تکلیف کو برداشت کرنے کی استطاعت پیدا ہو جائے، کر دینا بہتر ہے۔

اور کسی بچے میں ساتویں دن یا استطاعت موجود ہو، تو ساتویں دن کر دینا افضل ہے۔
اور اگر بالغ ہونے سے پہلے نہ کرایا جائے، تو بالغ ہونے کے بعد بھی ختنہ کا حکم ہے، مگر یہ کہ کوئی مجبوری ہو۔ ۲۔

مسئلہ:..... ختنہ میں اگر وہ پوری کھال نہ کاٹی جائے، جو عضو تناسل کے آگے والے مخصوص حصہ کو چھپائے ہوئے ہوتی ہے، بلکہ اکثر یعنی نصف سے زیادہ کھال کو کاٹا جائے، تو بھی کافی ہے۔
اور اگر نصف سے کم کھال کاٹی جائے، تو اس سے ختنہ کی سنت ادا نہیں ہوتی، اور اس سنت کی ادائیگی

۱۔ اے ہذا باب فی بیان حکم ما إذا التقى الختانان یعنی ختان الرجل و ختان المرأة وقال بعضهم المراد بهذه التنية ختان الرجل و خفاض المرأة وإنما ثنيا بلفظ واحد تغليبا له قلت ذكروا هذا ولكن ذكر هذا بناء على عادة العرب فإنهم يختنون النساء وقال الختان للرجال سنة وللنساء مكرمة رواه الجصاص في كتاب (أدب القضاء) عن شداد بن أوس رضى الله تعالى عنه ثم الختان قطع جليدة الكمره وكذلك الخنع والخفاض قطع جليدة من أعلى فرجها تشبه حرف الديك بينها وبين مدخل الذكر جليدة رقيقة وكذلك الخفض (عمدة القارى، كتاب الغسل، باب إذا التقى الختانان)
وقال إمام الحرمين المستحق في الرجال قطع القلفة وهي الجليدة التي تغطي العشفة قال الإمام والمستحق من ختان المرأة ما يطلق عليه الاسم قال الماوردى ختانها قطع جليدة تكون في أعلى فرجها فوق مدخل الذكر كالنواة أو كحرف الديك والواجب قطع الجليدة المستعملة منه دون استئصاله (فتح البارى لابن حجر، كتاب اللباس، باب قص الشارب)

۲۔ قوله والظاهر في الكبير أنه ينعن (الظاهر أن ينعن مبنى للمجهول أى ينعته غيره فهو ائق إطلاق الهداية تأمل) (رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره)

کے لئے دوبارہ ختنہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ ۱۔

مسئلہ: اگر کوئی بالغ ہونے کے بعد اسلام قبول کرے، تو اس کے حق میں بھی ختنہ سنت ہے، البتہ اگر کوئی بوڑھا یا ضعیف ہو، اور وہ ختنہ کی قدرت نہ رکھتا ہو، تو اس سے ختنہ معاف ہے۔ اور ختنہ کرنے والے کو ختنہ کی غرض سے دوسرے کی شرمگاہ پر بقدر ضرورت نظر ڈالنا بھی جائز ہے۔ ۲۔

۱۔ (قوله ويكفى قطع الاكثر) قال في التارخانية غلام عن فلم تقطع الجلدة كلها فإن قطع أكثر من النصف يكون ختانا وإلا فلا (رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره)

غلام عن فلم تقطع الجلدة كلها فإن قطع أكثر من النصف يكون ختانا وإن كان نصفاً أو دونه فلا كذا في خزنة المفتين وفي صلاة النوازل الصبي إذا لم يعخن ولا يمكن أن يمسد جلده لتقطع إلا بتشديد وحشغه ظاهرة إذا رآه إنسان يراه كانه عن ينظر إليه الفتات وأهل البصر من الحجامين فإن قالوا هو على خلاف ما يمكن الاختان فإنه لا يشدد عليه ويترك كذا في الدخيرة (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر)

ولو عن ولم يقطع الجلدة كلها ينظر إن قطع أكثر من النصف يكون ختانا، لأن للأكثر حكم الكل وإن قطع النصف فما دونه لا يعد به لعدم الختان حقيقة وحكما (مجمع الانهر، كتاب الخنثى، مسائل شتى)

۲۔ (وكذا) جاز ترك ختان (شيخ أسلم وقال أهل النظر لا يطبق الختان) للعلم الظاهر (مجمع الانهر، كتاب الخنثى، مسائل شتى)

الشيخ الضعيف إذا أسلم ولا يطبق الختان إن قال أهل البصر لا يطبق يترك لأن ترك الواجب بالعلم جائز فترك السنة أولى كذا في الخلاصة.

قبل في ختان الكبير إذا أمكن أن يعخن نفسه فعل وإلا لم يفعل إلا أن يمكنه أن يتزوج أو يشعري ختانه فصحنه وذكر الكرخي في الجامع الصغير وبخه الحماشي كذا في الفتاوى العتبية (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر)

فمن جملة الأعداء الختان، والختان ينظر عند ذلك الفعل، وكذلك المخافضة تنظر؛ وهذا لأن الختان سنة، وهو من جملة الفطرة في حق الرجل لا يمكن تركه، ومن ذلك عند الولادة (المحيط البرهاني، الفصل التاسع فيما يحل للرجل النظر إليه، وما لا يحل، وما يحل له منه، وما لا يحل)

(والمخافضة للجارية كالتختان للغلام) يعني أن المخافضة والختان ينظران إلى العورة لأجل الضرورة، لأن الختان سنة في حق الرجال مكرمة في حق النساء فلا يترك (العناية شرح الهداية، كتاب الكراهية، فصل في الوطء والنظر واللمس)

فلا بأس بالنظر إلى العورة لأجل الضرورة فمن ذلك أن الختان ينظر ذاك الموضوع

﴿بتجريحها كمنه ملاحظ فرأى﴾

مسئلہ:..... لڑکے کے ختنہ میں مناسب یہ ہے کہ کوئی ماہر مرد ختنہ کرے، اور اگر ماہر مرد میسر نہ ہو، تو ماہر عورت۔ اور اس کے برعکس لڑکی کے ختنہ میں مناسب یہ ہے کہ کوئی ماہر عورت ختنہ کرے، اور اگر ماہر عورت میسر نہ ہو، تو ماہر مرد۔ ”لان نظر الجنس الى الجنس اخف“۔
مسئلہ:..... کسی بچے کا ختنہ کا گیا، اور ختنہ کے بعد اس کے عضو تناسل کی کھال دوبارہ لٹک گئی، اور اس کے پیشاب کے سوراخ کے ارد گرد والے حصے کو چھپا لیا، تو اس کی دوبارہ ختنہ سنت ہے۔ ۲

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

والصافضة كذلك تنظر، لان العتان سنة وهو من جملة الفطرة في حق الرجال لا يمكن تركه وهو مكرومة في حق النساء ايضاً (المبسوط للسرخسي، كتاب الاستحسان، النظر الى الاجنبات)
حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”فرض متر ضرورت میں ساقط ہو جاتا ہے، اور سنت کی ضرورت مباح کی ضرورت سے بڑھ کر ہے، اور تداوی محل مباح ہے (جب) اس کے لئے نظر اور لمس جائز ہے تو ختنہ کے لئے بالادوی“ (امداد التداوی ج ۳ ص ۲۳۹)

اگر شبہ کیا جائے کہ ختنہ سنت ہے اور ستر کا چھپانا فرض ہے پھر ایک سنت محل کی خاطر ترک فرض کی کیونکر اجازت ہے؟ اس کا جواب امداد الاحکام میں درج ذیل بیان کیا گیا ہے۔

وماتضمنه كلام السائل من ان الحوام لا يباح الا لامر واجب غير مسلم، فان الفطر في رمضان حرام ومع ذلك يباح لامر جائز كسفر كذا في فتح الباری ج ۱ ص ۲۹۱، قلت والاصل فيه ما قاله فقهاءنا قد يفتقر ضمنا مالا يفتقر قصداً (الاشباه ص ۹۶) (امداد الاحکام ج ۳ ص ۳۲۹)

۱۔ الضرورة والحاجة محقة في النظر الى العورة الغليظة عند العمل بالنسبة لارادة اقامة الحدود ان لم تكن الضرورة والحاجة محقة بالنظر الى السعر فالاحاجة بالنظر الى الاول..... والطبيب انما يجوز له ذلك اذا لم يوجد امرأة طيبة فلو وجدت فلا يجوز له ان ينظر لان نظر الجنس الى الجنس اخف وينبغي للطبيب ان يعلم امرأة ان امكن وان لم يمكن ستر كل عضو منها سوى موضع الوجع ثم ينظر ويغض ببصره عن غير ذلك الموضع ان استطاع، لان ما ثبت للضرورة يقتدر بقدرها، واذا اراد ان يتزوج امرأة فلا بأس ان ينظر اليها وان خاف ان يشعهي..... ولا يجوز له ان يمس وجهها ولا كفها وان امن الشهوة لوجود المحرم ولا لقوام الضرورة (البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل في النظر والمس)

۲۔ احتسن الصبي ثم طالبت جلده ان صار بحال تسر حشفته يقطع والا فلا كذا في المحيط (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر)

مسئلہ: جو بچہ پیدائشی طور پر مختون ہو، اور اس کا ختنہ یعنی عضو تناسل کا اگلا مخصوص حصہ نظر آتا ہو، تو اس کے ختنہ کی ضرورت نہیں، اور اگر کچھ حصہ چھپا ہوا ہو، تو صرف اتنی کھال کو کاٹ دینا سنت کی ادائیگی کے لئے کافی ہے۔ ۱

مسئلہ: لڑکے کا ختنہ اور اس کا خرچہ اس کے والد کی ذمہ داریوں میں داخل ہے، البتہ اگر بچے کی ملکیت میں مال ہو، تو اس سے بھی اجرت کی ادائیگی جائز ہے۔ ۲

مسئلہ: ختنہ کے موقع پر لوگوں کی دعوت کرنے کے جائز ہونے نہ ہونے میں اختلاف ہے۔ بعض نے اس سے منع فرمایا ہے۔ ۳

۱ ولو ولد وهو يشبه المنحون لا يقطع منه شيء حتى يكون ما يورى الحشفة (الاختیار لتعلیل المنعار، کتاب الکراہیۃ)

(ولو كانت حشفة الصبي ظاهرة) حيث (من رآه شبه منغصا، و) الحال أنه (لا يقطع جلد ذكوره إلا بحشفة جاز ترك غصانه) على حاله؛ لأن قطع جلد ذكوره لتكشف الحشفة فإذا كانت الحشفة ظاهرة فلا حاجة إلى القطع، وإن كان يورى الحشفة يقطع الفضل (مجمع الانهر، کتاب الغصی، مسائل شعی)

۲ ولأب أن ينعن ولده الصغير ويحجمه ويدويه (الفتاوى الهندية، کتاب الکراہیۃ، الباب التاسع عشر)

أجرة الأديب والنعن في مال الصبي إن كان له مال وإلا فعلى أبيه (الفتاوى الهندية، کتاب الاجارة، الباب الثاني والفلان)

۳ عن الحسن، قال: دُعِيَ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ إِلَى غُصَّانٍ، فَأَبَى أَنْ يُجِيبَ، فَقِيلَ لَهُ، فَقَالَ: "إِنَّا كُنَّا لَا نَأْتِي الْغُصَّانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَدْعِي لَهُ" (مسند احمد حديث نمبر ۱۷۹۰۸، واللفظ له، المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۸۲۹۹)

عن الحسن، قال: دُعِيَ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ إِلَى طَعَامٍ، فَقِيلَ: هَلْ تَلَوْتَ مَا هَذَا؟ هَذَا غُصَّانٌ جَانِبِيَّةٌ، فَقَالَ: "هَذَا شَيْءٌ مَا كُنَّا نَرَاهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"، فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ (المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۸۳۰۰)

قال الهيثمي:

ورجال الاول فيهم اسحاق وهو ثقة ولكنه مدلس، ورجال الثاني فيهم أبو حمزة العطار وثقه أبو حاتم وضعفه غيره (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۶۰)

دعي عثمان بن أبي العاص إلى غصان فأبى أن يجيب وقال كنا على عهد رسول الله ﷺ لا نأتي الغصان ولا ندعي إليه قال فدل ذلك أن الذي كانوا يدعون إليه من الأطعمة

﴿بتجہ حاشیہ کے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جبکہ بعض نے اس کی اجازت دی ہے۔ ۱۔

لیکن یہ اس وقت ہے، جبکہ اس میں کوئی خرافات نہ ہو، ورنہ کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں۔

مسئلہ:..... اگر کسی بچے کا ختنہ نہ ہوا ہو، اور وہ ختنہ سے پہلے فوت ہو جائے، تو فوت ہونے کے بعد اس کا ختنہ جائز نہیں۔



﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ ماضیہ ﴾

علی عہد رسول اللہ ﷺ فما كانوا يأتونه على وجوب إتيانه عليهم إنما هو محاص من الأطعمة لا على كل الأطعمة ولما كان طعام الوليمة مأمورا به كان من دعى إليه مأمورا بإتيانه ولما كان ما سواه من الأطعمة غير مأمور به كان غير مأمور بإتيانه (شرح مشکل الآثار للطحاوی، باب بیان مشکل ما روی عن رسول اللہ ﷺ فی الطعام الذی یجب علی من دعى علیه إتيانه)

۱۔ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ حُمَرَ يُكَلِّمُ عَلَى بْنِ الصَّبَّانِ (مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۱۷۴۵۱)

عَنْ حُمَرَ بْنِ حُمَزَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: خَعَنِي أَبِي أَنَا وَنَعِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فَلَنَبِّحَ عَلَيْنَا كُفُّا وَلَقَدْ رَأَيْنَا نَجْدِلَ بْنَ عَلِيٍّ الْغُلَمَانِ (مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۱۷۴۵۵)

لا ينبغي التعلف من إجابة الدعوة العامة كدعوة العرس والختان ونحوهما وإذا أجبنا فقد فعل ما عليه أكل أو لم يأكل وإن لم يأكل فلا بأس به والأفضل أن يأكل لو كان غير صائم كذا في الخلاصة (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر) وَإِنْ كَانَتْ سُنَّةُ كَوَلِيمَةِ الْفُرْسِ وَالْغُلَمَانِ لِأَنَّهُ يُجِيبُهَا لِأَنَّهُ إِبَاجَةُ السُّنَّةِ وَلَا تَهْمَةٌ فِيهِ (بدائع الصنائع، كتاب آداب القاضی، فصل وأما آداب القضاء)

خاتمہ

بچوں کی تعلیم و تربیت

نومولود سے متعلق جو احکام اب تک ذکر کئے گئے ہیں، وہ ابتدائی درجے کے احکام تھے، ان کو شریعت کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق ادا کرنا بہت بڑی سعادت ہے، لیکن صرف ان کو پورا کر لینے سے والدین اور سرپرستوں کی ذمہ داریاں ختم نہیں ہو جاتیں، بلکہ ان کے ساتھ ساتھ اولاد کی تعلیم و تربیت کا اہتمام و انتظام بھی ضروری ہے اور اس میں غفلت اختیار کرنا سخت وبال کا باعث ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ تَعَالَىٰ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا (سورة النوریم آیت ۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو (جہنم کی) آگ سے بچاؤ (ترجمہ ختم)

گھر والوں میں بیوی، کے ساتھ اولاد بھی داخل ہے۔ ۱۔

اور خود کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچانے کا مطلب یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنا اور گناہوں سے بچنا، اور اپنے گھر والوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام سکھا کر اور ان پر عمل کرانے کے لئے، زبان سے، ہاتھ سے بقدر امکان کوشش کر کے آگ سے بچانا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص پر فرض ہے کہ اپنی بیوی اور اولاد کو شریعت کے ضروری احکام کی تعلیم

۱۔ اور بعض مفسرین نے اہل کے بجائے "انفسکم" میں اولاد کو داخل مانا ہے۔

الْأَهْلُ لِلرَّجُلِ: زَوْجُهُ وَبَدْعُهُ فِيهِ الْأَوْلَادُ وَبِهِ لَفْسَرُ قَوْلُهُ تَعَالَى: "وَسَارَ بِأَهْلِيهِ" اِی رُوجہ و اولادہ کا اہلیہ بالغاء. الْأَهْلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَزْوَاجُهُ وَنِسَاتُهُ وَصِهْرُهُ عَلَى رَضَى اللَّهِ عَنْهُ أَوْ بَسَاؤُهُ. وَقِيلَ: أَهْلُهُ: الرِّجَالُ الَّذِينَ هُمْ آلُهُ وَبَدْعُهُ فِيهِ الْأَحْفَادُ وَالذَّرِّيَّاتُ وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى: "وَأَمْرُ أَهْلِكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا" وَقَوْلُهُ تَعَالَى: "إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ" وَقَوْلُهُ تَعَالَى: "رَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ" (تاج العروس معادة اہل)

دے اور ان پر عمل کرانے کی کوشش کرے (کذا فی معارف القرآن ج ۸ ص ۵۰۳) ۱۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"عَلِّمُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ الْخَيْرَ" (مسندک حاکم حدیث نمبر ۳۷۸۵) ۲۔

ترجمہ: اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو خیر کی تعلیم دو (ترجمہ ختم)

خیر کی تعلیم سے مراد دین کی تعلیم ہے، اور مطلب یہ ہے کہ ان کو دین اور اس کے احکام سکھلاؤ۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

"عَلِّمُوهُمْ وَأَذِبُوهُمْ" (شعب الایمان للبیہقی حدیث نمبر ۸۲۸۱، باب حقوق

الاولاد والاهلین، البر والصلة للحسین بن حرب حدیث نمبر ۱۷۷)

ترجمہ: ان کو (شریعت کے احکام کی) تعلیم دو، اور ان کی تہذیب و تربیت کرو (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ اپنی اولاد کو شریعت کے احکام کی تعلیم اور ان کی اسلامی طریقہ پر تہذیب

و تربیت کرنا بھی ضروری ہے۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۱۔ یعنی: مروهہم بالخير واليهوهم عن الشر وعلموهم وأذبوهم فقومهم بذلك

ناراً (تفسیر البغوی، تحت آیت ۶ من سورة التحريم)

ووقاية النفس عن النار بترك المعاصي وفعل الطاعات، ووقاية الأهل بحملهم على

ذلك بالنصح والتأديب..... والمراد بالأهل على ما قيل: ما يشمل الزوجة والولد

والعبد والأمة. واستدل بها على أنه يجب على الرجل تعلم ما يجب من الفرائض

وتعليمه لهؤلاء، وأدخل بعضهم الأولاد في النفس لأن الولد بعض من أبيه (تفسير

روح المعاني، تحت آیت ۶ من سورة التحريم)

أى: مروههم بالمعروف، وانهوهم عن المنكر، ولا تدعوهم مهملاً فكلهم النار يوم

القيامة (ابن کثیر، جزء ۵ صفحہ ۲۴۰)

وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ عَلَيْنَا تَعْلِيمَ أَوْلَادِنَا وَأَهْلِيْنَا الدِّينِ وَالْخَيْرَ وَمَا لَا يُسْتَعْنَى عَنْهُ مِنَ

الْأَذَابِ..... فَرُيِّدُ تَعَالَى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (وَأَبْلِغْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ)

وَيَدُلُّ عَلَى أَنَّ لِأَقْرَبِ الْأَقْرَبِ مِنَّا مَرْتَبَةً بِهِ فِي لُزُومِنَا تَعْلِيمَهُمْ وَأَمْرَهُمْ بِطَاعَةِ اللَّهِ تَعَالَى

(احکام القرآن جصاص، سورة التحريم آیت ۶)

۲۔ قال الحاكم: " هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَأَمَّا يُعْرَضُ جَاهٌ "

وقال الذهبي في التلخيص: على شرط البخاري ومسلم.

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدُهُ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ (بخاری حدیث نمبر ۳۸۰۱، کتاب النکاح، باب المرأة راعية فی بیت زوجها، واللفظ له، مسلم حدیث نمبر ۳۸۲۸، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۹۳۰، ترمذی حدیث نمبر ۱۶۲۷، مسند احمد حدیث نمبر ۴۳۹۵)

ترجمہ: تم میں سے ہر ایک نگران (وزمہ دار) ہے، اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی نگرانی کے بارے میں سوال کیا جائے گا، امیر نگران ہے، اور آدمی اپنے گھر والوں پر نگران ہے، اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد پر نگران ہے، پس تم میں سے ہر ایک نگران ہے، اور ہر ایک سے اس کی نگرانی کے بارے میں سوال کیا جائے گا (ترجمہ ختم)

نگران اور ذمہ دار ہونے میں جس طرح نان نفقہ کا انتظام داخل ہے، اسی طرح ان کی تعلیم اور تربیت کا اہتمام بھی داخل ہے۔ ۱۔
اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے فرمایا:

"أَدَّبَ ابْنُكَ، فَإِنَّكَ مَسْئُولٌ عَنْ وَلَدِكَ، مَاذَا أَدَّبْتَهُ؟ وَمَاذَا عَلَّمْتَهُ، وَإِنَّهُ مَسْئُولٌ عَنْ بَرِّكَ وَطَوَاعِيَّتِهِ لَكَ" (ضعب الایمان للبیہقی حدیث نمبر ۸۲۹۵، باب حقوق الاولاد والاهلین، واللفظ له، السنن الکبریٰ للبیہقی حدیث نمبر ۱۵۳۰۱، الفقه والمطبخه للخطیب بغدادی حدیث نمبر ۱۷۷۱)

ترجمہ: اپنے بیٹے کی اچھی تربیت کرو، کیونکہ آپ سے اپنی اولاد کے بارے میں سوال کیا جائے گا، کہ آپ نے اس کی کیسی تربیت کی ہے، اور اس کو کیسی تعلیم دی ہے؟ اور اولاد سے آپ کے ساتھ حسن سلوک اور آپ کی اطاعت کے بارے میں سوال کیا جائے گا (ترجمہ ختم)

۱۔ وَغُلُومٌ أَنْ الرَّاغِبِ كَمَا عَلَيْهِ جَفَظٌ مَنْ أَسْرَجِي وَجَمَانَةُ وَالْإِمَامُ مَضَالِيحِهِ لَكَ لِكَ عَلَيْهِ تَأْيِيدُهُ وَتَعْلِيمُهُ. (احکام القرآن جصاص، سورة العنکبوت آیت ۶)

اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن صرف اولاد سے ہی والدین کی اطاعت و فرمانبرداری اور حسن سلوک کا سوال نہ ہوگا، بلکہ والدین سے بھی اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ لہذا اگر تعلیم و تربیت شریعت کے مطابق کی تو نجات حاصل ہوگی، ورنہ مؤاخذہ ہوگا۔ اور حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اپنے گھر جاتے وقت یہ نصیحت فرمائی:

إِزْجِعُوا إِلَىٰ أَهْلِيكُمْ فَأَقِيمُوا فِيهِمْ وَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ (بخاری، حدیث نمبر

۶۷۰۵، کتاب اغیار الاحاد، باب ما جاء فی اجازة خبر الواحد المصدق فی الاذان

والصلاة والصوم والفرایض والاحکام، واللفظ لہ، مسلم حدیث نمبر ۱۵۶۷، نسائی

حدیث نمبر ۶۳۳، مسند احمد حدیث نمبر ۱۵۵۹۸، المعجم الکبیر للطبرانی

حدیث نمبر ۱۵۹۹۲)

ترجمہ: تم اپنے گھروالوں کی طرف لوٹ کر ان کے درمیان قیام کرو، اور ان کو (شریعت کی) تعلیم دو، اور ان کو امر بالمعروف کرو (ترجمہ ختم)

اس حدیث میں گھر میں قیام کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ اس کے بغیر گھروالوں کی دینی تعلیم و تربیت اور ان کو امر بالمعروف کا صحیح انتظام نہیں ہو پاتا۔

یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اپنے گھروالوں سے دور زندگی بسر کرتے ہیں، وہ عام طور پر اپنی اولاد کی دینی تعلیم و تربیت سے قاصر رہتے ہیں۔

افسوس ہے کہ آج کل بہت سے لوگ دنیا کے دھندوں میں لگ کر سارا وقت گھر سے باہر گزار دیتے ہیں، اور کچھ لوگ دوسروں کی تعلیم و اصلاح کی خاطر بیوی بچوں سے دور زندگی گزارتے ہیں، اور بیوی بچوں کی اصلاح و تعلیم اور تربیت سے غفلت اختیار کرتے ہیں، جو کہ غلط طرز عمل ہے۔

ایک روایت میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

حَقُّ الْوَلَدِ عَلَى الْوَالِدِ أَنْ يُحَسِّنَ اسْمَهُ، وَيُحَسِّنَ مِنْ مَرْضَعِهِ، وَيُحَسِّنَ

أَدَبَهُ (شعب الایمان، حدیث نمبر ۸۳۰۰، باب حقوق الاولاد والاهلین، واللفظ

لہ، معجم الشیوخ لابن جمیع الصیداوی حدیث نمبر (۲۸۳) ۱۔

ترجمہ: والد کے ذمہ اولاد کا حق یہ ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اس کے دودھ پلانے کا اچھا انتظام کرے اور اس کو اچھا ادب سکھائے (ترجمہ ختم)

یہ مضمون بھی گزشتہ احادیث کے مطابق ہے کہ اولاد کی تربیت والد کی ذمہ داریوں میں سے ہے۔ اور حضرت ابن عباس، اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کی سند سے حضور ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

مَنْ وَلَدَ لَهُ وَلَدًا فَلْيُحْسِنْ اسْمَهُ وَأَدْبَهُ، فَإِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ (مطبوعہ الامان حدیث نمبر ۸۲۹۹، باب حقوق الاولاد والاهلین)

ترجمہ: جس کے اولاد پیدا ہو، تو اس کا اچھا نام رکھے، اور اس کی اچھی تربیت کرے، پھر جب وہ بالغ ہو جائے، تو اس کا نکاح کر دے (ترجمہ ختم) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد مروی ہے:

مَنْ رَزَقَهُ اللَّهُ وَلَدًا فَلْيُحْسِنْ اسْمَهُ وَتَأْدِيبَهُ، فَإِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ (مطبوعہ العمال لابن ابی الدنيا حدیث نمبر ۱۷۳، ج ۱ ص ۳۳۳)

ترجمہ: جس کو اللہ تعالیٰ اولاد عطا کریں، تو اس کو چاہئے کہ اس کا اچھا نام رکھے، اور اس کی تربیت کرے، اور جب وہ بالغ ہو جائے، تو اس کا نکاح کرے (ترجمہ ختم) اور حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانُوا يَقُولُونَ: أَكْرَمُ وَلَدُكَ وَأَحْسَنُ أَدْبُهُ (مصنف ابن ابی حنیہ حدیث نمبر ۲۶۱۶۶، کتاب الادب، باب من كان يعلمهم ويضربهم على اللحن، واللفظ له، الجامع

۱۔ قلت: وفيه (عبد الملك بن الحسين، أبو مالك، التميمي، الواسطي). ويعرف بابن ذر، وقيل: بل اسمه عمارة. روى عن: علي بن الأقرع، والأسود بن قيس، وعلي بن عطاء. ورواه: ابن المبارك، ويحيى بن أبي بكر، ويزيد بن هارون. قال الفلاس، وغيره: ضعيف الحديث. وروى عباس، عن ابن معين: ليس بشيء (تاريخ الاسلام للذهبي ج ۱ ص ۳۳۳، ۳۳۵)

ولكن له شواهد من الآثار. كما سيأتي. محمد رضوان

لابن وحب حدیث نمبر ۱۰۴)

ترجمہ: صحابہ کرام و تابعین یہ فرمایا کرتے تھے کہ اپنی اولاد کا اکرام (اور اس سے محبت و شفقت والا برتاؤ) کرو، اور اس کی اچھی تربیت کرو (ترجمہ ختم)

اور حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَقُّ الْوَلَدِ عَلَى الْوَالِدِ أَنْ يُحَسِّنَ اسْمَهُ ، وَأَنْ يُزَوِّجَهُ إِذَا بَلَغَ ، وَأَنْ يُحَسِّنَ أَذَنَهُ (البر والصلة للحسين بن حرب حدیث نمبر ۱۴۶)

ترجمہ: والد پر اولاد کا حق ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے، اور بالغ ہونے پر اس کا نکاح کرے، اور اس کی اچھی تربیت کرے (ترجمہ ختم)

ان احادیث و روایات میں تعلیم و تربیت سے مراد دین کا علم اور دینی احکام کی تربیت ہے، کیونکہ اس تعلیم و تربیت کا مقصد جہنم سے بچانا ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ جہنم سے بچانے والا علم دین ہی کا اور اسی پر عمل کرنا ہے۔ اور آگے آنے والی احادیث و روایات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ حضرت عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ میں نے اپنے دادا کی کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث دیکھی:

إِذَا أَفْصَحَ أَوْلَادُكُمْ فَعَلِمُوهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (عمل اليوم والليلة لابن السني

حدیث نمبر ۴۲۲) ل

ل وفيه عبد الكريم بن أبي المخارق واسمه قيس ، ويقال : طارق المعلم ، أبو أمية البصري ، نزل مكة. ضحفه المحدثون ولكن استشهد به البخاري ، وروى له مسلم في "المعانيات" ، وأبو داود في كتاب "المسائل" ، والباقون. (كما في تهذيب الكمال ج ۱۸ ص ۲۶۵)

وهذا مفيد بالآثار.

وفی روایہ:

عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ، قَالَ : كَانَ الْفَلَّاحُ إِذَا أَفْصَحَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلَّمَهُ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْآيَةَ سَبْعَ مَرَّاتٍ : (الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يُخْضَلْ وَلَكِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ خَيْرٌ فِي الْمُلْكِ) (مصنف ابن أبي شيبة حدیث نمبر ۳۵۱، باب ما يستحب أن يُعَلِّمَ الصَّبِيُّ أَوَّلَ مَا يَعْلَمُ، واللفظ له، عمل اليوم والليلة لابن السني حدیث نمبر

۴۲۳، مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر ۷۹۷۶)

ترجمہ: جب تمہاری اولاد صحیح بولنا سیکھ جائے، تو تم اس کو لا الہ الا اللہ سکھلاؤ (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابراہیمؑ بھی فرماتے ہیں:

كَانُوا يَسْتَعِجُّونَ أَوَّلَ مَا يَفْصَحُ أَنْ يُعَلِّمُوهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ
فَيَكُونُ ذَلِكَ أَوَّلَ مَا يَتَكَلَّمُ بِهِ (مصنف عبد الرزاق حديث نمبر ۷۹۷۷، کتاب

العقيدة، باب ما يستحب للصبي أن يعلم إذا تكلم، واللفظ له، مصنف ابن أبي شيبة

حديث نمبر ۳۵۱۹، باب ما يستحب أن يُعَلِّمَهُ الصَّبِيُّ أَوَّلَ مَا يَتَكَلَّمُ)

ترجمہ: صحابہ کرام و تابعین اس بات کو پسند کیا کرتے تھے کہ بچے کے صحیح بولنے کی ابتداء کے وقت اسے سات مرتبہ لا الہ الا اللہ کی تعلیم دیں، پس بچے کا ابتدائی کلام یہی ہوا کرتا تھا (ترجمہ ختم)

اور حضرت جعفر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

كَانَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ يُعَلِّمُ وَلَدَهُ يَقُولُ قُلْ آمَنْتُ بِاللَّهِ وَكَفَرْتُ

بِالطَّاغُوتِ (مصنف ابن أبي شيبة حديث نمبر ۳۵۱۸، کتاب العقيدة، باب ما يستحب

أَنْ يُعَلِّمَهُ الصَّبِيُّ أَوَّلَ مَا يَتَكَلَّمُ)

ترجمہ: حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ اپنے بچے کو اس کی تعلیم دیا کرتے تھے کہ وہ یہ

کہے کہ ”آمَنْتُ بِاللَّهِ وَكَفَرْتُ بِالطَّاغُوتِ“، یعنی میں اللہ پر ایمان لایا، اور بتوں کا

انکار کیا (ترجمہ ختم)

خواہ لا الہ الا اللہ کی تعلیم دی جائے، یا آمَنَّا بِاللہ کی، مقصود دونوں کا یہ ہے کہ توحید کی تعلیم دی

جائے، اور شرک کا انکار کیا جائے۔

افسوس ہے کہ آج بہت سے لوگ اپنی اولاد کو دنیا جہان کے قصے بلکہ گناہوں کی چیزیں سکھایا

سکھوا دیتے ہیں، مگر کلمہ اور توحید کی تعلیم دینے سے غافل رہتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

عَلَيْكُمْ بِالْقُرْآنِ فَتَعَلَّمُوهُ، وَعَلِّمُوهُ أَبْنَاءَكُمْ، فَإِنَّكُمْ عَنْهُ تُسْأَلُونَ، وَبِهِ

تُجْزَوْنَ ، وَكَفَى بِهِ وَاعِظًا لِمَنْ عَقَلَ (مسائل القرآن للقاسم بن سلام حدیث

نمبر ۱۰) ل

ترجمہ: تم قرآن کو لازم پکڑو، اس کی خود بھی تعلیم حاصل کرو، اور اپنی اولاد کو بھی اس کی تعلیم دو، کیونکہ تم سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا، اور اس کے ذریعہ سے تم کو اجر و ثواب دیا جائے گا، اور جو سمجھ رکھتا ہو، اس کے لئے قرآن بطور واعظ کافی ہے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ اولاد کی دینی تعلیم میں قرآن مجید کی تعلیم بھی داخل ہے۔ مگر افسوس کہ آج کل اکثر مسلمان اپنی اولاد کو دین کی تعلیم و تربیت نہیں دیتے اور دلاتے، اور اس کے بجائے دنیا کی تعلیم و تربیت پر ہی تمام توجہ مرکوز رکھتے ہیں۔ اور اگر تھوڑی بہت قرآن مجید اور دین کی تعلیم دلاتے بھی ہیں، تو اولاد تو وہ صحیح نہیں ہوتی، یا ناکافی ہوتی ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ طرز عمل جہنم سے نجات نہیں دلا سکتا۔

اور حضرت سبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرُوا الصَّبِيَّ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِينَ وَإِذَا بَلَغَ عَشَرَ سِنِينَ فَاضْرِبُوهُ عَلَيْهَا (ابوداؤد حدیث نمبر ۴۱۷، کتاب

الصلاة، باب معنی یؤمر الغلام بالصلاة، معرفة السنن والآثار للبيهقي، کتاب الصلاة،

باب صلاة الإمام قاعدا بقیام، واللفظ لهما، مصنف ابن ابی شیبہ معنی یؤمر الصبی

بالصلاة، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۶۷۹) ل

ل اس حدیث کی سند صحیح ہے، اور اس میں اسماعیل بن عیاش بن سلیم رضی ہیں، جو کہ مرد بن قیس بن ثور الکندی السکونی سے روایت کرتے ہیں، جو کہ شامی ہیں، اور شامی سے ان کی روایات میں اختلاط کا حکم نہیں لگایا گیا (کافی تہذیب الکمال ج ۳ ص ۱۷۴) قالہ حدیث صحیح۔

ل قال الحاكم: " هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، لَقَدْ اخْتَجَّ بِعَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ، عَنْ آبَائِهِ، ثُمَّ لَمْ يَخْرُجْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا هَذَا الْحَدِيثَ " وقال الذهبي في التلخيص: على شرط مسلم.

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کا حکم کرو، اور جب دس سال کا ہو جائے تو نماز (نہ پڑھنے) پر اسے مارو (ترجمہ ختم)

بالغ ہونے سے پہلے نماز فرض نہیں ہوتی، لیکن بالغ ہونے سے پہلے بچہ کو نماز کی تاکید اور اس کو مارنے کا حکم فرمایا، یہ اس کو نماز کی تعلیم و تادیب دینے کے لئے فرمایا، تاکہ وہ پہلے سے نماز پڑھنا سیکھ جائے، اور نماز پڑھنا شروع کر دے، اور بچہ اس حال میں بالغ ہو کہ وہ نماز کو صحیح طرح اور پابندی کے ساتھ پڑھنے کا عادی ہو۔

اور روزے کی عادت بھی بالغ ہونے سے پہلے ڈالنی چاہئے۔

اور نماز کے ساتھ حلال و حرام، اور جائز و ناجائز، کے احکام کی بھی تعلیم دینی چاہئے۔ ۱۔
اور حضرت عمر و بن شعیب کی سند سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرُّوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ (ابوداؤد حدیث نمبر ۴۱۸، کتاب الصلاة، باب متى يؤمر الغلام

بالصلاة، مستدرک حاکم، کتاب الایمان)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کو جب وہ سات سال کے ہوں، نماز کا حکم کرو، اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز (کے چھوڑنے) پر مارو، اور

۱۔ وَقَدْ رَوَى عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: (مُرُّوهُمْ بِالصَّلَاةِ لِسَبْعِ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا لِعَشْرِ) وَلَيْسَ ذَلِكَ عَلَى وَجْهِ التَّكْلِيفِ، وَإِنَّمَا هُوَ عَلَى وَجْهِ التَّعْلِيمِ وَالتَّادِيبِ (احکام القرآن جصاص، باب الغلام يبلغ والكافر يسلم في بعض رمضان)

قال الفقهاء: وهكذا في الصوم؛ ليكون ذلك تمريناً له على العبادة، لكي يبلغ وهو مستعمر على العبادة والطاعة ومجانبة المعصية وترك المنكر، والله الموفق (تفسير ابن كثير، تحت آيت ۶ من سورة التحريم)

فيعلمه الحلال والحرام، ويحببه المعاصي والآثام، إلى غير ذلك من الأحكام..... مُرُّوا الصَّبِيَّ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِينَ فَإِذَا بَلَغَ عَشْرَ سِنِينَ فَاضْرِبُوهُ عَلَيْهَا "وكذلك ينخر أهله بوقت الصلاة وجوب الصيام وجوب الفطر إذا وجب؛ مستنداً في ذلك إلى رؤية الهلال (تفسير القرطبي، تحت آيت ۶ من سورة التحريم)

(اسی عمر سے) ان کے بستر ایک دوسرے سے الگ کر دو (ترجمہ ختم)

اولاد میں لڑکا اور لڑکی دونوں شامل ہیں، لہذا یہ حکم دونوں قسم کی اولادوں کو شامل ہے، دس سال کی عمر میں بلوغ کے قریب عمر ہوتی ہے، اس لئے بعض چیزوں کا اسی عمر میں حکم دے دیا گیا، چنانچہ نماز میں کوتاہی کرنے پر مارنے کا حکم دیا گیا، تاکہ نماز میں سستی اور غفلت نہ کریں، اور ان کے بستر الگ کرنے کا حکم دیا گیا، جس میں بہت سے فتنوں سے حفاظت ہو جاتی ہے۔

لہذا جب اولاد دس سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اسے نماز پڑھانے پر سختی کرنی چاہئے، اور ایک دوسرے کے ساتھ ایک ہی بستر پر نہ سلانا چاہئے، خواہ وہ دو بہنیں ہوں، یا دو بھائی ہوں۔

اور آج کل شہری زندگی میں جگہ کی تنگی کی وجہ سے اگر ساتھ ساتھ سونے کی ضرورت پیش آئے تب بھی بستر الگ الگ کر دیئے جائیں اور ممکنہ حد تک درمیان میں فاصلہ یا کوئی چیز حد فاصل کے طور پر رکھ دی جائے۔ ۱۔

E-IQRA ۱۹۴۰

۱۔ مروا أمر من الأمر حذفت همزته للتخفيف ثم استغنى عن همزة الوصل تخفيفاً ثم حركت فإزده لتعذر النطق بالسكون أولادكم يشمل الذكور والإناث بالصلاة وبما يتعلق بها من الشروط وهم أبناء سبع سنين ليعتادوا ويستأنسوا بها والجملة حالية واضربوهم عليها أى على ترك الصلاة وهم أبناء عشر سنين لأنهم بلغوا أو قاربوا البلوغ وفرقوا أمر من الطريق بينهم أى بين البنين والبنات على ما هو الظاهر ويؤيده ما قاله بعض العلماء ويجوز للرجلين أو المراتين أن يناما فى مضجع واحد بشرط أن تكون عورتهم مسعورة بحيث يأمنان العماس المحرم وقال ابن حجر بهذا الحديث أخذ أئمتنا فقالوا يجب أن يفرق بين الأخوة والأخوات فلا يجوز حينئذ تمكين ابنين من الاجتماع فى مضجع واحد والظاهر أن قوله فلا يجوز الخ من كلامه وهو غير مفهوم من كلام أئمتنا فتأمل فى المضجع أى المراقب وقال الطيبى لأن بلوغ العشر مظنة الشهوة وإن كن أخوات وإنما جمع الأمرين فى الصلاة والفرق بينهم فى المضاجع فى الطفولية تأديبا ومحافظة لأمر الله تعالى لأن الصلاة أصل العبادات وتعلما لهم المعاشرة بين الخلق وأن لا يلقوا مواقف التهم فيجتنبوا محارم الله تعالى كلها رواه أبو داود وكذا رواه فى شرح السنة عنه قال ميرك ورواه أبو داود والحاكم من رواية عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده واللفظ لأبى داود ورواه والترمذى وابن خزيمة من رواية عبد الملك بن الربيع بن سبرة الجهنى عن أبيه عن جده بدون قوله وفرقوا الخ قال الترمذى حسن صحيح وقال الحاكم صحيح على شرط مسلم وفى المصابيح عن سبرة بسكون الباء ابن مهدي قال الطيبى أقول ورواه أبو داود عنه أيضا لكن بلفظ مروا الصبي بالصلاة إذا بلغ سبع سنين وإذا بلغ عشر سنين فاضربوه عليها وليس فى روايته التفريق (مراقبة المفاتيح، كتاب الصلاة)

اور حضرت عمرو بن شعیب ہی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرُُّوا أَبْنَاءَكُمْ بِالصَّلَاةِ لَسَبْعِ سِنِينَ
وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا لِعَشْرِ سِنِينَ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ (مسند احمد
حدیث نمبر ۶۷۵۶ واللفظ له وحدیث نمبر ۶۳۰۲، منن دار لطنی، کتاب

الصلاة، باب الْأَمْرِ بِتَعْلِيمِ الصَّلَوَاتِ وَالضَّرْبِ عَلَيْهَا وَخَذِ الْعَوْرَةَ الَّتِي يَجِبُ مَسْتَوْهَا)
ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بچوں کو سات سال کی عمر ہونے پر نماز کا حکم
کرو، اور جب دس سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز نہ پڑھنے پر مارو، اور (اسی عمر میں)
ان کے بستر ایک دوسرے سے الگ کر دو (ترجمہ ختم)

اس حدیث میں جو اولاد کو نماز کا حکم کرنے کا فرمایا گیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ سر پرستوں کے ذمہ
یہ حکم واجب العمل ہے، اگر وہ اس میں غفلت و کوتاہی کریں گے، تو گنہگار ہونگے۔
دس سال ہونے پر اولاد کو نماز نہ پڑھنے پر مارنے میں اس کا لحاظ ضروری ہے کہ شدید نہ مارا جائے،
جس سے ہڈی ٹوٹ جائے، گوشت پھٹ جائے، یا کوئی عضو تلف و ناقص ہو جائے، اور چہرہ پر مارنا
بھی منع ہے۔ ل

ل (مروا) وجوباً (اولاد کم) وفي رواية أبناءكم قال الطيبى : مروا أصله أمر وا حذفت همزته
تخفيفاً فلما حذفت فاء الفعل لم يحتاج إلى همزة الوصل لتحريك الميم (بالصلاة) المكتوبة (وهم
أبناء سبع سنين واضربوهم عليها وهم أبناء عشر سنين) يعني إذا بلغ أولادكم سبعاً فأمروهم بأداء
الصلاة ليعتادوها ويأمنوا بها فإذا بلغوا عشرًا فاضربوهم على تركها قال ابن عبد السلام : أمر
للأولياء والصبي غير مخاطب إذ الأمر بالأمر بالشيء ليس أمراً بذلك الشيء (وفرّقوا بينهم في
المضاجع) أي فرّقوا بين أولادكم في مضاجعهم التي ينامون فيها إذا بلغوا عشرًا حلزاً من غوائل
الشهوة وإن كن أخواه قال الطيبى : جمع بين الأمر بالصلاة والفرق بينهم في المضاجع في
الطفولية تأديباً ومحافظة لأمر الله كله وتعلماً لهم والمعاشرة بين الخلق وأن لا يفتقروا موافق النهم
فيجتنبوا المحارم وإسناده حسن (فيض القدير للمناوي تحت حديث رقم ۸۱۷۳)

(قال: قال رسول الله : مروا أولادكم) وجوباً وسواء في ذلك الذكر والأنثى، وكذا يجب عليه
أمر زوجته وخادمه (بالصلاة) أي وبما تتوقف عليه لأن الأمر بالشيء أمر بما لا يتم بدونه (وهم أبناء
سبع) أي تمامها : أي ولد ميزوا، كما والغالب بحيث صار الصبي يأكل وحده ويشرب وحده
﴿بقية حاشيا گلے سے پڑا حذر فرمائیں﴾

اس قسم کی احادیث و روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بچے کو جب جس درجے کا شعور پیدا ہو جائے، اس درجے کی اس کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جائے، اس میں اچھے اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کی جائے، اور اس کو بری صحبتوں سے بچایا جائے، اور اس کو قرآن مجید کی تعلیم دی جائے اور اس کو دین کے ضروری احکام سکھائے جائیں، اور سنتوں کی تعلیم دی جائے اور اس کو گفتگو کا سلیقہ سکھایا جائے، اور اچھے واقعات سنا کر اس کے لئے عبرت کا سامان کیا جائے۔

اس کے عقائد درست کئے جائیں، خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت سے متعلق ضروری باتوں کو اس کے دل و دماغ میں بٹھانے کا اہتمام کیا جائے۔ ۱۔
واقعہ یہ ہے کہ اولاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امانت ہے جو خام مال کی شکل میں انسان کو حاصل

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وَيَسْتَعِجِي وَحَدَهُ (واضر بهم عليها) أَيْ عَلَى أَدَالِهَا إِنْ اِعْتَصَمُوا مِنْهُ ضَرْباً غَيْرَ مَبْرَحٍ وَيَقْبِي الْوَجْهَ (وهم أبناء عشي) وَقَدْ اخْتَلَفَ هَلْ ذَلِكَ بَعْدَ تَمَامِهَا أَوْ بِالْدُخُولِ فِيهَا، وَإِنَّمَا أَمْرٌ بِالضَرْبِ فِيهَا لِأَنَّهُ حَدٌّ يَحْتَمِلُ فِيهِ الضَرْبُ غَالِباً (وَلَوْ قَرَأُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ) فَلَا يَبَاحُ الْمَمِيزُ غَيْرَهُ فِي الْمَضَاجِعِ، قَالَ ابْنُ عَبْدِ السَّلَامِ: الصَّبِيُّ لَيْسَ مَخْبُوطاً، وَأَمَّا هَذَا الْخَبَرُ فَهُوَ أَمْرٌ لِلْأَوْلِيَاءِ، لِأَنَّ الْأَمْرَ بِالْأَمْرِ بِالشَّيْءِ لَيْسَ أَمراً بِذَلِكَ الشَّيْءِ قَالَ: وَقَدْ وَجَدَ أَمْرُ اللَّهِ لِلصَّبِيانِ مَبَاشَرَةً عَلَى وَجْهِ لَا يُمْكِنُ الطَّعْنُ فِيهِ وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالَى: (لِيَسْتَأْذِنَكُمْ الدِّينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَلْمُزُوا الْعِلْمَ مِنْكُمْ) (النور: 58) اِهـ. وَأَعْرَضَ الْحَدِيثُ وَإِذَا زَوْجٌ أَحَدُكُمْ خَادِمَهُ، عِيْدَهُ أَوْ أَجْبَرَهُ فَلَا يَنْظُرُ إِلَى مَا دُونَ السَّوَةِ وَلَوْ أَنَّ الرُّكْبَةَ (حديث حسن رواه أبو داود بإسناد حسن) وَرَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ (دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، باب وجوب امره اهله)

۱۔ قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ رَحِمَهُ اللَّهُ: وَأَمَّا التَّعْلِيمُ وَالْتَّأْدِيبُ فَوَلَهُنَّ أَنْ يَتَلَعَّ التَّوَكُّلُ مِنَ السَّنِّ وَالْعَقْلِ مَبْلَغاً يَحْتَمِلُهَا، وَذَلِكَ يَنْطَرُقُ، لَمِنْهَا أَنْ يَنْشَأَ عَلَى اخْتِلَافِ صَلَاحٍ الْمُسْلِمِينَ، وَيَضُوءُهُ عَنْ مُعَاظَلَةِ الْمُفْسِدِينَ، وَمِنْهَا: أَنْ يُعَلِّمَهُ الْقُرْآنَ وَلِسَانَ الْأَدَبِ وَيُسَمِّعَهُ السَّنْنَ، وَأَلَا يَلِ السَّلَفُ، وَيُعَلِّمَهُ مِنَ أَحْكَامِ الدِّينِ مَا لَا يَنْبَغِي بِهِ عَنْهُ، وَمِنْهَا: أَنْ يُرْجِدَهُ مِنَ الْحَاكِمِ إِلَى مَا يُحْتَمَدُ وَيُرْجَى أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهِ كَفَاتَهُ، فَإِذَا بَلَغَ أَعْلَاهُمْ حَدَّ الْعَقْلِ عَرَفَ الْبَاءَ جَلَّ جَلَالُهُ إِلَيْهِ بِالذَّلِيلِ الَّتِي تَوْصِلُهُ إِلَى مَعْرِفَةِ مَنْ غَيْرِ أَنْ يُسَمِّعَهُ مِنْ مَقَالَاتِ الْمُلْجِبِينَ ذَنْباً، وَيَذَكِّرُهُمْ لَهُ فِي الْجُمْلَةِ أَحْيَاناً، وَيَحْلُزُهُ إِيَّاهُمْ، وَيَنْفَرُهُ عَنْهُمْ، وَيَقْضِيهِمْ إِلَيْهِ مَا اسْتَطَاعَ، وَيَتَذَكَّرُ مِنَ الذَّلِيلِ بِالْأَقْرَبِ الْأَجْلَى، ثُمَّ مَا يَلِيهِ، وَكَذَلِكَ يَقْعَلُ بِالذَّلِيلِ الدَّالَّةَ عَلَى بُرْهَانِهَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْدِيهِ لَهَا إِلَى الْأَقْرَبِ الْأَوْضَحِ، ثُمَّ الْكَلْبِ يَلِيهِ وَيَسْطُ الْخَلِيجِيُّ الْكَلَامَ فِي كُلِّ فَضْلٍ مِنْ فَضُولِ هَذَا الْبَابِ، مَنْ أَرَادَ الْوُقُوفَ عَلَيْهِ رَجَعَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى (شعب الإيمان، باب حقوق الأولاد والاهلین)

ہوتی ہے اور اس خام مال کو پختہ شکل میں تشکیل و ترتیب دینا انسان اور خصوصاً والدین کا اپنا کام ہوتا ہے۔

بچوں کی تعلیم و تربیت ہی اس خام مال کو اچھا یا برا بناتی ہے۔ اگر بچہ کی تعلیم و تربیت اچھے طریقہ پر کر دی جائے تو معاشرہ کو ایک اچھا انسان میسر آ جاتا ہے، جو نہ صرف یہ کہ خود بھی ایک بامقصد زندگی گزارتا ہے اسی کے ساتھ کتنے انسانوں کی بھلائی اور خیر خواہی والے کاموں کا ذریعہ بنتا ہے لیکن اگر صحیح اور اچھی تعلیم و تربیت نہ کی جائے تو پھر ایک طرف تو اس کا اپنا وجود ہی معاشرہ کے لئے بوجھ اور وبال ہوتا ہے، اور دوسری طرف خود بھی یہ حیوانوں اور جانوروں والی زندگی بسر کرتا ہے، غرضیکہ بچہ کی تعلیم و تربیت ہی اس کے مستقبل کی تعمیر و تخریب کی بنیاد ہے، بنیاد اچھی، اُستوار اور مضبوط ہوگی تو اس پر تعمیر بھی اچھی، اُستوار اور مضبوط و مستحکم قائم ہوگی اور اگر بنیاد کمزور اور خراب ہوگی تو اس پر تعمیر بھی کمزور اور خراب ہوگی۔

کسی نے خوب کہا ہے ۔

نِشِیۃُ اَوَّلِ چوں نہد معمار کج تاثریای رود دیوار کج

جو والدین اپنے بچہ کی اچھی تعلیم و تربیت کرتے ہیں وہ جس طرح اس بچہ کی دنیا و آخرت کے مستقبل کو کامیاب و تابناک بناتے ہیں اسی طرح وہ اپنی دنیا و آخرت کے مستقبل کو بھی روشن اور منور کرتے ہیں، کیونکہ اچھی اولاد انسان کی دنیا و آخرت کے مستقبل میں اس کے کام آتی ہے اور اس کے لئے صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

اور اس کے برخلاف جو والدین اپنی اولاد کی اچھی اور بہتر تعلیم و تربیت سے غفلت برتتے ہیں وہ اپنی دنیا و آخرت کے مستقبل کو تاریک اور سیاہ بنا لیتے ہیں کیونکہ غلط تعلیم و تربیت یافتہ بدکردار اور بدچلن اولاد جس طرح دنیا میں اپنے والدین کی آستین کا سانپ، ماتھے پر بدنماداغ اور راحت و عزت کو برباد کرنے کا باعث بنتی ہے، آخرت کے اعتبار سے بھی اس کے گلے کا طوق بد بختی کی ایک علامت بن کر رہ جاتی ہے۔

اس لئے اپنی اور اپنی اولاد کی دنیا و آخرت کے مستقبل کی خیر خواہی اور ہمدردی کا تقاضا یہ ہے کہ

اولاد کی تعلیم و تربیت سے ہرگز بھی غفلت اور لا پرواہی اختیار نہ کی جائے۔ اور کیونکہ اس وقت ہمارا موضوع نومولود کے فضائل و احکام ہے، اور اولاد کی تعلیم و تربیت کا موضوع ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے، اس لئے ہم نے یہاں صرف اولاد کی تعلیم و تربیت کی اہمیت کو بیان کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

بچوں کی تعلیم و تربیت اور بچوں سے متعلق احکام کی مزید تفصیلات ہماری دوسری تالیف ”اولاد کی تعلیم و تربیت“ میں ملاحظہ فرمائیں۔

فقط

محمد رضوان

۱۲/ جمادی الاخریٰ/ ۱۴۳۱ھ / ۲۷/ مئی/ ۲۰۱۰ء بروز جمعرات

ادارہ غفران، راولپنڈی



دوسرا حصہ

اسلامی نام

اسلام میں نام کا مقام و مرتبہ، اچھے نام کی فضیلت و اہمیت
برے نام کے نقصانات، اچھے اور برے ناموں کے اثرات
افضل و مستحب ناموں کی تحقیق، ممنوع و مکروہ اور ناپسندیدہ ناموں کی تفصیل
اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے اسمائے مبارکہ کی تحقیق
نام سے متعلق متفرق و مختلف احکام، نسب، کنیت اور لقب و نسبت وغیرہ کے احکام
اور اسلامی و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بے شمار ناموں کی نشاندہی

مصنف

مفتی محمد رضوان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام میں نام کی اہمیت

شریعتِ مطہرہ کی خصوصیات اور پاکیزہ تعلیمات میں انسان اور کسی دوسری چیز کے نام رکھنے کے احکام بھی ہیں، کہ شریعت نے اس موضوع پر بھی مفصل ہدایات دی ہیں۔

اور اس موضوع کو خوب توضیح و تشریح کے ساتھ بیان کیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کی نظر میں یہ موضوع انتہائی اہمیت کا حامل ہے، اور اس سلسلہ میں شرعی احکامات کو نظر انداز کر دینے کی ہرگز بھی گنجائش نہیں۔

اور یوں تو ناموں کا موضوع دوسرے مذاہب میں بھی اہمیت کا حامل رہا ہے، لیکن شریعتِ مطہرہ نے جس انداز سے اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے، اس کی کسی بھی دوسرے مذہب میں نظیر نہیں ملتی۔ مگر افسوس ہے کہ بہت سے مسلمان شریعتِ مطہرہ کی پاکیزہ تعلیمات و ہدایات سے غافل و ناواقف ہیں، جس کی وجہ سے وہ بہت سے دنیوی و اخروی فضائل و فوائد سے محروم ہیں۔

بلکہ نہ صرف یہ کہ محروم ہیں، اسی کے ساتھ اس سلسلہ میں بہت سی کوتاہیوں کے باعث مضرات اور مفاسد میں بھی مبتلا ہیں۔

اس لئے ضرورت ہے کہ نام کے سلسلہ میں شریعتِ مطہرہ کی پاکیزہ تعلیمات کو سیکھا جائے، اور ان کے مطابق عمل کیا جائے۔

آگے آنے والے مضمون میں نام سے متعلق فضائل و احکام اور مسائل کو ذکر کیا جا رہا ہے۔ جس کے بعد خاتمہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ اسلامی ناموں کی فہرست بھی پیش کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ صحیح فہم اور اس کے مطابق عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

محمد رضوان

مورخہ ۲۱ / رجب المرجب / ۱۴۳۱ھ / 04 / جولائی / 2011ء بروز اتوار

ادارہ غفران، راولپنڈی

اچھے نام رکھنے کا حکم

اسلام میں عمل کے ساتھ ساتھ کسی انسان بلکہ کسی چیز کے نام کی بڑی اہمیت ہے، اور اسی وجہ سے احادیث میں نام سے متعلق مستقل ہدایات دی گئی ہیں۔

چنانچہ سب سے پہلی ہدایت یہ دی گئی کہ اچھا نام رکھا جائے، اور برے نام سے پرہیز کیا جائے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- إِنْكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِكُمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِكُمْ فَأَحْسِنُوا أَسْمَاءَكُمْ (ابوداؤد حدیث نمبر ۴۹۵۰، کتاب الادب، باب فی تفسیر الأسماء مسند احمد حدیث نمبر ۲۱۶۹۳، سنن دارمی حدیث نمبر ۲۷۵۰، شعب الایمان للبیہقی حدیث نمبر ۸۲۶۵، مسند

عبد بن حمید حدیث نمبر ۲۱۵) ۱

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو قیامت کے دن تمہارے اور تمہارے

باپوں کے نام سے پکارا جائے گا۔ اس لئے تم اپنے اچھے نام رکھا کرو (ترجمہ فہم)

اس حدیث سے اچھے نام رکھنے کا حکم معلوم ہوا، اور ساتھ ہی اس کی ایک وجہ بھی اور وہ یہ کہ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کو ان کے ناموں کے ساتھ پکارا جائے گا، اور اچھے نام کے اچھے اثرات اور برے نام کے برے اثرات ظاہر ہوں گے۔

ظاہر ہے کہ آخرت کے میدان میں سب کے سامنے کوئی برے نام سے پکارا گیا تو بڑی رسوائی اور خفت ہوگی۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت کے دن انسان کو اس کے والد کے نام سے پکارا

۱۔ قال ابن حجر :

ورجالہ ثقات إلا أن فی سندہ القطاہ بن عبد اللہ بن أبی زکریا راویہ عن أبی الدرداء وأبی الدرداء فإنه لم یندر کتھج الباری باب کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم إذا سمع الاسم القبیح حوله إلى ما هو أحسن منه

جائے گا۔ ۱

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ كَانَ يَتَقَاءُ لُ وَلَا يَتَعَطَّرُ، وَكَانَ يُحِبُّ
الْإِسْمَ الْحَسَنَ (المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۱۱۱۳۰، واللفظ لله، شرح

السنة للبهيوي، باب ما يكره من الطيرة واستعجاب الفال، اخلاق النبي لابی الشيخ

الاصبهانی حديث نمبر ۷۳۷، مسند ابن الجعد حديث نمبر ۲۵۴۴) ۲

ترجمہ: نبی ﷺ نیک فال لیا کرتے تھے، اور بد فالی اور بد شکونی سے پرہیز فرماتے

۱ قال المناوی:

(انکم تدعون يوم القيامة بأسمائكم وأسماء آبائكم) لأن الدعاء بالأبَاء أَشَدَّ فِي الْعَرِيفِ
وَأَبْلَغُ فِي التَّمْيِيزِ وَلَا يَمَارِضُهُ غَيْرُ الطَّبْرَانِي إِنْهُمْ يَدْعُونَ بِأَسْمَاءِ أُمَهَاتِهِمْ سَعَرًا مِنْهُ عَلَى
عِبَادَةٍ لِإِمْكَانِ الْجَمْعِ بَأَنٍ مِنْ صَحِّ نَسْبِهِ يَدْعَى بِالْأَبِّ وَغَيْرِهِ يَدْعَى بِالْأُمِّ كَذَا جَمَعَ
الْبَعْضُ وَأَقُولُ هُوَ غَيْرُ جَمِيدٍ إِذْ دَعَاءُ الْأَوَّلِ بِالْأَبِّ وَالثَّانِي بِالْأُمِّ يَعْرِفُ بِهِ وَلَدَ الزَّوْنِ مِنْ
غَيْرِهِ فَيُفَوِّتُ الْمَقْصُودَ وَهُوَ السَّعَرُ وَيَحْصُلُ الْإِفْضَاحُ لِلْأَوَّلَى أَنْ يُقَالَ غَيْرُ دَعَائِهِمْ
بِالْأُمَهَاتِ ضَعِيفٌ فَلَا يَمَارِضُهُ بِهِ الصَّحِيحُ ثُمَّ رَأَيْتُ ابْنَ الْقَيْمِ أَجَابَ بِنَحْوِهِ فَقَالَ أَمَّا
الْحَدِيثُ فَضَعِيفٌ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ وَأَمَّا مَنْ الْقَطْعُ نَسْبِهِ مِنْ جِهَةِ أَبِيهِ كَالْمَنْفَى
بِلَعْنِ أَبِيهِ يَدْعَى بِهِ فِي الدُّنْيَا فَالْعَبْدُ يَدْعَى بِمَا يَدْعَى بِهِ فِيهَا مِنْ أَبٍ وَأُمٍّ إِلَى هُنَا كَلَامُهُ (فيض
القدیر للمناوی تحت حديث رقم ۲۵۴۴)

امام بخاری رحمہ اللہ نے ”باب ما یدعی النّاس بأبائهم“ قائم کر کے صحیح حدیث سے ثابت کیا ہے کہ قیامت کے دن
باپوں کے ناموں سے بلاوا ہوگا۔ محال المتزئیل میں ماؤں کے ناموں کے ساتھ پکارنے کی تمنّیٰ وجہ بتائی ہیں لیکن یہ صحیح
معلوم نہیں ہوتی، روایت کی شہرت کی وجہ سے تجویز کی گئی ہیں۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں ”والاحادیث الصحیحة
بغلاطہ“ یعنی صحیح حدیثیں اس مشہور قول (ماؤں کے ناموں سے پکارنے) کے خلاف ہیں۔

ومن ذالک حدیث ان النّاس یوم القيامة یدعون بأبائهم لا بأبائهم وهو باطل (الموضوعات
الکبیر ص ۱۷۵)

۲ قال الهیثمی:

رواه أحمد والطبرانی وفيه ليث بن أبي سليم وهو ضعيف بغیر کذب (مجمع الزوائد،

ج ۸ ص ۴۷، باب الاسماء وما جاء في الاسماء الحسنة)

قلت: وهذا الحديث مؤيد بحديث بریدة وعبدالله بن شعير كما سيحيى، فالحدیث حسن لغیرہ۔
ان شاء اللہ تعالیٰ، محمد رضوان۔

تھے، اور اچھے نام کو پسند فرمایا کرتے تھے (ترجمہ مضم)

اور ایک روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

وَيُحِبُّهُ الْإِسْمُ الْحَسَنُ (مسند احمد حدیث نمبر ۲۳۲۸، صحیح ابن حبان

حدیث نمبر ۵۸۲۵، مسند الطیالسی حدیث نمبر ۲۸۰۵)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ اچھے نام سے خوش ہوا کرتے تھے (ترجمہ مضم)

حضور ﷺ کے اچھے ناموں کو پسند فرمانے سے اچھے ناموں کا سنت و مستحب ہونا معلوم ہوا۔

اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ لَا يَتَّخِذُ مِنْ شَيْءٍ إِذَا بَعَثَ

عَامِلًا مَسَّالَ عَنْ اسْمِهِ فَإِذَا أُعْجِبَهُ اسْمُهُ فَرِحَ بِهِ وَرَزَى بِشَرِّ ذَلِكَ فِي

وَجْهِهِ وَإِنْ كَرِهَ اسْمَهُ رَزَى كَرَاهِيَةَ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ وَإِذَا دَخَلَ قَرْيَةً

مَسَّالَ عَنْ اسْمِهَا فَإِنْ أُعْجِبَهُ اسْمُهَا فَرِحَ بِهَا وَرَزَى بِشَرِّ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ

وَإِنْ كَرِهَ اسْمَهَا رَزَى كَرَاهِيَةَ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ (ابوداؤد حدیث نمبر

۳۹۲۲، کتاب الطب، باب فی الطہرۃ، واللفظ لہ، السنن الکبریٰ للنسائی حدیث

نمبر ۸۸۲۲، مسند احمد حدیث نمبر ۲۲۹۳۶، صحیح ابن حبان حدیث نمبر

(۵۸۲۷)

ترجمہ: نبی ﷺ کسی چیز سے بدشگونی نہیں لیتے تھے، اور جب کسی عامل و گورنر کو بھیجتے

تھے، تو اس کا نام معلوم کرتے تھے، اگر اس کا نام پسند آتا، تو اس سے خوش ہوتے،

اور اس کی خوشی آپ کے چہرے میں نظر آتی تھی، اور اگر اس کا نام ناپسند فرماتے، تو اس

کی ناپسندیدگی آپ کے چہرے میں ظاہر ہوتی تھی، اور جب کسی بستی میں داخل ہوتے،

تو اس کا نام معلوم کرتے، پس اگر اس کا نام پسند آتا، تو اس سے خوش ہوتے، اور اس کی

خوشی آپ کے چہرے میں نظر آتی تھی، اور اگر اس کا نام ناپسند فرماتے، تو اس کی

ناپسندیدگی آپ کے چہرہ میں ظاہر ہوتی تھی (ترجمہ مضم)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نہ صرف یہ کہ انسانوں کے اچھے ناموں سے خوش اور برے ناموں سے ناخوش ہوتے تھے، بلکہ جگہوں کے اچھے ناموں سے بھی خوش اور برے ناموں سے ناخوش ہوا کرتے تھے۔

اور حضرت عبداللہ بن حمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- كَانَ إِذَا سَأَلَ عَنْ إِسْمِ الرَّجُلِ فَإِنْ كَانَ حَسَنًا ، عُرِفَ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ ، وَإِنْ كَانَ سَيِّئًا رَأَى ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ وَإِذَا سَأَلَ عَنْ إِسْمِ الْقَرْيَةِ فَكَذَلِكَ (المعجم الاوسط للطبرانی حديث

نمبر ۴۷۰۴، اخلاق النبی لابی الشیخ الاصبہانی حديث نمبر ۷۳۹) ۱

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ جب کسی آدمی کا نام معلوم کرتے، تو اگر اچھا نام ہوتا، تو آپ کے چہرہ مبارک میں اس کی خوشی ظاہر ہوتی تھی، اور اگر برا نام ہوتا، تو آپ کے چہرہ مبارک میں اس کی ناپسندیدگی ظاہر ہوتی تھی، اور جب کسی بہتی کے نام کے بارے میں معلوم کرتے، تو بھی یہی صورت حال ہوتی تھی (ترجمہ ختم)

اندازہ لگائیے کہ اچھے ناموں سے حضور ﷺ اتنے خوش ہوتے تھے کہ خوشی کے اثرات آپ کے چہرہ انور تک پر ظاہر ہو جاتے تھے، اور برے ناموں سے اتنے ناخوش ہوتے تھے کہ اس کی ناخوشی اور ناگواری کے اثرات آپ کے چہرہ انور پر ظاہر ہو جاتے تھے۔

پس اچھا نام رکھنا حضور ﷺ کی خوشی اور برے نام رکھنا آپ ﷺ کی ناخوشی و ناگواری کا باعث ہوا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اچھا نام رکھنا سنت اور برے اور مکروہ نام رکھنا خلاف سنت ہے۔

اچھے ناموں کے انتخاب اور برے ناموں سے بچنے کی اہمیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ برے ناموں

۱ قال الہیعی:

رواہ الطبرانی فی الکبیر والایوسط ورجالہ رجالہ الصحیح غیر معید بن بشیر وهو ثقة

وفہ ضعیف. (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۴۷، باب الاسماء وما جاء فی الاسماء الحسنہ)

قلت: ولی معید بن بشیر اختلاف ، فہو حسن الحدیث ، ولہ شاهد من حدیث ہریدۃ . کما مر .

کا انسان کی زندگی اور تقدیر اور عمل پر بھی برا اثر پڑتا ہے، اور اس کے مقابلہ میں اچھے ناموں کا اچھا اثر پڑتا ہے۔ ۱۔

اچھے نام کون سے ہیں؟

یوں تو اچھے اور مستحب ناموں کی تعداد بے شمار ہے، لیکن حضور ﷺ نے اصولی انداز میں اچھے اور پسندیدہ ناموں کی نشاندہی فرمادی ہے۔

چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَائِكُمْ إِلَى اللَّهِ عَبْدُ

اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ (مسلم، حدیث نمبر ۵۷۰۹، کتاب الآداب، باب النہی عن

الْعُكْنَى بِأَبِي الْقَاسِمِ وَتَبَانِ مَا يُسْتَعَبُّ مِنَ الْأَسْمَاءِ، واللفظ لل، المعجم الکبیر للطبرانی

حدیث نمبر ۱۳۱۹۳، مستدرک حاکم ۷۸۳۰، شرح السنة للبغوی، باب

تغییر الاسماء)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارے ناموں میں زیادہ

پسندیدہ نام عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

"إِنَّ مِنْ أَحْسَنِ أَسْمَائِكُمْ عَبْدُ اللَّهِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ" (مسند احمد حدیث

۱۔ لہذا بہت عاملاً ای اراد ارسال عامل سال عن اسمه فاذا أعجبه اسمه فرح به ورئی
ای ابصر وظهر بشر ذلك بكسر الموحدة ای اثر بشاشه وانبساطه فی وجهه وان كره
اسمه رئی كراهيه ذلك ای ذلك الاسم المكروه فی وجهه ای وغير ذلك الاسم
إلى اسم حسن ففي رواية البزار والطبرانی فی الأوسط عن أبي هريرة إذا بعثتم إلى رجلا
فابحثوه حسن الوجه حسن الاسم قال ابن الملك فالسنة أن يختار الإنسان لولده
وخادمه من الأسماء الحسنة فإن الأسماء المكروهة قد توافق القدر كما لو سمي أحد
ابنه بخسار فرما جرى قضاء الله بأن يلحق بذلك الرجل أو ابنه خسار فاعتقد بعض
الناس أن ذلك بسبب اسمه فبحثوا عن محارزون عن مجالسته ومواصلته وفي شرح
السنة ينهى للإنسان أن يختار لولده وعلمه الأسماء الحسنة فإن الأسماء المكروهة قد
توافق القدر (مراقبة، كتاب الطب والرقى، باب القال والطيرة)

نمبر ۴۷۴۳

ترجمہ: تمہارے اچھے ناموں میں سے عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں (ترجمہ فتم)

اس سے معلوم ہوا کہ اچھے نام صرف عبد اللہ اور عبد الرحمن تک محدود نہیں ہیں، بلکہ ان دونوں کے علاوہ اور بھی اچھے نام ہیں، کیونکہ حدیث میں ان دونوں کو اچھے ناموں میں سے بتلایا گیا ہے۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

خَيْرُ أَسْمَائِكُمْ عَبْدُ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ (مسند البزار حلیت نمبر ۵۷۵۶)

ترجمہ: ناموں میں زیادہ خیر والے نام عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں (ترجمہ فتم)

اور اگلی احادیث میں آتا ہے کہ یہ دونوں نام خیر والے ناموں میں سے ہیں، لہذا خیر والے نام صرف یہ دو ہی نہیں ہیں۔

انسان کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کے لئے پیدا کیا گیا ہے، اس لئے وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کا عبد اور بندہ ہے، اور اسی وجہ سے عبد اللہ (یعنی اللہ کا بندہ) اور عبد الرحمن (یعنی رحمن کا بندہ) پسندیدہ نام ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایات سے اللہ تعالیٰ کی عبادت والے ناموں کا مستحب ہونا معلوم ہوا، البتہ ”اللہ“ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے، اس لئے اس کو دوسرے ناموں پر ذاتی ہونے کی حیثیت سے ترجیح و فوقیت حاصل ہے۔

اور ”رحمن“ اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفت ہونے کے علاوہ ایسی صفت ہے، جس کا بندہ دنیا و آخرت میں بہت زیادہ محتاج اور ضرورت مند ہے۔

اس لئے عبد اللہ اور عبد الرحمن ناموں کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا گیا۔

ورنہ اللہ تعالیٰ کے دوسرے صفاتی ناموں (یعنی اسمائے حسنی) کی طرف ”عبد“ کی نسبت کر کے نام رکھنا بھی فضیلت و استحباب سے خالی نہیں، جیسے عبد القیوم، عبد الخالق، عبد القدوس، عبد الرب، وغیرہ۔

وہ الگ بات ہے کہ احادیث میں عبد اللہ اور عبد الرحمن کی تصریح ہونے اور ان ناموں کو بعض جہات

سے دوسرے ناموں پر فوقیت حاصل ہونے کی وجہ سے ان کی فضیلت زیادہ ہے۔ لے
مگر باوجود فضیلت زیادہ ہونے کے ناموں کا مستحب اور اچھا ہونا صرف اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ
کی طرف عہد کی نسبت والے ناموں پر موقوف نہیں ہے، کیونکہ دیگر احادیث میں کئی ایسے ناموں کو
بھی خیر والے اور مستحب و افضل ناموں میں شامل کیا گیا ہے، جو اچھے معنی پر دلالت کرتے ہیں، نیز
انبیائے کرام علیہم السلام کے ناموں پر نام رکھنے کا بھی حکم دیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت عبدالرحمن بن ابی سبرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنَّ مِنْ خَيْرِ أَسْمَائِكُمْ عَبْدُ اللَّهِ
وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ وَالْحَارِثُ" (مسند احمد حديث نمبر ۱۷۶۰۵، واللفظ له،

المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۱۸۲۰۵، الآحاد والمثاني حديث نمبر

۲۴۴۲، معرفة الصحابة لابی نعیم حديث نمبر ۳۵۹۱)

لے گویا کہ عہد اللہ اور عبد الرحمن تو منصوص اور مقیس طیبہ ہیں، اور باقی دیگر عبودیت والے نام مقیس ہیں۔

قال ابو محمد بن حزم اتفقوا على استحسان الاسماء المضافة الى الله كعبد الله
وعبد الرحمن وما اشبه ذلك (تحفة المودود باحكام المولود ص ۸۰، الباب الثامن)
وعن أبي وهب الجشمي بنظم جهم وفتح شين معجمة قال المؤلف اسمه كنيته وله
صحبة قال قال رسول الله تسموا بأسماء الأنبياء أي دون الملائكة لما سبق ولا بأسماء
الجاهلية من كلب وحمار وعبد شمس ونحوها وأحب الأسماء إلى الله عبد الله وعبد
الرحمن أي ونحوهما من عبد الرحيم وعبد الكريم وأمثالهما وأصلها حارث وهما
فإن الأول بمعنى الكاسب والثاني فعال من هم يهم فلا يخلو إنسان عن كسب وهم بل
عن هموم وألقبها حرب ومرة لأن الحرب يطير بها وتكره لما فيها من القتل والأذى
وأما مرة فلأن المركبه ولأن كنية إبليس أبو مرة رواه أبو داود (مراقبة، كتاب الآداب،
باب الأسامي)

(وأحب الأسماء إلى الله) تعالى (عبد الله وعبد الرحمن) لأن التعلق الذي بين العبد
وبين الله إنما هو العبودية المحضة والتعلق الذي بين الله وعبد بالرحمة المحضة
فهرحمته كان وجوده وكمال وجوده والغاية التي أوجده لأجلها أن يتأله وحده محبة
وعوفا ورجاء وإجلالا وتعظيما ولما غلبت رحمته غضبه وكانت الرحمة أحب إليه من
الغضب كان عبد الرحمن أحب إليه من عبد القاهر (فيض القدير للمناوي، تحت حديث
رقم ۳۳۰۰)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عبد القاهر نام رکھنا بھی جائز ہے۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے خیر والے ناموں میں سے عبد اللہ اور عبد الرحمن اور حارث نام بھی ہیں (ترجمہ ختم)

اس حدیث میں عبد اللہ اور عبد الرحمن کے ساتھ ”حارث“ کو بھی خیر والا نام قرار دیا گیا ہے، نیز اس حدیث میں ان تین ناموں کو خیر والے ناموں میں سے بتلایا گیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ خیر والے نام صرف یہ تین ہی نہیں ہیں، بلکہ اور بھی ہیں۔ ۱۔

اور حضرت ابو ذہب حششی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْمُوا بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ وَأَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَبْدُ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ (نسائی، حدیث نمبر ۳۵۶۷، کتاب التغییل، مَا يُسْتَعَبُّ مِنْ هَيْئَةِ الْغَيْلِ، وَاللَّفْظُ لَهُ، السَّنَنُ الْكَبِيرُ لِلْنَّسَائِيِّ، حدیث نمبر ۴۰۶)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نبیوں کے ناموں پر (اپنے اور اپنے بچوں کے) نام رکھا کرو اور اللہ عزوجل کے نزدیک ناموں میں زیادہ پسندیدہ نام عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں (ترجمہ ختم)

اس حدیث میں انبیائے کرام علیہم السلام کے نام رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کے نام رکھنا بھی مستحب ہے، خواہ انبیائے کرام کے ناموں کے معنی معلوم نہ ہوں، یا بظاہر ان ناموں کے معنی میں کوئی خوبی ظاہر نہ ہوتی ہو۔

کیونکہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام انسانوں میں سب سے زیادہ اشرف اور افضل ہوتے ہیں، اور جو نام ان کی طرف منسوب ہوں۔

ان کے اثرات الفاظ کے معنی سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام نے مختلف انبیائے کرام کے ناموں پر بچوں کے نام

۱۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آج کل بعض ناواقف لوگ جو ”حارث“ نام سے منع کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ شیطان کا نام ہے، اس لئے اس نام کا رکھنا جائز نہیں۔ یہ غلط فہمی پختی ہے، اور شرعاً حارث نام رکھنا جائز بلکہ بہتر ہے۔

رکھے ہیں۔ ۱۔

چنانچہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

وُلِدَ لِيْ غُلَامٌ فَاتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ اِبْرَاهِيْمَ

فَحَنَكُهُ بِتَمْرَةٍ وَدَعَا لَهُ بِالْهَرَكَةِ (مسلم حدیث نمبر ۵۷۳۹، کتاب الآداب، باب

استصحاب تحنیک المولود عند ولادته وحمله إلى صالح یحنکه، واللفظ له، و حدیث

نمبر ۵۷۳۹، مسند احمد حدیث نمبر ۱۹۵۷۰)

ترجمہ: میرے یہاں بیٹا پیدا ہوا، تو میں اس کو لے کر نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا، تو

نبی ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا، اور اس کی کھجور کے ساتھ تحنیک فرمائی، اور اس

کے لئے برکت کی دعا فرمائی (ترجمہ ختم)

حضرت ابراہیم علیہ السلام جلیل القدر نبی ہیں، اور حضور ﷺ کا اُن کے نام پر صحابی کے بیٹے کا نام

تجویز فرمانا، اس بات کی دلیل ہے کہ نبی کا نام رکھنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے، بلکہ سنت و مستحب ہے۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- -وُلِدَ لِيْ اللَّيْلَةُ غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ

بِاسْمِ أَبِي اِبْرَاهِيْمَ (مسلم حدیث نمبر ۶۱۶۷، کتاب الفضائل، باب رحمۃ ﷺ)

۱۔ (تسموا بأسماء الأنبياء) لفظہ امر ومعناه الإباحة لأنه خرج على سبب وهو تسموا

باسمى وإنما طلب التسمى بالأنبياء لأنهم مادة بنى آدم وأخلاقهم أشرف الأخلاق

وأعمالهم أصلح الأعمال فأسماءهم أشرف الأسماء فاتسمى بها حروف التسمى ولو

لم يكن فيها من المصالح إلا أن الاسم يذكر بمسماه ويقضى التعلق بمعناه لكنى به

مصلحة مع ما فيه من حفظ أسماء الأنبياء عليهم السلام وذكرها وأن لا تنسى فلا يكره

التسمى بأسماء الأنبياء بل يستحب مع المحافظة على الأدب، قال ابن القيم: وهو

الصواب وكان ملهيب عمر كراهته ثم رجع كما يأتي وكان لطلحة عشرة أولاد كل

منهم اسمه اسم نبي والزبير عشرة كل منهم مسمى باسم شهيد فقال له طلحة: أنا

أسميهم بأسماء الأنبياء وأنت بأسماء الشهداء فقال: أنا أطمع في كونهم شهداء وأنت

لا تطمع في كونهم أنبياء (فيض القدير للمناوي، تحت حدیث رقم ۳۳۰۰)

وقد سمى النبي ﷺ ابنه ابراہیم، وكان في أصحابه خلاق مسمون بأسماء

الأنبياء (شرح النووي على مسلم، کتاب الآداب، باب النهی عن العکسۃ بابی القاسم الخ)

الصبيان والعيال وتواضعه وفضل ذلك، واللفظ لله، ابو داؤد حديث نمبر ۳۱۲۸،

مسند احمد حديث نمبر ۱۳۰۱۳

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے یہاں رات بیٹے کی پیدائش ہوئی ہے، تو

میں نے اس کا نام اپنے باپ ابراہیم کے نام پر رکھا ہے (ترجمہ ختم)

اپنے باپ ابراہیم کے نام پر رکھنے سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ کا سلسلہ نسب جلیل القدر نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملتا ہے۔

پس حضور ﷺ کا اپنے بیٹے کا نام ابراہیم تجویز فرمانا، اس بات کی دلیل ہے کہ نبی کے نام پر نام رکھنا سنت کے مطابق اور افضل ہے۔

اور حضرت یوسف بن عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"سَمَّانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوسُفَ وَالْعَلَدَنِي عَلَى حُجْرِهِ

وَمَسَحَ عَلَى رَأْسِي" (الادب المفرد للبخاری حديث نمبر ۳۷۹، باب مسح رأس

الصبي، معرفة الصحابة لابی نعم حديث نمبر ۶۶۷۱، واللفظ لهما، مسند ابن ابی

شيبه حديث نمبر ۶۸۹، مسند احمد حديث نمبر ۱۶۳۰۳، المعجم الكبير للطبرانی

حديث نمبر ۱۸۱۸۶، شرح مشكل الآثار للطحاوی حديث نمبر ۳۳۳۱، مسند

الحمیدی حديث نمبر ۹۰۹، شرح السنة للإمام البغوی، ج ۱۲ ص ۳۳۳

ترجمہ: میرا نام رسول اللہ ﷺ نے یوسف رکھا، اور مجھے اپنی گود میں بٹھایا، اور میرے

سر پر ہاتھ پھیرا (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ نبی کے نام پر نام رکھنا جائز بلکہ سنت و مستحب ہے۔

نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پیدائش کے بعد بچے کو کسی بزرگ کی گود میں بٹھانا، اور اس

کے سر پر بزرگ کا ہاتھ پھیرنا حضور ﷺ کی سنت ہے۔

اور جلیل القدر تابعی حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

۱۔ قال ابن حجر:

وسنده حسن (فتح الباری لابن حجر، باب من سمي باسماء الانبياء)

أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَيْهِ أَسْمَاءُ الْأَنْبِيَاءِ (مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر ۲۶۳۰،

کتاب الادب، باب ما يستحب من الأسماء)

ترجمہ: ناموں میں اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسندیدہ نام انبیاء کے نام ہیں (ترجمہ ختم)

بہر حال انبیائے کرام علیہم السلام کے نام رکھنا نہ صرف جائز بلکہ سنت و مستحب ہے۔

چند انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے نام یہ ہیں:

آدَمُ. شَيْثُ. إِدْرِيسُ. نُوحُ. هُودُ. صَالِحُ. إِبْرَاهِيمُ. لُوطُ. إِسْمَاعِيلُ.
إِسْحَاقُ. يَعْقُوبُ. يُونُسُ. أَيُّوبُ. ذُو الْكِفْلِ. يُونُسُ. هُشَيْبُ. مُوسَى.
هَارُونُ. يُوْنُسُ. دَاوُدُ. سُلَيْمَانُ. إِيْلْيَاسُ. الْيَسَعُ. زَكَرِيَّا. يَحْيَى. عِيسَى.
مُحَمَّدُ.

(صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمُّوْا بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ وَأَحَبُّ
الْأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ عَبْدُ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ وَأَصْدَقُهَا حَارِثُ وَهَمَامُ
وَأَقْبَحُهَا حَرْبٌ وَمَرْءٌ (ابوداؤد، حدیث نمبر ۴۹۵۲، کتاب الادب، باب فی تسمیہ
الأسماء، واللفظ له، مسند احمد حدیث نمبر ۱۹۰۳۲، مسند ابی یعلیٰ الموصلی

حدیث نمبر ۷۰۱۲، معرفة الصحابة لابن نعیم حدیث نمبر ۷۰۴۵، الادب المفرد

للبخاری حدیث نمبر ۸۴۳، المعجم الكبير للطبرانی حدیث نمبر ۱۸۳۸۴) ۱

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نبیوں کے ناموں پر (اپنے بچوں کے) نام رکھا
کرو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناموں میں زیادہ پسندیدہ نام عبد اللہ اور عبد الرحمن
ہیں، اور زیادہ صادق آنے والے نام حارث اور ہمام ہیں، اور زیادہ برے نام

۱۔ قال البوصیری:

هذا إسناد رواه ثقات (اتحاف الخيرة المهرة، باب أحب الأسماء إلى الله وأصدقها
وأقبحها)

حرب (بمعنی جنگ) اور مَرَّہ (بمعنی کڑوا) ہیں (ترجمہ فتح)

حارث کے معنی کمانے والے کے، اور ہمام کے معنی زیادہ ارادہ کرنے والے کے آتے ہیں، اور کوئی انسان کمانے اور ارادہ کرنے سے خالی نہیں ہوتا۔

اس لئے یہ نام انسان کی حالت پر زیادہ صادق آتے اور منطبق ہوتے ہیں۔

اور حرب کے معنی جنگ اور لڑائی کے ہیں، اور مرہ کے معنی کڑوا ہونے کے ہیں، اس لئے یہ نام پسندیدہ نہیں ہیں۔ ۱۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو نام اچھے معنی رکھتے ہوں، اور انسان کی حالت پر زیادہ صادق آتے ہوں، ان کا رکھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ برے اور ناپسندیدہ معنی پر مشتمل ناموں کا رکھنا درست نہیں، جیسا کہ حرب، جس کے معنی جنگ اور لڑائی کے آتے ہیں، اور جیسا کہ مَرَّہ، جس کے معنی کڑوے کے آتے ہیں، ان کے متعلق مزید تفصیل آگے آتی ہے۔

اس کے علاوہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل میں اپنے سے پہلے انبیاء اور صالحین کے نام رکھنے کا رواج تھا۔

چنانچہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے:

فَقَالَ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَمُّونَ بِأَنْبِيَائِهِمْ وَالصَّالِحِينَ قَبْلَهُمْ (مسلم، حدیث

۱۔ تسموا بأسماء الأنبياء وأحب الأسماء إلى الله عبد الله وعبد الرحمن وأصدقها حارث وهمام وأحبها حرب ومرة قال بعضهم أما الأولان فلما تقدم في باب أحب الأسماء إلى الله وأما الآخران فلأن العبد في حرث الدنيا أو حرث الآخرة ولأنه لا يزال بهم بالنسيء بعد الشيء وأما الآخران فلما في الحرب من المكاره ولما في مرة من المرارة وكان المؤلف رحمه الله لما لم يكونا على شرطه اكتفى بما استبطه من أحاديث الباب وأشار بذلك إلى الرد على من كره ذلك (فتح الباری لابن حجر، قوله باب من سمي بأسماء الأنبياء)

(وأصدقها حارث وهمام) إذ لا ينفك مسماهما عن حقيقة معناهما (وأحبهما حرب ومرة) لما في حرب من البشاعة وفي مرة من المرارة وقبس به ما أشبهه كحفظه وحزن ونحو ذلك (فيض القدير للمناوي، تحت حدیث رقم ۳۳۰۰)

نمبر ۵۷۲۱، کتاب الآداب، باب النهی عن التکسب بابی القاسم الخ، واللفظ له،

ترمذی حدیث نمبر ۳۰۸۰، مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۳۸۱۷، السنن

الکبریٰ للنسائی حدیث نمبر ۱۱۳۱۵

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل اپنے سے پہلے نبیوں اور نیک لوگوں کے نام رکھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ نبیوں اور نیک لوگوں کے نام رکھنے کا رواج بہت پہلے سے چلا آ رہا ہے، لہذا نبیوں اور نیک لوگوں کے نام رکھنا جائز ہے۔ ۱۔

نبیوں کے بعد اس امت کے سب سے بڑا درجہ رکھنے والی اولیائے کرام کی جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہے، لہذا صحابہ کرام کے نام رکھنا بھی جائز ہوا۔ ۲۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی طرف ”عبد“ کی نسبت کر کے نام رکھنا مستحب ہے، خاص طور پر عبد اللہ اور عبد الرحمن۔

اسی طرح انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ناموں پر نام رکھنا بھی مستحب ہے۔

اور اسی طرح صالحین، اور خاص کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام رکھنا بھی مستحب ہے۔ ۳۔

۱۔ حضرت خضر اور حضرت لقمان اور خواتین میں حضرت سارہ اور حضرت آسیہ بھی پہلی امتوں کے اولیائے کرام سے تعلق رکھتے ہیں، لہذا یہ نام رکھنا بھی مستحب ہوا۔ محمد رضوان۔

۲۔ قوله ﷺ عن بنی اسرائیل: (إنهم كانوا يسمون بأبائهم والصالحين قبلهم) استدل به جماعة على جواز التسمية بأسماء الأنبياء عليهم السلام، وأجمع عليه العلماء، إلا ما قلتمناه عن عمر رضي الله عنه، وسبق تأويله، وقد سمي النبي ﷺ ابنه إبراهيم، وكان في أصحابه خلائق مسمون بأسماء الأنبياء. قال القاضي: وقد كره بعض العلماء التسمي بأسماء الملائكة، وهو قول الحارث بن مسكين. قال: وكره مالك التسمي بجبريل وإسحق (شرح النووي على مسلم، كتاب الآداب، باب النهي عن التکسب بابی القاسم الخ)

۳۔ اور انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے صرف ناموں کی نسبت کی اہمیت ان کے ناموں کے معانی سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔

اسی طرح صالحین اور خاص کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ناموں کا بھی معاملہ ہے، البتہ وہ نام جن کا حضور ﷺ کو علم نہ ہو سکا، یا تبدیل کرنے کے باوجود پہلا نام مروج رہا، ان کا معاملہ الگ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد رضوان۔

نیز اچھے اور ایسے معنی پر مشتمل نام رکھنا جو انسان کی حالت کے زیادہ لائق اور مناسب ہوں، وہ بھی مستحب ہیں۔

اور اس کے برعکس برے اور ناپسندیدہ معنی پر مشتمل ناموں کا رکھنا مناسب نہیں، ان کی تفصیل آگے آتی ہے۔

بچے کا نام کب رکھا جائے؟

بچے کا نام ساتویں دن جو بزرگنا افضل ہے، کیونکہ قولی احادیث میں ساتویں دن نام رکھنے کا ذکر ہے اور ساتویں دن سے پہلے نام رکھنا بھی حضور ﷺ سے ثابت ہے، اس لئے ساتویں دن سے پہلے نام رکھنا بھی جائز ہے، اور اگر کوئی ساتویں دن تک نام نہ رکھ سکے، تو اس کے بعد رکھنے میں بھی کوئی گناہ نہیں، لیکن بلاوجہ تاخیر کرنا اچھی بات نہیں۔ ۱

چنانچہ حضرت سرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغُلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيدَتِهِ يُذَبِّحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيُسَمَّى وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ (ترمذی، حدیث نمبر ۱۳۴۲، ابواب

الاصحاح، باب العقيدة بشاة، وقال هذا حديث حسن صحيح)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بچہ اپنے عقیدہ کے ساتھ رہن (گروی) ہوتا ہے، جو اس کی طرف سے ساتویں دن ذبح کیا جائے، اور اس کا نام رکھا جائے، اور اس کے بال مونڈوائے جائیں (ترجمہ ثم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

الْغُلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيدَتِهِ تُذَبِّحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهِ وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ وَيُسَمَّى يَوْمَ السَّابِعِ (مسند رک حاکم حدیث نمبر ۷۶۹۴)

۱۔ قال اصحابنا وغيرهم يستحب ان يسمى المولود في اليوم السابع ويجوز قبله وبعده وقد تظاهرت الاحاديث الصحيحة على ذلك (المجموع شرح المذهب للنووي ج ۸ ص ۴۳۵)

ترجمہ: بچہ اپنے حقیقہ کے ساتھ رہن ہوتا ہے، اس کی طرف سے حقیقہ کے طور پر جانور
ذبح کیا جائے گا، اور اس کا سر مونڈا جائے گا، اور ساتویں دن نام رکھا جائے گا (ترجمہ ختم)
حقیقہ کے رہن ہونے کی تفصیل ہم نے حقیقہ کے بیان میں ذکر کر دی ہے۔

اور حضرت عمرو بن شعیب کی سند سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِتَسْمِيَةِ الْمَوْلُودِ يَوْمَ سَابِعِهِ وَوَضَعَ
الْأَذَى عَنْهُ وَالْعَقْ (ترمذی حدیث نمبر ۲۷۵۸، ابواب الادب، باب ما جاء في تعجيل
اسم المولود)

ترجمہ: نبی ﷺ نے نومولود کا ساتویں دن نام رکھنے کا حکم فرمایا، اور اس کی گندگی دور
کرنے کا اور اس کا حقیقہ کرنے کا بھی حکم فرمایا (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِالْعَقِيقَةِ يَوْمَ السَّابِعِ لِلْمَوْلُودِ ، وَوَضَعَ
الْأَذَى ، وَتَسْمِيَتِهِ (مُصَنَّفُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، حَدِيثُ نُمَيْرٍ ۲۴۷۳۸، كِتَابُ الْعَقِيقَةِ، بِطَرِيقِ
أَيُّ يَوْمٍ تُلْبِغُ الْعَقِيقَةَ؟)

ترجمہ: نبی ﷺ نے نومولود کا ساتویں دن حقیقہ کرنے اور اس کی گندگی دور کرنے اور
اس کا نام رکھنے کا حکم فرمایا (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو جعفر سے روایت ہے کہ:

كَانَتْ فَاطِمَةُ تَعْقُ عَنْ وَلَدِهَا يَوْمَ السَّابِعِ ، وَتُسَمِّيهِ ، وَتَحْتَمِلُهُ ، وَتَحْلِقُ
رَأْسَهُ ، وَتَعْصَلِقُ بَوْرِيَهُ وَرِقًا (مُصَنَّفُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، حَدِيثُ نُمَيْرٍ ۲۴۷۴۱، كِتَابُ
الْعَقِيقَةِ، بِطَرِيقِ أَيُّ يَوْمٍ تُلْبِغُ الْعَقِيقَةَ؟)

ترجمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے بچے کا ساتویں دن حقیقہ کیا کرتی تھیں، اور اس
کا نام رکھا کرتی تھیں، اور اس کا ختنہ کراتی تھیں، اور اس کا سر منڈواتی تھیں، اور بالوں
کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرتی تھیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ يَوْمَ السَّابِيعِ ،
وَسَمَاهُمَا ، وَأَمَرَ أَنْ يُعَاطَ عَنْ رُءُؤٍ وَمِيسِمَا الْأَذَى (مسند ترك حاكم حديث
نمبر ۷۹۵) ل

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کا ساتویں دن عقیقہ کیا،
اور ان کا نام رکھا، اور حکم فرمایا کہ ان کے سر سے گندگی دور کر دی جائے (ترجمہ ختم)
ان احادیث سے بچے کا نام ساتویں دن رکھنے کا افضل ہونا معلوم ہوا۔
اور عقیقہ وختہ وغیرہ کی تفصیل ہم نے اپنے مقام پر ذکر کر دی ہے۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وَلِدَ لِي الْيَلَّةُ غُلَامٌ فَسَمَيْتُهُ
بِاسْمِ أَبِي إِبْرَاهِيمَ (مسلم حديث نمبر ۶۱۶۷، كتاب الفضائل، باب رحمه
ﷺ الصبيان والعيال وتواضعه وفضل ذلك، واللفظ له، ابو داؤد حديث نمبر ۳۱۲۸،
مسند احمد حديث نمبر ۱۳۰۱۳)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے یہاں رات بیٹے کی پیدائش ہوئی ہے، تو
میں نے اس کا نام اپنے باپ ابراہیم کے نام پر رکھا ہے (ترجمہ ختم)
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیدائش کے فوراً بعد بھی بچے کا نام رکھنا درست ہے۔
اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

وَلِدَ لِي غُلَامٌ فَاتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَاهُ إِبْرَاهِيمَ
فَحَنَنَهُ بِعَمْرَةٍ وَدَعَا لَهُ بِالْبُرَكَّةِ (مسلم حديث نمبر ۵۷۳۹، كتاب الآداب، باب

استصحاب تحننك المولود عند ولادته وحمله إلى صالح يحنك، واللفظ له، مسند

ل وقال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ ، وَلَمْ يُعَرَّجْ بِهِ السَّيَالِقَةُ .

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح

احمد حلیف نمبر (۱۹۵۷)

www.E-IQRA.info

ترجمہ: میرے یہاں بیٹا پیدا ہوا، تو میں اس کو لے کر نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا، تو نبی ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا، اور اس کی بھجور کے ساتھ تحنیک فرمائی، اور اس کے لئے برکت کی دعا فرمائی (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ بچے کا نام ساتویں دن سے پہلے اور پیدائش کے فوراً بعد رکھنا جائز ہے۔

بہر حال بچے کا نام ساتویں دن رکھنا افضل ہے، اور پیدائش کے فوراً بعد رکھنا بھی جائز ہے، اور ساتویں دن کے بعد رکھنے میں بھی گناہ نہیں، اگرچہ تاخیر بہتر نہیں۔

نام کے ساتویں دن تجویز کرنے میں یہ حکمت بھی ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد غور و فکر کرنے کا موقع مل جاتا ہے، اور بغیر سوچے سمجھے نام رکھنے کے نتیجہ میں نام رکھ کر پھر تبدیل کرنے کی زحمت سے کافی حد تک نجات حاصل ہو جاتی ہے۔ ۱۔

اگر کوئی پہلے دن یا ساتویں دن سے پہلے نام تجویز کرے تو اس میں بہتر یہ ہے کہ پوری طرح سے نام طے نہ کرے، خوب غور و فکر کر لے، اور اطمینان ہونے کے بعد ساتویں دن طے کر دے۔ ۲۔

۱۔ السنة أن يسمي المولود في اليوم السابع من ولادته أو يوم الولادة. فاما استعجاب به يوم السابع، فلما روياه (الاذکار، کتاب الأسماء، باب تسمية المولود)
وقال الخطابي ذهب كثير من الناس إلى أن التسمية تجوز قبل ذلك وقال محمد بن سيرين وقاعدة والأوزاعي إذا ولد وقد تم خلقه يسمي في الوقت إن شاء وقال المهلب وتسمية المولود حين يولد وبعد ذلك بليلة أو ليلتين وما شاء إذا لم ينو الأب الحقيقة عند يوم مابعه جائز وإن أراد أن ينسك عنه فالسنة أن تؤخر تسميته إلى يوم النسك وهو السابع (عمدة القاری، کتاب الحقيقة، باب تسمية المولود غداة یولد لمن یعق عنه وتحیکه)

۲۔ آج کل بعض فیض پرست لوگ بچے سے بچے نام کی تلاش میں تاخیر کرتے رہتے ہیں، اور محنتیں گزرنے کے باوجود نام تجویز نہیں کرتے، ظاہر ہے کہ یہ طرز عمل مناسب نہیں۔

اچھے اور برے ناموں کے اثرات

یوں تو انسان اور کسی بھی چیز کا نام بظاہر ایک چھوٹی سی چیز معلوم ہوتی ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہر چیز کے نام کے اس چیز پر اچھے اور برے اثرات منتقل ہوتے ہیں، اور وہ اثرات صرف دنیا تک محدود نہیں، بلکہ آخرت سے بھی ان کا تعلق ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں اچھے ناموں کا حکم دیتے وقت یہ فرما کر کہ تمہیں قیامت کے دن تمہارے ناموں سے پکارا جائے گا، اچھے ناموں کا آخرت سے بھی تعلق ظاہر کر دیا گیا۔ ۱۔

اس کے علاوہ مذہب کی شناخت بھی کافی حد تک نام کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے انتہائی اہتمام کے ساتھ انسانوں بلکہ جگہوں کے برے ناموں کو کثرت کے ساتھ تبدیل فرمایا ہے، جس کا ذکر بعد میں آتا ہے۔

انسان کے اعمال و احوال پر ناموں کے اثرات پڑنے کا کئی احادیث سے ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ حضرت یحییٰ بن سعید سے مرسل روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْقَحَةِ تُحَلَبُ مَنْ يُحَلَبُ هَذِهِ
فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اسْمُكَ فَقَالَ لَهُ
الرَّجُلُ مُرَّةٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْلِسْ ثُمَّ قَالَ مَنْ
يُحَلَبُ هَذِهِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا
اسْمُكَ فَقَالَ حَرْبٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْلِسْ ثُمَّ
قَالَ مَنْ يُحَلَبُ هَذِهِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا اسْمُكَ فَقَالَ يَعِيشُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۔ قال ابن الملق فإلانة أن يختار الإنسان لولده وعامه من الأسماء الحسنة فإن الأسماء المكروهة قد توافق القدر كما لو سمي أحد ابنه بخسار فربما جرى قضاء الله بأن يلحق بذلك الرجل أو ابنه خسار فيعتقد بعض الناس أن ذلك بسبب اسمه فينشأ من ويحترزون عن مجالسته ومواصلته وفي شرح السنة ينهى للإنسان أن يختار لولده وعلمه الأسماء الحسنة فإن الأسماء المكروهة قد توافق القدر (مرفقة، كتاب الطب والرقى، باب الفأل والطيرة)

أُحْلِبُ (موطا امام مالک، کتاب الجامع، باب ما يكره من الاسماء، حديث لمير

۱۵۳۰، واللفظ له، موطا امام محمد حديث لمير ۸۷۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک دودھ دینے والی اونٹنی کو دکھا کر (لوگوں سے) فرمایا کہ اس کا دودھ کون دوہے گا؟ تو ایک آدمی کھڑا ہوا، اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ میرا نام ”مرۃ“ (یعنی کڑوا) ہے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ تم بیٹھ جاؤ، پھر دوسری مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس اونٹنی کا کون دودھ دوہے گا؟ تو ایک آدمی کھڑا ہوا، اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ میرا نام ”حرب“ (یعنی جنگ) ہے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ تم بیٹھ جاؤ، پھر تیسری مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس اونٹنی کا کون دودھ دوہے گا؟ تو ایک آدمی کھڑا ہوا، اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ میرا نام ”یعیش“ (یعنی زندگی گزارنے والا) ہے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ دودھ دوہو (ترجمہ ختم)

اور حضرت یحیش غفاری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بِنَاقَةٍ فَقَالَ " مَنْ يُحْلِبُهَا ؟ " فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " مَا اسْمُكَ ؟ " فَقَالَ: مَرَّةٌ، قَالَ " أَتُقَدُّ " ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ " مَا اسْمُكَ ؟ " قَالَ: بَجْمَرَةٌ، قَالَ " أَتُقَدُّ " ثُمَّ قَامَ يَعِيشُ، فَقَالَ " مَا اسْمُكَ ؟ " قَالَ: يَعِيشُ قَالَ "

أُحْلِبُهَا (معرفة الصحابة لابی نعیم حديث لمير ۶۶۷ واللفظ له، المعجم الكبير

للطبرانی حديث لمير ۱۸۱۶۳) ۱

۱ قال الهمی:

رواه الطبرانی وإسناده حسن. (معجم الزوائد، ج ۸ ص ۷۷، باب الاسماء وما جاء في الاسماء الحسنة)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اونٹنی کو منگا کر (لوگوں سے) فرمایا کہ اس کا دودھ کون دوہے گا؟ ایک آدمی نے کہا کہ میں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے جواب میں کہا کہ میرا نام ”مرۃ“ (یعنی کڑوا) ہے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ، پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا کہ ”جرۃ“ (یعنی چنگاری) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ بیٹھ جائیے، پھر تیس کھڑے ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ”بعیش“ (یعنی زندگی گزارنے والا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ دودھ دوہو (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ نام والے کا اثر اس کے کام میں بھی آتا ہے، اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے بڑے نام والوں سے اونٹنی کا دودھ نہیں لکھوایا، کہ کہیں ان کے ناموں کا اثر دودھ میں نہ آجائے۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " مَنْ يُسَوِّقُ إِلَيْنَا هَذِهِ ؟ " فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ : أَنَا . فَقَالَ " مَا اسْمُكَ ؟ " قَالَ : فُلَانٌ ، قَالَ " اجْلِسْ " ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ أَنَا . فَقَالَ " مَا اسْمُكَ ؟ " قَالَ : فُلَانٌ ، قَالَ " اجْلِسْ " ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ : أَنَا . فَقَالَ " مَا اسْمُكَ ؟ " قَالَ : نَاجِيَةُ قَالَ أَنْتَ لَهَا . فَسَقَّهَا (مسند بک حاکم حدیث نمبر ۷۸۴۰، واللفظ له، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۸۳۲۳، الادب المفرد للبخاری حدیث نمبر ۸۴۱، مسند الرویانی حدیث نمبر ۱۴۶۷) ل

ل قال الحاکم: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُعَرَّجْهُ"

قال الذهبي في التلخيص: صحيح.

وقال الهيثمي:

رواه الطبرانی من طريق أحمد بن بشر عن عمه ولم أر فيهما جرحاً ولا تعديلاً، وبقيته رجاله ثقات. (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۴۷، باب الاسماء وما جاء في الاسماء الحسنة)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے اس اونٹ کو کون لے کر جائے گا؟ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں لے جاؤں گا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا فلاں نام ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ بیٹھ جائیے، پھر دوسرے شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں لے جاؤں گا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا فلاں نام ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ بیٹھ جائیے، پھر ایک تیسرا شخص کھڑا ہوا، اور اس نے کہا کہ میں لے جاؤں گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا کہ ”ناجیہ“ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ لے جائیے (ترجمہ ختم)

ناجیہ تیز رفتار اونٹ اور نجات پانے والے کو کہا جاتا ہے، اور یہ نام اونٹ کو لے جانے کے لئے زیادہ موزون و مناسب تھا، اس لئے آپ ﷺ نے نام کی مناسبت سے اپنے اونٹ کو ان کے ساتھ بھیجا۔

اور حضرت سعید بن مسیب اپنے والد حضرت مسیب سے، اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ أَبَاهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا إِسْمُكَ قَالَ حُزْنٌ
قَالَ أَنْتَ سَهْلٌ قَالَ لَا أُغَيِّرُ اسْمًا سَمَّيْتَنِي بِهِ أَبِي، قَالَ إِنْهُنَّ الْمُسَبِّبُ فَمَا
زَالَتِ الْحُزْنُ وَنَفَتْ فِينَا بَعْدَ (بخاری، حدیث نمبر ۵۷۲۲، کتاب الادب، باب اسم
الحزن، واللفظ لله، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۹۵۸)

ترجمہ: حضرت مسیب کے والد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے معلوم کیا کہ آپ کا کیا نام ہے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ میرا نام ”حزن“ (یعنی غم سختی) ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام ”سہل“ (یعنی آسانی) ہے، تو ان کے والد نے کہا کہ میں اس نام کو نہیں بدلوں گا، جو میرے والد نے رکھا تھا۔

ابن مسیب کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد ہمارے گمرانے میں غم کے حالات ہی رہے
(ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ برے اور غم وغیرہ پر مشتمل معنی والے ناموں کو بدل دینا چاہئے، ورنہ
ان کے زندگی پر برے اثرات پڑتے ہیں۔ ۱۔
اور حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِرَجُلٍ مَا اسْمُكَ فَقَالَ جَمْرَةٌ فَقَالَ ابْنُ مَنْ
فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ مِمَّنْ قَالَ مِنَ الْحَوَلَةِ قَالَ ابْنُ مَسْجُوكٍ قَالَ بِحَوْرَةِ
النَّارِ قَالَ بِأَيِّهَا قَالَ بِذَاتِ لُطَى قَالَ عُمَرُ أَذْرِكُ أَهْلَكَ فَقَدْ
اخْتَرَفُوا. قَالَ فَكَانَ كَمَا قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (موطا امام
مالک، کتاب الجامع، باب ما یکرہ من الاسماء، حدیث نمبر ۱۵۴۱)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے معلوم کیا کہ تمہارا نام کیا
ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ”جمرة“ (یعنی چنگاری) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر
معلوم کیا کہ تم کس کے بیٹے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ شہاب (یعنی آگ کا شعلہ) کا
بیٹا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد معلوم کیا کہ تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے
ہو؟ اس نے جواب دیا ”حرقة“ (یعنی آگ جلانے والے) قبیلہ سے، حضرت عمر رضی
اللہ عنہ نے پھر معلوم کیا کہ تم کہاں رہتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا کہ ”حرقة النار“ (یعنی
آگ کی گرمی) میں رہتا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر معلوم کیا کہ یہ ”حرقة النار“
کے کس علاقہ میں ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ”ذات لطلی“ (یعنی بھڑکتی ہوئی آگ)
کے علاقہ میں، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کہ اپنے گمروالوں کے پاس
جاؤ، وہ جل گئے ہیں، راوی کہتے ہیں کہ اس نے جا کر دیکھا تو ویسے ہی پایا، جس طرح
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا (ترجمہ ختم)

اس قسم کی احادیث سے اچھے اور برے ناموں کے اچھے اور برے اثرات کا ہونا معلوم ہوا۔
جس سے اچھے نام رکھنے اور برے ناموں سے بچنے کی اہمیت معلوم ہوئی۔ ۱۔

۱۔ وقد استشكل هذا من لم يفهمه وليس بحمد الله مشكلا لأن مسبب الأسباب جعل هذه المناسبات مقتضيات لهذا الأمر وجعل اجتماعها على هذا الوجه الخاص موجبا له وأخر القضاء ها لأثرها إلى أن تكلم به من ضرب الحق على لسانه ومن كان الملك ينطق على لسانه فحينئذ كمل اجتماعها وتمت فرتب عليها الأمر ومن كان له في هذا الباب فقه نفس انقطع به غاية الانقطاع فإن البلاء موكل بالمنطق قال أبو حمز وقد قال النبي ﷺ البلاء موكل بالقول ومن البلاء الحاصل بالقول قول الشيخ البائس الذي عاده النبي ﷺ فرأى عليه حمى فقال لا بأس طهور إن شاء الله فقال بل حمى تفور على شيخ كبير تزيه القبور فقال رسول الله ﷺ فنعيم إذا وقد رأينا من هذا عبرا فإنا وفي غفرنا والذي رأينا قطرة في بحر وقد قال المؤمل الشاعر

شف المؤمل يوم النقلة النظر
ليت المؤمل لم يخلق له البصر
فلم يلبث أن عمى وفي جامع ابن وهب أن رسول الله ﷺ أتى بفلام فقال ما سمعتم هذا قالوا السائب فقال لا تسموه السائب ولكن عبد الله قال فقلوا على اسمه فلم يمت حتى ذهب عقله فحفظ المنطق وتحيز الأسماء من توفيق الله للعبد وقد أمر النبي ﷺ من تمنى أن يحسن أمنيته وقال إن أحدكم لا يدري ما يكتب له من أمنيته أى ما يقدر له منها وتكون أمنيته سبب حصول ما تمنها أو بعضه وقد بلغك أو رأيت أخبار كثير من المستمنين أصابهم أمانيتهم أو بعضها وكان أبو بكر الصديق رضى الله عنه يعمى بهذا البيت

احذر لسانك أن يقول فعلى إن البلاء موكل بالمنطق
ولما نزل الحسين وأصحابه بكر بلاء سأل عن أسمها فقيل كربلاء فقال كرب وبلاء ولما ولقت حليلة السعدية على عبد المطلب تسأله رضاء رسول الله ﷺ قال لها من أنت قال امرأة من بنى سعد قال فما اسمك قالت حليلة فقال بلغ بلغ سعد وحلم هاتان خلتان فيهما غناء الدهر. وذكر سليمان بن أرقم عن عبيد الله بن عبد الله عن ابن عباس قال بعث ملك الروم إلى النبي ﷺ رسولا وقال انظر أين تراه جالسا ومن إلى جنبه وانظر إلى ما بين كتفيه قال فلما قدم رأى رسول الله ﷺ جالسا على نشر واضعا قدميه في الماء عن يمينه أبو بكر فلما رآه النبي ﷺ قال تحول فانظر ما أمرت به فنظر إلى الخاتم ثم رجع إلى صاحبه فأخبره الخبر فقال ليعلمون أمره وليملكن ما تحت قدمي فينال بالنشر العلو وبالماء الحياة. وقال عوانة بن الحكم لما دعا ابن الزبير إلى نفسه قام عبد الله بن مطيع ليصاح فقبض عبد الله بن الزبير يده وقال لعبيد الله على بن أبى طالب قم فبايع فقال عبيد الله قم ما مصعب فبايع فقام فبايع فقال الناس أبى أن يبايع ابن مطيع وبايع مصعبا ليجدن في أمره صعوبة وقال سلمة ابن محارب نزل الحجاج هير قرة

﴿بقية حاشيا گلے ملنے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

آخر میں ایک بات کی طرف توجہ ضروری ہے، اور وہ یہ ہے کہ آج کل بعض لوگوں اور بچوں کا نام شرعی تقاضوں کے مطابق ہوتا ہے، اور معنی وغیرہ کے اعتبار سے اس میں کوئی خرابی اور برائی موجود نہیں ہوتی، لیکن اس کے باوجود وہ لوگ کسی پریشانی یا بیماری لاحق ہونے کی وجہ سے نام تبدیل کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں، اور یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ بیماری یا پریشانی نام کی وجہ سے لاحق ہے۔ جبکہ ایسا سمجھنا اور اس کی وجہ سے نام کو تبدیل کرنا صحیح نہیں، کیونکہ نام تبدیل کرنے کا حکم اور ضرورت اس وقت ہوتی، جبکہ نام شریعت کے خلاف ہوتا، اور احادیث سے اسی صورت میں نام بدلنا ثابت ہے، اور یہاں نام شریعت کے خلاف نہیں۔

البتہ اگر نام شرعی تقاضوں کے خلاف ہو، تو اس کو بدل دینا چاہئے۔



﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ونزل عبد الرحمن بن الأعمش دبر الجماجم فقال الحجاج استقر الأمر في يدي
وتجمعهم به أمره والله لأقتلنه وهذا باب طويل عظيم النفع نهنا عليه أدنى تنبيه
والمقصود ذكر الأسماء المكروهة والمحبوكة (تحفة المودود بأحكام المولود

ممنوع و مکروہ اور ناپسندیدہ نام

حضور ﷺ کا اچھے ناموں کو پسند فرمانے اور برے ناموں کو ناپسند فرمانے کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ حضور ﷺ نے صرف اچھے ناموں کو پسند اور برے ناموں کو ناپسند فرمانے پر ہی اکتفاء نہیں فرمایا، بلکہ بہت سے برے اور اچھے ناموں کی نشاندہی بھی فرمادی، اور انتہائی اہتمام کے ساتھ مناسب موقعوں پر برے ناموں کو اچھے ناموں سے تبدیل فرمادیا۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُغَيِّرُ الْأَسْمَاءَ الْقَبِيحَ (ترمذی، حدیث نمبر

۲۷۶۵، ابواب الادب، باب مَا جَاءَ لِي تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ)

ترجمہ: نبی ﷺ برے ناموں کو تبدیل کر دیا کرتے تھے (ترمذی)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُغَيِّرُ الْأَسْمَاءَ الْقَبِيحَ إِلَى الْأَسْمَاءِ

الْحَسَنِ (اخلاق النبی لابی الشیخ الاصبہانی حدیث نمبر ۷۴۶)

ترجمہ: نبی ﷺ برے ناموں کو اچھے ناموں سے بدل دیا کرتے تھے (ترمذی)

اور حضرت عتبہ بن عبد سلّی سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا آتَاهُ رَجُلٌ وَلَهُ اسْمٌ لَا يُحِبُّهُ غَيَّرَهُ

(مسند الشامیین للطبرانی حدیث نمبر ۱۶۰۰) ۱۔

ترجمہ: نبی ﷺ کے پاس جب کوئی آدمی آتا، اور اس کا نام نبی ﷺ کو پسند نہیں آتا

تھا، تو نبی ﷺ اس کو تبدیل فرمادیتے تھے (ترمذی)

۱۔ قال الہیثمی:

رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات وفی بعضہم خلاف (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۵۱، باب تغیر

الاسماء وما لہی عندہا وما یستحب)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کو جب کوئی نام برا معلوم ہوتا، یا اچھا محسوس نہ ہوتا، تو اس کو بدل کر اچھا نام تجویز فرمادیا کرتے تھے۔

پھر جو نام حضور ﷺ نے تبدیل فرمائے، ان میں بعض نام تو وہ تھے، جو کہ حرام تھے، اور بعض وہ تھے، جو کہ مکروہ تھے، ان کو حرمت یا کراہت کی وجہ سے تبدیل فرمادیا، اور بعض نام ایسے بھی ملتے ہیں کہ اگرچہ وہ فی نفسہ جائز تھے، لیکن کسی خاص مصلحت سے ان کو تبدیل فرمادیا۔

حضور ﷺ نے جن ناموں کو ناپسند فرمایا، ان کو ہم چند عنوانات کے ذیل میں بیان کرتے ہیں۔ اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آنے والی تفصیل کے مطابق پانچ قسم کے نام ہیں۔

(۱).....شرکیہ نام رکھنا

حضور ﷺ نے جن ناموں سے متعلق ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا، اور ان کو تبدیل فرمایا، ان میں ایک قسم ان ناموں کی ہے، جن میں کوئی شرکیہ بات یا شرکیہ نسبت پائی جاتی ہو۔ چنانچہ حضرت محمد بن سیرین فرماتے ہیں:

أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ اسْمُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ: عَبْدَ الْكُفْبَةِ، فَاسْمَاءُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَبْدَ الرَّحْمَنِ (المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۲۵۶، واللفظ له، مستدرک حاکم حديث نمبر ۵۳۴۰،

معرفۃ الصحابة لاہی نعم حديث نمبر ۴۵۵) ۱۔

ترجمہ: حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا نام زمانہ جاہلیت میں عبدالکعبہ (کعبہ کا بندہ) تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عبدالرحمن رکھا (ترجمہ ختم)

انسان چونکہ صرف اللہ تعالیٰ کا عبد اور بندہ ہے، اس لئے عبد کی نسبت غیر اللہ کی طرف کئے گئے ناموں کو آپ ﷺ نے تبدیل فرمادیا۔

۱۔ قال الذهبي في التلخيص: على شرط البخاري ومسلم وقال الهيثمي:

رواه الطبرانی ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۵۵)

اور حضرت ابو عبیدہ معمر بن شُثیٰ سے روایت ہے کہ:

كَانَ اسْمُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصَّلَافِيِّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ عَبْدَ الْعَزْزَى،
فَسَمَّاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ " (مسند رک حاکم
حدیث نمبر ۶۰۳۲، باب ذِکْرُ مَنَاقِبِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصَّلَافِيِّ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا)

ترجمہ: عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق کا نام جاہلیت کے زمانہ میں عبدالعززی تھا، تو رسول
اللہ ﷺ نے ان کا نام عبدالرحمن رکھا (ترجمہ ختم)

زمانہ جاہلیت میں عززی بت کا نام تھا، اور عبدالعززی نام میں شرک کے معنی پائے جاتے تھے، اس
لئے رسول اللہ ﷺ نے اس کو تبدیل فرما کر توحید اور وحدانیت کے معنی والا نام تجویز فرمایا۔
اور حضرت ہانی بن شرتؓ فرماتے ہیں کہ:

وَلَقَدْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْمِهِ فَسَمِعَهُمْ يُسَمُّونَ رَجُلًا عَبْدَ
الْحَجَرِ، فَقَالَ لَهُ: مَا اسْمُكَ؟ قَالَ: عَبْدُ الْحَجَرِ، فَقَالَ لَهُ: رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا أَنْتَ عَبْدُ اللَّهِ مُصَنَّفَ ابْنِ أَبِي هِشَامٍ، حَدَّثَ
نُمَيْرٍ ۲۶۳۲، كِتَابُ الْأَدَبِ، بَابُ فِي تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ، وَاللَّفْظُ لَهُ، الْأَدَبُ الْمَفْرُودُ

للبيهقي، حديث لمرب ۸۳۹

ترجمہ: نبی ﷺ کا وفد حضرت ہانی کی قوم میں تشریف لایا تو نبی ﷺ نے سنا کہ ان
لوگوں نے ایک آدمی کا نام عبدالحجر (یعنی پتھر کا بندہ) رکھا ہوا ہے، تو رسول اللہ ﷺ
نے اس سے معلوم کیا کہ تمہارا کیا نام ہے؟ تو اس نے کہا کہ عبدالحجر، تو رسول اللہ ﷺ
نے اس کو فرمایا کہ تم عبداللہ ہو (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ عَبْدِي. فَكُلُّكُمْ
عَبْدُ اللَّهِ وَلَكِنْ لِيَقُلْ قَتَايَ. وَلَا يَقُلِ الْعَبْدُ رَبِّي. وَلَكِنْ لِيَقُلْ سَيِّدِي

(مسلم حدیث نمبر ۶۰۱۲، کتاب الالفاظ من الادب، باب حکم إطلاق لفظة العبد

والامة والمولى والسيد)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہرگز بھی کوئی دوسرے کو یہ نہ کہے کہ اے میرے بندے، کیونکہ تم سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہو، لیکن یہ کہے کہ اے میرے نوجوان (یا ایسا ہی کوئی اور لفظ) اور نہ ہی غلام اپنے آقا کو اپنا رب کہے، بلکہ یہ کہے کہ اے میرے سردار (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت کے آخر میں یہ ہے:

وَالرُّبُّ اَللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (مسند احمد حدیث نمبر ۹۴۵۱)

ترجمہ: اور رب تو اللہ عزوجل ہیں (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ تمام انسان اللہ تعالیٰ کے عبد اور بندے ہیں، اس لئے عبد کی نسبت صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف زیبا ہے، کسی اور کی طرف یہ نسبت درست نہیں۔

اس طرح حقیقی رب اللہ تعالیٰ ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف رب کی نسبت زیبا نہیں۔ ا

۱۔ لا يقولن أحدكم عبيد أي يا عبيد أو عبيد فلان دفعا لعوهم الشراكة في العبودية أو في حقيقة العبدية ولا يقل العبد ربي أي بالنداء أو الإخبار لأن الإنسان مريبوب متعبد باخلاص التوحيد فكره المضاهاة بالاسم لتلا يدخل في معنى الشرك إذا العبد والحر فيهد بمنزلة واحدة ولكن ليقول سيدي لأن مرجع السيادة إلى معنى الرهاسة وحسن التدبير في المعيشة ولذلك يسمى الزوج سيدا (مرواة، كتاب الآداب، باب الآسامي)

قال العلماء: مقصود الأحاديث شيان: أحدهما نهى المملوك أن يقول لسيده: ربي، لأن الربوبة إنما حقيقتها لله تعالى، لأن الرب هو المالك أو القائم بالشيء، ولا توجد حقيقة هذا إلا في الله تعالى، فإن قيل: فقد قال النبي ﷺ في أضراب الساعة: "أن تلد الأمة ربتها أو رها" فالجواب من وجهين: أحدهما أن الحديث الثاني لبیان الجواز، وأن النهي في الأول للأدب، وكراهة التعزیه، لا التحريم. والثاني أن المراد النهي عن الإكثار من استعمال هذه اللفظة، واتخاذها عادة شائعة، ولم ينه عن إطلاقها في نادر من الأحوال. واختار القاضی هذا الجواب والثاني يكره للسيد أن يقول

﴿ بقره حاشا لك على ملاحظه فرمائیں ﴾

اس سے معلوم ہوا کہ ایسے نام رکھنا منع ہے، جن میں شرک کی بات یا شرک کا شبہ پایا جاتا ہو۔ اور اسی وجہ سے، عبدالرسول، عبدالنبی، عبدالحسین، عبدالمصطفیٰ، نبی بخش، رسول بخش، علی بخش، حسین بخش، امام بخش، پیر بخش اور قلندر بخش وغیرہ نام رکھنا ممنوع ہے۔

البتہ اللہ بخش وغیرہ نام رکھا جاسکتا ہے۔ کیونکہ جس طرح عبادت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اسی طرح کسی کو بخشا اور معاف کرنا، پیدا کرنا زندہ کرنا، مارنا، مشکلات پریشانیوں اور مصائب کا کھولنا اور حل کرنا یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص اور اس کی صفات ہیں، ان صفات کی نسبت غیر اللہ کی طرف کرنا درست نہیں۔ ۱۔

عبدالعلیٰ کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ، لفظ علی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نام بھی ہے (جیسا کہ قرآن مجید میں اَلْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وغیرہ آیا ہے) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام بھی ہے۔

پس اگر کسی کی مراد عبدالعلیٰ سے اللہ کا بندہ ہو تو جائز ہے اور اگر حضرت علی کا بندہ مراد ہو تو ناجائز ہے اور آج کل جہالت کے دور میں ظاہر ہے کہ ایسے مشتبہ ناموں کے رکھنے سے پرہیز ہی بہتر ہے۔ ۲۔

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

لمملوكه: عہدی و امعی، ہل یقول، غلامی و جارہی، وفائی و فتائی، لأن حقيقة العبودية إنما يستحقها الله تعالى، ولأن فيها تعظيما بما لا يليق بالمخلوق استعماله لنفسه، وقد بين النبي ﷺ العلة في ذلك، فقال: "كلكم عبد الله" فنهى عن العطاول في اللفظ كما نهى عن العطاول في الأفعال وفي إسبال الإزار وغيره. وأما غلامی و جارہی و فتائی فلیست دالة علی الملک کدلالة عہدی، مع أنها تطلق علی الحر والمملوك، وإنما هي للاختصاص. قال الله تعالى: (وإذ قال موسى لفاتاه) (وقال لفاتاه) (وقال لفاتاه) (قالوا سمعنا فتي يدك حرهم) وأما استعماله الجارية في الحرية الصغيرة فمشهور ومعروف في الجاهلية والإسلام، والظاهر أن المراد بالنهي من استعماله على جهة العناظم والارتفاع لا للوصف والتعريف. والله أعلم (شرح النووي على مسلم، كتاب الألفاظ من الأدب وغيرها، باب حكم إطلاق لفظة العبد والامة والمولى والسيد)

۱۔ اسی طرح ”عبد الکلام“ وغیرہ نام رکھنا بھی مناسب نہیں، کاہلی تغیر ہے (کذا فی فتاویٰ محمودیہ ج ۱۹ ص ۳۸۳)

۲۔ ولا يجوز نحو عبد الحارث ولا عبد النبي ولا عبدة بما شاع فيما بين الناس (مرواة، كتاب الآداب، باب الآسامی)

فقال أبو محمد بن حزم اتفقوا على تحريم كل اسم معبد لغير الله كعبد العزى وعبد

﴿ بقیہ حاشیہ کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

(۲)..... اللہ تعالیٰ کے نام رکھنا

حضور ﷺ نے جن ناموں کو انسانوں کے لئے رکھنا ناپسند فرمایا، اور ان کو تبدیل فرمایا، ان میں سے دوسری قسم ان ناموں کی ہے، جو اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔ ۱۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْنَى الْأَسْمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللَّهِ رَجُلٌ تَسْمَى مَلِكَ الْأَمْلاَكِ (بخاری، حدیث نمبر ۵۷۳۷، کتاب الادب، باب اَنْهَضِ الْأَسْمَاءَ إِلَى اللَّهِ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناموں میں

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ ماثیہ ﴾

مہل و عبد عمرو و عبد الکعبہ وما أشبه ذلك حاشا عبد المطلب انتهى فلا تحل التسمية ب عبد علي ولا عبد الحسين ولا عبد الکعبہ..... فإن قيل كيف يطقون على تحريم الاسم المعبد لغیر الله وقد صح عنه أنه قال تعس عبد الدینار تعس عبد الدرهم تعس عبد الحميصه تعس عبد القطيفه وصح أنه قال أنا النبی لا کذب أنا ابن عبد المطلب ودخل عليه رجل وهو جالس بين أصحابه فقال أیکم ابن عبد المطلب فقالوا هذا وأشاروا إليه فالجواب أما قوله تعس عبد النار فلم یرد به الاسم وإنما أراد به الوصف والدعاء علی من یعبد قلبه الدینار والدرهم فرضی بعبودیتها عن عبودیه ربہ تعالیٰ وذكر الأئمان والملابس وهما جمال الباطن والظاهر أما قوله أنا ابن عبد المطلب فهذا ليس من باب إنشاء التسمية بذلك وإنما هو باب الإخبار بالاسم الذى عرف به المسمى دون غيره والأخبار بمثل ذلك علی وجه تعریف المسمى لا یحرم ولا وجه لتخصیص أبی محمد بن حزم ذلك بعبد المطلب خاصة فقد كان الصحابة یسمون بنی عبد شمس وبنی عبد الدار بأسمائهم ولا ینکر علیهم النبی ﷺ فباب الإخبار أوسع من باب الإنشاء فیجوز ما لا یجوز فی الإنشاء (تحفة المودود بأحكام المولود ۸۱)

۱۔ گریہ معانتِ عبد کی نسبت لگائے بغیر اللہ تعالیٰ کے نام رکھنے کی صورت میں ہے۔

جہاں تک اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ساتھ عبد لگا کر نام رکھنے کا تعلق ہے، تو اس کا مستحب و افضل ہونا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔

وَقَدْ تَمَنَعُ التَّسْمِيَةُ مَعَ تَحْرِيمِ لِمَا فِيهَا مِنَ التَّعَالِيمِ وَمَا يَنْبَغِي أَنْ يُوصَفَ بِهِ غَيْرُ اللَّهِ مُتَحَانَةً وَتَعَالَى (المنطقى شرح الموطن باب ما يكره من الأسماء)

اور حضرت ابو عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ مَعَ أَبِي رَاحِدٍ الْأُرْدِيِّ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ
وَلَدَ عَلَيْهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي رَاحِدٍ "مَا اسْمُكَ ؟"
قَالَ عَبْدُ الْعَزْزِيِّ أَبُو مُغْوِيَّةَ، قَالَ "كَلَّا، وَلَكِنَّكَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ أَبُو رَاحِدٍ"
"قَالَ "فَمَنْ هَذَا مَعَكَ ؟" قَالَ "مَوْلَايَ، قَالَ "مَا اسْمُهُ ؟" قَالَ "قُيُومٌ"
قَالَ "كَلَّا، وَلَكِنَّهُ عَبْدُ الْقُيُومِ أَبُو عُبَيْدٍ (معرفة الصحابة لابی نعم حديث نمبر
۳۷۳۵، تاریخ دارما لعبد الجبار الخولانی حديث نمبر ۹، تاریخ دمشق، تحت ترجمة
عبد الرحمن بن عبيد ويقال ابن عبد أبو راشد الأردني له صحبة سماه النبي ﷺ
وكانه)

ترجمہ: میں ابوراشد ازدی کے وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، تو نبی
ﷺ نے ابوراشد سے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ
عبد العزری ابو مغویہ، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں، بلکہ آپ کا نام عبدالرحمن
ابوراشد ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے
کہا کہ میرا آزاد کردہ غلام ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا نام کیا ہے؟ انہوں

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

أغنى الأسماء بسكون الحاء المعجمة بعد ما نون أى أقبحها وروى أخضع أى أذلها
وأوضحها باعتبار مسماه يوم القيامة عند الله أى وإن كان اليوم عند عامة الناس أعظم
الأسماء وأكرمها رجل أى اسم رجل يسمى بصيغة المجهول من التسمية نص عليه
السيد جمال الدين وهو المطابق لما فى النسخ المصححة وفى نسخة بفتح الفوقية
وتشديد الميم ماض معلوم من التسمية مصدر من باب التعليل قال بعضهم وقع فى أكثر
نسخ المصاحب بصيغة المجهول من التسمية وكذا رأيت فى أصل مصحح من كتاب
مسلم ووقع فى بعض النسخ بصيغة المعروف من التسمية ثم قوله ملك الأملاك
منصوب على المفعولية والأملاك جمع ملك كالملوك على ما فى القاموس وقد
فسره سفيان الثوري فقال هو شهنشاہ يعنى شاه شاهان بلسان المعجم وقدم المضاف إليه
ثم حذف الألف وفتح الهاء تخفيفا وهو بالعربى سلطان السلاطين (مرقاة، كتاب
الآداب، باب الاسامى)

نے جواب میں کہا کہ قیوم، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں، بلکہ ان کا نام عبد القیوم ابو عبید ہے (ترجمہ مٹم)

قیوم اللہ تعالیٰ کا مخصوص صفاتی نام ہے، اس لئے حضور ﷺ نے مخلوق کے لئے اس نام کو پسند نہیں فرمایا، اور قیوم کے بجائے عبد القیوم نام تجویز فرمایا۔ ۱
اس سے معلوم ہوا کہ مخلوق کے لئے اللہ تعالیٰ کے نام رکھنا منع ہے۔
اور حضرت حکم بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبَايَعَهُ، فَقَالَ "مَا اسْمُكَ؟" قُلْتُ: أَلْحَكُمُ، قَالَ "بَلْ أَنْتَ عَبْدُ اللَّهِ." (المعجم الكبير للطبرانی حديث
نمبر ۳۰۹۸، واللفظ له، الأحاد والمطاني لابن أبي عاصم حديث نمبر ۵۰۳، وحديث
نمبر ۵۰۳، معرفة الصحابة لابی نعم حديث نمبر ۱۹۰۸، وحديث نمبر ۱۹۰۹،

معجم الصحابة لابن قانع حديث نمبر ۳۷۳) ۲

ترجمہ: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیعت کے لئے حاضر ہوا، تو رسول اللہ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ میں نے کہا کہ حکم، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ آپ عبد اللہ ہیں (ترجمہ مٹم)

حکم کے معنی ایسے حاکم کے ہیں جس کا حکم رد نہیں کیا جاسکتا، اور یہ صفت اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہے، اور اسی وجہ سے یہ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے۔

اور اگرچہ مجازی معنی مراد لے کر کسی انسان کا یہ نام رکھنا جائز ہو سکتا ہے، مگر کیونکہ اس کے ظاہری معنی میں بڑائی و کبریائی پائی جاتی ہے، جو اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہے، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے

۱ آج کل بعض لوگ نام تو عبد القیوم رکھتے ہیں، لیکن اس کو "قیوم" کے نام سے پکارتے ہیں، جو کہ گناہ ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

۲ قال الهيمى:

رواه الطبرانی ولفرق بينه وبين الذى قبله وذكر هذا فيمن اسمه عبد الله وذكر الذى قبله فيمن اسمه الحكم، ورجاله ثقات ان شاء الله. (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۵۳، باب تسمير الاسماء وما لهنى عنه فيها وما يستحب)

اس کو تبدیل فرمادیا، اور اس کے بجائے عاجزی والا نام تجویز فرمایا۔ ۱
اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَلَا تَسْمُوا أَبْنَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ الْحَكَمَ وَلَا أَبَا الْحَكَمِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ

الْحَكَمُ (المعجم الاوسط للطبرانی حدیث نمبر ۳۸۵۲) ۲

ترجمہ: اور اپنے بیٹوں اور اپنے بھائیوں کے نام حکم نہ رکھو، اور نہ ابوالحکم رکھو، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی حکم ہیں (ترجمہ مخم)

اور حضرت ہانی بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّهُ لَمَّا وَقَفَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مَعَ قَوْمِهِ، فَسَمِعَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ يُكْنُونَهُ بِأَبِي الْحَكَمِ، فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَكَمُ، وَإِلَيْهِ الْحُكْمُ، فَلِمَ تَكْنِيْتُ بِأَبِي الْحَكَمِ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنْ قَوْمِي إِذَا اخْتَلَفُوا فِي شَيْءٍ أَتَوْنِي فَحَكَمْتُ بَيْنَهُمْ، فَرَضِي كِلَا الْفَرِيقَيْنِ، قَالَ: مَا أَحْسَنَ هَذَا، ثُمَّ قَالَ: مَا لَكَ مِنَ الْوَلَدِ؟ قُلْتُ: لِي خُرَيْجٌ، وَعَبْدُ اللَّهِ، وَمُسْلِمٌ، بَنُو هَانٍ، قَالَ: فَمَنْ أَكْبَرُهُمْ؟ قُلْتُ: خُرَيْجٌ، قَالَ: فَأَنْتَ أَبُو خُرَيْجٍ، وَدَعَا لَهُ وَوَلَدَهُ (الأدب المفرد للبخاری حدیث نمبر ۸۳۸، باب کنیۃ ابی الحکم، واللفظ

للشرح السنہ للامام البہوی، باب تغیر الاسماء)

ترجمہ: جب وہ اپنی قوم کے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی ﷺ نے

۱ والحقم: هو الحاكم، الذي إذا حكم لا يرد حكمه، وهذه الصفة لا تليق بهير الله

هو وجل يومئذ اسماءه الحقم (شرح السنہ للامام البہوی، باب تغیر الاسماء)

۲ قال الهميم:

رواه الطبرانی في الاوسط وفيه محمد بن جامع العطار وهو ضعيف (مجمع الزوائد

ج ۸ ص ۱۰۵)

قلت: وله شاهد. محمد رضوان. E-IQRA. ۱۷۴۵

نے لوگوں سے سنا کہ وہ ایک شخص کو ابوالحکم کی کنیت دیتے ہیں، نبی ﷺ نے ان کو بلایا، اور فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ حکم ہیں، اور اللہ ہی کی طرف حکم ہے، آپ نے ابوالحکم کیوں کنیت رکھی؟ تو انہوں نے کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ، میری قوم کا جب کسی چیز میں اختلاف ہو جاتا ہے، تو وہ میرے پاس آتے ہیں، اور میں ان کے درمیان فیصلہ کر دیتا ہوں، تو دونوں فریق راضی ہو جاتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کام تو بہت اچھا ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کے بیٹوں کا کیا نام ہے؟ تو میں نے کہا کہ شریح، عبد اللہ، اور مسلم، بنوہانی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں سے بڑا کون سا ہے؟ میں نے کہا کہ شریح، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام ابو شریح ہے، اور نبی ﷺ نے ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے دعا فرمائی (ترجمہ ختم)

حضور ﷺ نے لڑائی جھگڑے اور اختلاف کا تفعیلہ کرانے اور فیصلہ کرنے کے عمل کی تو تحسین فرمائی، لیکن ”ابوالحکم“ نام کو پھر بھی تبدیل فرمادیا۔ کیونکہ پہلے گزر چکا ہے کہ ”حکم“ اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ہے، اور ”ابو“ کا لفظ لگا کر معنی ”حکم کے باپ“ کے بن جاتے ہیں۔

اور حضرت خثیمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ:

أَنَّ أَبَاهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ ذَهَبَ مَعَ جَدِّهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا اسْمُ ابْنِكَ؟" قَالَ: عَزِيزٌ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تُسَمِّهِ عَزِيزًا، وَلَكِنْ سَمِّهِ عَبْدَ الرَّحْمَنِ" ثُمَّ قَالَ "إِنْ خَيْرَ الْأَسْمَاءِ عَبْدُ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ وَالْحَارِثُ" (مسند احمد، حديث نمبر ۱۷۶۰۶، حديث غَيْفَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، وَاللَّفْظُ لَهُ، مَعْرِفَةُ الصَّحَابَةِ لَأَبِي نَعِيمٍ، حَدِيثُ نمبر ۴۶۲۲) ۱۔

۱۔ قال الهيثمي:

رواه أحمد بأسانيد رجالها رجال الصحيح ولكن ظاهر الروايتين الاولين الارسل. (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۴۹، باب ما يستحب من الاسماء)

ترجمہ: ان کے والد حضرت عبدالرحمن اپنے دادا کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کے بیٹے کا کیا نام ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ عزیز، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ ان کا نام عزیز نہ رکھیں، بلکہ ان کا نام عبدالرحمن رکھیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ناموں میں بہترین نام، عبداللہ اور عبدالرحمن اور حارث ہیں (ترجمہ نتم)

عزیز اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے، جس کے معنی بہت زیادہ عزت اور طاقت والے کے ہیں۔ ۱۔ اور عزیز اگرچہ اللہ تعالیٰ کے مخصوص صفاتی ناموں میں سے نہیں ہے، لیکن کیونکہ یہ کامل صفت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، اور مخلوق میں یہ صفت ناقص ہوتی ہے، نیز جو اللہ تعالیٰ کا نام ہو، اس کا بلا ضرورت غیر اللہ کے لئے استعمال مناسب نہیں، بالخصوص جبکہ یہ شرک کا ذریعہ ہو، اس لئے حضور ﷺ نے بہر حال اس نام کا مخلوق کے لئے ہونا مناسب نہیں سمجھا۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ کسی انسان کا نام اللہ تعالیٰ کے نام پر رکھنا جائز نہیں۔ ۲۔ البتہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی ایک قسم تو وہ ہے، جو صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی خاص ہے، مثلاً ”اللہ“ جو کہ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے، اور رحمان، خالق، رزاق، قدوس، صمد، قیوم، باری، غفار

۱۔ والعزیز إنما هو لله، لأن العزة لله، وشعار العبد الذلة والاستكانة (شرح السنہ للامام البہوی، باب تَغْيِيرُ الْأَسْمَاءِ)

۲۔ ومن المحرم التسمية بملك الملوك وسلاطين السلاطين وشاهنشاه فقد ثبت في الصحيحين من حديث أبي هريرة عن النبي ﷺ قال إن أعنع اسم عند الله رجل تسمى ملك الأملاك وفي رواية أغنى بدل أعنع وفي رواية لمسلم أهبط رجل عند الله يوم القيامة وأخفجه رجل كان يسمى ملك الأملاك لا ملك إلا الله ومعنى أعنع وأغنى أوضع وقال بعض العلماء وفي معنى ذلك كراهية التسمية بقاضى القضاء وحاكم المحاكم فإن حاكم المحاكم في الحقيقة هو الله وقد كان جماعة من أهل الدين والفضل يعرضون عن إطلاق لفظ قاضى القضاء وحاكم المحاكم قياساً على ما يفضله الله ورسوله من التسمية بملك الأملاك وهذا محض القياس، وكذلك تحريم التسمية بسيد الناس وسيد الكل كما يحرم سيد ولد آدم فإن هذا ليس لأحد إلا لرسول الله ﷺ وحده فهو سيد ولد آدم فلا يحل لأحد أن يطلق على غيره ذلك (صحفة الموقوف بأحكام المولود ص ۸۱)

وغیرہ، یہ اللہ تعالیٰ کے مخصوص صفاتی نام ہیں، ایسے نام کسی غیر اللہ کے رکھنا، یا کسی غیر اللہ پر ان کا اطلاق کرنا جائز نہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسیٰ کی دوسری قسم وہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لئے بھی ان کا اطلاق کسی اور حیثیت سے درست ہے، مثلاً سمیع، بصیر، علیم، رؤف، رحیم، عزیز، مہلک۔

(جن کی مزید تفصیل آگے ”اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسیٰ“ کے ذیل میں آتی ہے)

مگر فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے جس حیثیت سے ان ناموں کا اطلاق و استعمال ہوتا ہے، کسی دوسرے کے لئے اس حیثیت سے ان کا استعمال و اطلاق نہیں ہوتا، مثلاً اللہ تعالیٰ کا سمیع، بصیر، علیم، رؤف، رحیم، عزیز، مہلک ہونا کامل ہے، اور مخلوق کا ناقص۔

لہذا اس دوسری قسم کے ناموں کا بھی کسی غیر اللہ پر اطلاق اس حیثیت سے جائز نہیں، جس حیثیت سے اللہ تعالیٰ کے لئے ان کا اطلاق ہوتا ہے۔

لیکن بہر حال عام حالات میں مناسب یہی ہے کہ یہ دوسری قسم کے نام بھی کسی غیر اللہ کے لئے استعمال کرنے سے پرہیز کیا جائے، اور جب کسی ضرورت سے استعمال کرنا ہو، تو اس کا لحاظ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام کی شان و احترام متاثر نہ ہو۔ ۱۔

۱۔ ومما يمنع تسمية الإنسان به أسماء الرب تبارك وتعالى فلا يجوز التسمية بالأحد والصمد ولا بالمخالق ولا بالزواج وكذلك سائر الأسماء المخصصة بالرب تبارك وتعالى ولا تجوز تسمية الملوك بالقاهر والظاهر كما لا يجوز تسميتهم بالجبار والمعكبر والأول والآخر والباطن وعلام الغيوب..... والمقصود أنه لا يجوز لأحد أن يسمى بأسماء الله المخصصة به. وأما الأسماء التي تطلق عليه وعلى غيره كالسميع والبصير والرووف والرحيم فيجوز أن ينحصر بمعانيها عن المخلوق ولا يجوز أن يسمى بها على الإطلاق بحيث يطلق عليه كما يطلق على الرب تعالى (حفظه المودود باحكام المولود ص ۸۸)

والتسمية بأسماء يوجب في كتاب الله تعالى كالتعالي والكبير والرحيم والجميع جائزة لأنه من الأسماء المشعركة ويُراد في حق العباد هُتْمًا يُراد في حق الله تعالى كذا في السراج المنير الفتاوى الهندية، الباب الثاني والعشرون، كتاب الكراهية

﴿بقرہ حاشیہ کے لئے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

آج کل یہ دبا چل پڑی ہے کہ جن لوگوں کے نام اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں کے ساتھ عبد لگا کر رکھے جاتے ہیں، ان کو مختصر کر کے صرف اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں سے پکارا جانے لگا ہے، چنانچہ عبد الرحمان کو ”رحمن“ عبد الرزاق کو ”رزاق“ عبد الغفار کو ”غفار“ عبد الخالق کو ”خالق“ عبد القدوس کو ”قدوس“ عبد القیوم کو ”قیوم“ وغیرہ کہہ کر پکارا جاتا ہے، یہ ناجائز اور گناہ ہے۔

اور یہ گناہ بے لذت ایسا ہے جس کو ہزاروں مسلمان اپنے شب و روز کا مشغلہ بناتے ہیں اور اس کی فکر نہیں کہ اس کا انجام کتنا خطرناک ہے (کذابی معارف القرآن بتصریح ج ۳ ص ۱۳۲) ۱۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ ماحشیہ ﴾

ما كان من أسماء الله تعالى علم شخص كلفظ (الله) امتنع تسمية غير الله به لأن مسماه معين لا يقبل الشركة وكذا ما كان من أسمائه في معناه في علم قبول الشركة كالخالق والبارء فإن الخالق من يوجد الشيء على غير مثال سابق والبارء من يوجد الشيء برئاً من العيب، وذلك لا يكون إلا من الله وحده فلا يسمى به إلا الله تعالى، أما ما كان له معنى كلي تفاوت فيه أفراده من الأسماء والصفات كالملك والعزیز والجبار والمتكبر فيجوز تسمية غيره بها (شرح أسماء الله الحسنی فی ضوء الكتاب والسنة ج ۱ ص ۱۲۸)

وهنا مسألة: هل من الإلحاد تسمية المخلوق بمثل العزیز والعلم والكریم والحليم مع أنها تطلق على الله؟

الجواب: أما إن سُمي بها المخلوق لمجرد العلمية المحضة فجائز. أما لو سُمي بها مع ملاحظة الصفة، فإنها من الإلحاد في أسماء الله أو مع ملاحظة العموم فلا يجوز ومن الإلحاد فيها. ومرت هذه المسألة في باب احترام أسماء الله، ولذا فإسماء الله على قسمين:

(الف) قسم لا يقبل المشاركة لا معنى ولا لفظاً، وهي الأسماء الخاصة بالله تعالى مثل "الله، رب العالمين، الخالق، القيوم، القدوس" فهذه مجرد تسمية المخلوق بها من الإلحاد.

(ب) قسم يقبل المشاركة مثل "الملك، والعزیز، والكریم، والحكيم"، فيجوز إطلاقها على المخلوق للعلمية، ولا يجوز مع ملاحظة الصفة أو مع ملاحظة العموم، وهذا في باب التسمية، أما أن المخلوق يوصف بأنه كرم أو ملك فلا مانع (المعصر شرح كتاب الوحد ج ۱ ص ۳۰۱)

۱۔ اور اسی وجہ سے بعض اہل علم نے آج کے دور میں عبد الرحمن وغیرہ نام نہ رکھنے کو ادنیٰ قرار دیا ہے، کیونکہ لوگ نصیر و تحفیف کر کے اللہ کے صفاتی نام کے ساتھ مخاطب کرتے ہیں۔

﴿ بقیہ ماحشیہ کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

البتہ جو نام اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں، اگر کسی کا نام ایسے ناموں کے ساتھ ”عبد“ لگا کر رکھا گیا ہو، مثلاً عبد السمیع، عبد الرؤف، عبد العزیز، عبد الملک وغیرہ، تو ایسے ناموں کو عبد نکال کر استعمال کرنا مثلاً رؤف، عزیز وغیرہ کہنا اگرچہ گناہ نہ ہو، لیکن مکروہ پھر بھی ہے۔ ۱۔

(۳).....شیطانی نام رکھنا

حضور ﷺ نے جن ناموں کو ناپسند فرمایا، اور ان کو تبدیل فرمایا، ان میں سے تیسری قسم ان ناموں کی ہے، جو شیطان کے نام ہوں، یا شیطان کی طرف منسوب ہوں۔

چنانچہ حضرت زہری سے مرسل روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا كَانَ اسْمُهُ الْحَبَابُ فَسَمَّاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَبْدَ اللَّهِ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ الْحَبَابَ اسْمُ الشَّيْطَانِ (مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۹۸۴۹، باب الأسماء والكنی)

ترجمہ: ایک آدمی کا نام ”حاب“ تھا، تو اس کا نام رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ رکھ دیا، اور نبی ﷺ نے فرمایا کہ ”حاب“ شیطان کا نام ہے (ترجمہ ختم)

بعض دوسری روایات میں بھی حباب کو شیطان کا نام قرار دیا گیا ہے، اور یہ نام رکھنے سے منع کیا

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

روی عن رسول الله ﷺ، قال: سموا أولادكم أسماء الأنبياء وأحب الأسماء إلى الله تعالى: عبد الله، وعبد الرحمن قال الفقيه أبو الليث: لا أحب للعجم أن يسموا عبد الرحمن عبد الرحيم؛ لأن العجم لا يعرفون تفسيره، فيسمونه بالصغير (المحيط البرهاني في الفقه النعماني، الفصل الرابع والعشرون في تسمية الأولاد وكناهم)

۱۔ کیونکہ جس کو اس نام سے مخاطب کیا جا رہا ہے، اس کا اصل نام عبد سے مرکب ہے، جس میں مضاف الیہ اللہ تعالیٰ اور مضاف عہد ہے، اور مخاطب مضاف ہے، نہ کہ مضاف الیہ۔

جبکہ عہد حذف کر کے خطاب کرنے میں مضاف الیہ کے ساتھ مضاف کو مخاطب کیا جا رہا ہے، البتہ اگر نام عبد سے مرکب نہ ہوتا، تو پھر حکم ہدا تھا۔

مگر عبد کے بغیر نام رکھنا دوسری حیثیت سے مکروہ و نامناسب ہے، الایہ کہ کوئی ایسا نام ہو کہ جو اللہ تعالیٰ کا ایسا مضافی نام نہ ہو کہ جس سے اللہ تعالیٰ کی طرف فوراً منتقل نہ ہوتا، اور مخلوق کے لئے بھی وہ بکثرت استعمال ہوتا ہو، مثلاً صادق۔ کما مر۔

گیا ہے۔ ۱

اور حضرت عروہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا كَانَ إِسْمَهُ الْحَبَابُ ، فَسَمَّاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللَّهِ وَقَالَ : أَلْحَبَابُ شَيْطَانٌ ، وَكَانَ إِسْمُ رَجُلٍ الْمُضْطَّجِعِ فَسَمَّاهُ الْمُتَنَبِّهَ (مُصَنَّفُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، كِتَابُ الْأَدَبِ، فِي تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ، حَدِيثُ نُمَيْرِ

۲ (۲۶۴۱۸)

ترجمہ: ایک آدمی کا نام ”حباب“ تھا، تو اس کا نام رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ رکھ دیا، اور فرمایا کہ ”حباب“ شیطان کا نام ہے، اور ایک آدمی کا نام ”مضطجع“ تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام ”متنبہ“ رکھ دیا (ترجمہ ختم)

حباب شیطان کا نام ہے، اس کے علاوہ حباب سانپ کی ایک قسم کا نام ہے، اور سانپ موڑی اور

۱۔ اعمر بنی اللیث بن سعد ، عن خالد بن یزید ، عن ابن ابی ہلال ، أن رسول الله ﷺ قال للحباب بن عبد الله بن أبي اسلول ، وكان يكنى به : دع اسم الحباب ، فإنه اسم شيطان . فسماه عبد الله ، وقال رسول الله عليه السلام للحباب بن منذر السلمي : دع الحباب فإنه اسم شيطان فسماه عبد الرحمن (الجامع لابن وهب حديث نمير ۳۹)

عن موسى بن أبي عيسى ، أن النبي ﷺ كان عليه قميصان ، فقال له ابنه وهو ابن عبد الله بن أبي ، وكان يقال له الحباب ، فسماه رسول الله ﷺ عبد الله : يا رسول الله ، أعطه القميص الذي يلي جلدك هذا مرسل وقد ثبت موصولاً (دلائل النبوة للبيهقي حديث نمير ۲۰۳۵)

حدثنا ابن حميد وابن وكيع قال ، حدثنا جرير ، عن مغيرة ، عن شباك ، عن الشعبي قال : دعا عبد الله بن عبد الله بن أبي ابن سلول النبي ﷺ إلى جنازة أبيه ، فقال له النبي ﷺ : من أنت ؟ قال : حباب بن عبد الله بن أبي . فقال له النبي ﷺ : هل أنت عبد الله بن عبد الله بن أبي ابن سلول ، إن "الحباب" هو الشيطان (تفسير طبري تحت آيت ۸۰ من سورة العنكبوت)

۲۔ عَنْ ابْنِ الْمُكَلَّمِ النَّخَعِيِّ، أَنَّهُ قَالَ : " وَنَزَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِفَاتِهِ يَمْنٌ كَانَ مُحَاضَرًا بِالْعَاطِفِ، فَأَسْلَمَ الْمُتَنَبِّهَ، وَكَانَ اسْمُهُ الْمُضْطَّجِعِ، فَسَمَّاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَنَبِّهَ حِينَ أَسْلَمَ (معرفة الصحابة لأبي نعيم حديث نمير ۲۳۳۲، واللفظ له، دلائل النبوة للبيهقي حديث نمير ۱۹۱۶)

غیبت جانور ہے۔ ۱

اور شیطان خیر سے محروم ہے، لہذا شیطان کے نام پر نام رکھنے سے خیر سے محروم ہونے کے معنی پائے جاتے ہیں۔ ۲

اور مضطحج کے معنی لیٹنے والے کے آتے ہیں اور اس میں سستی اور کاہلی کی شان پائی جاتی ہے، جس کو بدل کر منجھٹ نام رکھا جس کے معنی اٹھنے والے کے آتے ہیں، جس میں چستی پائی جاتی ہے۔ اور حضرت مسروق فرماتے ہیں:

لَقِيتُ عَمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ مَنْ أَنْتَ قُلْتُ مَسْرُوفِي بَنُ الْأَجْدَعِ فَقَالَ عُمَرُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يَقُولُ لَا أَجْدَعُ شَيْطَانٌ (ابوداؤد، حدیث نمبر ۴۹۵۹، کتاب الادب، باب فی تغییر الاسماء الفسح)
ترجمہ: میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملا تو آپ نے پوچھا کہ آپ کون ہو میں نے کہا کہ میں مسروق، اجدع کا بیٹا ہوں، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ اجدع شیطان (کا نام) ہے (ترجمہ غم)

اور حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاتَّبَعِي بِغُوبٍ مِنَ الْقَصَارِ، أَوْ يُذْهَبُ بِهِ إِلَى الْقَصَارِ، وَعَلَيْهِ مَكْتُوبٌ شَيْطَانٌ فَأَمَرَهُ بِهِ فَمَجَى، وَقَالَ: أَغُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ (المعجم الكبير للطبرانی حدیث نمبر ۱۷۷۹۳) ۳

ترجمہ: میں نے نبی ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ ایک کپڑا دھوئی کے یہاں سے لایا

۱ وجاب: نوع من الحيات، وروی "أن الحباب اسم الشيطان" والشهاب: الشعلة من النار، والنار حقوبة الله (شرح السنه للإمام البهوی، باب تغییر الاسماء)

۲ وشيطان: اشتقاقه من الشطن، وهو البعد من الخير، وهو اسم المارد الغيبث من الجن والانس (شرح السنه للإمام البهوی، باب تغییر الاسماء)

۳ وقال الهيثمي:

رواه الطبرانی مرفوعاً وموقوفاً ورجالهما رجال الصحيح إلا أن الطبرانی صحيح الوقف على الرفع. (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۵۵، باب تغییر الاسماء وما لہی عنہ فیہا وما يستحب)

جار ہاتھا، یا دھوبی کے ہاں لے جایا جارہا تھا، اور اس پر شیطان لکھا ہوا تھا، تو نبی ﷺ نے اس کو مٹانے کا حکم فرمایا، اور فرمایا کہ میں شیطان کی اللہ سے پناہ چاہتا ہوں (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ ایسے نام رکھنا جائز نہیں، جو شیطان کے نام ہوں، یا جن ناموں کی نسبت شیطان کی طرف ہو، مثلاً ابلیس، شیطان، حُباب، اجدع، خنزب، ولہان وغیرہ۔
اور اسی طریقہ سے ایسے نام رکھنا بھی جائز نہیں ہوگا جن کی نسبت بتوں یا دیوی دیوتاؤں یا دوسرے باطل مذاہب کی طرف ہو، یا وہ دوسرے مذاہب کا شعار و پہچان ہوں، مثلاً کرشن وغیرہ۔ ۱
اور یہی حکم ان ناموں کا بھی ہے، جو شیطان کے متبعین (کفار و فاسق) کا شعار بن گئے ہوں، مثلاً فرعون، قارون، وغیرہ۔ ۲

(۴)..... غلط و مکروہ معنی و نسبت والے نام رکھنا

حضور ﷺ نے جن ناموں کو ناپسند فرمایا، اور ان کو تبدیل فرمایا، ان میں سے چوتھی قسم ان ناموں کی ہے، جو غلط و مکروہ معنی و نسبت والے نام ہوں۔

چنانچہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے:

فَقَالَ أَيْنَ الصَّبِيِّ فَقَالَ أَبُو أُسَيْدٍ فَلَبَّيْنَاهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا اسْمُهُ قَالَ
فَلَانٌ قَالَ وَلَكِنْ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ فَسَمَاهُ يَوْمَئِذٍ الْمُنْذِرُ (بخاری حدیث نمبر

۱ ومنها التسمية بأسماء الشياطين كخنزب والولہان والأهور والأجدع وفي سنن ابن ماجہ وزیادات عبد اللہ فی مسند أبیہ من حدیث أبی بن ابن کعب عن النبی ﷺ قال إن للوحوء شیطانا یقال له الولہان فاتقوا وسواس الماء وحشی الیہ عثمان بن أبی العاص من وسواسه فی الصلاة فقال ذلک شیطان یقال له خنزب (تحفة المودود باحکام المولود ص ۸۲، ۸۳)

۲ ومنها أسماء الفراعنة والجبابرة كفرعون وقارون وهامان والولید قال عبد الرزاق فی الجامع أخبرنا معمر عن الزهري قال أراد رجل أن یسمی ابنه له الولید فنهاه رسول اللہ ﷺ وقال انه سیکون رجل یقال له الولید یعمل فی أمی یعمل فرعون فی قومہ (تحفة المودود باحکام المولود ص ۸۳)

۵۷۲۳، کتاب الادب، باب تحویل الاسم إلى اسم أحسن منه، واللفظ له، مسلم حدیث

(نمبر ۵۷۲۵)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بچہ کہاں ہے؟ تو (بچے کے والد) ابواسید نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم نے اسے گھر بھیج دیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا نام کیا ہے؟ ابواسید نے عرض کیا کہ فلاں نام ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، لیکن اس کا نام مُبَرِّد ہے، تو اس دن اس کا نام مُبَرِّد رکھ دیا (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے اس بچے کا نام تبدیل فرما کر مُبَرِّد رکھ دیا تھا، اور جو نام اس کا پہلے رکھا ہوا تھا، اس کو حضور ﷺ نے مناسب نہ سمجھا تھا۔ ۱
اور حضرت مطیع بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كَانَ اسْمُهُ الْعَاصِ، فَسَمَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُطِيعًا

(مسند احمد، حدیث نمبر ۱۵۴۰۸، واللفظ له، مسلم حدیث نمبر ۴۷۲۸، المعجم)

الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۷۰۷۹، مسند عسکری حاکم حدیث نمبر ۷۸۳۶)

ترجمہ: ان کا نام عاص (یا عاصی) تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام مطیع رکھا (ترجمہ ختم)
عاص یا عاصی نافرمان اور گناہ گار کو کہا جاتا ہے، اور مطیع فرمانبردار کو کہا جاتا ہے، اور مومن کی شان نافرمان اور گناہ گار ہونے کے بجائے فرمانبردار ہونے کی ہے، اس لئے حضور ﷺ نے عاص کے بجائے مطیع نام تجویز فرمایا۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

۱۔ قوله ما اسمه قال فلان لم ألق على تعيينه فكانه كان سماه اسمًا ليس مستحسنًا فسكت عن تعيينه أو سماه فتنسبه بعض الرواة قوله ولكن اسمه المنذر أي ليس هذا الاسم الذي سمعته به اسمه الذي يليق به بل هو المنذر قال الداودي سماه المنذر تفاؤلاً أن يكون له علم ينذر به قلت وتقدم في المغازی أنه سمي المنذر بالمنذر بن عمرو الساعدي الخزرجي وهو صحابي مشهور من رفق أبي أسيد الحديث الثاني (فتح الهادي لابن حجر، باب كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا سمع الاسم القبيح حوله إلى ما هو أحسن منه)

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ وَقَالَ أَنْتِ جَمِيلَةٌ (مسلم، حدیث نمبر ۵۷۲۷، کتاب الآداب، باب استِغْثَابِ تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ الْقَبِيحِ إِلَى حَسَنٍ وَتَغْيِيرِ اسْمِ بَرَّةٍ إِلَى ذَنْبٍ وَبُخْوَرِيَّةٍ وَنَحْوِهِمَا)
ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے عاصیہ نام تبدیل کر دیا اور فرمایا کہ آپ کا نام جمیلہ ہے (ترجمہ فتح)

عاصیہ کے معنی نافرمانی کرنے والی کے ہیں، اور جمیلہ کے معنی خوبصورت کے ہیں، نبی ﷺ نے عاصیہ نام بدل کر جمیلہ تجویز فرمادیا، پس عاصیہ نام رکھنا ممنوع ہوا۔
اور اسی طرح ایسا کوئی دوسرا نام بھی منع ہوگا، جس میں نافرمانی کے معنی پائے جاتے ہوں۔ ۱۔
ملاحظہ رہے کہ یہ ممانعت عاصیہ نام رکھنے کی ہے جو عین اور صاد کے ساتھ ہے، لیکن اگر آسیہ نام رکھا جائے جو الف اور سین کے ساتھ ہے، تو کوئی ممانعت نہیں۔
اور حضرت اسامہ بن اخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ أَصْرَمُ كَانَ فِي النَّفَرِ الَّذِينَ اتَّوَا رَسُولَ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- مَا اسْمُكَ قَالَ أَنَا أَصْرَمُ قَالَ بَلْ أَنْتَ زُرْعَةُ (ابوداؤد حدیث نمبر ۴۹۵۶، کتاب الآداب، باب فِي تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ، وَاللَّفْظُ لَهُ، الْمَعْجَمُ الْكَبِيرُ لِلطَّبْرَانِيِّ حَدِيثٌ لِمَنْ ۵۲۴، وَحَدِيثٌ لِمَنْ ۸۷۱، مَسْتَدْرَكٌ حَاكِمٌ حَدِيثٌ لِمَنْ ۷۸۳۹) ۲۔

ترجمہ: ایک آدمی کو اصرم کہا جاتا تھا جو اس قبیلہ کے لوگوں میں شامل تھا جو رسول

۱۔ قال أبو سليمان الخطابي: أما العاص، وإنما غيره كراهية لمعنى العصيان، وإنما سمة المؤمن الطاعة والاستسلام (شرح السنة للإمام الهوي، باب تغير الاسماء)

۲۔ قال الحاكم: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُعَرَّجْهُ"

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.

وقال الهيثمي:

رواه الطبراني ورجاله ثقات (معجم الزوائد، ج ۸ ص ۵۴، باب تغير الاسماء وما لم يه عندها وما يستحب)

اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا کیا نام ہے؟ تو اس نے کہا کہ اصرم۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلکہ آپ کا نام زرعه ہے (ترجمہ مخ)

اصرم کے معنی کٹنے اور جدا ہونے کے ہیں، اور اس میں اچھائی اور خیر و برکت سے کٹنے کی طرف اشارہ ہے، اس لئے آپ ﷺ نے یہ نام پسند نہیں فرمایا اور اس کے بجائے زرعه نام رکھا جس کے معنی کھیتی کے ہیں۔

جو کہ اچھے معنی ہیں۔ ۱۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ”صرم“ نام رکھنا بھی جائز نہیں۔ ۲۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ "مَا اسْمُكَ؟" قَالَ: "شِهَابٌ، قَالَ: "أَنْتَ هِشَامٌ" (مسندک حاکم حدیث نمبر ۸۴۲، واللفظ له،

مسند احمد حدیث نمبر ۲۴۴۶۵) ۳۔

ترجمہ: نبی ﷺ نے ایک آدمی کو فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے، اس نے جواب میں کہا

۱۔ قَالَ بَلْ أَنْتَ زُرْعَةٌ بِهَمْ زَايَ وَمُسْكُونٌ رَاءَ مَاخُودٍ مِنَ الزُّرْعِ وَهُوَ مُسْتَحْصَنٌ بِمَخْلَافِ أَصْرَمٍ لِأَنَّهُ مَأْخُودٌ مِنَ الصَّرْمِ وَهُوَ الْقَطْعُ لِجَادِلِهِ بِهِ وَغَيْرِهِ لِمَرْقَاةِ الْمَفَاتِيحِ، كِتَابُ الْآدَابِ، بَابُ الْأَسْمَاءِ)

(بَلْ أَنْتَ زُرْعَةٌ: (بِهَمْ زَايَ وَمُسْكُونٌ رَاءَ مَاخُودٍ مِنَ الزُّرْعِ، وَهُوَ مُسْتَحْصَنٌ بِمَخْلَافِ أَصْرَمٍ، لِأَنَّهُ مَأْخُودٌ مِنَ الصَّرْمِ عَنِ الْقَطْعِ الْغَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، فَجَادِلُهُ بِهِ (هَوْنُ الْمَعْبُودِ، كِتَابُ الْآدَابِ، بَابُ فِي تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ الْقَبِيحِ)

۲۔ قَالَ مُصْعَبٌ: وَكَانَ اسْمُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ صَرْمًا، "فَسَمَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَعِيدًا"

واسم أمه هند (مسندک حاکم حدیث نمبر ۶۱۴۲)

۳۔ قَالَ الْحَاكِمُ: "هَذَا خَلِيفَتُكَ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُغَيَّرْ جَاهًا"

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح

قال الهيثمي:

رواه أحمد والطبرانی في الاوسط بنحوه وفيه عمران القطان وثقه ابن حبان وغيره وفيه ضعف، وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۵۱، باب تغيير الاسماء وما لقي عنه فيها وما يستعجب)

کہ شہاب، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام ہشام ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَا اسْمُكَ؟ فَقَالَ: شِهَابٌ،

قَالَ: بَلْ أَنْتَ هِشَامٌ. (المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۷۸۹۵، واللفظ له،

مستدرک حاکم حديث نمبر ۷۸۴۳، المجالسة وجواهر العلم حديث نمبر

۲۳۹۷، معرفة الصحابة لابی نعیم حديث نمبر ۷۵۳۸) ۱

ترجمہ: وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام

کیا ہے، انہوں نے جواب دیا کہ شہاب، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ آپ

کا نام ہشام ہے (ترجمہ ختم)

شہاب آگ کے شعلے کو کہا جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس کے بجائے ہشام نام رکھا جس کے

معنی سخاوت کے آتے ہیں۔ ۲

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے شہاب نام کو پسند نہیں فرمایا، اور اس کی جگہ ہشام نام تجویز

فرمایا۔

اور حضرت ریطہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ:

أَنَّهُ شَهِدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا، فَقَالَ " مَا

اسْمُكَ؟ " قَالَ: غُرَابٌ، قَالَ " اسْمُكَ مُسْلِمٌ " (مستدرک حاکم

حديث نمبر ۷۸۴۷، واللفظ له، الادب المفرد للبخاری حديث نمبر ۸۵۳، المعجم

۱ قال الهيثمي:

رواه الطبرانی وفيه علي بن زيد وهو حسن الحديث وفيه ضعف، وبقية رجاله رجال

الصحيح. (مجمع الزوائد، ج ۸، ص ۵۱، باب تغيير الاسماء وما نهى عنه فيها وما

يستحب)

۲ والشهاب الشعلة من النار والنار عقوبة الله وأما عفرة یعنی بفتح العين وكسر الفاء فهي نعت

الأرض التي لا تنبت شيئاً فسمّاها عطفرة على معنى التفاضل حتى تخضر (الترغيب والترهيب

نعت حديث رقم ۱۹۸۳)

الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۲۳۹۵، معرفة الصحابة لابی نعیم حدیث نمبر ۶۰۴۳،

مسند الرویانی حدیث نمبر ۱۳۸۰، مسند ابی یعلیٰ الموصلی حدیث نمبر ۶۶۹۱، ۱۔

ترجمہ: وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ حنین میں شریک ہوئے، تو رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ غراب (یعنی کوا) تو رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام مسلم ہے (ترجمہ مخم)

غراب کے معنی دور ہونے کے آتے ہیں، اس کے علاوہ غراب، کوئے کو کہا جاتا ہے، اور کوا عام طور

پر موذی جانور ہے، اور زمانہ جاہلیت میں بدفالی کے طور پر بھی یہ نام رکھا جاتا تھا، رسول اللہ ﷺ

نے اس کے بجائے مسلم نام رکھا، جس میں دوسرے کے لئے سلامتی اور نیک فال کے معنی پائے

جاتے ہیں۔ ۲

اور حضرت عقبہ بن عبد ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلا کر فرمایا کہ:

"مَا اسْمُكَ؟" قُلْتُ: عُقْلَةُ بَنِي عَبْدِ، قَالَ: "أَنْتَ عُقْبَةُ بَنِي عَبْدِ." (المعجم

الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۳۷۷۷) ۳

ترجمہ: آپ کا نام کیا ہے؟ میں نے کہا کہ حنظلہ بن عبد، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

آپ کا نام عقبہ بن عبد ہے (ترجمہ مخم)

اور حضرت عقبہ بن عبد کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

۱۔ قال الحاكم: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُنْعَرَّجْهُ" وقال اللعي: صحيح.

قال الهيثمي:

رواه الطبرانی وأبو يعلى والزار بنحوه ورائطة لم يعضفها أحد ولم يوثقها، وبقية رجال

أبى يعلى ثقات. (معجم الزوائد، ج ۸ ص ۵۲، باب تغيير الاسماء وما نهى عنه فيها وما

يستحب)

۲۔ وخراب مأخوذ من الغرب، وهو البعد، ثم هو حيوان غيبث الفعل، غيبث الطعام

أباح رسول الله (ﷺ) قتله في الحل والحرم. (شرح السنه للإمام البهوي، باب تغيير

الاسماء)

۳۔ قال الهيثمي:

رواه الطبرانی من طرق ورجال بعضها ثقات (معجم الزوائد، باب تغيير الاسماء وما نهى

عنه فيها وما يستحب)

اِنَّهُ لَمَّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَهٗ: مَا اِسْمُكَ؟ قَالَ:

نُشْبَةُ، قَالَ "اَنْتَ عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ" (المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۱۳۷۵۵) ۱

ترجمہ: انہوں نے جب رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے معلوم کیا، کہ آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ ”نشبہ“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام عتبہ بن عبد ہے (ترجمہ ختم)

عتلہ کے معنی سرکش اور سخت عادت والے اور بہت کھانے والے کے آتے ہیں، اور نشبہ کے معنی بھیڑیے کے اور کسی کام میں پھنس جانے والے کے آتے ہیں۔

اور ان دونوں ناموں کے معنی میں برائی پائی جاتی ہے، مومن کی شان فرمانبرداری، نرمی، سہولت اور کم کھانے کی ہے، اس لئے آپ ﷺ نے ان کے بجائے عتبہ نام رکھ دیا، جس کے معنی رضامندی اور وادی کے موڑ کے آتے ہیں، گویا کہ آپ ﷺ نے نام کو برائی سے اچھائی کی طرف موڑ دیا۔ ۲

اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِرَجُلٍ: مَا اِسْمُكَ؟ قَالَ: نُعْمٌ،

قَالَ: بَلْ اَنْتَ عَبْدُ اللّٰهِ (المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۱۱۵۸)، واللفظ

لَهُ، المعجم الاوسط للطبرانی حديث نمبر ۱۶۷۵) ۳

ترجمہ: نبی ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے جواب میں کہا کہ ”نعم“، تو رسول اللہ نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ آپ کا نام عبد اللہ ہے (ترجمہ ختم)

۱ قال الہیثمی:

رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات. (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۵۳، باب تغییر الاسماء وما لہی عنہ فیہا وما یستحب)

۲ وعلة: معناها الشدة واللفظ، ومنه قولهم: رجل عتل، أى: شلید خلیط، ومن صفة المؤمن اللین والسهولة (شرح السنہ للإمام البہوی، باب تغییر الاسماء)

۳ قال الہیثمی:

رواہ الطبرانی والاوسط ورجالہ ثقات. (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۵۳، باب تغییر الاسماء وما لہی عنہ فیہا وما یستحب)

”نعم“ کے معنی تن آسانی اور عیش و طرب کے آتے ہیں، اور انسان کے لئے یہ عادت پسندیدہ نہیں ہے، اس لئے آپ ﷺ نے یہ نام تبدیل فرمادیا، اور اس کی جگہ عبد اللہ نام رکھا، جو کہ پسندیدہ نام ہے۔

اور حضرت بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

وَكَانَ قَدْ آتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِسْمُهُ زَحَمٌ فَاسْمَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِيرًا (مسند احمد حديث نمبر ۲۱۹۵۶، واللفظ له، الادب المفرد للبخاری حديث نمبر ۷۹۸، وحديث نمبر ۸۵۸، المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۱۲۱۵، وحديث نمبر ۲۰۰۰۲، مسند ترك حاكم حديث نمبر ۱۳۲۸) ل

ترجمہ: وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، اور ان کا نام زحم تھا، تو نبی ﷺ نے ان کا نام بشیر رکھ دیا (ترجمہ نعم)

زحم کے معنی ہجوم اور تنگی کرنے والوں کے آتے ہیں، جس میں دوسروں کے لئے تنگی اور تکلیف کے معنی پائے جاتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اس نام کو بدل کر بشیر نام رکھ دیا، جس کے معنی دوسرے کو خوشخبری سنانے والے کے آتے ہیں، جس میں دوسرے کے لئے خوشی اور راحت کے معنی پائے جاتے ہیں۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ كَثِيرَ بْنَ الصَّلْتِ "كَانَ اِسْمُهُ قَلْبِلًا، فَاسْمَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيرًا، وَأَنَّ مُطِيعَ بْنَ الْأَسْوَدِ كَانَ اِسْمُهُ الْعَاصِ، فَاسْمَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُطِيعًا، وَأَنَّ أُمَّ حَاصِمِ بْنِ عُمَرَ كَانَ اِسْمُهَا عَاصِيَةً، فَاسْمَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيلَةً "۔

ل قال الهيمى:

رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح. (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۵۱، باب تغيير الاسماء وما لہی عنہ لہا وما يستحب)

وَكَانَ يَنْفَاءً لِّ بِلَالٍ مِّنْهُمْ (معرفة الصحابة لابی نعمہ حدیث نمبر ۵۸۶۰)
ترجمہ: کثیر بن ملت کا نام قلیل تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام کثیر رکھ دیا، اور مطیع
بن اسود کا نام عاص تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام مطیع رکھا، اور عاصم بن عمر کی
والدہ کا نام عاصیہ تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام جمیلہ رکھا، اور رسول اللہ ﷺ
اجمہ ناموں سے نیک فالی لیا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

قلیل کے معنی میں بظاہر ناشکری پائی جاتی تھی، اس لئے آپ ﷺ نے کثیر نام تجویز فرمایا، اور کئی
صحابہ کا نام کثیر ملتا ہے، اور ایک شخص کا رسول اللہ ﷺ نے کثیر نام تبدیل فرما کر بشیر تجویز فرمایا۔ ۱۔
جس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور ﷺ نے دنیا یا مال یا شرب و برائی کی کثرت کے پیش نظر اس نام
سے منع فرمایا، ورنہ خیر کی کثرت کے پیش نظر کثیر نام رکھنا جائز ہے۔

اور بعض روایات میں اکبر نام کو بشیر نام سے تبدیل کرنے کا ذکر ہے۔ ۲۔

اور حضرت ابو قریظہ رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ:

وَكَانَ اسْمُهُ مَيْسَمًا ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " مَا اسْمُكَ يَا
أَبَا قُرَيْظَةَ ؟ " قُلْتُ : اسْمُهُ مَيْسَمٌ ، قَالَ : " بَلْ اسْمُكَ مُسْلِمٌ " فَقُلْتُ :
مُسْلِمٌ مَعَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ (المعجم الكبير للطبرانی حدیث نمبر ۲۳۵۱، واللفظ

۱۔ چنانچہ حضرت بشیر جاری رضی اللہ عنہ ایک حدیث میں فرماتے ہیں:

قَالَ لِي " مَرْحَبًا ، مَا اسْمُكَ ؟ " قُلْتُ : بَشِيرٌ ، قَالَ : " بَلْ أَنْتَ بَشِيرٌ " (مسند حاکم
حدیث نمبر ۷۸۳۵)

قال الحاکم: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادُ وَلَمْ يُعَرَّجْ" وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.
عصام بن بشیر قال حدثني أبي أن بنی الحارث بن كعب وفدوه إلى رسول الله
ﷺ قال فدخلت على النبي ﷺ فسلمت عليه فقال مرحبا وعليك السلام من أين
أقبلت فقلت يا رسول الله باهي أنت وأمي بنی الحارث وفدوني إليك بالاسلام فقال
مرحبا بك ما اسمك قلت اسمي أكبر قال بل أنت بشير فسماه النبي ﷺ
بشيرا (السنن الكبرى للنسائي حدیث نمبر ۱۰۱۴۵، واللفظ له، الكشي والاسماء

للدولابی حدیث نمبر ۸۱۴، عمل اليوم والليلة لابن السنی حدیث نمبر ۱۸۸)

قال الحافظ في "الإصابة" 1 / : 266 قال ابن مندہ: هرب لئلا يعرفه إلا من حديث
أهل الجزيرة عن عصام (روضة المحدثين تحت حدیث رقم ۳۶۲۲)

لہ، معرفة الصحابة لابی نعیم حدیث نمبر ۶۰۵۱) ۱۔

ترجمہ: میرے چھوٹے بھائی کا نام میم تھا، تو مجھے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوقر صافہ اس کا نام کیا ہے؟ میں نے کہا اس کا نام میم ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بلکہ اس کا نام مسلم ہے، تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول مسلم آپ کے ساتھ ہے (ترجمہ ختم)

یعنی وہ آپ کا تابع دار ہے، اور اب اس کا نام مسلم ہی ہے۔
اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"كَانَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمُهُ اسْوَدٌ، فَسَمَّاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْيَضَ" (المعجم الاوسط للطبرانی حدیث نمبر ۸۶۱۸، واللفظ لہ، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۵۸۸۳) ۲۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک آدمی کا نام اسود تھا، جس کا نام رسول اللہ ﷺ نے ابیض رکھ دیا تھا (ترجمہ ختم)

اسود کے معنی کالے کے آتے ہیں، اور ابیض کے معنی سفید کے آتے ہیں، اور اسود کے مقابلہ میں ابیض کے معنی میں اچھائی پائی جاتی تھی، اس لئے حضور ﷺ نے اسود نام کو ابیض سے تبدیل فرمادیا۔

البتہ اگر کسی کا اسود نام بطور طنز و برائی کے نہ رکھا جائے، بلکہ عاجزی کے طور پر رکھا جائے، تو اس میں حرج نہیں، جیسا کہ بعض صحابہ کرام کا نام اسود تھا، اور حضور ﷺ نے تبدیل نہیں فرمایا۔
اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

۱۔ قال الهیثمی:

رواہ الطبرانی وفيه جماعة لم أعر لهم. (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۵۳، باب تغییر الاسماء وما نہی عنہ فیہا وما یستحب)

۲۔ قال الهیثمی:

رواہ الطبرانی فی الاوسط وإسناده حسن. (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۵۵، باب تغییر الاسماء وما نہی عنہ فیہا وما یستحب)

لَمَّا وَلِدَ الْحَسَنُ سَمِيَّتَهُ حَرْبًا، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ "أَرُونِي ابْنِي، مَا سَمَيْتُمُوهُ؟" قَالَ: قُلْتُ: حَرْبًا. قَالَ: "بَلْ هُوَ حَسَنٌ" فَلَمَّا وَلِدَ الْحُسَيْنُ سَمِيَّتَهُ حَرْبًا، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ "أَرُونِي ابْنِي، مَا سَمَيْتُمُوهُ؟" قَالَ: قُلْتُ: حَرْبًا. قَالَ: "بَلْ هُوَ حُسَيْنٌ" فَلَمَّا وَلِدَ الثَّالِثُ سَمِيَّتَهُ حَرْبًا، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ "أَرُونِي ابْنِي، مَا سَمَيْتُمُوهُ؟" قُلْتُ: حَرْبًا. قَالَ: "بَلْ هُوَ مُحَسِّنٌ" (مسند احمد حديث نمبر ۷۶۹، واللفظ له، الادب المفرد للبهارى حديث نمبر ۸۵۲، المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۲۷۰۶، سنن البيهقي حديث نمبر ۱۲۲۷۶، صحيح ابن حبان حديث نمبر ۶۹۵۸، مستدرک حاکم حديث نمبر ۴۷۶۷، مسند الطيالسي حديث نمبر ۱۲۹، مسند الزوار حديث نمبر ۷۴۳) ل

ترجمہ: جب حسن کی پیدائش ہوئی، تو میں نے اس کا نام حرب رکھا، پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، اور فرمایا میرے اس بیٹے کا تم نے کیا نام رکھا ہے، تو میں نے کہا کہ حرب، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلکہ یہ حسن ہیں، پھر جب حسین کی پیدائش ہوئی، تو میں نے اس کا نام حرب رکھا، پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، اور فرمایا میرے اس بیٹے کا تم نے کیا نام رکھا ہے، تو میں نے کہا کہ حرب، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلکہ یہ حسین ہیں، پھر جب تیسرے بیٹے کی پیدائش ہوئی، تو میں نے اس کا نام حرب رکھا، پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، اور فرمایا میرے اس بیٹے کا تم نے کیا نام رکھا ہے، تو میں نے کہا کہ حرب، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ یہ محسن ہیں (ترجمہ غم)

حرب کے معنی لڑائی کے آتے ہیں۔

۱۔ قال الحاكم: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُعْرَجْهُ" (حوالہ بالا)

وقال البيهقي:

رواه أحمد وأحمد والبخاري ورجال أحمد والبخاري رجال الصحيح غير هانئ بن هانئ وهو ثقة. (معجم الزوائد، ج ۸، ص ۵۲، باب تغيير الاسماء وما لم يه فيها وما يستحب)

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حرب نام رکھنے کی وجہ یہ بتلائی تھی کہ ان کو جنگ (یعنی شرعی جہاد) پسند تھی، اور وہ اپنی کنیت ابو حرب رکھنا چاہتے تھے۔ ۱۔

اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شروع میں حضرت حسن کا نام حزمہ اور حسین کا نام جعفر رکھا تھا، پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو حسن و حسین کے ناموں سے تبدیل فرمادیا۔ ۲۔ ممکن ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حرب رکھنے کا بھی ارادہ کیا ہو، اور حزمہ و جعفر نام رکھنا بھی چاہا ہو، اور حضور ﷺ نے حسن و حسین نام رکھا ہو۔

لہذا دونوں میں کوئی ٹکراؤ نہیں۔

بہر حال ”حرب“ نام میں لڑائی اور جنگ کے معنی پائے جاتے تھے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اگرچہ مراد اور نیت صحیح تھی، لیکن حضور ﷺ نے ظاہری الفاظ اور ان کے معانی پر نظر کرتے ہوئے

۱۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ أَحِبُّ أَنْ أَكْتَبِيَ بِأَبِي حَرْبٍ، فَلَمَّا وُلِدَ الْحَسَنُ سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "بِمَا سَمَّيْتُمْ؟" فَقُلْتُ: سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، فَقَالَ: "هُوَ الْحَسَنُ". (المعجم الكبير للطبرانی، حدیث نمبر ۲۷۰۸)
عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ: كُنْتُ رَجُلًا أَحِبُّ الْحَرْبَ فَلَمَّا وُلِدَ الْحَسَنُ هَمَمْتُ أَنْ أَسْمِيَهُ حَرْبًا، فَسَمَّاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ، فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ هَمَمْتُ أَنْ أَسْمِيَهُ حَرْبًا، فَسَمَّاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحُسَيْنَ (المعجم الكبير للطبرانی، حدیث نمبر ۲۷۱۰)

قال الهيثمي:

رواه البزار والطبرانی بنحوه بأسانيد ورجال أحدهما رجال الصحيح. (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۵۲، باب تغيير الاسماء وما لقي عنه فيها وما يستحب)
۲۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا وُلِدَ الْحَسَنُ سَمَّاهُ حَزْمَةَ، فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ سَمَّاهُ بِعَمِّ جَعْفَرٍ، قَالَ: لَمَّا دَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "إِنِّي أُبْرِثُ أَنْ أُغَيِّرَ اسْمَ هَذَيْنِ" فَقُلْتُ: أَلَا وَرَسُولُهُ أَغْلَمُ فَسَمَّاهُمَا حَسَنًا وَحُسَيْنًا (مسند أحمد ۱۳۷۰، بواللفظ له، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۸۷۴۴، المعجم الكبير للطبرانی، حدیث نمبر ۲۷۱۳)

قال الهيثمي:

رواه أحمد وأبو يعلى بنحوه والبزار والطبرانی وفيه عبد الله بن محمد بن عقيل وحديثه حسن، وبقيته رجاله رجال الصحيح. (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۵۲، باب تغيير الاسماء وما لقي عنه فيها وما يستحب)

ان کو پسند نہیں فرمایا، اور ان کے بجائے حسن و حسین اور محسن نام رکھا۔ ۱
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ اولاد کے نام مشترک وزن پر، اور ایک دوسرے کے
مشابہ رکھنا سنت کے مطابق ہے۔ ۲

حضرت عبداللہ بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ أَبِي، يَقُولُ: فَعَلَّ أَبِیْ عَقْرَبَةُ يَوْمَ أُحُدٍ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْهَكِي، فَقَالَ " مَا اسْمُكَ ؟ " قُلْتُ :عَقْرَبَةُ، قَالَ " أَنْتَ
بَشِيرٌ، أَمَا تَرْضَى أَنْ أَكُونَ أَبَاكَ، وَعَالِشَةُ أُمِّكَ ؟ " فَسَكَتُ (معرفہ

الصحابہ لاہی لعمم حدیث نمبر ۵۵۹۵)

ترجمہ: میں نے اپنے والد حضرت بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ فرما رہے تھے کہ
میرے والد احد کے دن شہید ہو گئے، تو میں نبی ﷺ کے پاس روٹا ہوا آیا، تو نبی ﷺ
نے فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ عقربہ، نبی ﷺ نے فرمایا کہ
تمہارا نام بشیر ہے، کیا تم اس پر راضی نہیں کہ میں تمہارے والد اور عائشہ تمہاری والدہ کی
جگہ ہوں؟ تو (حضور ﷺ کے اس ارشاد کے بعد) میں رونے سے رُک گیا (ترجمہ ختم)
عقربہ بچھو کو کہا جاتا ہے، اور بچھو موذی جانور ہے۔

حضور ﷺ نے اس نام کو تبدیل فرمادیا۔

جگہوں کے بھی برے نام رکھنا منع ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- إِذَا سَمِعَ اسْمًا قَبِيحًا غَيَّرَهُ، فَمَرَّ

۱ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کا نام حمزہ اور جعفر رکھنے کو حضور ﷺ نے کسی خاص معلومت سے پسند نہیں فرمایا۔
لہذا کسی دوسرے کو یہ نام رکھنا ممنوع نہیں۔

۲ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اولاد کا نام ایک ہی مادہ کے مختلف صیغوں (مثلاً مصدر، اسم فاعل، اسم مفعول وغیرہ) سے رکھنا بھی
جائز ہے۔

عَلَى قَرِيْبَةٍ يُقَالُ لَهَا : غُفْرَةٌ فَسَمَاهَا " خُضْرَةٌ " (المعجم الصغير للطبرانی

حدیث نمبر ۳۴۹) ۱

ترجمہ: نبی ﷺ جب کوئی برانام سنتے تھے، تو اس کو تبدیل فرمادیا کرتے تھے، ایک مرتبہ نبی ﷺ ایک بستی سے گزرے، جس کو غفرہ کہا جاتا تھا، تو اس کا نام نبی ﷺ خضرہ رکھ دیا (ترجمہ ختم)

غفرہ ایسی زمین کو کہا جاتا ہے، جو خمر ہو، اور خضرہ ایسی زمین کو کہا جاتا ہے، جو سرسبز ہو۔ ۲
اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِأَرْضٍ تُسَمَّى خَلِيْرَةً ، فَسَمَاهَا خُضْرَةً

(شرح مشکل الآثار للطحاوی، حدیث نمبر ۱۸۴۹، باب بیان مشکل ماروی عن

رسول الله ﷺ انه كان يعجبه الفأل الحسن)

ترجمہ: نبی ﷺ ایک جگہ سے گزرے، جس کو غدرہ کہا جاتا تھا، تو نبی ﷺ نے اس کا نام خضرہ رکھ دیا (ترجمہ ختم)

غدرہ دھوکے والی چیز کو کہا جاتا ہے، اور یہ نام ناپسندیدہ اور قبیح ہے، جس میں انسانوں کے لئے دھوکے اور نقصان کے معنی پائے جاتے ہیں، اس لئے اس کو رسول اللہ ﷺ نے تبدیل فرمادیا، اور اس کی جگہ ایسا نام تجویز فرمایا، جس میں انسانوں کے لئے فائدہ کے معنی پائے جاتے ہیں۔
اور ایک روایت میں ہے کہ:

مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِأَرْضٍ يُقَالُ لَهَا خَلِيْرَةٌ فَسَمَاهَا خُضْرَةً (المعجم الاوسط

۱ قال الهيثمي:

رواه الطبرانی في الصغير ورجاله رجال الصحيح. (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۵۱، باب
تغییر الاسماء وما نہیں عنہ فیہا وما یستحب)

۲ وأما غفرة یعنی بفتح العین وكسر الفاء فهي نعت الأرض التي لا تبت شيئا فسماهها خضره
على معنى التفاؤل حتى تخضر (الترهيب والترهيب تحت حديث رقم ۱۹۸۳)
وأما غفرة، فهي نعت الأرض التي لا تبت شيئا، فسماهها خضره على معنى التفاؤل
حتى تخضر. (شرح السنه للإمام البهوی، باب تغیر الاسماء)

للطبرانی حدیث نمبر ۶۳۸، واللفظ لہ، شعب الایمان للبیہقی حدیث نمبر ۴۸۵۷،

موارد الظمان ج ۱ ص ۴۷۹ ل

ترجمہ: نبی ﷺ ایک جگہ سے گزرے، جس کو عذرہ کہا جاتا تھا، تو نبی ﷺ نے اس کا نام خضرہ رکھ دیا (ترجمہ ختم)

عذرہ کے کئی معنی آتے ہیں، مگر وہ معنی جگہ کے لئے مناسب نہ تھے، اس لئے حضور ﷺ نے اس نام کو تبدیل فرما دیا، اور خضرہ نام رکھا، جو سرسبز کے معنی میں ہے۔

اور حضرت عروہ سے روایت ہے:

أَنَّ مَكَّانًا كَانَ إِسْمُهُ بَقِيَّةَ الضَّلَالَةِ، فَسَمَّاهُ النَّبِيُّ ﷺ بَقِيَّةَ الْهُدَى، قَالَ: وَمَرَّ بِقَوْمٍ، فَقَالَ لَهُمْ: مَنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوا: بَنُو غَيْثَةٍ، فَسَمَّاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَنُو رِشْدَةٍ (مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۹۸۶۲،

باب الاسماء والكنى، واللفظ لہ، جامع معمر بن راشد حدیث نمبر ۴۶۵)

ترجمہ: ایک جگہ کا نام ”بقیۃ الضلالۃ“ تھا، اس کا نام نبی ﷺ نے ”بقیۃ الہدی“ رکھا۔

اور نبی ﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے، ان سے معلوم کیا، تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم بنو غیثہ (یعنی سرکش کی اولاد) ہیں، تو ان کا نام رسول اللہ ﷺ نے بنو رشدہ (ہدایت یافتہ کی اولاد) رکھا (ترجمہ ختم)

بنو غیثہ کے معنی سرکش اور گمراہ کی اولاد کے ہیں، جس کو بدل کر بنو رشدہ نام رکھا جس کے معنی ہدایت دہندہ کی اولاد کے ہیں۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے ضلالت و گمراہی والے ناموں کو تبدیل فرما کر ان کی جگہ ہدایت والے نام تجویز کئے ہیں۔

افسوس ہے کہ آج کل انسانوں کے برے ناموں کو تبدیل کرنے اور اچھے نام رکھنے کا تو مسلمانوں

ل قال الہمیسی:

رواہ ابو یعلیٰ والطبرانی فی الاوسط ورجال ابی یعلیٰ رجال الصحیح. (مجمع

الزوائد، ج ۸ ص ۵۱، باب تغیر الاسماء وما لہی عنہ فیہا وما یستحب)

میں کسی قدر اہتمام کیا جاتا ہے، مگر جگہوں کے نام اچھے رکھنے اور برے نام تبدیل کر دینے کا ذرا اہتمام نہیں پایا جاتا، بلکہ اس کی طرف کسی کی توجہ بھی نہیں ہوتی، یہاں تک کہ بہت سے اہل علم کی بھی۔

چنانچہ ہمارے یہاں جگہوں کے نام جو تجویز کئے جاتے ہیں، وہ انتہائی قبیح اور برے ہوتے ہیں، مثلاً جھگڑا، چکری وغیرہ۔

جبکہ بعض نام ہندوؤں کے مذہبی بھی پائے جاتے ہیں، مثلاً کرشن پورہ، موہن پور، سنگھ پورہ وغیرہ۔ ان کی اصلاح کی طرف خصوصاً اہل علم اور حکمرانوں اور عموماً مسلمانوں کو توجہ کرنے اور دلانے کی ضرورت ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے کثرت سے انسانوں اور جگہوں اور چیزوں کے برے ناموں کو تبدیل فرمایا ہے، اور ان کی جگہ اچھے نام تجویز فرمائے ہیں۔ ۱۔
اس لئے ایسے نام رکھنا منع ہیں، کہ جن کے معنی میں برائی و قباح پائی جاتی ہو، خواہ وہ نام انسانوں کے ہوں یا کسی جگہ کے۔

لہذا اولاً تو ایسے نام رکھنے سے پرہیز کرنا چاہئے، اور اگر رکھ دیئے گئے ہوں، تو ان کو تبدیل کر دینا چاہئے۔ ۲۔

۱۔ وَعَزَّ النَّبِيُّ ﷺ - اسْمُ الْقَاصِ وَعَزْبٌ وَهَلَّةٌ وَهَيْطَانُ وَالْحَكْمُ وَغَرَابٌ وَخَبَابٌ وَهَبَابٌ قَسْمَاءُ هَسَامًا وَسَمِي خَرَبًا سَلْمًا وَسَمِي الْمُضْطَجِعُ الْمُتَبَيِّتُ وَأَرْضًا تُسَمَّى عَفْرَةً سَمَاءًا خَصِيرَةً وَجَبَبُ الضَّلَالَةِ سَمَاءُ جَبَبُ الْهَدْيِ وَبَنُو الزُّنْيَةِ سَمَاءُهُمْ بَنِي الرُّحْلَةِ وَسَمِي بَنِي مُغْوِيَةِ بَنِي رَحْلَةٍ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ تَرَكْتُ أَسَائِلَكُمْ لِلْإِنْخِصَارِ (ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ)

۲۔ تکررہ الاسماء القبيحة والاسماء التي يعطير بنفها في العادة لحديث سمرة الذي ذكره المصنف وجاءت أحاديث كثيرة في الصحيح بمعناه فمن الاسماء القبيحة حرب ومرة وکلب وکلب وجری وحاصیة ومغریة - هالکین المعجمة - وھیطان وهباب وظالم وحمار وأشباهها وكل هذه تسمى بها ناس (المجموع شرح المذهب للنووی ج ۸ ص ۳۳۶)

ومنہا الاسماء التي لها معان تکررها النفوس ولا تلائمها كحرب ومرة وکلب وحیة وأشباهها..... وقد كان النبي ﷺ يشد عليه الاسم القبيح ويكرهه جدا من الأشخاص والأماكن والقبائل والجهال حتى انه مر في مسير له بين جبلين فسأل عن اسمهما فقبل له فاضح

﴿بِقِيَمَاتِهَا كَلَّمْتُهُ بِمَلَاظِمِهَا﴾

البتہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجماعاً کے ایسے نام ملتے ہیں، کہ بظاہر لغوی اعتبار سے ان کے معنی میں خوبی معلوم نہیں ہوتی، لیکن حضور ﷺ نے ان ناموں کو ملاحظہ فرمانے کے باوجود تبدیل نہیں فرمایا۔

لہذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت سے وہ نام رکھنا جائز ہیں، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان لانے کے بعد اور حضور ﷺ کے ان ناموں کو بالخصوص کثرت سے ملاحظہ فرمانے کے بعد تبدیل نہ کرنے کی اہمیت لغت کی نسبت سے زیادہ اہم ہے۔ ۱۔

(۵)..... اپنی پاکیزگی کے اظہار اور بدفالی والے نام رکھنا

حضور ﷺ نے جن ناموں کو تبدیل فرمایا، یا کسی وجہ سے تبدیل کرنے کا ارادہ فرمایا، ان میں سے پانچویں قسم ان ناموں کی ہے، جن سے اپنی پاکیزگی کا اظہار کیا جائے، یا ان سے بدفالی کی جائے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنْ زُنِبَ كَانَ اسْمُهَا بَرَّةً لَقِيلَ تَزَكَّى نَفْسُهَا فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ (بخاری، حدیث نمبر ۵۷۲۳، کتاب الادب، باب تخریل

الاسم إلى اسم أحسن منه، واللفظ له، مسلم، باب استعجاب تغییر الاسم القبیح إلى

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ ماضیہ ﴾

ومغز فعلل عنهما ولم يمر بينهما وكان شديد الاعتناء بذلك ومن تأمل السنة وجد معاني في الأسماء مرتبطة بها حتى كان معانيها مأخوذة منها وكان الأسماء مشتقة من معانيها فتأمل قوله أسلم سالمها الله وغفار غفر الله لها وعصية عصت الله وقوله لما جاء سهيل بن عمرو ثم قال ممن أنت قال من أسلم فقال لأبي بكر مسلمنا ثم قال ممن قال من سهم قال خرج سهمك ذكره أبو عمر في استذكاره حتى انه كان يعتبر ذلك في التأويل فقال رأيت كأننا في دار عقبة بن رافع فأتينا برطب من رطب ابن طالم فاولت العاقبة لنا في الدنيا والرفعة وأن ديتنا قد طاب وإذا أردت أن تعرف تأثير الأسماء في مسمايتها فتأمل (تحفة المودود بأحكام المولود ص ۸۳)

۱۔ گویا کہ ایک نسبت تو لغوی معنی کی ہے، اور ایک نسبت تقریری حدیث اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام و مرتبہ کی ہے، اور دوسری نسبت، پہلی نسبت پر غالب ہے۔

البتہ اگر حضور ﷺ کوئی نام ملاحظہ نہ فرمائے ہوں، اس کا معاملہ الگ ہے، جس کی تفصیل آگے اپنے مقام پر آتی ہے۔

حَسَنٌ وَتَغْيِيرُ اسْمِ بَرَّةَ إِلَى نَسَبٍ وَجُوْبَرَّةَ وَنَحْوِهَا

ترجمہ: حضرت نَسَبِ رَضِی اللہ عنہا کا پہلے نام ”برہ“ تھا (جس کے معنی پاکیزہ کے ہیں) پس کہا گیا کہ آپ اپنے آپ کو پاکیزہ ظاہر کرتی ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام نَسَبِ رُکھ دیا (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ:

فَقَالَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- لَا تَزْكُوا أَنْفُسَكُمْ اللَّهُ أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْبَيْرِ

مِنْكُمْ (ابوداؤد، حدیث نمبر ۴۹۵۵، کتاب الادب، باب فی تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ اپنے آپ کو پاکیزہ ظاہر نہ کرو، اللہ تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں کہ تم میں سے کون پاکیزہ ہے (ترجمہ ختم)

برہ کے معنی پاکیزہ کے ہیں، حضور ﷺ نے یہ نام اس لئے تبدیل فرمایا، تاکہ اپنے نام کی بنیاد پر کوئی اپنے آپ کو پاکیزہ اور مقدس نہ سمجھے، اور نہ ہی اپنے آپ کو پاکیزہ اور مقدس قرار دے۔ گویا کہ حضور ﷺ نے نام کے ذریعہ سے اپنی پاکیزگی اور شہرت وغیرہ کے اظہار کا سد باب فرمادیا۔

لہذا اپنی پاکیزگی اور بڑائی و شہرت کو ظاہر کرنے کے لئے کسی نام کا انتخاب کرنا درست نہیں۔ ۱۔ اور حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام بھی پہلے برہ تھا، اور آپ ﷺ نے یہ نام بدل کر جویریہ رکھ دیا تھا، مگر ان کا نام بدلنے کی وجہ دوسری تھی۔

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كَانَتْ جُوَيْرِيَّةَ اسْمَهَا بَرَّةَ فَحَوَّلَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-

اسْمَهَا جُوَيْرِيَّةَ وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُقَالَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ بَرَّةَ (مسلم حدیث نمبر

۵۷۲۹، کتاب الادب، باب استعجاب تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ الْقَبِيحِ إِلَى حَسَنٍ وَتَغْيِيرِ اسْمِ بَرَّةَ إِلَى

۱۔ البتہ اگر کوئی ایسا نام منتخب کرے، جس سے نیکی و شرافت وغیرہ کا اظہار ہوتا ہو، اور اس کا مقصود اپنے آپ کو نیک ظاہر کرنا نہ ہو، تو حرج نہیں۔

زینب وجوہیہ ونحوہما

ترجمہ: حضرت جویریہ کا نام برہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام بدل کر جویریہ رکھ دیا، اور نبی ﷺ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ وہ برہ کے پاس سے چلے گئے (ترجمہ ختم)
اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا برہ کا نام اس لئے تبدیل فرمادیا تھا، تاکہ کسی وقت میں برہ لفظ سے کوئی اچھائی کی نفی کی بدفالی نہ لے۔ ۱۔

اور حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- لَا تَسْمَيْنَ غُلَامَكَ يَسَارًا وَلَا زَبَاحًا وَلَا نَجِيحًا وَلَا أَلْفَحَ فَإِنَّكَ تَقُولُ أَتُمْ هُوَ لَيَقُولَنَّ لَا (ابوداؤد حدیث

نمبر ۴۹۶۰، کتاب الادب، باب فی تغییر الاسم القبیح، واللفظ لہ، مسند احمد حدیث

نمبر ۲۰۱۰۷، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۲۶۵۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بچے کا نام یسار، زباح، نجح اور الفح نہ رکھیں، کیونکہ آپ یہ کہیں گے کہ کیا وہ یہاں ہے؟ تو جواب دینے والا کہے گا کہ نہیں (ترجمہ ختم)

۱۔ فَتَعْلَقُ الْمَنَعُ لَوْ جَهَنِّي: أَعْلَمْنَا: لِمَا فِيهِ مِنْ تَزْكِيَّتِهَا نَفْسَهَا بِمَا تَسْمَتْ بِهِ. وَالْوَجْهُ
الثَّانِي: فِيهِ جَنَةِ اللَّفْظِ فِي قَوْلِهِمْ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ بَرَّةٍ (المنطوق شرح الموطأ، باب
ما يكره من الأسماء)

وقد بين العلامة في النوعين، وما في معناهما، وهي التزكية، أو غوف التطير
(شرح النووي على مسلم، باب استعجاب تغيير الاسم القبيح إلى حسن وتغيير اسم برة
إلى زينب وجوہیہ ونحوہما)

قال ابن الملك تزكية الرجل نفسه ثناء عليها والبر اسم لكل فعل مرضى سموها
زينب في القاموس زنب كفرح سمن والأزب السمين وبه سميت المرأة زينب يعني
إخباراً أو تفاؤلاً أو من زمانا القرب لزبانها أو من الزنب الشجر حسن المنظر طيب
الرائحة أو أصلها زين أب وكان أي النبي يكره أن يقال خرج من عند برة
الظاهر أن هذا من عند ابن عباس ويحتمل أنه عليه السلام أخبره عما في ضميره فحينئذ
يصح قول النووي بين في الحديثين نوعين من العلة وهما التزكية وغوف التطير قلت
يعني أن العلة في الأول التزكية وفي الثاني التطير مع أنه لا منع من الجمع (مراقبة، كتاب
الآداب، باب الآسامي)

لَمْ تَسْمِ بِبَرَّةٍ بَعْدَ نَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (معرفة الصحابة، حديث نمبر ۷۵۳۵)

یہاں کے معنی آسانی اور سہولت کے آتے ہیں، اور رباح کے معنی نفع اور فائدہ کے آتے ہیں، اور کح کے معنی کامیاب ترین اور درست رائے کے ہیں، اور الفح کے معنی زیادہ کامیاب کے ہیں۔ ۱۔ آپ ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ جب ان ناموں کا ذکر کر کے معلوم کیا جائے گا، کہ فلاں یہاں ہے، اور اس کے وہاں نہ ہونے پر جواب میں نفی کی جائے گی، تو گویا کہ سہولت اور فائدہ وغیرہ کی ظاہر ا نفی کی جائے گی، اور اس سے کسی کے دل میں بدفالی پیدا ہو سکتی ہے۔

اور بعض روایات میں ہے کہ نبی ﷺ نے برکت، یسار، الفح، نفع اور ان جیسے ناموں (مثلاً کح) کے رکھنے سے منع کرنے کا ارادہ فرمایا، مگر اپنے وصال تک اس سے منع نہیں فرمایا۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اولاً تو رسول اللہ ﷺ نے یسار وغیرہ ان ناموں کے رکھنے سے منع نہیں فرمایا تھا، اور اگر کسی وقت منع بھی فرمایا تھا، تو صرف بدفالی کے خطرے سے بچنے کے لئے منع فرمایا تھا۔ پس یہ نام رکھنا فی نفسہ جائز ہے، گناہ نہیں، اور کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہ نام ملتے ہیں۔ ۳۔

۱۔ النُّعْجُ وَالنَّجَاحُ : الْفُكْرُ . وَمَا زَمَّهْرًا نَاجِعًا وَنَجِيحًا : أَيُّ وَهَيْكًا . وَزَأَى نَجِيحًا : صَوَابٌ (المحیط فی اللغة مادة نجح)

۲۔ اراد النبی ﷺ ان بھی ان یسمی ہرکۃ، والفح، وبیسار، وبنافع وبنوعو ذلک . ثم رابعه سکت بعد ههنا فلم يقل شينا، ثم بعض رسول الله ﷺ ولم ينه عن ذلك . ثم اراد عمر ان بھی عن ذلک لم ترکہ (مسند ابی ہعلیٰ حدیث نمبر ۲۱۹۶، بواللفظ لله، صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۵۸۴۰، مسلم حدیث نمبر ۵۷۲۶ عن جابر)

۳۔ اور قابل حضور ﷺ کا ان ناموں کو پسند نہ فرمانے کا واقعہ اس وقت کا ہے، جب لوگوں کا مزاج بدفالی کا تھا، کیونکہ زمانہ جاہلیت میں بدفالی کا بہت زیادہ رواج تھا۔

لیکن جب حضور ﷺ نے کثرت کے ساتھ بدفالی کی نفی فرمائی، اور لوگوں کا مزاج تبدیل ہو گیا، تو پھر ان ناموں کے تبدیل اور ان سے منع فرمانے کی آپ ﷺ نے ضرورت نہیں سمجھی۔ لہذا معاملہ حجاز پر ہی شہرہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وروی عن النبی علیہ السلام : انه لیسی أن یسمی المملوک نافعاً أو برکۃ، أو ما أشبه ذلک، قال الراوی :؛ لأنه لم یحب أن یقال : لیس ههنا برکۃ، لیس ههنا نافع إذا طلبه إنسان (المحیط البرهانی فی الفقه التعملی، الفصل الرابع والعشرون فی تسمیة الأولاد وکلهم) قال أبو جعفر ففی هذه الآثار عن رسول الله ﷺ قوله لنن عشت إلى قابل لأنهن أن یسمی بهذه الأسماء المذكورة فی هذا الحديث وفی ذلک ما قد دل علی أن التسمی بها لیس بحرام لأنه لو کان حراماً لنبی عنه ﷺ ولم یؤخر ذلک إلى وقت آخر والله أعلم وفی بعضها أنه سکت عن ذلک ولم ینه عنه حتی توفی ففی ذلک ما قد دل أنه لم

﴿بیہ حاشیا گئے مئے پر ملا حذر فرمائیں﴾

خلاصہ

خلاصہ یہ کہ نہ تو ایسے نام رکھنا چاہئے، کہ جن میں شرک کی کوئی بات پائی جاتی ہو، مثلاً عبد الکعبہ، عبد الحجر، یا عبد فلان وغیرہ۔

اور نہ عبد لگائے بغیر اللہ تعالیٰ کے نام رکھنا چاہئے، مثلاً ملک الاطلاق، شہنشاہ، قیوم، حکم، ابوالحکم، عزیز وغیرہ۔

اور نہ ہی شیطانی یا شیطان کے متبعین کے نام رکھنا چاہئے، مثلاً ابلیس، حباب، اجدع، خنزب، ولہان، فرعون، قارون وغیرہ۔

اور نہ ہی غلط اور مکروہ معنی اور نسبت والے نام رکھنا چاہئے، جیسے عاص یا عاصی، اصرم، غراب، ختلہ، مجبہ، میسم، حرب، مڑة، عفرۃ، غدرۃ، عذرة، بقیۃ العسلالۃ، بنوغیہ وغیرہ۔ ۱

اور اسی طرح ناموں سے اپنی بڑائی و برائت و پاکیزگی کا اظہار بھی نہیں کرنا چاہئے، اور نہ ہی اچھے نام کے ذکر یا اس کی نفی سے کوئی بدفالی لیتی چاہئے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

یحفھا لہی منہ ﷺ اذا کان ذلک کلذلک کانت الإباحۃ فی التسمی بہا قائمۃ (شرح مشکل الآثار للطحاوی، باب بیان مشکل ما روی عن رسول اللہ ﷺ فی التسمی بہاباح و الفح و یسار و یسر و علاء و نافع و ہرکۃ من کراہتہ و مما یدل علی إباحۃ) جبکہ بعض حضرات نے ان ناموں کے رکھنے کو مکروہ و تنبیہی قرار دیا ہے، مگر راجح جوازی ہے، کما مر بالدلیل۔

(رباح) من الريح (ولا یسار) من الیسر ضد العسر (ولا الفلاح) من الفلاح (ولا نافع) من النفع والنہی للتعزیز لا للتحریم بدلیل خبر مسلم أراد النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم أن ینہی أن یسمی بمقبل و ہرکۃ و نافع و یسر و نافع ثم سکت أن یؤد آن ینہی عنہ لہی تحریم والا قد صدر فیہی عنہ علی وجہ الکرہ لہ فیض القلیوب للمنفوی، تحت حلیث رقم ۹۷۹۹) وفی روایۃ لہ ای لمسلم قال لا تسم غلامک رباحا ولا یسارا ولا نافعاً فی شرح مسلم للنووی قال أصحابنا یکرہ التسمی بالأسماء المذکورۃ فی الحدیث وما فی معناہا وہی کراہۃ تنزیہ لا تحریم والعلۃ فیہ ما لہ بقولہ اثم ہو فیقول لا فکروہ لشناعۃ الجواب (مرقاۃ، کتاب الآداب، باب الآسامی)

۱ البتہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جن ناموں کا علم ہونے کے باوجود ان کو تنبیہ نہیں فرمایا، وہ نام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت سے (نہ کہ لغت کی نسبت سے) رکھنا جائز ہے۔ کما مر۔

اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور ان کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ (بخاری حدیث نمبر ۲۵۳۱، کتاب الشروط، باب ما يجوز من الاشعار والطبائع في الإقرار والشروط الخ، واللفظ لـ ترمذی حدیث نمبر ۳۲۲۸، مسلم بلفظ حَفِظَهَا بَدَل احصاها، حدیث نمبر ۶۹۸۵، کتاب الذکر والدعاء

والتوبة والاستغفار، باب فی اسماء الله تعالیٰ وفضل من احصاها)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے یعنی ایک کم سو، نام ہیں، جس نے ان کی حفاظت کی، تو وہ جنت میں داخل ہوگا (ترجمہ ختم)

محدثین نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے صرف ننانوے نام نہیں ہیں، بلکہ اس سے زیادہ نام ہیں اور اس حدیث میں ننانوے ناموں کی حفاظت کی فضیلت کو بیان کرنا مقصود ہے، کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام محفوظ کر لے، اس کو جنت میں داخلے کی فضیلت حاصل ہوگی۔

پس جب ننانوے ناموں کی حفاظت کی فضیلت کو بیان کرنا مقصود ہوا، تو اس سے اللہ تعالیٰ کے ناموں کا ننانوے تک محدود ہونا ثابت نہ ہوا، البتہ کئی اسمائے حسنیٰ ایسے ہیں کہ جن کے معنی باہم مترادف اور ایک جیسے ہیں۔

رہا یہ کہ ننانوے ناموں کو محفوظ یا ان کی حفاظت کرنے سے کیا مراد ہے؟ تو اس سے مراد یہ ہے کہ جو ان کو یاد کر لے۔ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ مراد ہے کہ ان کے معنی سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے متعلق ان کے مطابق عقیدہ رکھے (وفیہ اقوال اخر، والاول اظہر)۔

۱۔ وفی روایۃ: (من حفظها دخل الجنة) قال الإمام أبو القاسم القشيري: فيه دليل على أن الاسم هو المسمى، إذ لو كان غيره لكانت الأسماء لغيره لقوله تعالى: (والله الأسماء الحسنى) قال الخطابي وغيره: وفيه دليل على أن أشهر أسمائه سبحانه ﴿بِجَهِ حَاشِيَ الْفَتْحِ مَعْلَمٌ بِمُحَمَّدٍ﴾

بعض روایات میں مذکورہ فضیلت کے ساتھ ساتھ نانوے نام بھی ذکر کئے گئے ہیں۔

(۱)..... چنانچہ ایک روایت میں نانوے نام یہ ذکر کئے گئے ہیں:

اللَّهُ، الرَّحْمَنُ، الرَّحِيمُ، الْمَلِكُ، الْقَلُوتُ، السَّلَامُ، الْمُؤْمِنُ، الْمُهِمِّنُ،
الْعَزِيزُ، الْجَبَّارُ، الْمُتَكَبِّرُ، الْخَالِقُ، الْبَارِئُ، الْمُصَوِّرُ، الْغَفَّارُ، الْقَهَّارُ،
الْوَهَّابُ، الرَّزَّاقُ، الْفَتَّاحُ، الْعَلِيمُ، الْقَابِضُ، الْبَاسِطُ، الْخَافِضُ، الرَّافِعُ،
الْمُعِزُّ، الْمُدِلُّ، السَّمِيعُ، الْبَصِيرُ، الْحَكَمُ، الْعَدْلُ، اللَّطِيفُ، الْخَبِيرُ،
الْحَلِيمُ، الْعَظِيمُ، الْغَفُورُ، الشُّكُورُ، الْعَلِيُّ، الْكَبِيرُ، الْحَفِيفُ، الْمُفِيتُ،
الْحَسِيبُ، الْجَلِيلُ، الْكَرِيمُ، الرَّقِيبُ، الْمُجِيبُ، الْوَاسِعُ، الْحَكِيمُ،
الْوَدُودُ، الْمَجِيدُ، الْبَاعِثُ، الشَّهِيدُ، الْحَقُّ، الْوَكِيلُ، الْقَوِيُّ، الْمُتَمِّينُ،

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ ماضیہ ﴾

و تعالیٰ (اللہ) لإضافة هذه الأسماء إليه، وقد روى أن الله هو اسمه الأعظم، قال أبو القاسم الطبري: وإليه ينسب كل اسم له فيقال: الرءوف والكريم من أسماء الله تعالى ولا يقال من أسماء الرءوف أو الكریم الله. واتفق العلماء على أن هذا الحديث ليس فيه حصر لأسمائه سبحانه وتعالى، فليس معناه: أنه ليس له أسماء غير هذه التسعة والتسعين، وإنما مقصود الحديث أن هذه التسعة والتسعين من أحصاها دخل الجنة، فالمراد الإخبار عن دخول الجنة بأحصائها لا الإخبار بحصر الأسماء، ولهذا جاء في الحديث الآخر: "أسألك بكل اسم سميت به نفسك أو استأثرت به في علم الغيب عندك"، وقد ذكر الحافظ أبو بكر بن العربي المالكي عن بعضهم أنه قال: لله تعالى ألف اسم، قال ابن العربي: وهذا قليل فيها. والله أعلم. وأما تعيين هذه الأسماء فقد جاء في العرمدى وغيره في بعض أسمائه خلاف، وقيل: إنها مخفية الصين كالاسم الأعظم، وليلة القدر ونظائرها. وأما قوله ^{صحيح} (من أحصاها دخل الجنة) فاختلفوا في المراد بأحصائها، فقال البخاري وغيره من المحققين: معناه: حفظها، وهذا هو الأظهر؛ لأنه جاء مفسرا في الرواية الأخرى (من حفظها) وقيل: أحصاها: عدّها في الدعاء بها، وقيل: أطاقها أي: أحسن المراعاة لها، والمحافظة على ما تقتضيه، وصدق بمعانيها، وقيل: معناه: العمل بها والطاعة بكل اسمها، والإيمان بها لا يقتضي عملا، وقال بعضهم: المراد حفظ القرآن وتلاوته كله، لأنه مسعوف لها، وهو ضعيف والصحيح الأول (فرح النووي على مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب في أسماء الله تعالى وفضل من أحصاها)

الْوَلِيُّ، الْحَمِيدُ، الْمُحْصِي، الْمُبْدِئُ، الْمُعِيدُ، الْمُحْيِي، الْمُمِيتُ،
الْحَيُّ، الْقَيُّومُ، الْوَاحِدُ، الْمَاجِدُ، الْوَاحِدُ، الصَّمَدُ، الْقَادِرُ، الْمُقْتَدِرُ،
الْمُقَدِّمُ، الْمُؤَخِّرُ، الْأَوَّلُ، الْآخِرُ، الظَّاهِرُ، الْبَاطِنُ، الْوَالِي، الْمُتَعَالَى،
الْبَرُّ، الْعَوَابُ، الْمُنتَقِمُ، الْعَفْوُ، الرَّءُوفُ، مَالِكُ الْمُلْكِ، ذُو الْجَلَالِ
وَالْإِكْرَامِ، الْمُفْسِطُ، الْجَامِعُ، الْغَنِيُّ، الْمَغْنِيُّ، الْمَنَاعُ، الْغَنَاءُ، الْغَنَاءُ،
النُّورُ، الْهَادِي، الْبَدِيعُ، الْبَاقِي، الْوَارِثُ، الرَّحِيمُ، الصُّبُورُ (حرمی حدیث
نمبر ۳۳۲۹، ابواب الدعوات، باب ما جاء فی عقد التسمیہ بالہد، مستدرک حاکم

حدیث نمبر ۳۰) ل

اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں اور امام ابن حبان نے صحیح ابن حبان میں اور ابو نعیم اسمانی نے
”طرق حدیث اسماء الحسنی“ میں بھی ایک آدھ نام کے فرق کے ساتھ یہ روایت نقل فرمائی ہے۔

(ملاحظہ ہو: شعب الایمان حدیث نمبر ۱۰۱، صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۸۰۸،

طرق حدیث اسماء الحسنی - ابو نعیم اسمانی ج ۱ ص ۱۰۱)

(۲)..... اور امام حاکم نے ایک روایت میں نانوے نام یہ ذکر فرمائے ہیں:

ل قَالَ أَبُو عِيسَى:

هَذَا حَدِيثٌ حَرَبِيٌّ خَلَقَ بِهِ خَيْرٌ وَاحِدٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ صَالِحٍ وَلَا نَعْرُفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ
صَفْوَانَ بْنِ صَالِحٍ وَهُوَ يَهْدِي عَنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ خَيْرٍ وَجَّهٌ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَعْلَمُ فِي كَبِيرٍ خِيَمٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ لَهُ إِسْنَادٌ
صَحِيحٌ ذَكَرَ الْأَسْمَاءُ إِلَّا فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَقَدْ رَوَى أَكْثَرُ مِنْ أَبِي يَاسٍ هَذَا الْحَدِيثَ
بِإِسْنَادٍ خَيْرٍ هَذَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ فِيهِ الْأَسْمَاءُ وَلَكِنْ
لَهُ إِسْنَادٌ صَحِيحٌ (حوالہ بالا)

وقال الحاكم:

" هَذَا حَدِيثٌ لَمْ يَخْرُجْ فِيهِ الصَّحَابَةُ فِي الْأَسْمَاءِ فِيهِ،
وَالْعِلَّةُ فِيهِ جَعْلُهَا أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ مُسْلِمٍ تَفَرَّدَ بِسَيَالِجِهِ بِكَوْلِهِ، وَذَكَرَ الْأَسْمَاءُ فِيهِ وَلَمْ
يَذْكُرْهَا خَيْرُهُ، وَلَكِنْ هَذَا بِعِلَّةٍ فَإِنِّي لَا أَهْلُمُ اغْتِلَالَ بَيْنَ أَيْمَةِ الْحَدِيثِ أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ مُسْلِمٍ
أَوْفَقَ وَأَحْفَظَ وَأَهْلَمَ وَأَجَلَ مِنْ أَبِي الْيَمَانِ وَيُشْرُ بْنُ خُبَيْبٍ وَعَلِيُّ بْنُ عَمِيٍّ وَالْقُرَيْشِيُّ بْنُ
أَصْحَابِ خُبَيْبٍ، ثُمَّ نَكَرْنَا فَوَجَدْنَا الْحَدِيثَ لَمْ يَزَلْ فِيهِ الْقُرَيْشِيُّ بْنُ الْحَصَنِ، عَنْ أَبِي
السَّغِيانِيِّ وَهَشَامِ بْنِ عَسَانَ جَمِيعًا، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَوْلِهِ (حوالہ بالا)

اللَّهُ، الرَّحْمَنُ، الرَّحِيمُ، إِلَٰهٌ، رَبُّ، الْمَلِكِ، الْقُدُّوسُ، السَّلَامُ،
 الْمُؤْمِنُ، الْمُهِيمُنُ، الْعَزِيزُ، الْجَبَّارُ، الْمُتَكَبِّرُ، الْخَالِقُ، الْبَارِءُ، الْمُصَوِّرُ،
 الْحَلِيمُ، الْعَلِيمُ، السَّمِيعُ، الْبَصِيرُ، الْحَيُّ، الْقَيُّومُ، الْوَاسِعُ، الْلطِيفُ،
 الْخَبِيرُ، الْحَنَّانُ، الْمَنَّانُ، الْبَدِيعُ، الْوَدُّدُ، الْغَفُورُ، الشَّكُورُ، الْمَجِيدُ،
 الْمُبْدِئُ، الْمُعِيدُ، النُّورُ، الْأَوَّلُ، الْآخِرُ، الظَّاهِرُ، الْبَاطِنُ، الْغَفَّارُ،
 الْوَهَّابُ، الْقَادِرُ، الْأَحَدُ، الصَّمَدُ، الْكَافِي، الْبَاقِي، الْوَكِيلُ، الْمَجِيدُ،
 الْمُهِيتُ، الدَّائِمُ، الْمُتَعَالِي، ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، الْمُؤَلَّى، النَّصِيرُ،
 الْحَقُّ، الْمُبِينُ، الْبَاعِثُ، الْمُجِيبُ، الْمُجِيبُ، الْمُبِيتُ، الْحَمِيلُ،
 الصَّادِقُ، الْحَفِيزُ، الْكَبِيرُ، الْقَرِيبُ، الرَّقِيبُ، الْفَتَّاحُ، الْتَوَّابُ، الْقَدِيمُ،
 الْوَرِثُ، الْفَاطِرُ، الرَّزَّاقُ، الْعَلَامُ، الْعَلِيُّ، الْعَظِيمُ، الْغَنِيُّ، الْمَلِكُ،
 الْمُقْتَدِرُ، الْأَكْرَمُ، الرَّءُوفُ، الْمُنْتَبِرُ، الْمَالِكُ، الْقَدِيرُ، الْهَادِي،
 الشَّامِكُ، الرَّفِيعُ، الشَّهِيدُ، الْوَاحِدُ، ذُو الطُّولِ، ذُو الْمَعَارِجِ، ذُو
 الْفَضْلِ، الْخَلَّاقُ، الْكَافِلُ، الْجَلِيلُ، الْكَرِيمُ " (مسندک حاکم حدیث نمبر

۱ (۳۱)

(۳)..... اور ابن ماجہ کی روایت میں نانوے نام اس طرح آئے ہیں:

اللَّهُ، الْوَاحِدُ، الصَّمَدُ، الْأَوَّلُ، الْآخِرُ، الظَّاهِرُ، الْبَاطِنُ، الْخَالِقُ، الْبَارِءُ،
 الْمُصَوِّرُ، الْمَلِكُ، الْحَقُّ، السَّلَامُ، الْمُؤْمِنُ، الْمُهِيمُنُ، الْعَزِيزُ، الْجَبَّارُ،
 الْمُتَكَبِّرُ، الرَّحْمَنُ، الرَّحِيمُ، الْلطِيفُ، الْخَبِيرُ، السَّمِيعُ، الْبَصِيرُ، الْعَلِيمُ،
 الْعَظِيمُ، الْبَارُ، الْمُتَعَالِي، الْجَلِيلُ، الْحَمِيلُ، الْحَيُّ، الْقَيُّومُ، الْقَادِرُ،

۱ قال الحاكم:

"هَذَا حَدِيثٌ مَحْفُوظٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَسْرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
 مُنْصَصَرًا ذُو عَشْرِ الْأَسْمَاءِ الزَّائِدَةِ فِيهَا، كُلُّهَا فِي الْقُرْآنِ، وَعَنْ الْعَزِيزِ بْنِ الْحَضَرِيِّ بْنِ
 الْقُرْطُبَانِ يَقُولُ، وَإِنْ لَمْ يَخْتَرْجَاهُ، وَإِنَّمَا جَعَلَتْهُ ضَاهِلًا لِلْحَدِيثِ الْأَوَّلِ " (حوالہ بالا)

الْقَاهِرُ، الْعَلِيُّ، الْحَكِيمُ، الْقَرِيبُ، الْمُجِيبُ، الْغَنِيُّ، الْوَهَّابُ، الْوَدُودُ،
 الشُّكُورُ، الْمَاجِدُ، الْوَاحِدُ، الْوَالِي، الرَّاحِدُ، الْعَفُو، الْغَفُورُ، الْحَلِيمُ،
 الْكَرِيمُ، الْعَوَّابُ، الرَّبُّ، الْمَجِيدُ، الْوَلِيُّ، الشَّهِيدُ، الْمُبِينُ، الْبَرَّهَانُ،
 الرَّؤُوفُ، الرَّحِيمُ، الْمُبْدِئُ، الْمُعِيدُ، الْبَاعِثُ، الْوَارِثُ، الْقَوِيُّ، الشَّدِيدُ،
 الضَّارُّ، النَّافِعُ، الْبَاقِي، الْوَاقِي، الْخَافِضُ، الرَّافِعُ، الْقَابِضُ، الْبَاسِطُ،
 الْمُعِزُّ، الْمُدِلُّ، الْمُقْسِطُ، الرَّزَّاقُ، ذُو الْقُوَّةِ، الْمَعِينُ، الْقَائِمُ، الدَّائِمُ،
 الْحَافِظُ، الْوَكِيلُ، الْفَاطِرُ، السَّمِيعُ، الْمُعْطَى، الْمُخَيِّ، الْمُمِيتُ،
 الْمَبِيعُ، الْجَامِعُ، الْهَادِي، الْكَافِي، الْأَبَدُ، الْعَالِمُ، الصَّادِقُ، النُّورُ،
 الْمُنِيرُ، النَّامُ، الْقَدِيمُ، الْوِتَرُ، الْأَحَدُ، الصَّمَدُ، الْبَدِيءُ، الْوَلَدُ، وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ
 يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ (ابن ماجہ، حدیث نمبر ۳۸۵۱، کتاب الدعاء، باب اسماء اللہ

عزوجل)

(۴)..... اور حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے قرآن مجید میں مذکور
 نانوںے نام اس طرح ذکر فرمائے:

فِي فَاتِحَةِ الْكِتَابِ خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ: يَا اللَّهُ، يَا رَبُّ، يَا رَحْمَنُ، يَا رَحِيمُ،
 يَا مَلِكُ، وَفِي الْبَقَرَةِ سِتَّةٌ وَعِشْرُونَ اسْمًا: يَا مُجِيطُ، يَا قَلْبِيرُ، يَا
 عَلِيمُ، يَا حَكِيمُ، يَا تَوَّابُ، يَا بَصِيرُ، يَا وَاسِعُ، يَا بَدِيعُ، يَا سَمِيعُ، يَا
 كَافِي، يَا رءُوفُ، يَا شَاكِرُ، يَا إِلَهَ، يَا وَاحِدُ، يَا غَفُورُ، يَا حَلِيمُ، يَا
 قَابِضُ، يَا بَاسِطُ، يَا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، يَا حَيُّ، يَا قَيُّوْمُ، يَا عَلِيُّ، يَا عَظِيمُ،
 يَا وَلِيُّ، يَا غَنِيُّ، يَا حَمِيدُ، وَفِي آلِ عِمْرَانَ أَرْبَعَةُ أَسْمَاءٍ: يَا قَائِمُ، يَا
 وَهَّابُ، يَا مَسْرُوعُ، يَا خَبِيرُ، وَفِي التَّوْبَةِ سِتَّةٌ أَسْمَاءُ: يَا رَقِيبُ، يَا
 حَسِيبُ، يَا شَهِيدُ، يَا غَفُورُ، يَا مُعِينُ، يَا وَكِيلُ، وَفِي الْأَنْعَامِ خَمْسَةُ
 أَسْمَاءٍ: يَا فَاطِرُ، يَا قَاهِرُ، يَا قَادِرُ، يَا لَطِيفُ، يَا خَبِيرُ، وَفِي الْأَعْرَافِ

إِسْمَانِ يَا مُحِبُّ، يَا مُجِيبُ، وَلِي الْأَنْفَالِ إِسْمَانِ يَا نِعَمَ الْمَوْلَى، وَيَا نِعَمَ النَّصِيرِ، وَلِي هُوْدِ سَبْعَةُ أَسْمَاءٍ: يَا حَفِيطُ، يَا قَرِيبُ، يَا مُجِيبُ، يَا قَرِيبُ، يَا مُجِيبُ، يَا وَدُوْدُ، يَا فَعَالُ، وَلِي الرُّعْدِ إِسْمَانِ يَا كَبِيرُ، يَا مُتَعَالٍ، وَلِي إِبْرَاهِيمَ إِسْمُ: يَا مَنَانُ، وَلِي الْحَبْرِ إِسْمُ: يَا خَلْقُ، وَلِي مَرْيَمَ إِسْمَانِ، يَا صَادِقُ، يَا وَارِثُ، وَلِي الْحَجِّ إِسْمُ: يَا بَاعِثُ، وَلِي الْمُؤْمِنِينَ إِسْمُ: يَا كَرِيمُ، وَلِي النُّورِ ثَلَاثَةُ أَسْمَاءٍ: يَا حَقُّ، يَا مُبِينُ، يَا نُورُ، وَلِي الْفُرْقَانِ إِسْمُ: يَا هَادِي، وَلِي سَبَأِ إِسْمُ: يَا فَصَّاحُ، وَلِي الْمُؤْمِنِ أَرْبَعَةُ أَسْمَاءٍ: يَا غَافِرُ، يَا قَابِلُ، يَا شَدِيدُ، يَا ذَا الطُّوْلِ، وَلِي الدَّارِيَّاتِ ثَلَاثَةُ أَسْمَاءٍ: يَا رَزَاقُ، يَا ذَا الْقُوَّةِ، يَا مَجِيْنُ، وَلِي الطُّوْرِ إِسْمُ: يَا بَرُّ، وَلِي اقْتَرَبْتُ إِسْمُ: يَا مُقْتَدِرُ، وَلِي الرَّحْمَنِ ثَلَاثَةُ أَسْمَاءٍ: يَا بَاقِي، يَا ذَا الْجَلَالِ، يَا ذَا الْإِكْرَامِ، وَلِي الْحَدِيدِ أَرْبَعَةُ أَسْمَاءٍ: يَا أَوَّلُ، يَا آخِرُ، يَا ظَاهِرُ، يَا بَاطِنُ، وَلِي الْحَشْرِ عَشْرَةُ أَسْمَاءٍ: يَا قُدُّوسُ، يَا سَلَامُ، يَا مُؤْمِنُ، يَا مُهَيِّجُ، يَا غَزِيْرُ، يَا جَبَّارُ، يَا مُتَكَبِّرُ، يَا خَالِقُ، يَا بَارِءُ، يَا مُصَوِّرُ، وَلِي الْبُرُوجِ إِسْمَانِ: يَا مُبْدِءُ، يَا مُعِيدُ، وَلِي قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ إِسْمَانِ: يَا أَحَدُ، يَا صَمَدُ (فوائد تمام الرازی حدیث نمبر

(۵۶۸)

ترجمہ: سورہ فاتحہ میں پانچ نام یہ ہیں:

يَا اَللّٰهُ، يَا رَبُّ، يَا رَحْمٰنُ، يَا رَحِيْمُ، يَا مَلِكُ

اور سورہ بقرہ میں چھیس نام یہ ہیں:

يَا مُحِيطُ، يَا قَدِيْرُ، يَا عَلِيْمُ، يَا حَكِيْمُ، يَا تَوَّابُ، يَا بَصِيْرُ، يَا وَاسِعُ، يَا بَدِيْعُ، يَا سَمِيْعُ، يَا كَافِي، يَا رَءُوْفُ، يَا شَاكِرُ، يَا اِلٰهَ، يَا وَاحِدُ، يَا غَفُوْرُ، يَا حَلِيْمُ، يَا قَابِضُ، يَا بَاسِطُ، يَا لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، يَا حَيُّ، يَا قَيُّوْمُ،

يَا عَلِيُّ ، يَا عَظِيمُ ، يَا وَلِيَّ ، يَا غَنِيَّ ، يَا حَمِيدُ .

اور سورہ آل عمران میں چار نام یہ ہیں:

يَا قَائِمُ ، يَا وَهَّابُ ، يَا سَرِيعُ ، يَا خَبِيرُ .

اور سورہ نساء میں چھ نام یہ ہیں:

يَا رَاقِبُ ، يَا حَسِيبُ ، يَا شَهِيدُ ، يَا غَفُورُ ، يَا مُعِينُ ، يَا وَكِيلُ .

اور سورہ انعام میں پانچ نام یہ ہیں:

يَا فَاطِرُ ، يَا قَاهِرُ ، يَا قَادِرُ ، يَا لَطِيفُ ، يَا خَبِيرُ .

اور سورہ اعراف میں دو نام یہ ہیں:

يَا مُنْجِي ، يَا مُمِيتُ .

اور سورہ انفال میں دو نام یہ ہیں:

يَا نِعَمَ الْمَوْلَى ، وَيَا نِعَمَ النَّصِيرِ .

اور سورہ ہود میں سات نام یہ ہیں:

يَا حَفِيزُ ، يَا قَرِيبُ ، يَا مُجِيبُ ، يَا قَوِيَّ ، يَا مَجِيدُ ، يَا وَدُودُ ، يَا فَعَّالُ .

اور سورہ رعد میں دو نام یہ ہیں:

يَا كَبِيرُ ، يَا مُتَعَالِ .

اور سورہ ابراہیم میں ایک نام یہ ہے:

يَا مَنَّانُ .

اور سورہ حجر میں ایک نام یہ ہے:

يَا خَلَّاقُ .

اور سورہ مریم میں دو نام یہ ہیں:

يَا صَادِقُ ، يَا وَارِثُ .

اور سورہ حج میں ایک نام یہ ہے:

يَا بَاعِثُ .

اور سورہ مؤمنون میں ایک نام یہ ہے:

يَا كَرِيمُ .

اور سورہ نور میں تین نام یہ ہیں:

يَا حَقُّ ، يَا مُنِيبُ ، يَا نُورُ .

اور سورہ فرقان میں ایک نام یہ ہے:

يَا هَادِي .

اور سورہ سبأ میں ایک نام یہ ہے:

يَا فَتَّاحُ .

اور سورہ مؤمن میں چار نام یہ ہیں:

يَا خَافِرُ ، يَا غَابِلُ ، يَا هَدِيدُ ، يَا ذَا الطُّوْلِ .

اور سورہ ذاریات میں تین نام یہ ہیں:

يَا رَزَّاقُ ، يَا ذَا الْقُوَّةِ ، يَا مَعِيْنُ .

اور سورہ طور میں ایک نام یہ ہے:

يَا هَرُّ .

اور سورہ قمر میں ایک نام یہ ہے:

يَا مُقْعِلِرُ .

اور سورہ رحمن میں تین نام یہ ہیں:

يَا بَاقِي ، يَا ذَا الْجَلَالِ ، يَا ذَا الْإِكْرَامِ .

اور سورہ حدید میں چار نام یہ ہیں:

يَا أَوَّلُ ، يَا آخِرُ ، يَا ظَاهِرُ ، يَا بَاطِنُ .

اور سورہ حشر میں دس نام یہ ہیں:

يَا قُلُوبُ، يَا سَلَامُ، يَا مُؤْمِنُ، يَا مُهَيِّجُنُ، يَا عَزِيزُ، يَا جَبَّارُ، يَا مُتَكَبِّرُ،
يَا خَالِقُ، يَا بَارِءُ، يَا مُصَوِّرُ.

اور سورہ بروج میں دو نام یہ ہیں:

يَا مُبْدِئُ، يَا مُعِيدُ.

اور سورہ اخلاص میں دو نام یہ ہیں:

يَا أَحَدُ، يَا صَمَدُ.

(ترجمہ مضم)

اس روایت کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن مجید میں صرف یہی ننانوے نام آئے ہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ ننانوے نام قرآن مجید میں آئے ہیں۔

مذکورہ روایات میں سے کوئی سے بھی ننانوے نام محفوظ کر لینے سے ان شاء اللہ تعالیٰ جنت میں داخل ہونے کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ ۱۔

مسئلہ.....: اللہ تعالیٰ کے بعض اسمائے حسنیٰ تو ایسے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں، مثلاً ”اللہ، رحمن، خالق، رزاق، قدوس، صمد، قیوم، باری، غفار“ وغیرہ۔ ایسے نام کسی غیر اللہ کے رکھنا، یا کسی غیر اللہ پر ان کا اطلاق کرنا ناجائز نہیں۔

اور بعض نام ایسے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لئے بھی ان کا اطلاق کسی اور حیثیت سے درست ہے، مثلاً حادثی، صادق، معین، وکیل، سلام، سرّاج، قابض، شاکر، واسع، حلیم، حلیم، ولی، قہّ، قائم، عظیم، علی، کبیر، رقیب، قادر، مبین، نور، شدید، قابل، مومن، کریم، سمیع، بصیر، علیم، رؤف، رحیم، عزیز، مملک، قریب، قوی، واجد، شہید، ودود، ظاہر،

۱۔ من أحصى من أسماء الله تعالى تسعة وتسعين اسما دخل الجنة، سواء أحصاها مما نقلنا في حديث الوليد بن مسلم أو مما نقلناه في حديث عبد العزيز بن الحصين، أو من سائر ما دل عليه الكتاب والسنة والله أعلم، وهذه الأسماء كلها في كتاب الله تعالى وفي سائر أحاديث رسول الله ﷺ أو دلالة ونحن نشير إلى مواضعها إن شاء الله تعالى في جماع أبواب معاني هذه الأسماء، ونضيف إليها ما لم يدخل في جمعها بمشيئة الله تعالى وحسن توفيقه (الاسماء والصفات للبيهقي تحت حديث رقم ۱۰)

رشید، علیم، کاتی، باعث، جمیل، اکرم، مالک، کفیل، ملک، ماجد، راشد، سامع، راجع، باسط، قائم، مانع، معطلی، جامع، عالم، بنیر، نام، وغیرہ۔

مگر فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے جس حیثیت سے ان ناموں کا اطلاق واستعمال ہوتا ہے، کسی دوسرے کے لئے اس حیثیت سے ان کا استعمال و اطلاق نہیں ہوتا، مثلاً اللہ تعالیٰ کا علیم، جمیل، اکرم، مالک، کفیل، ملک، وغیرہ ہونا کامل اور ذاتی ہے، اور مخلوق کا ناقص و عطائی۔

لہذا اس دوسری قسم کے ناموں کا بھی کسی غیر اللہ پر اطلاق اس حیثیت سے جائز نہیں، جس حیثیت سے اللہ تعالیٰ کے لئے ان کا اطلاق ہوتا ہے۔ جیسا کہ ”منوع و مکروہ اور ناپسندیدہ نام“ کے ذیل میں گزر چکا، البتہ دوسری حیثیت سے اطلاق جائز ہے۔

مسئلہ.....: لفظ ”خدا“ فارسی کا لفظ ہے، عربی کا لفظ نہیں ہے، لہذا اس کو قرآن و حدیث اور عربی زبان میں تلاش کرنے کے درپے ہونے کے کوئی معنی نہیں، اور فارسی میں خدا کا لفظ مالک اور صاحب کے معنی میں ہے، اور یہ دراصل ”خود“ اور ”آ“ سے مرکب ہے، جس کے معنی ہیں ”جو خود سے موجود ہو، کسی دوسرے کے پیدا کرنے اور وجود میں لانے سے وجود میں نہ آیا ہو“ اور یہ صفت صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، اور اسی وجہ سے لفظ خدا بغیر کسی قید کے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور پر نہیں بولا جاتا (ملاحظہ ہو: غیاث اللغات)

لہذا لفظ خدا کا اللہ تعالیٰ پر فارسی زبان کا لفظ ہونے کی حیثیت سے اطلاق کرنا درست ہے، اور یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، اور اس پر بعض لوگوں کا اعتراض کرنا کم علمی کا باعث ہے۔

مسئلہ.....: اللہ تعالیٰ کے ذاتی و صفاتی ناموں کو (بحیثیت اللہ تعالیٰ کے نام ہونے کے) اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے، اور ذکر اور ورد و تعظیم کے طور پر پڑھنا عبادت و ثواب اور جائز ہے، جبکہ کوئی فاسد غرض نہ ہو۔

لیکن اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے نام کو بطور تقرب یعنی غیر اللہ کو راضی و خوش کرنے اور ان سے حاجت روائی اور مشکل کشائی کا عقیدہ رکھتے ہوئے اور غیر اللہ کے لئے بطور ورد و تعظیم کے پڑھنا (بمعنی جپنا) درست نہیں۔

حضور ﷺ کے اسمائے مبارکہ کی تحقیق

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا:

إِنَّ لِي أَسْمَاءَ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمَيْ وَأَنَا الْعَاقِبُ (بمعنی

حدیث نمبر ۴۵۱۷، کتاب تفسیر القرآن، باب قوله تعالى من بعدى اسمه أحمد)

ترجمہ: میرے کئی نام ہیں، میرا نام محمد ہے، اور میرا نام احمد ہے، اور میرا نام ماحی ہے، کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر کو مٹاتے ہیں، اور میرا نام حاشر ہے، لوگوں کو میرے پیچھے جمع کیا جائے گا، اور میرا نام عاقب ہے (ترجمہ ختم)

عاقب کے معنی بعد میں آنے والے کے آتے ہیں، اور اس سے مراد یہ ہے کہ نبی ﷺ سب سے آخری نبی ہیں، اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

چنانچہ ایک حدیث کے آخر میں یہ وضاحت ہے:

وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدِي نَبِيٌّ (ترمذی، حدیث نمبر ۲۷۶۶، ابواب

الادب، باب مَا جَاءَ فِي أَسْمَاءِ النَّبِيِّ ﷺ، وَاللَّحْظُ لَهُ، مسند احمد حدیث نمبر

۱۶۷۳۴، مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۳۲۳۴۹)

ترجمہ: اور میرا نام عاقب ہے، کہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں ایک چھٹے نام کا اضافہ ہے، جو کہ خاتم ہے، اور اس سے مراد ”خاتم النبیین“ ہونا ہے۔ ۱

۱ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ، فَقَالَ: أَتَخْصِي أَسْمَاءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَيْكَ كَانَ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ، يَغْلِبُهَا؟ قَالَ: "نَعَمْ، هِيَ بَيْتُ: مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَخَاتَمٌ وَحَاشِرٌ وَعَاقِبُ وَمَاحٍ، فَلَمَّا حَاشِرُ قُبِيعَتْ مَعَ السَّاعَةِ (يَلْهَوُ لَكُمْ بَيْتُهُ حَاشِيَا كَلِمَةٍ بِرَاحَةٍ فَرَامِي) ﴿

اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سَمِیَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ أَسْمَاءً مِنْهَا مَا حَفِظْنَا وَمِنْهَا مَا لَمْ نَحْفَظْ، فَقَالَ "أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَالْمُقَفِيُّ وَالْحَاشِرُ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ، وَنَبِيُّ الْمَلَحَمَةِ" (مسند احمد حديث نمبر ۱۹۶۲۱، واللفظ له،

وحدیث نمبر ۱۹۵۲۵، مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر نمبر ۳۲۳۵۱، المعجم

الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۶۱۳، وحدیث نمبر ۱۶۱۵)

ترجمہ: ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ نے اپنے کئی نام ذکر فرمائے، جن میں سے بعض ہمیں یاد رہے، اور بعض ہمیں یاد نہیں رہے، آپ نے فرمایا کہ میرا نام محمد ہے، اور احمد ہے، اور مقفی ہے اور حاشر ہے، اور نبی التوبہ ہے، اور نبی الملحمہ ہے (ترجمہ ختم)

اور صحیح مسلم کی ایک حدیث میں نبی الملحمہ کے بجائے نبی الرحمہ ہے۔ ۱

اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَحْمَدُ، وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ، وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ، وَالْحَاشِرُ، وَالْمُقَفِيُّ، وَنَبِيُّ الْمَلَا حِمٍ" (مسند احمد حديث نمبر ۲۳۳۴۵، واللفظ له، شرح

السنة للہوی، ج ۱۳ ص ۲۱۲، ۲۱۳) ۲

ترجمہ: میں محمد ہوں، احمد ہوں، نبی الرحمہ ہوں، نبی التوبہ ہوں، حاشر ہوں، مقفی

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

بَيْنَ يَدَيَّ عَذَابٌ فَنِيْلٌ، وَأَمَّا عَاقِبَتُ فَإِنَّهُ خُفِّبَ الْأَنْبَاءُ، وَأَمَّا مَا حَ لَانَ اللَّهُ مَا حَ بِهِ سَمَاتٍ مِنْ الْبَهْمَةِ " (مسند بک حاکم حدیث نمبر ۷۸۲۸)

قال الحاكم: " هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُعْرَبْ بِهِ "

وقال الذهبي في التلخيص: على شرط البخاري والمسلم.

۱ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُسَمِّي لَنَا نَفْسَهُ أَسْمَاءً فَقَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَالْمُقَفِيُّ وَالْحَاشِرُ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ (مسلم حدیث نمبر

(۲۲۵۳

۲ قال الزين العراقي :واسناده صحيح (فيض القدير للمناوي، تحت حدیث رقم

(۲۷۰۱

ہوں، نبی الملاحم ہو (ترجمہ فتح)

اس روایت میں نبی الملاحم کے بجائے نبی الملاحم کے الفاظ ہیں، دونوں کے معنی میں کوئی فرق نہیں
مقفی سے مراد آخری نبی ہوتا ہے، اور نبی التوبہ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف کثرت سے توبہ
و استغفار اور رجوع کرنے والے ہیں۔

اور نبی الرحمة سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ تمام عالم کے لئے رحمت ہیں۔ ۱
اور نبی ملحمہ یا نبی ملاحم سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ جہاد کا شوق رکھنے والے نبی ہیں، جو کہ مخلوق کی
حق پر ہدایت کا ذریعہ ہے۔ ۲

اور حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کے یہ دو نام بھی مروی ہیں:

۱۔ والمقفی بکسر الفاء المشددة في جميع الأصول المصححة أى المتبع من قفا أثره
إذا تبعه معنى أنه آخر الأنبياء الآتى على أثرهم لا نبى بعده و قيل المتبع لأننا هم امتثالاً
لقوله تعالى فبهذا هم القنده الأنعام وفي معناه العاقب وفي بعض نسخ الشمائل بفتح الفاء
المشددة لأنه قفى به قال الطيبي قيل هو على صيغة الفاعل وهو المولى الذاهب يقال
قفى عليه أى ذهب به فكان المعنى هو آخر الأنبياء فإذا قفى فلا نبى بعده فمعنى المقفى
والعاقب واحد لأنه تبع الأنبياء أو هو المقفى لأنه المتبع للنبين وكل شيء تبع شيئاً فقد
قفاه يقال هو يقفو أثر فلان أى يتبعه قال تعالى ثم قفينا على آثارهم برسلنا الحديد هذا
أحد الوجهين والوجه الآخر أن يكون المقفى بفتح القاف ويكون مأخوذاً من القفى
والقفى الكريم والحنيف والقفاوة البر واللفظ فكانه سمي المقفى لكرمه وجوده
وفضله والوجه الأول أحسن وأوضح أقول والظاهر أن هذا الوجه الثانى لا وجه له بل هو
تصحيف لمخالفة أصول المشكاة والشمائل والشفاء والحاشر ونبى التوبة لأنه توابع
كثير الرجوع إلى الله تعالى لقوله إني استغفر الله في اليوم سبعين مرة أو مائة مرة أو لأنه
قبل من أمته التوبة بمجرد الاستغفار بخلاف الأمم السالفة قال تعالى ولو أنهم إذ ظلموا
أنفسهم جازواك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله تواباً رحيماً النساء
ولما كان هذا المعنى مختصاً به سمي نبى التوبة ونبى الرحمة قال تعالى وما أرسلناك
إلا رحمة للعالمين الأنبياء وقال إنما أنا رحمة مهداة والرحمة العطف والرأفة والإشفاق
لأنه بالمؤمنين رؤوف رحيم ولذا كانت أمته مرحومة لأن النبى ما يرحم إلا من
رحمة الله (مراقبة، كتاب الفضائل والشمائل، باب اسماء النبى وصفاته)

۲۔ (ونبى الملحمة) أى نبى الحرب وسمى به لحرصه على الجهاد ووجه كونه نبى
الرحمة ونبى الحرب إن الله بعثه لهداية الخلق إلى الحق وأيده بمعجزات فمن أبى
عذب بالقتال والاستئصال فهو نبى الملحمة التى يسببها عمت الرحمة وثبت
المرحمة (فيض القدير للمناوى تحت حديث رقم ۲۷۰۱)

اَلْمُعَوَّلُ ، اَلْمُخْتَارُ ۱

متوکل سے مراد اپنے معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے والے اور مختار سے مراد اللہ تعالیٰ کے

۱۔ أخبرنا أبو الحسين بن الفضل ، قال : حدثنا عبد الله بن جعفر ، قال : حدثنا يعقوب بن سفيان ، قال : حدثنا أبو عثمان ، قال : حدثنا عبد الله وهو ابن المبارك قال : أخبرنا إبراهيم بن إسحاق ، قال : حدثنا المسيب بن رافع ، قال : قال كعب : قال الله تعالى لمحمد ﷺ : عهدي سميتك المتوكل المختار (دلائل النبوة للبيهقي حديث نمبر ۶۶)

حدثنا أحمد بن محمد بن المهرجان ، حدثنا يوسف القاضي ، حدثنا محمد بن عبد الملك بن أبي الشوارب ، حدثنا أبو حوالة ، عن عبد الملك بن عمير ، عن رجل ، عن ذكوان ، عن كعب ح . وحدثنا محمد بن أحمد بن الحسن ، حدثنا بشر بن موسى ، حدثنا محمد بن إسحاق ، حدثنا شريك ، عن عاصم بن بهدلة ، عن أبي صالح ، حدثنا لوين ، حدثنا إسماعيل بن زكريا ، عن العلاء بن المسيب ، عن أبيه ، عن كعب ، قال : قال : محمد في العروة مكتوب ، قال الله تعالى : محمد عهدي المتوكل المختار ، ليس بلفظ ولا غلط ، ولا صواب في الأسواق ، ولا يهزى بالسبغة السبغة ولكن يطفو ويغفر ، مولده بمكة ، وهجرت به طيبة وملكه بالشام . وذكر نحوه . (حلية الاولياء ج ۲ ص ۴۹ ، تحت ترجمة كعب الاحبار)

طوڑے کہ ایک روایت میں حضور ﷺ کا ”نہر“ نام بھی مذکور ہے، مگر وہ روایت سند کے اعتبار سے مستثنیٰ۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله (ﷺ) سيد بني دارا واتخذ مادية وبعث داعيا فالسيد الجبار والمادية القرآن والدار الجنة فالداعي أنا فانا اسمي في القرآن محمد وفي الإنجيل أحمد وفي العروة أحمد وإنما سميت أحمد لأني أحمد عن أمي ناز جهنم فأحبوا العرب بكل قلوبكم (تاريخ دمشق ج ۳ ص ۳۳) باب معرفة أسمائه وأنه غاتم رسل الله وأنبيائه

”اسمى في القرآن محمد وفي الإنجيل أحمد وفي العروة أحمد لأني أحمد أمي فأحبوا العرب بكل قلوبكم“ - فيه إسحاق كذاب يضع عن سفينة (ذكره الموضوعات لمحمد طاهر الفتى ، باب فضل الرسول ﷺ وخصاله)

حديث اسمي في القرآن محمد وفي الإنجيل أحمد وفي العروة أحمد لأني أحمد أمي فأحبوا العرب بكل قلوبكم في إسناده وضاع (الفوائد المجموعة ، ص ۳۲۶ ، باب فضائل النبي ﷺ)

(قلت) قد ناقض السيوطي فذكر هذا الحديث في كتابه في المعجزات والخصائص معزوا إلى تخریج ابن عدى وابن عساكر وقد ذكر في أول كتابه المذكور أنه نزهه عن الأخبار الموضوعه والله تعالى أعلم (تنزيه الشريعة المرفوعة ، كتاب المناقب والمغالب ، باب ما يتعلق بالنبي ، الفصل الثالث)

خاص پسندیدہ ہوتا ہے۔ ۱۔

مذکورہ احادیث و روایات سے حضور ﷺ کے یہ نام معلوم ہوئے:

مُحَمَّدٌ، أَحْمَدُ، الْمَاجِي، الْحَاشِرُ، خَاتَمُ، الْعَالِقُ، الْمُقَفِيُّ، نَبِيُّ التَّوْبَةِ،
نَبِيُّ الْمَلْحَمَةِ، نَبِيُّ الْمَلَاحِمِ، نَبِيُّ الرَّحْمَةِ، الْمُتَوَكِّلُ، الْمُخْتَارُ،
اور اہل علم حضرات نے حضور ﷺ کے اور بھی کئی نام ذکر فرمائے ہیں، مثلاً:

الرَّسُولُ، الْمُرْسَلُ، النَّبِيُّ، الْأَمِيُّ، الشَّاهِدُ، الشَّهِيدُ، الْمُبَشِّرُ،
الْبَشِيرُ، الْبَشِيرُ، الْمُذْنِبُ، الْأَمِينُ، الصَّادِقُ، الْمُصَدِّقُ، السِّرَاجُ، الْمُنِيرُ،
الْمُدْكِرُ، الْمُصْطَفَى، الشَّافِعُ، الْمُشْفَعُ، الْهَادِي، الدَّاعِي، الْآمِرُ،
النَّاهِي، الْرَّؤُوفُ، الرَّحِيمُ، الْعَبْدُ.

بعض حضرات نے حضور ﷺ کے ناموں کی تعداد سو سے بھی زائد ذکر کی ہے۔

مگر اہل علم حضرات کے ذکر کردہ ان ناموں میں سے اکثر نام حضور ﷺ کے اوصاف ہیں، اور ان پر آپ ﷺ کے ناموں کا اطلاق مجازاً کیا جاتا ہے۔ ۲۔

بعض حضرات نے ”مزل“ اور ”مدر“ کو بھی حضور ﷺ کے ناموں میں ذکر کیا ہے۔

مگر بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ دونوں حضور ﷺ کے باقاعدہ نام نہیں ہیں، بلکہ حضور ﷺ کو

۱۔ وَأَمَّا الْمُتَوَكِّلُ : فَهُوَ الْمُتَلَيِّقُ مَقَالِيدَ الْأُمُورِ إِلَى اللَّهِ جَلَمًا ، كَمَا قَالَ : (لَا أُخَيِّبُ قِتَاءَ
عَلَيْكَ ، أَنْتَ كَمَا أَتَيْتَ عَلَيَّ نَفْسِيكَ) ، وَهَمَلًا ، كَمَا قَالَ : (إِنْ لَمْ يَكُنْ لِي) إِلَى
بَعِيدٍ يَنْجِيهِمْ ، أَوْ إِلَى غُلُوِّ مَلِكِهِ أَمْرِي) ؟ (احکام القرآن لابن العربی ، الآیۃ الثالثة
عشر من سورة الاحزاب)

۲۔ ومما وقع من أسمائه في القرآن بالإتفاق الشاهد المبشر النذير المبين الداعي إلى
الله السراج المنير وفيه أيضا المذكر والرحمة والنعمة والهادي والشهيد والأمن
والمزمل والمقدر وتقدم في حديث عبد الله بن عمرو بن العاص المعرقل ومن أسمائه
المشهوره المختار والمصطفى والشفيع المشفع والصادق المصلوق وغير ذلك قال
بن دحية في تصنيف له مفرد في الأسماء النبوية قال بعضهم أسماء النبي صلى الله عليه
وسلم عدد أسماء الله الحسنى تسعة وتسعون اسما قال ولو بحث عنها باحث لبلغت
ثلاثمائة اسم وذكر في تصنيفه المذكور أما كتبها من القرآن والأخبار و ضبط ألفاظها

﴿ بتیہ حاشیا کے لئے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

جس وقت ان الفاظ سے خطاب کیا گیا، اس وقت کی مخصوص حالت ہے۔ ۱۔
اور بعض حضرات نے ”طہ“ اور ”یس“ کو بھی حضور ﷺ کے ناموں میں ذکر کیا ہے۔
لیکن بعض حضرات نے فرمایا کہ ”طہ“ اور ”یس“ دراصل آلم، آراء، طہ، طس، ص، ق،
ن، حسم، طسم، عسقی، وغیرہ کی طرح حروف مقطعات میں سے ہیں، جن کے حقیقی معنی اللہ
تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں۔ ۲۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ ماثیہ ﴾

وشرح معانیہا واستطرد کعادته إلى فوائد كثيرة وغالب الأسماء التي ذكرها وصف بها
النبي صلى الله عليه وسلم ولم يرد الكثير منها على سبيل التسمية مثل هذه اللبنة بفتح
اللام وكسر الموحدة ثم النون في أسمائه للحديث المذكور في الباب بعده (فتح الباری
لابن حجر، باب ما جاء في أسماء رسول الله صلى الله عليه وسلم)

قلت: وبعض هذه المذكورات صفات، فإطلاقهم الأسماء عليها مجاز (تہذیب
الاسماء واللغات للنووی، باب الترجمة النبویة الشریفہ)

۱۔ الفاتحة قال السهلی: ليس المزمّل باسم من أسماء النبي ﷺ، ولم يعرف به كما
ذهب إليه بعض الناس وعنده في أسمائه عليه السلام، وإنما المزمّل اسم مشتق من
حالته التي كان عليها حين الخطاب، وكذلك المثلث. وفي عطا به بهذا الاسم فالتان:
إحداهما الملاطفة، فإن العرب إذا قصدت ملاطفة المخاطب وترك المعاطبة سموه
باسم مشتق من حالته التي هو عليها، كقول النبي ﷺ لعليّ حين غاضب فاطمة رضي
الله عنهما، فأنا وهو نائم وقد لصق بجنبه العراب فقال له: (قم يا أبا تراب) إشعاراً له أنه
غير عاتب عليه، وملاطفة له. (تفسير القرطبي ج ۱ ص ۳۴)

اگر یہ خطاب ملاطفت ہے، تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تویہ خطاب ملاطفت زیب ہوگا، مگر بندوں کی طرف
سے زیب نہ ہوگا، الا حکایہ عن القرآن عند التلاوة۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ (یس) اللہ اعلم بما مراده به (تفسير الجلالين، تحت آیت ۱ من سورة يس)

اور بعض مفسرین نے جو اس کی دوسری مرادیں بیان کی ہیں، وہ زیادہ تر اجتہادی نوعیت کی ہیں، جن کو تفسیر کے بجائے نکات
سے تعبیر کرنا زیادہ موزوں ہے، جن میں یس سے اللہ تعالیٰ کا نام ہونے کی مراد بھی ہے، اور اس مراد کی بناء پر کسی انسان کا
یس نام رکھنا ممنوع ہوگا۔

والما منع مالك من التسمية بـ "يسين"، لأنه اسم من أسماء الله لا يدرى معناه،
فربما كان معناه منفرد به الرب فلا يجوز أن يقدم عليه العبد. (تفسير القرطبي
ج ۵ ص ۱۵، تحت آیت ۱ من سورة يس)

(یس) الکلام فيه کالکلام فی (الم) (البقرة) ونحوه من الحروف المقطعة فی
أوائل السور إعراباً ومعنى عند كثير. وأخرج ابن أبي شيبة. وعبد بن حميد. وابن

﴿ بقیہ ماثیہ کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

اور کسی صحیح اور مستند حدیث سے طے اور یس کے بارے میں حضور ﷺ کا نام ہونا ثابت نہیں۔ ۱۔

﴿گذاشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

جریر . وابن المنذر . وابن ابی حاتم من طرق عن ابن عباس أنه قال : ليس يا انسان . وفي رواية أخرى عنه زيادة بالحشية . وفي أخرى عنه أيضاً في لغة طي (روح المعاني ، تحت آيت امن سورة يس)

قد تقدم الكلام على الحروف المقطعة في أول "سورة البقرة" ، وروى عن ابن عباس وعكرمة ، والضحاك ، والحسن وسفيان بن عُثَيْنَةَ أن "يس" بمعنى : يا انسان . وقال سعيد بن جبير : هو كذلك في لغة الحشية . وقال مالك ، عن زيد بن أسلم : هو اسم من أسماء الله تعالى (تفسير ابن كثير ، تحت آيت امن سورة يس)

اختلف أهل التأويل في تأويل قوله (يس) ؛ فقال بعضهم : هو قسم أقسم الله به ، وهو من أسماء الله . * ذكر من قال ذلك : حدثني علي قال : ثنا أبو صالح ، قال : ثني معاوية ، عن علي ، عن ابن عباس ، قوله (يس) قال : فإنه قسم أقسمه الله ، وهو من أسماء الله .

وقال آخرون : معناه : يا رجل ذكر من قال ذلك : حدثنا ابن حميد ، قال : ثنا أبو ثُمَيْلَةَ ، قال : ثنا الحسين بن واقد ، عن يزيد ، عن عكرمة ، عن ابن عباس ، في قوله (يس) قال : يا انسان بالحشية . حدثنا ابن المنني قال : ثنا محمد بن جعفر ، قال : ثنا شعبة ، عن شريك ، قال : سمعت عكرمة يقول (تفسير يس) : يا انسان . وقال آخرون : هو مفتاح كلام الفصح الله به كلامه . * ذكر من قال ذلك : حدثنا ابن بشار ، قال : ثنا مؤمل ، قال : ثنا سفيان ، عن ابن أبي نجيح عن مجاهد قال (يس) مفتاح كلام الفصح الله به كلامه .

وقال آخرون : بل هو اسم من أسماء القرآن . * ذكر من قال ذلك : حدثنا بشر ، قال : ثنا يزيد ، قال : ثنا سعيد ، عن قتادة ، قوله (يس) قال : كل هجاء في القرآن اسم من أسماء القرآن . قال أبو جعفر ، وقد بينا القول فيما مضى في نظائر ذلك من حروف الهجاء بما أغنى عن إعادته وتكرره في هذا الموضع (تفسير طبري ، تحت آيت امن سورة يس) ۱۔ ومما يمنع منه التسمية بأسماء القرآن وسوره مثل طه ويس وحم وقد نص مالك على كراهة التسمية بـ يس ذكره السهلي وأما يذكره العوام أن يس وطه من أسماء النبي ﷺ فغير صحيح ليس ذلك في حديث صحيح ولا حسن ولا مرسل ولا أثر عن صاحب وإنما هذه الحروف مثل الم وحم والو ونحوها (لمحة الموقوف بأحكام المولود ص ۸۸) اور جو اس سلسلہ میں روایات وارد ہیں ، وہ مرفوع ودرجہ کی نہیں ، جبکہ سندا بھی ضعیف ہیں۔

وأخبرنا أبو القاسم بن السمرقندي أنا أبو القاسم بن مسعدة الجرجاني . أنانا حمزة بن يوسف السهمي أنانا أبو أحمد عبد الله بن عدي . أنانا عبد الله بن محمد بن عبد العزيز أنانا عبد الله بن عمر أنانا أبو يحيى التميمي أنانا سيف بن وهب عن أبي الطفيل قال قال رسول الله (ﷺ) إن لي عند ربى عشرة أسماء قال أبو الطفيل قد حفظت منها ثمانية محمد وأحمد وأبو القاسم والفاتح والعامم والماحي فالعاقب والحاشر قال أبو يحيى وزعم سيف أن أبا جعفر قال له إن الاسمين الباقيين يس وطه (تاريخ دمشق باب معرفة أسمائه وأنه خاتم رسل الله وأنبيائه)

﴿بقیہ حاشیہ کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

البتہ اگر کوئی حروف مقطعات (یعنی یس) کے بجائے ”یاسین“ نام رکھے، تو اس میں حرج نہیں۔ ۱۔

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الکامل لابن عدی، اور الشریعہ لاجری میں بھی یہ روایت موجود ہے۔
مگر اولاً تو اس روایت کی سند محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، اور ثانیاً اس میں ”لم“ اور ”یس“ کا حضور ﷺ کے نام ہونا مرفوض اور کوئی نہیں، اور تیسرے وہ ذکر بھی ”رم سیف“ جیسے کزور الفاظ کے ساتھ ہے۔

حدیث: ان لی عند ربی عز وجل عشرة أسماء، وأنا محمد، وأنا أحمد، وأنا الماحی
الذی یمحو اللہ بی الکفر، وأنا العاقب الذی لیس بعدی أحد، وأنا الحاضر الذی یحشر
اللہ الخلاق معی علی قلمی، وأنا رسول الرحمة، ورسول العوبة، ورسول الملاحم،
وأنا المحقق فی قلب النبین عامة، وأنا قلم، والقلم الكامل الجامع۔ رواه أبو البختری
وهب بن وهب: عن جعفر بن محمد، عن أبیه، وهشام بن عروة، عن أبیه، عن عائشة
وعن محمد بن أبی ذئب، عن المقبری، وعن ابن شهاب وابن أخی الزهري، عن
عمه، وعبد الملک بن عبد العزیز، عن یحضره، عن علی بن أبی طالب۔ ومحمد بن
أبی حمید، عن محمد بن المنکدر، عن جابر، قالوا: قال رسول اللہ (۔ قال ابن عدی
وهذه الأحادیث بواطیل۔ وأبو البختری جسر من جملة الکذابين الذین یضنون
الحدیث۔ وکان یجمع فی کل حدیث أمانید من جساته۔ ورواه سیف بن وهب -
وذكر فی الأسماء: طه، وهسين عن أبی الطفیل۔ وسیف ضعفه یحیی بن سعید
القطان، وأحمد بن حنبل (ذخيرة الحفاظ تحت حدیث رقم ۱۹۹۶)

مذکورہ عبادت سے ”یسم“ اور ”یسم“ کے حضور ﷺ کے نام ہونے کی روایت کا باطل ہونا بھی معلوم ہو گیا۔
اور قاضی حیا ش نے شفا میں یہ نقل کیا ہے:

وروی النقاش عنه رحمہ اللہ: لی فی القرآن سبعة أسماء: محمد وأحمد ویس وطه والمدثر
والمزمل وعبد اللہ (الشفا بحریف حقوق المصطفیٰ، ج ۱ ص ۲۳۲)

مگر اس کی سند تلاش کے باوجود نہیں مل سکی۔

اور محمد بن حنفیہ سے مروی ہے:

یس قال: محمد رحمہ اللہ (دلائل النبوة للبیہقی حدیث نمبر ۶۳)

مگر اولاً تو اس کی سند بھی ضعیف ہے، اور ثانیاً یہ مرفوض نہیں، اور ثالثاً یہ اس تفسیر پڑتی ہے، جس کے مطابق یس سے ”یا ایہا
الانسان“ مراد ہے، اور انسان سے حضور ﷺ مراد ہیں، گویا کہ یہ ”یا ایہا الانسان“ کا مخفف ہے، اور اس قسم کی مختلف تفاسیر
کا ذکر پہلے گزر چکا ہے، کہ وہ نکات کا درجہ کرتی ہیں، نہ کہ اصل تفسیر کا۔

۱۔ وإنما منع مالک من التسمیة بـ ”یسین“، لأنه اسم من أسماء اللہ لا یطری معناه،

فربما کان معناه ینفرد به الرب فلا يجوز أن یقدم علیه العبد۔ فإن قیل فقد قال اللہ تعالیٰ:

”سلام علی ال یاسین“ قلنا: ذلک مکتوب بهجاء فجوز التسمیة به، وهذا الذی

لیس بمعنی هو الذی تکلم مالک علیه، لما فیہ من الإهکال، واللہ أعلم (تفسیر

القرطبی ج ۵ ص ۴، تحت آیت ۱ من سورۃ یس)

بہر حال احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ کسی انسان کا نام اور نسب نامہ رکھنے سے پرہیز کیا جائے۔ ۱۔
 مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے نام مستند احادیث سے چند ثابت ہیں، اور باقی نام
 اہل علم حضرات نے قرآن اور احادیث و روایات میں مذکور حضور ﷺ کے اوصاف کو پیش نظر رکھ
 کر ذکر فرمائے ہیں، جن میں سے اکثر آپ ﷺ کے اوصاف ہیں، حقیقی نام نہیں ہیں، اور ان کو
 نام صرف مجازی طور پر کہا جاتا ہے، جبکہ آپ ﷺ کی طرف منسوب کردہ بعض نام اختلافی ہیں،
 اور بعض نام کسی مستند حدیث و روایت سے ثابت نہیں۔

اور آج کل اکثر عوام اس قسم کے ناموں کو آپ ﷺ کے حقیقی نام کا درجہ دیتے ہیں، اور اکثر عوام،
 بلکہ بہت سے خواص بھی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی طرح حضور ﷺ کے
 اسمائے مبارکہ کا نانوائے ہونا احادیث سے ثابت ہے، اور مزید برآں اللہ تعالیٰ کے نانوائے ناموں
 کو محفوظ کر کے جنت میں داخل ہونے کی فضیلت ہے، اور اسی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے ۹۹ اسمائے
 حسنیٰ کے ساتھ ۹۹ کی تعداد میں حضور ﷺ کے نام شائع کرتے اور ان کا ورد کرتے ہیں۔

جبکہ اس قسم کا عقیدہ و نظریہ رکھنا درست نہیں، اور غلو و حد سے تجاوز ہے، ہر نام کو اس کے درجہ و شان پر
 رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ قال السهيلي: قال بعض المتكلمين في معاني القرآن آل ياسين آل محمد عليه
 السلام، ونزع إلى قول من قال في تفسير "يس" يا محمد.

وهذا القول يطل من وجوه كثيرة: أحدها: أن سبابة الكلام في قصة ياسين يلزم أن
 تكون كما هي في قصة إبراهيم ونوح وموسى وهارون وأن التسليم راجع إليهم، ولا
 معنى للخروج عن مقصود الكلام لقول قيل في تلك الآية الأخرى مع ضعف ذلك
 القول أيضا، فإن "يس" و "حم" و "الم" ونحو ذلك القول فيها واحد، إنما هي
 حروف مقطعة، إنما مأخوذة من أسماء الله تعالى كما قال ابن عباس، وإما من صفات
 القرآن، وإما كما قال الشعبي: لله في كل كتاب سر، وسره في القرآن فوائح القرآن.

وأيضا فإن رسول الله ﷺ قال: "لبي خمسة أسماء" ولم يذكر فيها "يس". وأيضا
 فإن "يس" جماء التلاوة فيها بالسكون والوقف، ولو كان اسما للنبي صلى ﷺ
 لقال: "يسن" بالنظم، كما قال تعالى: "يوسف أيها الصديق" (يوسف 46) وإذا
 بطل هذا القول لما ذكرناه، ف "الياسين" هو الياس المذكور وعليه وقع
 التسليم. (تفسير القرطبي ج ۱ ص ۱۲۰، تحت سورة الصافات)

ناموں سے متعلق مختصر مسائل و احکام

مسئلہ.....: نام کے اچھا اور برا ہونے کا زندگی اور اعمال پر گہرا اثر پڑتا ہے، اس لئے بچے کا نام اچھے سے اچھا رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اور نام کے اچھا ہونے کی بنیاد کسی کو صرف پسند آ جانا نہیں ہے، بلکہ اچھا ہونے کی بنیاد شریعت کی نظر میں اس نام کا اچھا ہونا ہے۔ ۱۔

مسئلہ.....: بعض حضرات نے فرمایا کہ بچے کا نام کسی نیک صالح انسان سے تجویز کرانا مستحب ہے، تاکہ شرعی ہدایات کا لحاظ بہتر طریقہ پر ہو۔

اور اگر کوئی خود سے شرعی ہدایات کے مطابق نام تجویز کر لے، تو بھی کوئی حرج نہیں۔
لیکن اگر خود سے پسند کرنے کے بعد کسی نیک صالح انسان سے بھی اس کے بارے میں مشورہ کر لے، تو زیادہ بہتر ہے۔ ۲۔

مسئلہ.....: عبد اللہ اور عبد الرحمن نام رکھنا مستحب ہے، اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے دوسرے اسمائے حسنی کے ساتھ عبد لگا کر نام رکھنا بھی مستحب ہے، مثلاً عبد الغفار، عبد الحاق، عبد الرب، عبد الباری، عبد الستار وغیرہ۔ نیز انبیائے کرام اور صحابہ کرام اور بطور خاص جلیل القدر اور مشہور صحابہ کرام کے نام رکھنا بھی مستحب و افضل ہے۔

اور اسی طرح وہ نام جو انسان کی حالت اور اس کی شان کے مطابق ہوں، مثلاً حارث، ہام، سعید وغیرہ بھی بہتر ناموں میں داخل ہیں۔

اس کے علاوہ ہر وہ نام رکھنا جائز ہے، جس میں شریعت کے بتلائے ہوئے کسی اصول کی خلاف ورزی لازم نہ آتی ہو۔

۱۔ مستحب تحسین الاسم (المجموع شرح المہذب للنووی ج ۸ ص ۴۳۶)

۲۔ ومنها استعجاب تفویض تسمیہ الی صالح لیتختار له اسما یرتضیہ (شرح النووی علی مسلم، کتاب الآداب، باب استعجاب تحبیک المولود الخ)

مسئلہ.....: نام رکھنے میں اس کا لحاظ بہتر ہے کہ ان کے معنی میں عاجزی اور مسکنت پائی جاتی ہو، کیونکہ عبدیت کے معنی بندگی اور عاجزی کے ہیں، اور اسی وجہ سے عبدیت والے نام پسندیدہ و افضل ہیں۔

اور اس کے برعکس جن ناموں میں تکبر یا اس کا شائبہ آمیزش پائی جاتی ہو، ان سے بچنا چاہئے۔
مسئلہ.....: انبیائے کرام کے ناموں کے معنی سے زیادہ ان کی انبیائے کرام کی طرف نسبت کی اہمیت ہے، اس لئے اگر کسی نبی کے نام کے معنی معلوم نہ ہوں، یا معلوم ہوں، مگر معنی میں کوئی ظاہری خوبی معلوم نہ ہوتی ہو، تب بھی یہ نام مستحب ہیں۔

اسی طرح جلیل القدر صحابہ کرام کے ناموں کا بھی معاملہ ہے، کہ وہ بھی مستحب یا کم از کم جائز ہیں۔
البتہ جن ناموں کو حضور ﷺ نے ناپسند فرمایا، یا ان کو تبدیل فرمادیا، ان سے پرہیز کرنا چاہئے۔
مسئلہ.....: حضور ﷺ نے یہ نام بھی بعض صحابہ کرام و صحابیات کے لئے تجویز فرمائے ہیں:
مبعوث، منذر، مطیع، جمیلہ، زرعہ، ہشام، مسلم، عقبہ، بشیر، ایض، حسن، حسین، محسن، زینب، جویریہ، وغیرہ۔

لہذا یہ نام بھی مستحب و افضل ہیں۔

مسئلہ.....: فرشتوں کے وہ نام جو فرشتوں کا خاص شعار سمجھے جاتے ہیں، جیسے جبریل، عزرائیل، میکائیل، اسرافیل وغیرہ، یہ نام انسانوں کے لئے رکھنا منع ہے۔

اور اسی وجہ سے خیر القرون، صحابہ کرام و تابعین عظام کے دور میں اس طرح فرشتوں کے نام رکھنے کا ذکر نہیں ملتا۔ ۱۔

۱۔ ویکره القسمی بأسماء الملائکۃ مثل جبریل ومیکائیل، لأن عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ قد کره ذلک، ولم یأتنا عن أحد من الصحابة ولا التابعین أنه سمی ولدا له باسم أحد منهم، هذا قول حمید بن زنجویہ. (شرح السنۃ للہیوی ج ۲ ص ۳۳۶)
ومنہا کأسماء الملائکۃ کجبرائیل ومیکائیل وإسرافیل فإنه یکره تسمیة الادمیین بها قال أصحاب مثل مالک عن القسمی بجبریل فکره ذلک ولم یعجبه وقال القاضی عیاض قد استظهر بعض العلماء القسمی بأسماء الملائکۃ وهو قول الحارث بن مسکین قال وکره مالک القسمی بجبریل ویاسین وأباح ذلک غیرہ قال عبد الرزاق فی ﴿بقیہ حاشیائے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ.....: قرآن مجید میں جو حروف مقطعات آئے ہیں، یعنی جو حروف الگ الگ کر کے پڑھے جاتے ہیں، مثلاً:

الْم، الرَّ، طه، طس، ص، ق، ن، حم، طسم، عسق، المر،
المص، کھلیعص، وغیرہ

ان کے حقیقی معنی اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں، اس لئے ان ناموں کے رکھنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اور طہ اور یس کے بارے میں اگرچہ بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ یہ حضور ﷺ کے اسمائے مبارکہ میں سے ہیں۔

لیکن بعض اہل علم حضرات کی رائے یہ ہے کہ یہ بھی دوسرے حروف مقطعات کی طرح سے ہیں، لہذا جس طرح دوسرے حروف مقطعات والے نام رکھنا منع ہیں، اسی طرح یہ نام رکھنا بھی منع ہیں۔ اس لئے احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ یہ نام رکھنے سے بھی پرہیز کیا جائے۔

البتہ اگر کوئی حروف مقطعات کے بجائے ”یاسین“ نام رکھے، تو اس میں حرج نہیں۔ ۱

مسئلہ.....: جب نام اسلامی ہدایات کے مطابق رکھا جائے، تو تنہا مفرد نام رکھنا بھی درست ہے،

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الجامع عن معمر قال قلت لحمدان بن ابی سلیمان کیف تقول فی رجل تسمی بجهنم
ومیکائیل فقال لا بأس به قال البخاری فی تاریخہ قال أحمد بن الحارث حدثنا أبو قتادة
الشامی لیس بالحرانی مات سنة أربع وستین ومائة حدثنا عبد الله بن جواد قال صحبني
رجل من مزينة فأتى النبي ﷺ وأنا معه فقال يا رسول الله ﷺ ولد لي مولود فما خير
الأسماء قال إن خير الأسماء لكم الحارث وهمام ونعم الاسم عبد الله وعبد الرحمن
وتسموا بأسماء الأنبياء ولا تسموا بأسماء الملائكة قال وباسمك قال وباسمي ولا
تكنوا بكنيتي وقال البيهقي قال البخاری فی غير هذه الرواية فی إسناده نظر (تحفة
المودود باحکام المولود ص ۸۳)

۱۔ ومما يمنع منه التسمية بأسماء القرآن وصورة مثل طه ويس وحم وقد نص مالك
على كراهة التسمية بيس ذكره السهلي وأما يذكرو العوام أن يس وطه من أسماء
النبي ﷺ فغير صحيح ليس ذلك في حديث صحيح ولا حسن ولا مرسل ولا اثر عن
صاحب وإنما هذه الحروف مثل الم وحم والر ونحوها (تحفة المودود باحکام
المولود ص ۸۸)

﴿ بقیہ حاشیہ کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

اس کے ساتھ محمد یا احمد وغیرہ ملانا ضروری نہیں۔

لیکن اگر ملالیا جائے، تو کوئی گناہ بھی نہیں، بلکہ اگر مسلمان ہونے کی ترجمانی یا حضور ﷺ کی طرف نسبت کرنے اور آپ کے امتی و تبع ہونے کی نسبت ظاہر کرنے کے لئے ہو تو فضیلت سے خالی نہیں۔ مسئلہ.....: بچیوں کا نام بھی مفرد یعنی بغیر کسی دوسرے لفظ کے ملائے بغیر رکھنا درست ہے، اور والد کی طرف بنت یا دختر سے یا شوہر کی طرف زوجہ سے، یا اولاد کی طرف اُم سے نسبت کرنا بھی درست ہے۔

مسئلہ.....: اگر بچہ نام رکھنے سے پہلے فوت ہو جائے، تب بھی اس کا نام رکھنا مستحب ہے۔ ۱۔

بلکہ بہتر یہ ہے کہ اس کو دفن کرنے سے پہلے اس کا نام رکھ دیا جائے۔ ۲۔

مسئلہ.....: جو بچہ مردہ پیدا ہو، تو اس کا نام رکھنے کی ضرورت نہیں، البتہ بعض حضرات کے نزدیک اس کا بھی نام رکھ دینا چاہئے، اس لئے اگر نام رکھ دیا جائے، تو اچھا ہے، اور نہ رکھا جائے، تو کوئی حرج نہیں۔ ۳۔

مسئلہ.....: اگر کسی انسان کے ایک سے زیادہ نام ہوں، تو اس کو اچھے نام سے پکارنا بہتر ہے۔

چنانچہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

والسما منع مالک من التسمیة بـ "یسین"، لأنه اسم من أسماء الله لا یلزی معناه، فریما کان معناه ینفرد به الرب فلا یجوز أن یقدم علیه العبد. فإن قبل فقد قال الله تعالیٰ: "سلام علی ال یاسین" (الصافات 130): قلنا: ذلک مکسوب بهجاء فتجوز التسمیة به، وهذا الذی لیس بمتهجی هو الذی تکلم مالک علیه، لما فیہ من الإشکال، والله اعلم (تفسیر القرطبی ج ۵ ص ۴، تحت آیت ۱ من سورۃ یس)

۱۔ (الثانیہ) قال أصحابنا لو مات المولود قبل تسمیته استحب تسمیته قال البهوی وغیره یستحب تسمیة السقط لحديث ورد فیہ (المجموع شرح المذهب للنبوی ج ۸ ص ۳۳۵)

۲۔ وروی إذا ولد لأحدہم ولد فمات، فلا یدفنہ حتی یسمیہ إن کان ذکرأ باسم الذکر، وإن کان أنثی فباسم أنثی، وإن کان لم یعرف فباسم یصلح لهما (المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی، الفصل الرابع والعشرون فی تسمیة الأولاد وکتابہم)

۳۔ من وُلِدَ مَيِّتًا لَا يُسَمَّى جَنَدٌ أَبِي خَبِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى عِلَاقًا لِمُعَمِّدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الثانی وَالْمَشْرُور، کتاب الکُراہیۃ)

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يُعْجِبُهُ أَنْ يُدْعَوْ الرَّجُلَ بِأَحَبِّ أَسْمَائِهِ إِلَيْهِ وَأَحَبِّ كُنَاهُ". (المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۳۴۱۹ ص ۱)
ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ وہ آدمی کو اس کے پسندیدہ نام سے اور پسندیدہ کنیت سے پکاریں (ترجمہ ششم)

مسئلہ.....: ایک سے زیادہ نام رکھنا بھی جائز ہے، اور نام کے ساتھ کنیت رکھنا بھی جائز ہے۔
(کنیت کا ذکر بعد میں آتا ہے)

مسئلہ.....: اتفاقاً نام کو کسی قدر مختصر کر کے پکارنا، مثلاً عائشہ کو عائش، کہنا جائز ہے، بشرطیکہ اس سے نام والے کو تکلیف و ناگواری نہ ہو، اور معنی میں بگاڑ و فساد پیدا نہ ہو۔

اور یہ بھی لحاظ کیا جائے کہ یہ اصل نام پر غالب نہ آجائے، بلکہ اتفاقاً ایسا کیا جائے۔
اور آج کل عوام میں جو بلا قید و بند آزادانہ اختصار کر کے نام پکارنے کا طریقہ چل چکا ہے، وہ نام کے اختصار کے بجائے نام کے بگاڑ میں داخل ہے، جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ ۲

مسئلہ.....: اولاد اور شاگرد، مرید اور بیوی کے لئے بہتر یہ ہے کہ بلا ضرورت اپنے والد، اپنے استاد، اپنے شیخ، اور اپنے شوہر کا نام نہ لے، بلکہ کسی ادب والے لقب سے پکارے، مثلاً والد کو اباجان، استاد کو استاد صاحب، شیخ کو شیخ صاحب یا حضرت صاحب، اور شوہر کو میاں صاحب وغیرہ جیسے ادب والے القاب سے پکارنا اور مخاطب کرنا بہتر ہے۔

لیکن ادب و احترام اور شریعت و تہذیب اسلامی ہونی چاہئے۔

آج کل بعض غیر اسلامی اور فحشی نام مشہور ہو گئے، مثلاً ڈیڈی، پایا، انکل وغیرہ، ان سے پرہیز کرنا

۱۔ قال الہیثمی:

رواہ الطبرانی ورجالہ قات (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۵۶، باب دعاء الرجل بأحب أسمائه إلیہ)

۲۔ اتفقوا علی جواز ترغیم الاسم المنقص إذا لم یغادی بذلك صاحبہ ثبت أن

رسول اللہ ﷺ (رخم أسماء جماعة من الصحابة فقال لابی هريرة یا أباہر و لعائشة یا

عائش ولا نجشہ بالجنش (المجموع شرح المہذب للنووی ج ۸ ص ۴۴۲)

محظوظ رہے کہ ”عائش“ اور ”عمر“ ”جنش“ بھی مکمل نام ہیں، اس لئے حضور ﷺ کی مذکورہ ترغیم سے فساد معنی والی ترغیم کا

جواز ثابت نہیں ہوتا۔

چاہئے، اور ان کو ادب و تہذیب نہیں سمجھتا چاہئے۔ ۱۔

مسئلہ.....: لڑکی کو شادی سے پہلے دختر فلان، اور شادی کے بعد زوجہ فلان، اور اولاد کے بعد ام فلان کے نام سے پکارنے اور ذکر کرنے میں حرج نہیں۔

مسئلہ.....: جس کا نام معلوم نہ ہو، اور اس کو پکارنے کی ضرورت پیش آئے، تو مناسب یہ ہے کہ اس کو ایسے الفاظ سے پکارے، جس سے اسے تکلیف نہ ہو، مثلاً اے بھائی، یا اے عبداللہ وغیرہ۔ ۲۔

مسئلہ.....: بعض گھرانوں میں والدہ کو باجی یا بھابی، اور والد کو بھائی کہہ کر پکارا جاتا ہے، اور یہی نسبت مشہور ہو جاتی ہے، جو کہ غلط طریقہ ہے، اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

مسئلہ.....: اپنے ماتحت مثلاً اولاد، شاگرد، اور مرید کو تنبیہ اور اصلاح کی غرض سے کسی برے نام مثلاً جانور، مکدھے، جنگلی کیوتر، ذلیل وغیرہ سے پکارنے کی گنجائش ہے، جبکہ اس کو صرف تنبیہ

۱۔ يُكْرَهُ أَنْ يَلْعَنُوا الرَّجُلَ أَبَاهُ وَالْمَرْثَةَ زَوْجَهَا بِاسْمِهِ كَذَا فِي السَّرَاجِيَةِ (الفتاوى الهندية، الباب الثاني والعشرون، كِتَابُ الْكُزَاهِيَةِ)

(التاسعة) يستحب للولد والعلميد والفلان أن لا يسمي أباه ومعلمه وسيدہ باسمه روينا في كتاب ابن السني عن أبي هريرة عن النبي ﷺ (راى رجلا معه غلام فقال للغلام من هذا قال أبى قال لا تمشي أمامه ولا تستسب له ولا تجلس قبله ولا تدعه باسمه) ومعنى لا تستسب له أى لا تفعل فعلا تعرض فيه لأن يسبك عليه أبوك زجرا وتأديبا * وعن عبد الله بن زحر - يفتح الزاى واسكان الحاء المهملة - قال (يقال من الطوق أن تسمى أباك وأن تمشي أمامه) (المجموع شرح المهذب للنووي ج ۸ ص ۴۴۲)

۲۔ (العاشره) إذا لم يعرف اسم من يناديه ناداه بعبارة لا يتأذى بها كذا أعبى يا فقير يا فقيه يا صاحب القرب الفلاني ونحو ذلك وفى سنن أبى داود أن النبي ﷺ قال لرجل يمشى بين القبور (يا صاحب السبتين ويحك الق سبتيتك) وقد سبق بيان هذا الحديث فى كتاب الجنائز فى زيارة القبور * وفى كتاب ابن السني أن النبي ﷺ (كان إذا لم يحفظ اسم الرجل قال يا ابن عبد الله) (المجموع شرح المهذب للنووي ج ۸ ص ۴۴۲)

حضرت یزید بن جابر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم فكان إذا لم يحفظ اسم الرجل قال يا عبد الله (المعجم الاوسط للطبراني حديث نمبر ۳۴۳۶، واللفظ له، المعجم الصغير للطبراني حديث نمبر ۳۶۰، عمل اليوم والليلة لابن السني حديث نمبر ۳۹۸)

ترجمہ: میں نبی ﷺ کے پاس تھا، پس جب نبی ﷺ کو کسی آدمی کا نام یاد نہ ہوتا تھا، تو اس کو عبد اللہ کہہ کر پکارا کرتے تھے (ترجمہ قسم)

و اصلاح وغیرہ کی ضرورت تک محدود رکھا جائے، نہ یہ کہ اس کو اصل نام اور تعارف کا ہی درجہ دے دیا جائے۔

البتہ ایسے نام سے پرہیز کرنا چاہئے، جس میں گالی یا برے عمل کی نسبت پائی جاتی ہو، مثلاً خبیث، بد بخت، حرامی وغیرہ۔ ۱۔

مسئلہ.....: بچے کا اسلامی ہدایات کے مطابق نام رکھنا اس کے والد اور سرپرستوں کی ذمہ داریوں میں سے ہے۔

اگر انہوں نے کسی بچے کا نام اسلامی اصولوں کے خلاف رکھ دیا، تو وہ گناہ گار ہیں، اور ان کو ایسا نام تبدیل کر دینا ضروری ہے۔

اور اگر وہ ایسا نہ کریں، تو بڑے ہونے کے بعد خود انسان کو ممکنہ حد تک اپنے نام کی اصلاح ضروری ہے۔ ۲۔

مسئلہ.....: بچے کے نام کا انتخاب شرعی ہدایات کے مطابق کرنا چاہئے، اس کی نسبت اور معنی کو نظر انداز کر کے صرف اپنی پسند پر دار و مدار رکھنا یا صرف اس بنیاد پر کوئی نام منتخب کرنا، کہ وہ نام علاقہ اور خاندان میں کسی اور کا نہ ہو، درست نہیں۔

صحابہ کرام و تابعین اور خیر القرون کے دور میں ایسی بے شمار مثالیں ملتی ہیں کہ قریب ترین رشتہ داروں کے ایک جیسے نام ہوتے تھے، اور ولدیت یا کسی دوسری نسبت کے بغیر ان کو پہچاننا بھی مشکل

۱۔ يجوز للانسان ان يخاطب من يحميه من ولد و غلام و معلم و نحوهم باسم قبيل تاديا و زجرا و رياضة لفسى الصحيحين أن (أبا بكر الصديق رضي الله عنه قال لابنه عبد الرحمن يا غنفر فجده و سب) (قوله) غنفر - ههين معجمة مضمومة ثم نون ساكنة ثم ثاء مفتحة مفتوحة و مضمومة ومعناه الهميم (قوله) جده - هالجهيم والذال المهملة - أي دعا بقطع ألفه و نحوهم (المجموع شرح المهذب للنووي ج ۸ ص ۴۴۲)

۲۔ اگر بڑے ہونے کے بعد سرکاری دستاویزات میں تبدیلی مشکل ہو تو دوسرے طریقوں سے استعمال کی حد تک اصلاح کی کوشش ضروری ہے۔

حدثنا الحسين قال : أخبرنا ابن المبارك ، قال : كان صفيان الغوري يقول : حق الولد على الوالد أن يحسن اسمه ، وأن يزوجه إذا بلغ ، وأن يحسن أدبه (البر والصلة للحسين بن حرب حديث لمبر ۱۴۶)

السنة تغيير الاسم القبيح للحديث الصحيح (المجموع شرح المهذب للنووي ج ۸ ص ۴۳۷)

ہوتا تھا۔

احادیث کے روایت کرنے والوں میں اس کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں، یہاں تک کہ دادا، پوتے بلکہ باپ بیٹے بھی بعض ہم نام ہوتے تھے، لہذا جو نام پہلے سے خاندان میں کسی کا رکھا جا چکا ہو، وہ نام نومو لود کا رکھنا جائز ہے۔

آج کل اسلامی ہدایات کو نظر انداز کر کے مختلف طریقوں سے غلط نام تجویز کئے جانے لگے ہیں، اور اسی وجہ سے معاشرہ میں غیر اسلامی ناموں کا رواج ہو جا رہا ہے، جس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)..... بعض لوگ قرآن مجید سے مخصوص طریقہ پر نام کا انتخاب کرتے ہیں، اور اس کے نتیجہ میں بعض ایسے ناموں کو تجویز کر لیا جاتا ہے، جو مناسب نہیں ہوتے، جیسے ”لَمَن“ ”وَرِيشَا“ ”هُمَا“ ”وَالْعَوْر“ ”اَبْتَر“ وغیرہ۔

قرآن مجید سے اس طرح نام کے انتخاب کا طریقہ غلط ہے، کیونکہ قرآن مجید میں بہت سے الفاظ ایسے بھی ہیں کہ ان سے نام رکھنا یا تو مہمل ہوتا ہے، جیسے ”ہما“ اور یا پھر جائز نہیں ہوتا، جیسے حمار، کلب، خنزیر، فرعون، ہامان، قارون وغیرہ۔ ۱

(۲)..... بعض علاقوں میں اسلامی ہدایات کو نظر انداز کر کے صرف رسمی نام رکھے جاتے ہیں، مثلاً نئی خان، سمندر خان، ہندوستان خان، آسمان خان، انجیر خان، چھوٹے خان، لونگ خان، منگل خان، بدھو خان، جمعرات، جمعراتی، صحبت خان، وغیرہ، گویا کہ بس جس دن یا جس حالت یا جس موقع پر کوئی پیدا ہو گیا، اسی نسبت سے نام طے کر دیا جاتا ہے، خواہ وہ نسبت اچھی ہو یا بری، یا مہمل۔ یہ طریقہ عمل غلط ہے۔

(۳)..... بعض علاقوں میں ملتی نام رکھے جاتے ہیں، کہ بچہ کی پیدائش سے پہلے کوئی غیر شرعی منت مان کر ان کے نام تجویز کر دیئے جاتے ہیں، مثلاً ”تجدۃ“ نام اس لئے

۱۔ غالباً ”مرسلین“ بھی قرآن مجید سے نکالا ہوا نام ہے، اور یہ مرسل کی جمع ہے، جو کہ قرآن مجید میں کئی رسولوں کے لئے استعمال ہوا ہے، اور اسی وجہ سے فتاویٰ محمودیہ میں ایک سوال کے جواب میں ہے: کسی بچہ کا نام مرسلین نہیں رکھنا چاہئے (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۳۷۷)

رکھا جاتا ہے کہ اولاد ہونے پر کان چمیدا جائے گا، یا ”کھیٹا“ نام اس لئے رکھا جاتا ہے کہ پیدائش کے بعد ٹوکے وغیرہ میں رکھ کر کھینٹنے کی منت مانی جاتی ہے۔

اس طرح کی منت ماننا اور اس کے مطابق نام رکھنا، سب گناہ ہے۔

(۴)..... بعض اوقات نام تو صحیح رکھ دیا جاتا ہے، مگر بعد میں لاڈ، پیار یا تخفیف کی وجہ سے نام کو بگاڑ دیا جاتا ہے، اور یہی نام مشہور ہو جاتا ہے، اور اصل نام کا اکثر لوگوں کو پتہ بھی نہیں ہوتا، مثلاً جمیل کو ”نعی“، فہیدہ کو ”فہی“، عطیہ کو ”عطی“، فاطمہ کو ”فطی“، عبداللہ کو ”دلا“، عبدالرحمن کو ”عبد“، عبید کو ”بیدی“، مصطفیٰ کو ”مٹو“، احمد کو ”آمو“، محی الدین کو ”محی“ وغیرہ وغیرہ، یہ طرز عمل صحیح نہیں۔

کبھی کبھار اتفاق سے تخفیف کے ساتھ شرعی حدود میں نام پکارے، تو منجائش ہے، بشرطیکہ کوئی گناہ والے معنی نہ بن جائیں۔

مگر اس کو اتنا رواج دینا اور عام کرنا کہ اصل نام کی حیثیت ہی ختم ہو جائے، یہ غلط ہے۔ مذکورہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آج کل انگریزی وغیرہ میں تخفیف کر کے نام استعمال کرنے کا جو رواج ہے، کہ اس میں انگریزی کی اے، بی، سی، ڈی وغیرہ استعمال ہوتی ہے، مثلاً عبدالرحمن کی جگہ اے، رحمن، عبدالحق کی جگہ اے، خالق وغیرہ، یہ بھی درست نہیں، الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو، تو بقدر ضرورت اجازت ہے۔

(۵)..... بعض لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ پیدائش کے دن و تاریخ اور وقت کے اعتبار سے، ستاروں کی مناسبت سے نام رکھنا چاہئے، اور ایسا نہ کرنے سے وہ نام نہ صرف یہ کہ بھاری پڑ جاتا ہے، بلکہ مختلف مصائب و آفات کا ذریعہ بھی بنتا ہے۔

یہ سب خلاف شرع باتیں ہیں، نام کا ستاروں سے کوئی تعلق وابستہ نہیں، اس لئے ستاروں سے نام کے ملاپ اور نسبت کا متلاشی ہونا غلط ہے۔

(۶)..... بعض لوگ تاریخی نام کو بہت اہمیت دیتے ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ بچہ کی پیدائش کی تاریخ اور دن کے حساب سے نام تجویز کرنا چاہئے، جس سے انسان کی زندگی پر

اچھے اثرات پڑتے ہیں، اور اس کی خلاف ورزی پر نقصان ہوتا ہے۔

حالانکہ ایسی کوئی بات بھی شریعت سے ثابت نہیں، اس لئے ایسا عقیدہ نہیں رکھنا چاہئے۔

البتہ تاریخی نام کی حیثیت صرف اتنی ہے کہ عربی زبان کے ہر حرف کا ایک فن میں مخصوص عدد ہوتا ہے، اور پیدائش کی تاریخ اور سن کے اعتبار سے حروف کا انتخاب کر کے نام رکھنے سے تاریخ پیدائش محفوظ اور یاد ہو جاتی ہے، اور بس، اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں، نہ تو اس کا زندگی اور اس کے حالات سے اچھا برا تعلق ہے، اور نہ ہی خلاف ورزی پر کوئی نقصان۔

(۶)..... بعض لوگ اسلامی ہدایات کے مطابق نام رکھنے کے بجائے ناول اور افسانوں کی کتابوں بلکہ مختلف ذرائع ابلاغ کے غیر مذہبی وغیر شرعی پروگراموں سے اخذ کر کے نام رکھتے ہیں، جبکہ وہ نام یا تو فرضی ہوتے ہیں، یا سراسر غیر اسلامی، بلکہ دوسرے باطل مذاہب کے ہوتے ہیں، جو کہ انتہائی افسوسناک صورت حال ہے۔

مسئلہ.....: محمد علی، محمد حسین، محمد حسن، محمد جعفر وغیرہ اگرچہ اہل تشیع کثرت سے رکھتے ہیں، مگر اہل السنۃ والجماعۃ کو بھی یہ نام رکھنا جائز ہے، لیکن ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ دوسرے صحابہ کرام کے ناموں کو بھی رواج دیا جائے اور ان کے نام بھی رکھے جائیں، تاکہ اہل تشیع کے ساتھ مشابہت لازم نہ آئے، اور کسی غلط عقیدہ کی تائید نہ ہو۔

مسئلہ.....: انبیائے کرام کے ناموں پر نام رکھنا بھی مستحب و افضل ہے، مگر آج کل بعض انبیائے کرام کے ناموں کا بالکل رواج نہیں رہا، مثلاً آدم، ذوالکفل اور نوح، ہود، لوط، الیسع وغیرہ۔ حالانکہ یہ نام بھی رکھنا چاہئیں۔

مسئلہ.....: ”پرویز“ ایران کے اس بادشاہ کا نام تھا، جس نے حضور ﷺ کے نام مبارک کو چاک کر ڈالا تھا، اور بعد میں ایک مشہور منکر حدیث کا بھی نام مشہور ہو گیا، اس شہرت اور نسبت کی وجہ سے بعض حضرات نے اس نام کے رکھنے سے منع فرمایا ہے، اس لئے احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ اس نام

کے رکھنے سے پرہیز کیا جائے۔

اور اگر کسی کا یہ نام ہو، لیکن اس کا عمل غلط نہ ہو، تو اس کو صرف نام کی وجہ سے غلط جاننا بھی مناسب نہیں۔

مسئلہ.....: غلام اللہ نام رکھنا جائز ہے، کیونکہ یہاں غلام خادم کے معنی میں نہیں ہے، بلکہ ماتحت اور تابع دار اور بندگی کے معنی میں ہے۔

مسئلہ.....: نام کا عربی میں ہونا ضروری نہیں، کسی دوسری زبان کا نام رکھنا بھی جائز ہے، بشرطیکہ کافروں یا فاسقوں سے مشابہت لازم نہ آتی ہو، تاہم عربی زبان کا نام رکھنا زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے، البتہ انبیائے کرام کے نام اس سے مستثنیٰ ہیں، کہ وہ غیر عربی کے ہو کر بھی افضل ہیں۔

مسئلہ.....: بعض غیر مسلم ممالک میں قانونی طور پر عیسائی مذہب کے نام رکھنا لازم قرار دیا جاتا ہے، جس کے نتیجے میں وہاں کے مسلمانوں کو اسلامی نام رکھنے میں دشواری پیش آتی ہے۔

ایسی صورت میں مسلمانوں کو ایسے نام رکھ لینے کی گنجائش ہے، جو مسلمانوں اور عیسائیوں، دونوں کے یہاں رائج ہوں، مثلاً اسحاق، داؤد، سلیمان، مریم، لیلیٰ، راحیل، صفورہ وغیرہ۔

اور اس کی بھی گنجائش ہے کہ بچے کا اصل نام تو اسلامی ہی رکھا جائے، اور اسی نام سے اس کو عام بول چال میں پکارا جائے، البتہ صرف سرکاری محکمہ میں بچے کا کوئی اور نام درج کرادیا جائے (فقہی

مقالات، جلد اول، پتھر)

واللہ تعالیٰ اعلم، وعلمہ اتم واحکم



کنیت، لقب اور نسبت و نسب کے احکام

بعض اوقات کسی کا نام کنیت سے رکھا جاتا ہے، اور اسی سے مشہور ہو جاتا ہے۔

کنیت اسے کہا جاتا ہے کہ جس میں باپ یا ماں کی طرف نسبت ہو، مثلاً ابوبکر، ابوذر، ابوسلمہ، ام سلمہ، ام سلیم، ام رومان، ام الدرداء وغیرہ۔

اور کسی کا نام لقب سے مشہور ہو جاتا ہے۔

اور لقب اسے کہا جاتا ہے، جو انسان کی کسی اچھائی یا برائی پر دلالت کرے، جیسے صدیق، فاروق، غنی، مرتضیٰ، زین العابدین وغیرہ۔ ۱

اور بعض اوقات کسی شخص یا جماعت کا نام اس کے وطن و علاقہ و قبیلہ یا پیشے یا ہنر یا کسی علم وغیرہ کی وجہ سے مشہور ہو جاتا ہے، اس کو نسبتی نام (اسم منسوب) کہا جاتا ہے، جیسے بغدادی، بصری، مکی، کوئی، قدوری، درزی، دھوبی، خفی، شافعی، مالکی، حنبلی وغیرہ۔ ۲

اور بعض شخصی نسبتیں یا القاب اور نام ان کے بعد والوں میں نسب کی صورت اختیار کر لیتے ہیں، جیسے ہاشمی، صدیقی، فاروقی وغیرہ۔ ۳

۱۔ ینقسم العلم إلى ثلاثة أقسام: إلى اسم، وكنية، ولقب، والمراد بالاسم هنا ما ليس بكنية ولا لقب، كزيد وعمرو، وبالكنية: ما كان في أوله أب أو أم، كابن عبد الله وأم الخير، وبالقاب: ما أشعر بمدح كزين العابدين، أو ذم كإف الناقع (شرح ابن عقيل ج ۱ ص ۱۱۹)

الكنية بضم الكاف وسكون النون مأخوذة من الكناية تقول كنيته عن الأمر بكذا إذا ذكرته بغير ما يستدل به عليه صريحاً وقد اشتهرت الكنى للعرب حتى ربما غلبت على الأسماء كابن طالب وأبي لهب وغيرهما وقد يكون للسواحد كنية واحدة فأكثر وقد يشتهر باسمه وكنيته جميعاً فالاسم والكنية واللقب يجمعها العلم بفتحين وتطایر بأن اللقب ما أشعر بمدح أو ذم والكنية ما صدرت باب أو أم وما عدا ذلك فهو اسم وكان النبي صلى الله عليه وسلم يكنى أبا القاسم بولده القاسم وكان أكبر أولاده (فتح الباری لابن حجر بقوله باب كنية النبي صلى الله عليه وسلم ج ۶ ص ۵۶۰)

۲۔ (والنسبة إلى) الوطن أهم من أن يكون بلداً أو ضياعاً أو سكناً أو مجاورة وتقع إلى الصنائع كالغياط والحرف كالجزار (البواقي والدرر شرح لغة الفكر للمناوي، معرفة الكنى والألقاب المجردة)

۳۔ ويقال النسب للأبناء والحسب للأفعال (فتح الباری لابن حجر، ج ۷ ص ۳۱، قوله باب قول النبي صلى الله عليه وسلم لو كنت معخذلاً لخليل) ﴿بتجرا شيا لکے منے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اگر یہ چیزیں شرعی حدود کے اندر ہوں، تو ان کے استعمال کی اجازت ہے، اور شرعی دلائل سے ان کا ثبوت ہے۔

چنانچہ عرب میں کنیت کا کثرت سے رواج تھا، اور خود حضور ﷺ نے اپنے لئے ”ابوالقاسم“ کنیت منتخب فرمائی تھی، اور اس کے علاوہ حضور ﷺ نے کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کنیت خود سے تجویز فرمائی، اور حضور ﷺ اور مختلف اہل فضل صحابہ کرام کے لئے لقب کا استعمال بھی رہا ہے۔

مسئلہ.....: کنیت کا استعمال جائز ہے، بلکہ اہل فضل مردوں و عورتوں کے لئے مستحب ہے، خواہ کسی کی اولاد ہو یا نہ ہو، اور کنیت اپنی اولاد کے ساتھ بھی جائز ہے، اور اس کے علاوہ بھی، اور بڑے کے علاوہ بچے کی کنیت بھی جائز ہے، جیسا کہ حضور ﷺ نے ایک چھوٹے بچے کی کنیت ابو عمیر رکھی تھی۔ ۱۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

والنسب الوجه الذى يحصل به الادلاء من جهة الآباء والحسب ما بعده المرء من مفاخر آباءه (فتح الباری لابن حجر ۸ ص ۲۱، قوله باب قوله تعالى قل يا اهل الكتاب تعالوا الى كلمة سواء بينكم و بينكم ان لا تعبدوا الا الله)

۱۔ واما الکلام فى الکنية فكان عادة العرب انه اذا ولد لأحدهم ولد كان یکنى به، وامرأته كانت تکتب به أيضاً، يقال للزوج: أب فلان، وامرأته: أم فلان، كما قيل: أبو سلمة، وامرأته أم سلمة، وأبو الفرداء، وامرأته أم الفرداء، وأبو ذر، وامرأته أم ذر، وكان الرجل لا یکنى له ما لم یولد له، ولو کنى ابنه الصغیر بأبى بکر، أو غیره کره بعضهم، إذ ليس لهذا الابن ابن اسمه بکر لیكون هو أب بکر، وعامتهم على أنه لا یکره؛ لأن الناس یریدون بهذا التعالی أنه یمصیر فى ثانی الحال، لا التحقیق فى الحال. (المحیط البرهانی فى الفقه النعمانی، الفصل الرابع والعشرون فى تسمية الأولاد وکناهم)

وَلَوْ كُنِيَ ابْنُهُ الصَّغِيرُ بِأَبَى بَكْرٍ أَوْ غَيْرِهِ الصَّحِيحُ أَنَّهُ لَا يَأْسُ بِهِ فَإِنْ النَّاسُ يُرِيدُونَ التَّعَاوُلَ أَنَّهُ يَمُصِّرُ أَبَا فِي ثَانِي الْحَالِ لَا التَّحْقِيقَ فِي الْحَالِ كَذَا فِي عِزَّةِ الْمُفْعِلِينَ (الفتاوى الهندية، الباب الثانی وَالْعَشْرُونَ، كِتَابُ الْكُرَاهِيَةِ)

يجوز العكس ويجوز العكسية ويستحب تسمية أهل الفضل من الرجال والنساء سواء كان له ولد أم لا وسواء كنى بولده أم بغيره وسواء كنى الرجل بأبى فلان أو أبى فلالمة وسواء كنيت الممرلة بأبى فلان أو أم فلالمة..... ويجوز تسمية الصغیر..... وفى سنن أبى داود باسناد صحيح عن عائشة أنها قالت (يا رسول الله كل صواحبائى لهن كنى قال لاكنى بابنک عبد الله) قال الراوى یعنى بابنہا عبد الله بن الزبیر وهو ابن اختها أسماء بنت

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

اور جب کنیت کا استعمال جائز ہوا، تو کنیت کو بطور نام استعمال کرنا بھی جائز ہوا۔

مسئلہ.....: کنیت انسانوں کے بجائے کسی اور چیز کی طرف منسوب کر کے بھی جائز ہے، مثلاً ابو ہریرہ، ابو الکلام، ابو الحاسن، ابو تراب وغیرہ۔ ۱۔

مسئلہ.....: جب کسی کے ایک سے زیادہ بچے ہوں، تو عام حالات میں اس کو اپنے بڑے بچے کے نام کے ساتھ کنیت رکھنا بہتر ہے، لیکن اگر اس میں کوئی مانع ہو، یا دوسرے بچے میں کوئی ترجیح کی وجہ ہو، تو دوسرے بچے کے نام کے ساتھ رکھنے میں بھی کوئی گناہ نہیں۔ ۲۔

مسئلہ.....: کسی کافر اور فاسق و بدعتی کو اس کی اصل کنیت سے مخاطب کرنا جائز ہے، جبکہ اس کا کنیت کے علاوہ کسی اور نام وغیرہ سے تعارف نہ ہو سکے، یا نام سے خطاب کرنے میں کوئی مفسدہ لازم آتا ہو۔ ورنہ عام حالات میں اس کے صرف نام سے مخاطب کرنا ہی مناسب ہے۔ ۳۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ابی بکر و كانت عائشة تكنى أم عبد الله * لهذا هو الصواب المعروف أن عائشة لم يكن لها ولد وإنما كنيت بأبن اختها عبد الله ابن أسماء (المجموع شرح المذهب للنووي ج ۸ ص ۳۳۸/۳۳۹)

عن عبد الله بن مسعود رضى الله عنه:

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَلَمْ يُولَدْ لَهُ." (المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۸۳۲۳)

قال الهيمى: رواه الطبرانی و رجاله رجال الصحيح. (مجمع الزوائد، باب ما جاء فى الكنى)
 إِنَّ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَيُخَالِطُنَا حَتَّى يَقُولَ لَا خَلِيَّ صَغِيرٍ يَا أَبَا هُرَيْرٍ مَا قَعَلَ النَّفِيرُ (بخارى من انس حديث نمبر ۵۶۶۳) واللطف لله ابن ماجه حديث نمبر ۲۷۱۰ كتاب الادب، باب المزاج ۱۔ ويجوز التكنية بغير أسماء الاذنين كأبى هريرة وأبى المكارم وأبى الفضائل وأبى المعاصم وغير ذلك (المجموع شرح المذهب للنووي ج ۸ ص ۳۳۸)
 ۲۔ قال رسول الله ﷺ لهانئ بن يزيد:

ما لك من الولد؟ قلت: لى شريح، وعبد الله، ومسلم، بنو هانء، قال: فمن أكبرهم؟ قلت: شريح، قال: فأنت أبو شريح، ودعا له ولده (الأدب المفرد للبخارى حديث نمبر ۸۳۸، واللطف لله، شرح السنه للإمام البهوى، باب تغير الاسماء)
 وإذا كنى من له أولاد كنى بأكثرهم (المجموع شرح المذهب للنووي ج ۸ ص ۳۳۸)
 ۳۔ ولا بأس بمخاطبة الكافر والفاسق والمبتدع بكنيته إذا لم يعرف بغيرها أو خيف من ذكره باسمه مفسدة ولا يهينى أن لا يزيد على الاسم. وقد تظاهرت الاحاديث الصحيحة بما ذكرته (المجموع شرح المذهب للنووي ج ۸ ص ۳۳۸)

مسئلہ.....: حضور ﷺ نے اپنا نام رکھنے کی تو اجازت دی ہے، اور اپنی کنیت یعنی ابوالقاسم رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ ۱۔

حضور ﷺ کے اس ارشاد کے پیش نظر بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ ممانعت حضور ﷺ کی حیات تک تھی، بعد میں یہ ممانعت باقی نہیں رہی، جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ جس کا نام محمد ہو، اس کو ابوالقاسم کنیت کا رکھنا منع ہے۔

بہر حال احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ جس کا نام محمد ہو، اس کو ابوالقاسم کنیت رکھنے سے پرہیز کرنا چاہئے، اور محمد نام نہ ہو، تو ”ابوالقاسم“ کنیت رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ ۲۔

۱۔ عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَسْمَوُا بِاسْمِي وَلَا تَكْتُبُوا بِكُنْيَتِي. (بخاری حدیث نمبر ۳۲۷۴)

۲۔ جبکہ بعض حضرات نے ابوالقاسم کنیت سے بہر حال منع فرمایا ہے، خواہ اس کا نام محمد ہو یا نہ ہو۔

ولا بأس بأن يكنى بكنية رسول الله ﷺ، والذي روى عن النبي عليه السلام أنه قال: سموا باسمي، ولا تكتبوا بكنتي، فقد قيل: إنه منسوخ، وروى عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه: أنه سمى ابنه محمد وهو ابن الحنفية، وكناه أبو القاسم وقد كان استأذن منه. وعن عائشة رضي الله عنها: أن امرأة قالت لرسول الله ﷺ: إني ولدت غلاماً فسميته محمداً وكنته أبا القاسم، فذكر لي أنك تكره ذلك، فقال: بما الذي حرم كنتي وأحل اسمي أو ما الذي حل اسمي، وحرم كنتي، وعن محمد: أن من سمى باسم رسول الله ﷺ أكره أن يكنى بكنته، ذكره في الكشف (المعيط البرهاني في الفقه النعماني، الفصل الرابع والعشرون في تسمية الأولاد وكناهم)

وختلف العلماء في التكنية بأبي القاسم على ثلاثة مذاهب (أحدها) مذهب الشافعي أنه لا يحل لاحد أن يكنى بأبي القاسم سواء كان اسمه محمداً أم غيره لظاهر الحديث المذكور ومن نقل هذا النص عن الشافعي من أصحابنا الأئمة الحفاظ الثقات الإثبات المحدثون الفقهاء أبو بكر البهقي في باب الحقيقة من سننه رواه عن الشافعي بإسناده الصحيح وأبو محمد البهوي في كتابه التهذيب في أول كتاب النكاح وأبو القاسم بن عساكر في ترجمة النبي ﷺ في أول كتابه تاريخ دمشق وحمل الشافعي وأصحابه حديث علي رضي الله عنه على الترخص له وتخصيصه من العموم ومن قال بقول الشافعي في هذا أبو بكر بن المنذر

(والمذهب الثاني) مذهب مالك أنه يجوز التكنية بأبي القاسم لمن اسمه محمد ولغيره ويجعل النهي خاصاً بحياة النبي ﷺ.

(والثالث) لا يجوز لمن اسمه محمد ويجوز لغيره (المجموع شرح المذهب للنووي ج ۸/۳۴)

مسئلہ.....: ابو عیسیٰ کثیت کا رکھنا جائز ہے۔ ۱۔

مسئلہ.....: کسی کے لئے ایسے لقب کا استعمال جائز ہے، جو اس کو ناپسند نہ ہو، بلکہ اگر اسے پسند ہو، تو ایسے لقب کا استعمال شرعی حدود میں مستحب ہے۔ ۲۔

مسئلہ.....: اپنے نام کے ساتھ مولانا، مفتی، صوفی، حافظ یا حاجی وغیرہ جیسے القاب کا استعمال اگر اپنی بڑائی اور فخر و تفاخر کے طور پر ہو تو ناجائز ہے، اور اگر کسی ضرورت کی وجہ سے ہو، مثلاً کسی کا تعارف اس کے بغیر مشکل ہو تو حرج نہیں۔

مسئلہ.....: اگر کسی بزرگ یا سلسلہ کی طرف نسبت لگا کر اپنے نام کے ساتھ استعمال کی جائے تو اگر کسی ضرورت و مصلحت کی وجہ سے ہو، اور اس سے کوئی فاسد غرض نہ ہو تو حرج نہیں، جبکہ اس نسبت کا لحاظ بھی کیا جائے، اور اگر کوئی فاسد غرض مثلاً اپنی بڑائی، و شہرت ہو، یا عصبیت کا اظہار

۱۔ لا یاس بالکسۃ بابی عیسیٰ ولی سنن ابی داود باسناد جید (ان المغیرۃ بن شعبۃ تکتی بابی عیسیٰ فقال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اما یکفیک ان تکتی بابی عبد اللہ فقال کثانی رسول اللہ ﷺ) وان عمر ضرب ابنہ لہ تکتی بابی عیسیٰ * دلیلنا حدیث المغیرۃ والاصل عدم النہی حتی یثبت ولا یغضیل من ہذا کون عیسیٰ بن مریم ﷺ لا اب لہ لان المکتی لیس ابا حقیقۃ واللہ اعلم (المجموع شرح المہذب للنووی ج ۸ ص ۴۴۱)

۲۔ والفقہوا علی استحباب اللقب الذی یحبہ صاحبہ فمن ذلک أبو بکر الصدیق اسمہ عبد اللہ بن عثمان ولقبہ عتیق ہذا هو الصحیح الذی علیہ جماہیر العلماء من المحدثین وأهل السیر والتاریخ وغیرہم (وقیل) اسمہ عتیق حکاہ الحافظ ابو القاسم بن عساکر فی کتابہ الاطراف والصواب الاول * والفقہوا علی أنہ لقب غیر واختلفوا فی سبب تسمیۃ عتیقا فروینا عن عائشۃ من أوجہ أن رسول اللہ ﷺ قال (أبو بکر عتیق اللہ من النار) فمن یروئہ سُمی عتیقا * وقال مصعب بن الزبیر وغیرہ من أهل النسب سُمی عتیقا لانہ لم یکن فی نسبہ شئ یعاب بہ وقیل غیر ذلک * ومن ذلک أبو تراب لقب علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ کتبہ أبو الحسن ثبت فی الصحیح (أن رسول اللہ ﷺ وجده نائما فی المسجد وعلیہ الثراب فقال قم أبا تراب فلزمہ هذا اللقب الحسن) روینا هذا فی الصحیحین عن سهل بن سعد قال سهل وكانت أحب أسماء علی إلیہ وأن کان لیفرح أن یدعأ بها * ومن ذلک ذو البین واسمہ الخرباق - بکسر الخاء المعجمة وبالباء الموحدة وآخرہ قاف - کان فی یدہ طول ثبت فی الصحیح أن رسول اللہ ﷺ (کان یدعوه ذا البین) واللہ اعلم (المجموع شرح المہذب للنووی ج ۸ ص ۴۴۲)

ہو، یا اس نسبت سے لوگوں کو دھوکہ ہوتا ہو، یا کسی کی طرف جھوٹی نسبت لازم آتی ہو، وغیرہ وغیرہ، تو گناہ ہے۔

آج کل بہت سے تکلف و تصنع پر مشتمل القاب چل گئے ہیں، اور ان سے مقصود اپنی بڑائی، اور شہرت بن کر رہ گیا ہے، جو کہ گناہ ہے۔

چنانچہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

آج کل خطابات بہت سستے ہو رہے ہیں، حالت یہ ہے کہ جو قدوری بھی نہیں پڑھ سکتا، ان کو مولوی کا خطاب مل جاتا ہے، بہت سے شمس العلماء ایسے ہیں کہ اگر ان کے سامنے کوئی چھوٹی سی کتاب بھی پڑھانے کے لیے رکھ دو، تو نہ پڑھا سکیں۔

میں تو ایسے لوگوں کو شمس کسوف کہا کرتا ہوں (آداب تقریر و تصنیف، صفحہ ۱۹۱، بحوالہ حقوق

الروحین صفحہ ۳۷)

اور ایک مقام پر فرماتے ہیں:

آج کل نسبتوں کا بہت رواج ہو گیا ہے، جیسے فاروقی، چشتی وغیرہ۔

مجھے تو بُرا معلوم ہوتا ہے، چاہے تفاخر کی نیت نہ ہو، مگر صورت تو ضرور ہے (آداب

تقریر و تصنیف، صفحہ ۱۹۳، بحوالہ الفضل والوصل، صفحہ ۱۹۷)

نیز ایک مقام پر فرماتے ہیں:

آج کل زمانہ عجیب طرح کا ہے کہ لوگ ہندوستان اور پنجاب کے جانور بننا چاہتے

ہیں، کوئی شیر پنجاب، بنتا ہے، کوئی طوطی ہند کوئی بلبل ہند۔

لوگ انسانوں سے جانور بننا چاہتے ہیں، خدا خیر کرے، آج تو شیر اور بلبل بنے ہیں،

کل کو کوئی گاؤ ہند، اور خر ہند بھی بننے لگے گا، کیا وہیات ہے؟ خدا نے تم کو انسان بنایا

ہے، تم چرند پرند کیوں بننے ہو (آداب تقریر و تصنیف، صفحہ ۱۹۳، بحوالہ التلخیص، جلد ۷، صفحہ ۱۵۷)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

ایک مرض یہ ہے کہ ہماری جماعت کے لوگ اپنے نام کے ساتھ رشیدی، قاسمی، غلیلی،

محمودی لکھنے لگے، اور بعض کوڑی ہو کر اپنے کو اثرنی لکھتے ہیں۔

اس میں شائبہ شرک تو نہیں، مگر تخریب اور پارٹی بندی ہے، اور خفی اور شافعی لکھنے میں جو حکمت ہے، وہ یہاں نہیں ہو سکتی، کیونکہ وہاں اہل زلیخ سے احتراز مقصود ہے، یہاں کس طرح احتراز مقصود ہے؛ کیا اس جماعت میں بھی تمہارے نزدیک صاحب زلیخ ہے، جس سے امتیاز کا قصد کیا جاتا ہے؟ (آداب تقریر و تصنیف، صفحہ ۱۹۴، بحوالہ جمال الجلیل لمحقة جزاء

وزراء، صفحہ ۳۵)

مسئلہ.....: کسی بے دین و بد دین مثلاً کافر و منافق، اور فاسق کو اچھے القاب سے پکارنا درست نہیں۔ ۱۔

مسئلہ.....: کسی کو ایسے لقب سے پکارنا، جس سے وہ ناراض ہوتا ہو، یا ایسے الفاظ سے اس کا ذکر کرنا، جو اس کی حقیر کے لئے استعمال کیا جاتا ہو، وہ جائز نہیں، جیسے کسی کو لکڑا، لولا، اندھا،

۱۔ چنانچہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - لَا تَقُولُوا لِلْمَنَافِقِ سَيِّدًا فَإِنَّهُ إِنْ يَكُ سَيِّدًا فَقَدْ أَسْعَطَكُمْ رَبُّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ (ابوداؤد حدیث نمبر ۴۹۷۹، واللفظ له، شرح مشکل الآثار للطحاوی حدیث نمبر ۵۹۸۷، الادب المفرد للبخاری، حدیث نمبر ۷۸۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم منافق کو سید (یعنی سردار) نہ کہو، کیونکہ اگر وہ سردار بن گیا، تو تم اپنے رب عزوجل کو ناراض کرنے والے شمار ہو گے (ترجمہ ختم)

اور بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں:

" لَا تَقُولُوا لِلْمَنَافِقِ سَيِّدًا ؛ فَإِنَّهُ إِنْ يَكُ سَيِّدًا فَقَدْ أَسْعَطَكُمْ رَبُّكُمْ " (مسند احمد، حدیث نمبر ۲۲۹۳۹، واللفظ له، السنن الکبریٰ للنسائی حدیث نمبر ۱۰۰۷۳، شعب الایمان للبیہقی حدیث نمبر ۴۵۴۲، عمل الیوم والليلة لابن السنی حدیث نمبر ۳۹۰)

ترجمہ: تم منافق کو اپنا سید (یعنی اپنا سردار) نہ کہو، کیونکہ اگر وہ تمہارا سردار ہوگا، تو تم اپنے رب کو ناراض کرنے والے شمار ہو گے (ترجمہ ختم)

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَتَعَامَلْنَا مَا فِي هَذَا الْحَدِيثِ، فَوَجَدْنَا السَّيِّدَ الْمُسْتَعِصِمَ لِلْسُّؤُودِ هُوَ الَّذِي مَعَهُ الْأَسْبَابُ الْعَالِيَةُ الَّتِي يَسْتَعِصِمُ بِهَا ذَلِكَ، وَيَعِينُ بِهَا عَمَّنْ مِوَاهُ مِنْ سَادَةٍ..... وَكَانَ الْمُنَافِقُ بِعِلَّةِ ذَلِكَ، وَلَمَّا كَانَ كَذَلِكَ لَمْ يَسْتَعِصِمْ بِهِ أَنْ يَكُونَ سَيِّدًا، وَكَانَ مِنْ سَادَةِ بِذَلِكَ وَاجْتِمَاعًا لَهُ بِعِلَالِ الْمَسْكَانِ الَّذِي وَضَعَهُ اللَّهُ بِذَلِكَ، وَكَانَ بِذَلِكَ مُسْطَعًا لِبِرِّهِ (شرح مشکل الآثار للطحاوی، باب بیان مشکل ما روی عن رسول الله ﷺ)

لہذا انہی ان يقال للمنافق: (سید)

یا کاناکہ کرپکارنا۔ ۱

البتہ اگر کوئی کسی برے لقب سے ہی مشہور ہو گیا ہو، کہ اس کے بغیر اس کو پہچانا ہی نہ جاتا ہو، تو اس کو اس لقب سے پکارنا جائز ہے، بشرطیکہ اس کی تذلیل اور تحقیر مقصود نہ ہو۔ ۲

۱ چنانچہ حضرت ابو جبرہ بن ضحاک فرماتے ہیں کہ:

فَإِنَّمَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي بَنِي سُلَيْمَةَ (وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الْأِسْمُ الْفُسُوقِي بَعْدَ الْإِيمَانِ) قَالَ قَلِيمٌ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - وَلَكَيْسَ مِنَّا رَجُلٌ إِلَّا وَلَهُ اسْمَانِ أَوْ ثَلَاثَةٌ فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ يَا فُلَانُ يَقُولُونَ مَهْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ يَفْضُبُ مِنْ هَذَا الْإِسْمِ فَأَنْزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ) (ابوداؤد، باب فِي تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ الْقَبِيحِ، وَاللَّفْظُ لَهُ بَرْمُذِي، حَدِيثٌ لِمَنْ ۳۱۹۱)

ترجمہ: ہمارے قبیلہ بنی سلمہ کے متعلق (سورہ حجرات کی) یہ آیت نازل ہوئی:

وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الْأِسْمُ الْفُسُوقِي بَعْدَ الْإِيمَانِ

(جس کا ترجمہ یہ ہے) اور تم ایک دوسرے کو برے لقب سے مت پکارو، ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگانا برا

ہے۔

حضرت ابو جبرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، تو اس وقت ہم میں سے ایک آدمی کے دو یا تین نام ہوتے تھے، تو نبی ﷺ نے ان ناموں سے پکارنا شروع کیا تو لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول وہ اس نام سے ناراض ہوتا ہے، تو اس وقت میں (سورہ حجرات کی) یہ آیت نازل ہوئی:

وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ (ترجمہ مخم)

اور حضرت ابواسحاق، حریری قبیلہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ يَدْعِي فِي شِعَارِهِ: يَا حَرَامُ يَا حَرَامَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا حَلَالُ يَا حَلَالُ" (مسند بکر حاکم حدیث نمبر ۲۳۷۳، واللفظ له، مسند احمد حدیث نمبر ۱۵۸۶۵، مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۳۲۵۳، معرفة الصحابة لابی نعیم حدیث نمبر ۷۶۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو سنا، جو اپنے رواج کے مطابق اے حرام، اے حرام کہہ کر پکار رہا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حلال، اے حلال (ترجمہ مخم)

ح (السابعة) قَالَ اللَّهُ تَعَالَى (وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ) وَاتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى تَحْرِيمِ تَلْقُبِ الْإِنْسَانِ بِمَا يَكْرَهُ سِوَاكَانِ صِفَةٍ كَالْأَعْمَشِ وَالْأَعْمَى وَالْأَعْرَجِ وَالْأَحُولِ وَالْأَصَمِّ وَالْأَبْرَصِ وَالْأَصْفَرِ وَالْأَحْدَبِ وَالْأَزْرَقِ وَالْأَفْطَسِ وَالْأَشْعَرِ وَالْأَثَرَمِ وَالْأَقْطَعِ وَالزَّمَنِ وَالْمَعْدِ وَالْأَهْلَ أَوْ كَانَ صِفَةً لَابِهٍ أَوْ لَامَةٍ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ. وَاتَّفَقُوا عَلَى جَوَازِ ذِكْرِ ذَلِكَ عَلَى جِهَةِ الْعَرِيفِ لِمَنْ لَا يَعْرِفُهُ إِلَّا بِذَلِكَ وَدَلَائِلُ كُلِّ مَا ذَكَرْتَهُ مَشْهُورَةٌ حَذَفْتُهَا لِشَهْرَتِهَا (المجموع شرح المذهب للنووي ج ۸ ص ۳۴۱)

مسئلہ.....: نسب پر فخر کرنا، اور اس پر آخرت کی کامیابی کا دار و مدار رکھنا جائز نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت اور کرامت کی چیز خاندان اور نسب نہیں، بلکہ انسان کا نیک عمل اور تقویٰ ہے، لہذا نیک اعمال کو نظر انداز کر کے خاندان پر فخر کی بنیاد رکھنا سراسر ناجائز ہے۔ ۱۔

مسئلہ.....: جان بوجھ کر اپنے نسب کو تبدیل کرنا سخت گناہ ہے، احادیث میں اس پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔ ۲۔

مسئلہ.....: انسان کا نسب اس کے حقیقی والد سے ثابت ہوتا ہے، اور اسلام میں نسب کی حفاظت کی بہت اہمیت ہے، حقیقی والد کے بجائے کسی دوسرے کی طرف نسبت کرنا درست نہیں، آج کل بعض لوگ بچپن میں کسی دوسرے کے بچے کو مانگ کر پال لیتے ہیں، اس طرح لے کر پال لینے سے بچے کا حقیقی والد سے نسب کا تعلق ختم نہیں ہو جاتا۔

مسئلہ.....: آج کل ”سید“ ان لوگوں کو کہا جاتا ہے، جو حضرت علی، اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے نسب سلسلہ سے تعلق رکھتے ہوں، اور ”ہاشمی“ ان لوگوں کو کہا جاتا ہے، جو بنی ہاشم خاندان کے نسب سے تعلق رکھتے ہوں، اور ”علوی“ ان لوگوں کو کہا جاتا ہے، جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ

۱۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ فُجُورًا وَنُحُورًا لِّتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (سورۃ حجرات آیت ۱۳)

وقولہ (لِّتَعَارَفُوا) بقول: ليعرف بعضکم بعضا فی النسب، بقول تعالیٰ ذکرہ: إنما جعلنا هذه الشعوب والقبائل لکم ایہا الناس، ليعرف بعضکم بعضا فی قرب القرابة منه وبعده، لا لفضيلة لکم فی ذلک، وقربة لقریبکم إلی اللہ، بل اکرمکم عند اللہ اتقاکم (تفسیر طبری، سورۃ حجرات آیت ۱۳)

۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرُغِبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ كَفَرٌ (بخاری حدیث نمبر ۶۲۷۰، مسلم حدیث نمبر ۲۲۷۷)

قال رسول الله لا ترغبوا أى لا تحرضوا عن آبائكم أى عن الانتماء إليهم فمن رغب عن أبيه أى والنسب إلى غيره فقد كفر أى قارب الكفر أو يعضى عليه الكفر فى النهاية الدعوة بالكسر فى النسب وهو أن ينتسب الإنسان إلى غير وعشيرة وكانوا يفعلونه فهو عنه والإدعاء إلى غير الأب مع العلم به حرام فمن اعتقد إباحته كفر لمخالفة الإجماع ومن لم يعتقد إباحته فمعنى كفر وجهان أحدهما أنه قد أشبه فعله فعل الكفار والثانى أنه كافر نعمة الإسلام قال الطيبى (مرقاة، كتاب النكاح، باب اللعان)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کسی اور بیوی کی اولاد سے ہوں، اور ”صدیقی“ ان لوگوں کو کہا جاتا ہے، جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نسبی سلسلہ سے تعلق رکھتے ہوں، اور ”فاروقی“ ان لوگوں کو کہا جاتا ہے، جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سلسلہ نسب سے تعلق رکھتے ہوں، اور ”عثمانی“ ان لوگوں کو کہا جاتا ہے، جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نسبی سلسلہ سے تعلق رکھتے ہوں۔

اس لئے جو ان حضرات گرامی کے نسب سے تعلق نہ رکھتا ہو، اور اسے یہ بات معلوم ہو، تو اسے ان حضرات کی طرف خلاف واقعہ نسبت کرنا گناہ ہے۔

مگر افسوس ہے کہ آج کل اس کو گناہ نہیں سمجھا جاتا، اور ہر شخص اپنی بڑائی اور شرف کو ظاہر کرنے کے لئے جان بوجھ کر اپنے نسب کو غلط ظاہر کر کے گناہ گار ہوتا ہے، خاص طور پر بہت سے لوگ اپنے آپ کو سید ظاہر کرتے ہیں، جبکہ ان کا نسب حضرت علی و حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما سے نہیں ہوتا، ظاہر ہے کہ ان مقدس ہستیوں کی طرف اپنی جھوٹی نسبت کرنے کا وبال انتہائی سخت ہے۔ ۱۔

مسئلہ.....: جب کسی کو نام اور کنیت و لقب کے ساتھ ذکر کیا جائے، تو عربی قاعدہ کے لحاظ سے نام پہلے اور اس کے بعد لقب ذکر کرنا چاہئے، البتہ کنیت کو نام سے پہلے اور بعد میں دونوں طرح ذکر کرنے میں حرج نہیں۔ ۲۔



۱۔ البتہ جس نے خود سے اپنا نسب تبدیل نہیں کیا، اور وہ کسی نسب سے مشہور ہے، اور اس کے پاس اس نسب کی تصدیق و تکذیب کی کوئی دلیل نہیں، سوائے اس نسب کی شہرت کے، تو وہ اپنے مشہور نسب کو ظاہر کرنے کی صورت میں گناہ گار نہیں۔

۲۔ وهو إنما يجب تأخيرہ مع الاسم، فأما مع الكنية فالت بالخير، فإن تقدم الكنية على اللقب، فقول: أبو عبد الله زين العابدين، وبين أن تقدم اللقب على الكنية، فقول:

زين العابدين أبو عبد الله (شرح ابن عقیل ج ۱ ص ۱۲۱، ۱۲۲)

عربی ناموں کے بارے میں کچھ فنی قواعد و علمی فوائد

عربی زبان میں جو نام و اسماء آتے ہیں، ان کے مختلف صیغے اور وزن اور اسی اعتبار سے ان کے معنی ہوتے ہیں، اور ان کے بنانے کے قاعدے مختلف ہوتے ہیں۔

آگے اس سلسلہ میں چند اصولی باتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

عربی میں جو نام آتے ہیں، اُن کی اصل بنیادیں تین ہیں:

(۱)..... تین حرفی نام، جن کو ثلاثی کہا جاتا ہے (۲)..... چار حرفی نام، جن کو رباعی

کہا جاتا ہے (۳)..... پانچ حرفی نام، جن کو خماسی کہا جاتا ہے۔

پھر بعض اوقات تو نام کے تمام حروف اصلی ہوتے ہیں، ایسے نام کو مجرد کہا جاتا ہے؛ اور بعض اوقات

کوئی حرف اصلی حروف سے زائد بھی ہوتا ہے، ایسے نام کو مزید فیہ کہا جاتا ہے۔ ۱۔

اسمائے مشتملہ والے نام

جو نام کسی خاص مصدر سے نکل کر بنائے گئے ہوں، ان کو اسمائے مشتملہ کہا جاتا ہے، اور وہ سات قسم کے نام ہیں:

(۱)..... اسم فاعل (۲)..... اسم مفعول (۳)..... اسم صفت یا صفت مشبہ

(۴)..... اسم تفضیل (۵)..... اسم مبالغہ (۶)..... اسم ظرف (۷)..... اسم آلہ ۲۔

ملاحظہ رہے کہ بعض اہل علم نے اسمائے مشتملہ کی تعداد سات کے بجائے چھ ذکر فرمائی ہے، اس کی وجہ

۱۔ اس طرح سے اوپر کی تین قسموں میں سے ہر ایک کی دو قسمیں اور مجموعی طور پر چھ قسمیں بن جاتی ہیں (۱) ثلاثی مجرد (جیسے زمن) ثلاثی مزید (جیسے زمان، جس میں الف زائد ہے) (۳) رباعی مجرد (جیسے ثعلب) (۴) رباعی مزید (جیسے قنیل، جس میں یاء زائد ہے) (۵) خماسی مجرد (جیسے سرجل) (۶) خماسی مزید (جیسے صر فوط، جس میں واو زائد ہے)

۲۔ الأسماءُ المشتملة سبعة: اسم الفاعل، واسم المفعول، والصفة المشبهة، واسم التفضیل، واسم الزمان، واسم المكان، واسم الآلة، والاشتقاق أخذ كلمة من أخرى مع تناسب بينهما في المعنى وتغيير في اللفظ مثل "حسن" من "حسَن". وأصل المشتقات جميعاً المصدر (الموجز في

یہ ہے کہ انہوں نے مبالغہ کو الگ قسم کے تحت ذکر نہیں کیا، بلکہ مبالغہ کو اسم فاعل کے تحت ہی شمار کیا ہے، کیونکہ مبالغہ میں دراصل فاعل کے ہی مصدری معنی کی زیادتی پائی جاتی ہے، مثلاً ضارب (مارنے والا) مُضْرِب (بہت مارنے والا)

ذیل میں ان سات قسم کے ناموں کی ترتیب وار تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

(۱)..... اسم فاعل والے نام:..... بعض عربی نام اسم فاعل کے صیغوں پر آتے ہیں، جن میں اس فعل کے کرنے والے کے معنی پائے جاتے ہیں۔

لہذا جس فعل سے بھی اسم فاعل کا صیغہ بنایا جائے گا، اسی فعل کی مناسبت سے اس نام میں وہ کام کرنے والے کے معنی پائے جائیں گے، پھر اگر وہ کسی مؤنث (عورت) کا نام ہے، تو اس کے آخر میں گولہ کا اضافہ ہوگا (جو کہ وقف کی صورت میں ہاء پڑھی جاتی ہے) اور اگر کسی مذکر (مرد) کا نام ہے، تو اس میں یہ اضافہ نہیں ہوگا۔

اسم فاعل کے چند ناموں کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

ناصرۃ (مدد کرنے والی)

ناصر (مدد کرنے والا)

۱۔ اور اسم فاعل کا صیغہ افعال ثلاثی سے فاعل کے وزن پر آتا ہے، جیسے ناصر۔

اور غیر ثلاثی سے بنانے کا یہ قاعدہ ہے کہ مضارع معروف کے حرف مضارعت کو ہم مضموم سے بدل دیا جاتا ہے، اور آخری حرف سے پہلے حرف کو کسرہ دے دیا جاتا ہے (اگر کسرہ پہلے سے نہ ہو) جیسے یکرم سے کرم، يستعظر سے مستعظر۔

اسم فاعل کے صیغوں کی علامت یہ ہے کہ اس کے صیغہ ثلاثی بحر سے فاعل کے وزن پر آتے ہیں، جیسے ناصر؛ اور ثلاثی حرید، رباعی مجرد، رباعی حرید میں اسم فاعل کے صیغوں کے شروع میں مضموم اور آخر سے پہلے حرف پر زیم ہوتا ہے، جیسے مستقیم؛ یا دریمان میں زیرہ ہو تو زیر بھی نہیں ہوتا، جیسے متون۔

یصاغ اسم الفاعل للدلالة على من فعل الفعل على وجه الحدوث مثل: أکاتب أخوک درسه، أو على من قام به الفعل مثل: ماتت سليم. ويشق من الأفعال الثلاثية على وزن فاعل مثل: ناصر، قاتل، واعد، رام، قاض، شاذ. ويكون من غير الثلاثي على وزن مضارعه المعلوم بإبدال حرف المضارعة ميماً مضمومة وكسراً قبل آخره مثل: مُكْثِرٌ، مُسْتَغْفِرٌ، مُعْصِمَانٌ، مُجْتَمِعٌ، مُخْصَرٌ، مصطفی (الموجز في قواعد اللغة العربية، المشتقات وعملها، اسم الفاعل وعمله)

بعض اوقات مصدر بھی اسم فاعل کے معنی میں ہوتا ہے، جیسے:

وَسَوَّاسٌ بمعنى مُوَسَّوِسٌ مَرْبٌ بمعنى رَآبٌ، سَوَّاءٌ بمعنى مُسَوِّىٍّ، بُشِّرَ بمعنى مُبَشِّرٍ، قَبِلَ بِمَعْنَى مُقَابِلٍ، عَشِيرٌ بمعنى مُعَاوِرٍ.

قائل (کہنے والا)	قائلہ (کہنے والی)
واعد (وعدہ کرنے والا)	واعدہ (وعدہ کرنے والی)
قاض (فیصلہ کرنے والا)	قاضیہ (فیصلہ کرنے والی)
راہم (ری کرنے والا)	راہمیت (ری کرنے والی)
یہ سب ثلاثی کے اسم قائل ہیں۔	
محبت (محبت کرنے والا)	محبتہ (محبت کرنے والی)
معین (مدد کرنے والا)	معینہ (مدد کرنے والی)
غیب (چھپنے والا)	غیبیہ (چھپنے والی)
مطیع (اطاعت کرنے والا)	مطیعہ (اطاعت کرنے والی)
محسن (نیک سلوک کرنے والا)	محسنہ (نیک سلوک کرنے والی)
مُذِر (ڈرانے والا)	مُذِرۃ (ڈرانے والی)

یہ باب افعال سے اسم قائل کے مینے ہیں۔

مصدق (تصدیق کرنے والا از باب تفعیل)	مصدقہ (تصدیق کرنے والی)
مصابح (ساتھ رہنے والا، از باب مفاعلہ)	مصابحہ (ساتھ رہنے والی)
مُتَرَاک (حلائی کرنے والا، اسم قائل از باب تفاعل)	مُتَرَاکہ (حلائی کرنے والی)
متمنی (تمنا کرنے والا، از باب تفعیل)	متمنیہ (تمنا کرنے والی)
مکتسب (کمائی کرنے والا، از باب افعال)	مکتسبہ (کمائی کرنے والی)
مُسْتَغْنِی (مدد کا طالب، از باب استفعال)	مُسْتَغْنِیہ (مدد کا طالب)
مُنْجِی (بیدار ہونے والا، از باب افعال)	مُنْجِیہ (بیدار ہونے والی)

پھر ان میں سے بعض نام اللہ تعالیٰ کی طرف اضافت کر کے بھی رکھے جاتے ہیں، جیسے
 شاکر اللہ (اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے والا) مطیع اللہ (اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا) مطیع الرحمن (رحمن کی
 اطاعت کرنے والا) معین الرحمن (رحمن کی طرف چھکنے والا) محبت اللہ (اللہ سے محبت کرنے والا)

(۲)..... اسم مفعول والے نام:..... بعض عربی نام اسم مفعول کے صیغوں پر آتے ہیں، جن میں

نام والے پر اس فعل کے واقع ہونے کی نسبت پائی جاتی ہے۔

لہذا جس فعل سے بھی اسم مفعول کا صیغہ بنایا جائے گا، اس فعل کی مناسبت سے اس نام والے پر وہ کام واقع ہونے کے معنی پائے جائیں گے، پھر اگر وہ کسی مؤنث (عورت) کا نام ہے، تو اس کے آخر میں گولہ کا اضافہ ہوگا (جو کہ وقف کی صورت میں ہاء پڑھی جاتی ہے) اور اگر کسی مذکر (مرد) کا نام ہے، تو اس میں یہ اضافہ نہیں ہوگا، البتہ اس کے بعض صیغے مذکر و مؤنث دونوں کے لئے بغیر کسی فرق کے استعمال ہوتے ہیں۔ ۱۔

۱۔ اسم مفعول ثلاثی مجرد سے مفعول کے وزن پر آتا ہے، جیسے مضروب، ممدوح، موعود، مرمی (جس کی اصل مرموئی تھی) اور غیر ثلاثی مجرد سے اسم مفعول بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مضارع مجہول کے حرف مضارعت کو ہم معنوم سے بدل دیا جاتا ہے، جیسے مکرم سے مکرم، مستعطر سے مستعطر، متداول سے متداول، مضطرب سے مضطرب۔ اسم مفعول کے صیغوں کی علامت یہ ہے کہ ثلاثی مجرد سے اس کے صیغے مفعول کے وزن پر آتے ہیں، یعنی شروع میں ہم مفتوح ہوتی ہے، اور درمیان میں (یعنی آخری حرف سے پہلے) واؤ ہوتی ہے، جس کا مائل معنوم یا کمور ہوتا ہے، جیسے منصور، مقول، مہج (یہ کسرہ تعلیل آئی ہے، اور اس کی وجہ سے واؤ، یاہ سے بدل گیا) یا آخر میں "واؤ" یا "یاہ" مشدد ہوتی ہے، جیسے مدعو، مربیع۔ اور ثلاثی مزید، رباعی مجرد اور رباعی مزید میں اسم مفعول کے صیغوں کے شروع میں ہم معنوم اور درمیان میں (یعنی آخری حرف سے پہلے فتح ہوتا ہے) جیسے موزل، محترم، یا درمیان میں الف ہوتا ہے، جیسے مختار، محتار۔

اور اسم مفعول ہی میں چار ایسے نامی اوزان ہیں، جن میں مذکر اور مؤنث برابر ہیں:

(۱) قَبِيلٌ جیسے قَبِيلٌ، جَرِيحٌ (۲) قُتِلَ جیسے ضَحِكَةٌ، أَكَلَةٌ، مُضْغَةٌ، طَعْمَةٌ (۳) قُتِلَ جیسے

قَبِيلٌ، قَبِيلٌ، سَلَبٌ، جَلَبٌ (۴) قُتِلَ جیسے ذَبَحٌ، طَبَخُنْ، طَرَحَ

یصاغ اسم المفعول للدلالة على من وقع عليه الفعل. ويكون من الثلاثي على وزن "مفعول": مضروب، ممدوح، موعود، مفرز، مرمي "أصلها مرموئي قلبت الواو ياء"، مقول، مدین "أصلها مقول ومدين". تحذف العلة في الفعل الأجوف ويضم ما قبلها إن كانت العلة واواً، ويكسر إن كانت ياءً. "يصاغ من غير الثلاثي على وزن المضارع المجہول بإبدال حرف المضارعة ميماً مضمومة وفتح ما قبل الآخر: مُكْرَمٌ، مُسْتَطَفَرٌ، مُتَعَدِّلٌ، مُضْطَرِبٌ، مُضْطَلَبٌ، مُخْتَارٌ، مُخْتَارٌ. لا يصاغ اسم المفعول إلا من الفعل المتعدي، وإذا أريد صياغته من فعل لازم فيجب أن يكون معه ظرف أو مصدر أو جار ومجرور: السرير مضموم فوقه، الأرض متساقط عليها، هل مفروخ اليوم فرخ عظيم؟ ملاحظة: بمعنى اسم المفعول صيغ أربع سماعية يسعوى فيها المذكر والمؤنث (۱) قَبِيلٌ: جريح، (۲) قُتِلَ: شاة ذبح "مذبوحة"، طَبَخُنْ، طَرَحَ (۳) قُتِلَ: قَبِيلٌ، سَلَبٌ، جَلَبٌ (۴) قُتِلَ: أَكَلَةٌ، مُضْغَةٌ، طَعْمَةٌ.

تنبيه: يجتمع أحياناً اسم الفاعل واسم المفعول من غير الثلاثي على صيغة واحدة في المضارع والأجوف مثل اختارک رئیسک فانت مختار ورئیسک مختار. شاددت أخاک فانا مشاد وأخوک مشاد، والفریق بالقرينة (الموجز في قواعد اللغة العربية، اسم المفعول)

اسم مفعول کے چند ناموں کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

مفلور (قدر کیا ہو یا قدر کیا جانے والا)	مفلور (قدر کیا ہو یا قدر کیا جانے والا)
مفلور (سعادت مند مرد)	مفلور (سعادت مند عورت)
مسرور (خوش کیا ہوا)	مسرور (خوش کی ہوئی)
مقصود (قصد کیا جانے والا)	مقصود (قصد کی جانے والی)
مفلح (کامیاب شدہ مرد، از باب افعال)	مفلح (کامیاب شدہ عورت)
مظفر (کامیاب قرار دیا ہوا، از باب تفعیل)	مظفر (کامیاب قرار دی ہوئی)
مصاحب (ساتھ رہا ہوا، از باب مفاعله)	مصاحبہ (ساتھ رہی ہوئی)
متدارک (حلائی کیا ہوا، از باب تفاعل)	متدارک (حلائی کی ہوئی)
متبرک (برکت حاصل کیا ہوا، از باب تفعیل)	متبرک (برکت حاصل کی ہوئی)
مختصم (محفوظ کیا جانے والا، از باب افعال)	مختصم (محفوظ کی جانے والی)
مستغفر (مدد طلب کیا ہوا، از باب استفعال)	مستغفر (مدد طلب کی ہوئی)
منبغث (بیدار شدہ مرد، از باب افعال)	منبغث (بیدار شدہ عورت)

(۳)..... اسم صفت یا صفت مشبہ والے نام:..... بعض عربی نام اسم صفت یا صفت مشبہ کے صیغوں پر آتے ہیں، جن میں اس فعل کو دوام اور تکیگی کے ساتھ کرنے والے کے معنی پائے جاتے ہیں، جو فعل اس لفظ کے مصدری معنی میں موجود ہے۔

البتہ بعض اوقات اس صیغہ کے معنی دوام کی قید لگائے بغیر یعنی اسم فاعل والے بھی کئے جاتے ہیں۔ لہذا جس فعل سے بھی صفت مشبہ کا صیغہ بنایا جائے گا، اس فعل کی مناسبت سے اس نام میں وہ کام دوام یا بغیر دوام کے کرنے والے کے ساتھ کرنے والے کے معنی پائے جائیں گے، پھر اگر وہ کسی مؤنث (عورت) کا نام ہے، تو اس کے آخر میں گولہ کا اضافہ ہوگا (جو کہ وقف کی صورت میں ہاء پڑھی جاتی ہے) یا الف ممدودہ کا اضافہ ہوگا، اور اگر کسی مذکر (مرد) کا نام ہے، تو اس میں یہ اضافہ نہیں ہوگا۔

صفت مشبہ کے بہت سارے صیغے ہیں۔ ۱۔

۱۔ اور صفت مشبہ ثلاثی لازم کے ابواب سے آتا ہے، اور اس کے صیغے سماعی ہیں، اور جب یہ فعل لازم باب کرم سے ہو تو اکثر فِعْلُکَ کے وزن پر آتا ہے۔ اور باب سجع سے صفت مشبہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب کوئی لفظ خوشی یا غم پر دلالت کرے، تو اس کا صفت مشبہ فِعْلُکَ کے وزن پر ہوتا ہے، جیسے کُھڑ کُھڑا، طرب طربا۔

اور جب کسی پیدائشی عیب یا حسن پر دلالت کرے، یا کسی رنگ پر دلالت کرے، تو پھر اُفْعَلُکَ کے وزن والے الفاظ کو صفت مشبہ کہتے ہیں، جن کا مؤنث فعلاء ہے، جیسے اُفْرَجَ جس کا مؤنث غَرْجَاءُ، اُضْلَعَ جس کا مؤنث ضَلْعَاءُ، اُخْرَجَ جس کا مؤنث خَوْرَاءُ، اُخْرَجَ جس کا مؤنث خَوْرَاءُ، اُفْعَلُکَ جس کا مؤنث یُخْجَاءُ، اُفْعَلُکَ جس کا مؤنث صَرْجَاءُ، اُفْعَلُکَ جس کا مؤنث سَوْرَاءُ، اُفْعَلُکَ اور جب خالی ہونے یا بھرنے کے معنی پر دلالت کرے، تو اُفْعَلُکَ کے وزن پر آتا ہے، جیسے عَطَشُکَ، عَطَشُکَ، عَطَشُکَ جس کا مؤنث رَبَا عَطَشَاءُ، جس کا مؤنث جَوَّی آتا ہے۔

اور اس کے اور بھی اوزان ہیں، جن سے آنے والے کچھ اسماء یہ ہیں:

شجاع وجبان و ضَلْب و حَسَن و شَهْم

اور ہر وہ فعل جو کہ ثلاثی سے اسم قائل کے معنی میں ہو، اور اس کا وزن اسم قائل کے خلاف ہو، تو وہ بھی صفت مشبہ کہلاتا ہے، جیسے سید، شیخ وغیرہ۔ اور حدوث کے بجائے ثبوت و دوام کے معنی دینے والے الفاظ جو قائل کے وزن پر ہوتے ہیں، وہ صفت مشبہ ہوتے ہیں، نہ کہ اسم قائل، جیسے:

هَآلِیْزُ اللَّذْبِ بِمَا لَکَ یَوْمَ اللَّیْلِ

اور جب صفت مشبہ سے مقصود حدوث ہو، تو اس کو اسم قائل کے وزن پر لاتے ہیں، جیسے:

ضَالِقٌ بِهْ ضَلْرُکَ

أَسْمَاءُ تَصَاغُ لِلدَّلَالَةِ عَلَى مَنْ اتَّصَفَ بِالْفِعْلِ عَلَى وَجْهِ الثَّبُوتِ مِثْلُ: کَرِیمُ الْخَلْقِ، شِجَاعٌ، لَبِیلٌ. وَلَا تَأْتِیْ إِلَّا مِنَ الْأَفْعَالِ الْفَلَاتِیَةِ الْإِلَازِمَةِ، وَصِفْهَا کُلُّهَا سَمَاعِیَّةٌ إِلَّا أَنْ الْغَالِبُ فِی الْفِعْلِ مِنَ الْبَابِ الرَّابِعِ "بَابِ طَرِبَ یَطْرِبُ" أَنْ یَکُونُ عَلَى إِحْدَى الصَّیْغِ الْإِیْتِمَارِ (۱) عَلَى وَزْنِ "قَبِیلٌ" إِذَا دَلَّ عَلَى فِرْحٍ أَوْ حَزَنٍ مِثْلُ: حَسْبُکَ وَضَجْرَةٌ، طَرِبَ وَطَرِبَ (۲) عَلَى وَزْنِ "أَفْعَلٌ" فَمَا دَلَّ عَلَى عِیْبٍ أَوْ حَسَنِ فِی خَلْقِهِ أَوْ عَلَى لَوْنٍ مِثْلُ: أَصْرَجٌ، أَصْلَحَ، أَحْوَرٌ، أَغْضَرُ. وَمَوْثُ هَذِهِ الصِّیْغَةُ "فَعْلَاءُ": "عَرَجَاءُ، صَلْعَاءُ، حَوْرَاءُ، غَضْرَاءُ". وَالْجَمْعُ "فَعْلٌ": "فَرْجٌ، ضَلْعٌ، خَوْرٌ، غَضْرٌ" (۳) عَلَى وَزْنِ "فَعْلَانٌ" فَمَا دَلَّ عَلَى خَلْوٍ أَوْ امْتِلَاعٍ: عَطَشَانٌ وَرَبَانٌ، جَوَّحَانٌ وَشِجَاعَانٌ وَالْمَوْثُ "عَطَشُی" "عَطَشُی وَرَبَا، وَجَوَّحُی وَفَبْهَیْ. وَإِذَا كَانَ الْفِعْلُ الْإِلَازِمُ مِنْ بَابِ "کَرَّمَ" فَاکْثَرُ مَا تَأْتِیْ صِفَتُهُ عَلَى "فَعِلٌ" مِثْلُ کَرِیمٌ وَشَرِیفٌ. وَلَهُ أَوْزَانٌ أُخْرَى مِثْلُ: شِجَاعٌ وَجِبَانٌ وَضَلْبٌ وَحَسَنٌ وَشَهْمٌ. هَذَا وَکُلُّ مَا جَاءَ مِنَ الْفَلَاتِیِ بِمَعْنَى اسْمِ فَاعِلٍ وَوَزْنِهِ مُغَايِرٌ لَوْزْنِ اسْمِ الْفَاعِلِ فَهُوَ صِفَةٌ مَشْبُوهَةٌ مِثْلُ: سَیِّدٌ وَشَیْخٌ هَمٌّ وَسَیِّءٌ.

ملاحظة: إِذَا قَصِدَتْ مِنْ اسْمِ الْفَاعِلِ أَوْ اسْمِ الْمَفْعُولِ الثَّبُوتُ لَا الْحُدُوثُ أَصْبَحَ صِفَةً مَشْبُوهَةً بِعَمَلِ عَمَلِهَا مِثْلُ: أَنْتَ مَحْمُودٌ السَّجَاعِ طَاهِرُ الْخَلْقِ مُعْتَدِلُ الطَّبَاعِ. أَمَّا إِذَا قَصِدَتْ مِنَ الصِّفَةِ الْمَشْبُوهَةِ الْحُدُوثُ جِئْتَ بِهَا عَلَى صِفَةِ اسْمِ الْفَاعِلِ فَعَمَلُ عَمَلِهِ مِثْلُ: أَنْتَ خَدَا سَائِدٌ رَافَاکَ "الصِّفَةُ سَیِّدٌ". فَصِیْقُ الصِّفَةِ الْمَشْبُوهَةِ إِذَا أُرِدَتْ مِنْهَا الْحُدُوثُ قُلْتَ: صَدْرُکَ الْیَوْمَ ضَالِقٌ عَلَى غَیْرِ عَادَتِکَ (الموجز فی قواعد اللغة العربیة، الصفة المشبهة باسم الفاعل)

صفتِ مشہ یا اسمِ مشہ کے چند ناموں کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

حَسَن (اچھا مرد)	حَسَنَة (اچھی عورت)
طاهر (پاک مرد)	طاهرة (پاک عورت)
نذیر (ڈراتے رہنے والا)	نذیرة (ڈراتے رہنے والی)
جمیل (جمال رکھنے والا)	جمیلة (جمال رکھنے والی)
عقیل (عقل مند مرد)	عقیلة (عقل مند عورت)
فہیم (سمجھ رکھنے والا)	فہیمة (سمجھ رکھنے والی)
شریف (شرافت والا)	شریفة (شرافت والی)
انحر (سرخ رنگ کا مرد)	انحراء (سرخ رنگ کی عورت)
اعین (بڑی آنکھ والا مرد)	عیناء (بڑی آنکھ والی عورت)
وَقُور (صاحبِ وقار)	شجاع (بہادر)
فَرَح (خوش)	کُح (درست، اصلہ، کُح)

پھر بعض اوقات اس صیغہ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر کے نام رکھا جاتا ہے، مثلاً فہیم اللہ، عقیل الرحمن، جمیل الرحمن، وغیرہ۔

اور بعض اوقات اسلام یا دین کی نسبت لگادی جاتی ہے، مثلاً فہیم الدین، فہیم الاسلام، وغیرہ۔
(۴)..... اسمِ تفصیل والے نام:..... بعض عربی نام اسمِ تفصیل کے صیغوں پر آتے ہیں، جن میں اس فعل کے مصدری معنی کی دوسروں کے مقابلہ میں زیادتی اور اضافہ و کثرت پائی جاتی ہے۔ ۱۔

۱۔ اسمِ تفصیل عام طور سے فعل کے وزن پر آتا ہے،

مثلاً ثمر مجد کے علاوہ تمام ایجاب سے فعلِ التفصیل نہیں آتا، ان میں تفصیل کے معنی ادا کرنے کے لئے اشد یا اکثر وغیرہ کا اضافہ کیا جاتا ہے، اور مثلاً ثمر مجد میں سے جو افعال کثرت کو قبول نہیں کرتے، جیسے الوان، محبوب، طلوع، غروب وغیرہ، ان سے بھی اسمِ تفصیل نہیں آتا۔

اسم التفصیل: یصاغ علی وزن "أفعل" للدلالة علی أن شئین اشترک فی صفة وزاد أحدهما فیها علی الآخر مغل: کلاکما ذکی لکن جارک أذکی منك وأعلم.

﴿بجیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اسم تفضیل کے چند ناموں کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

احمد (بہت زیادہ تعریف والا)	انصر (بہت زیادہ مدد والا)
اشرف (زیادہ شرافت والا)	انور (زیادہ روشنی والا)
اسلم (زیادہ سلامتی والا)	امجد (زیادہ بزرگی والا)
احسن (زیادہ اچھا)	اکرم (زیادہ اکرام والا)
ارشد (زیادہ ہدایت والا)	افضل (زیادہ فضیلت والا)
اطہر (زیادہ پاکیزہ)	اجمل (زیادہ جمال والا)
خیر (بہتر، اس کی اصل بخیر ہے)	اشہر (مشہورتر)
اشغل (بہت مشغول)	انصر (بہت مدد کرنے والا)

پھر اگر اس صیغہ سے کسی مؤنث (عورت) کا نام رکھا جائے، تو اس کے آخر میں الف مقصورہ کا اضافہ ہوگا، جیسے اصغر سے صغریٰ، الطیب سے طوبیٰ، احسن سے حسنیٰ وغیرہ۔
البتہ اس کے بعض صیغے مؤنث کے نہیں آتے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وقد بصاغ للدلالة على أن صفة شيء زادت على صفة شيء آخر مثل: العسل أحلى من العسل، والطالح أخبث من الصالح. وقليلاً يأتي بمعنى اسم الفاعل فلا يقصد منه تفضيل مثل: "الله أعلم حيث يجعل رسالته". وهذا ولا بصاغ اسم التفضيل إلا مما استوفى شروط اشتقاق فعلى التعجب "فإذا أريد التفضيل فيما لم يستوف الشروط أتينا بمصدره بعد اسم تفضيل فعلة مستوفى الشروط مثل: أنت أكثر إنشاقاً، وأسرع استجابة. واسم التفضيل لا يأتي على حالة واحدة في مطابقته لموصوفه، وأحواله ثلاث (۱) يلزم حالة واحدة هي الأفراد والتذكير والتكثير حين يقارن بالمفضل عليه مجروراً بمن مثل "الطلاب أكثر من الطالبات" أو يضاف إليه منكرات: "الطالبات أسرع كتابات". (۲) يطابق موصوفه إن لم يقارن بالمفضل عليه سواء أعرف بـ "ال" أم أضيف إلى معرفة ولم يقصد التفضيل مثل: "نجح الدارسون الأقدمون والطالبات الفضليات حتى الطالبتان الصغريان"، زميلحك فضليات الطالبات (۳) إذا أضيف إلى معرفة وقصد التفضيل جازت المطابقة وعدمها: مثل: "الطلاب أفضل الفتيان" = أفاضلهم، زينب أكبر الرقيقات = كبرى الرقيقات. ملاحظة: لم يرد لكثير من أسماء التفضيل جمع ولا مؤنث، فعلى المتكلم مراعاة السماع؛ فإذا اضطر فاس مراعى النون اللغوى السليم (الموجز فى قواعد اللغة العربية، اسم التفضيل)

(۵)..... اسم مبالغہ والے نام:..... بعض عربی نام اسم مبالغہ کے صیغوں پر آتے ہیں، جن میں اس فعل کے بہت زیادہ کرنے کے معنی پائے جاتے ہیں، مگر اس میں اسم تفضیل کی طرح دوسرے کے مقابلہ میں زیادتی مقصود نہیں ہوتی، بلکہ اپنی ذات میں زیادتی و کثرت مقصود ہوتی ہے۔ ا۔ اسم مبالغہ کے چند ناموں کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

حما و (بہت تعریف کرنے والا مرد یا عورت)

سجاد و (بہت زیادہ سجدہ کرنے والا مرد یا عورت)

خلا و (بہت باقی رہنے والا مرد یا عورت)

خواد و (بہت زیادہ سخاوت کرنے والا مرد یا عورت)

زوار و (بہت ملاقات کرنے والا مرد یا عورت)

صہار و (بہت زیادہ صبر کرنے والا مرد یا عورت)

حسان و (بہت زیادہ حسن و اچھائی والا مرد یا عورت)

بطار و (بہت زیادہ خوشخبری دینے والا مرد یا عورت)

مدحس و (بہت آدم و رفت کا راستہ)

باز و (پارچہ فروش مرد یا عورت)

۱۔ اور اسم مبالغہ میں فاعل و مفعول و متعلیل کے اوزان پر مذکور صیغوں کے صیغے الگ الگ نہیں ہوتے، بلکہ ایک ہی صیغہ مذکور صیغوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، مگر کبھی مبالغہ کے لئے آخر میں تاء بڑھا دیتے ہیں، جیسے رجل عظامہ۔ اور جب فعلیل بمحیی فاعل اور فاعل بمحیی مفعول کے ہو، تو اس وقت تکیر و تانیہ میں تفریق کی جاتی ہے، جیسے طیم، طیمہ، حمل، حملہ۔ اور مبالغہ کے زیادہ تر صیغے متعری ہوتے ہیں۔

اسم مبالغہ کے بہت سے اوزان ہیں، البتہ پانچ اوزان مشہور اور قیاسی ہیں، جو کہ یہ ہیں:

"فَعَالٌ" جیسے "قَوَّالٌ" "مِفْعَالٌ" جیسے "مِفْعَوَاتٌ"، "فَعُولٌ" جیسے "ضُرُوبٌ"

"فَعِيلٌ" جیسے "نَعِيْرٌ" "فَعِلٌ" جیسے "حَلِيْرٌ"

اور ان کے علاوہ تین جیسے "صَدِيْقٌ" اور "مُحِبِّينٌ" جیسے "مُسْكِينٌ"، اور "فَاعُولٌ" جیسے "فَارُوقٌ"، اور "فَعُولٌ" جیسے "فُكْرَانٌ" جیسے "رُحَمَاءٌ" اور "فَعَالٌ" جیسے "نُجَابٌ"، وغیرہ کے اوزان پر بھی اسم مبالغہ آتا ہے۔

وإذا أريد الدلالة على المبالغة حوّل اسم الفاعل إلى إحدى الصيغ الآتية:

فَعَالٌ مغل : غَفَّارٌ ضَرَابٌ مِفْعَالٌ مغل : مِمْقُولٌ فَعُولٌ مغل : قَقُولٌ، خَفُورٌ، ضُرُوبٌ

..... فَعِيلٌ مغل : رَحِيمٌ، عَلِيمٌ فَعِلٌ مغل : حَلِيْرٌ.

ويلاحظ أن أفعال صيغ المبالغة كلها متعدية، وقل أن تأتي من الفعل اللازم.

وہناک صیغہ آخری سماعیہ مغل : مِفْعَلٌ "مِلْعَسٌ" = طَعَانٌ "فَعِيلٌ و مِفْعِيلٌ" "للمداوم علی الشیء" مغل سَکِرٌ و مِعْطِرٌ، و فَعْلَةٌ مغل هُمَزَةٌ و لَمَزَةٌ و ضَحَکَةٌ، و فاعول مغل فاروق و حاطوم و هاضوم، و فَعَالٌ مغل طَوَالٌ و نُجَابٌ، و فَعَالٌ مغل کِبَارٌ و حَسَانٌ.

ملاحظہ: صیغہ "فَعُولٌ و مِفْعَالٌ و مِفْعِلٌ و مِفْعِيلٌ" "یستوی فیہا المذکر و المؤنث نقول: رجل معطیر و امرأۃ معطیر، و رجل رؤوم و أم رؤوم" (الموجز فی قواعد اللغة العربیة، المشتقات و عملها، اسم الفاعل و عمله)

فائز (بہت تیز کرنے والا مرد یا بہت)	منعام (بہت انعام دینے والا مرد یا بہت)
عبار (بہت بزرگ مرد یا بہت)	مُحْجَب (بہت عجیب مرد یا بہت)
خَدِر (بہت بچے والا مرد یا بہت)	صِدِّیق (بہت سچا)
مُحْمُول (بہت بردبار مرد یا بہت)	خُشْمُو (بہت غیرت مند)

البتہ اسم مبالغہ کے صیغے والے بہت سے نام اللہ تعالیٰ کے مخصوص اسمائے حسنیٰ میں داخل ہیں، جیسے غفار، رزاق وغیرہ۔

ایسے ناموں کو عبد کی نسبت لگا کر رکھنا چاہئے، جیسے عبد الغفار، عبد الرزاق وغیرہ۔

(۶)..... اسم ظرف والے نام.....: بعض نام اسم ظرف کے وزن پر آتے ہیں، جن میں اس معنی کی جگہ یا وقت کی طرف نسبت ہوتی ہے۔

اور انسانوں کے علاوہ اسم ظرف کے صیغوں والے نام زمانوں اور جگہوں کے بھی کثرت سے رکھے جاتے ہیں۔ ۱۔

اسم ظرف کے چند ناموں کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

مکتب (لکھنے پڑھنے کی جگہ) مظہر (غلبہ اور فتح کا مقام)

۱۔ اسم ظرف باب نصر، صبح، فتح، اور کرم سے اور ناقص کے ہر باب سے مُفْلِح کے وزن پر آتا ہے، اور باب ضرب اور مثل کے ہر باب سے مُفْلِح کے وزن پر آتا ہے۔ اور غیر ثلاثی سے اسم مفعول کے وزن پر آتا ہے، جیسے مُنْظَر۔

اسم الزمان واسم المكان: یصاغان للدلالة على زمن الفعل ومكانه مفل: "هنا مفلن الغروة، وأمس متسابق العذائين". "ويكونان من الثلاثي المفعول العين في المضارع أو المضموم العين على وزن "مَفْعَل" مفل: مَحْجَب، مدخل، مجال، منظر، وإذا كان مكسور العين فالوزن "مَفْعِل" مفل: منزل، مهيّط، مطير، مبيع، فإذا كان الفعل ناقصاً كان على "مَفْعَل" مهما تكن حركة عينه مفل: مسعى، مَوْقِي، مرمى. وإذا كان الفعل مفلاً صحیح اللام فاسم الزمان والمكان منه على "مَفْعِل" مفل: موضع، موقع. أما هير الثلاثي فاسم الزمان والمكان منه على وزن اسم المفعول مفل: هنا منتظر الزوار "مكان النظارهم"، غداً مُسافر الولد "زمن سفره". فاجتمع على صيغة واحدة في الأفعال غير الثلاثية: المصدر الميمي واسم المفعول واسما الزمان والمكان، والطريق بالقرائن. ملاحظة: ما ورد على غير هذه القواعد من أسماء الزمان والمكان يحفظ ولا يقاس عليه، فقد سمع بالكسر على خلاف القاعدة هذه الأسماء: بالمشرق، المغرب (الموجود في قواعد اللغة العربية) واسم المكان

مَسْعَد (سعادت مندی یا نیک بختی کا مقام)	مَقْصَر (مد کا مقام یا جگہ)
مَنْظَر (خوبصورت مقام)	مَنْسَب (قربان گاہ)
مَجْزِر (ادبوں کی قربان گاہ)	مَطْلَع (سورج طلوع ہونے کا مقام)
مَشْرِق (طلوع آفتاب کا مقام یا جہت)	مَغْرِب (غروب آفتاب کا مقام یا جہت)
مَجْزِر (ادبوں کی قربان گاہ)	مَطْلَع (سورج طلوع ہونا کا مقام)
مَسْجِد (سجدہ و عبادت گاہ)	مَنْوِل (اترنے کی جگہ)
مَسْکِن (رہنے کی جگہ)	مَشْہِد (حاضر ہونے کی جگہ)
(۷)..... اسم آلہ والے نام.....: بعض نام اسم آلہ کے وزن پر آتے ہیں، جن میں اس کام کو کرنے کا ذریعہ یا آلہ ہونے کے معنی پائے جاتے ہیں۔ ۱۔	
اسم آلہ کے چند ناموں کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:	
مَلْکَرَز (جمع ہونے کا ذریعہ)	مَحْضَن (محفوظ ہونے کا ذریعہ)
مَفْطَح (کھولنے کا ذریعہ یعنی چابی)	مَرْوَحہ (ہوا کا آلہ یعنی پنکھا)
مَضْبَح (روشنی کا آلہ یعنی چراغ)	مَسْطَح (سیدھا کرنے کا آلہ)

اسمائے مصدر یہ والے نام

بعض نام مصدر کے وزن پر آتے ہیں، اور مصدر ایسا اسم ہے، جس سے فعل اور اسم مشتق بنے، اور

۱۔ اسم آلہ صرف ثلاثی مجرد و تہدی سے آتا ہے، اور اس میں تین وزن کثرت سے مستعمل ہیں:

(۱)..... مَفْعَل (۲)..... مَفْعَال (۳)..... مَفْعَلَة

اور کی کے ساتھ یہ بھی مستعمل ہے: مَفْعَالٌ

اسم آلہ فاعل کے وزن پر بھی آتا ہے، لیکن اس کے صرف دو وزن ہیں عالم بخاتم

اسم الآلة: بصاغ من الأفعال الثلاثية المصعدة أوزان ثلاثة للدلالة على آلة الفعل، وهي "مَفْعَلٌ ومَفْعَالٌ ومَفْعَلَةٌ" بـكسر الميم في جميعها مثل: مِسْخَرٌ ومِبْرَدٌ ومِفْتَاحٌ ومِطْرَقَةٌ. هذا وهناك صيغ أخرى تدل على الآلة كاسم الفاعل ومبالغة مثل: كَابِجٌ "قِرام" صَقَالَةٌ وجِرَالَةٌ ومَسْحَابٌ، و "فِعَالٌ" مثل: جِسَادٌ، وجِزَامٌ و"فَاعُولٌ" مثل مَاطُورٌ و"فَعُولٌ" مثل "قُدومٌ" وغيرها. ملاحظة: لا عمل لاسم الزمان ولا لاسم المكان ولا لاسم الآلة. (الموجز في قواعد اللغة العربية، اسم الآلة)

اس کے معنی میں اس فعل کا کرنا یا ہونا پایا جائے۔
اور مصدر کے معنی کیونکہ جنسی ہوتے ہیں، اس لیے ان کا اطلاق مذکر مؤنث کی تفریق کے بغیر ہوتا ہے۔ ۱۔

مصدر کے چند ناموں کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

نصر (مذکر کرنا، بخلائی مجرد) احسان (نیک سلوک کرنا، باب افعال)

إنعام (انعام کرنا، باب افعال) إكرام (اکرام کرنا، باب افعال)

إرشاد (ہدایت کرنا، باب افعال) توقیر (عزت کرنا، باب تفعیل)

مُحَرِّج (وسیع علم والا ہونا، باب تفعیل) مَبَارَكَة (برکت والا ہونا، باب مفاعلہ)

تَذَارُك (خلائی کرنا، باب تفاعل) اِحْتِصَام (بچنے آپ کو حفظ کرنا، باب تفاعل)

استعباق (ایک دوسرے سے آگے نکلنا، باب استفعال) اِجْعَاث (پیدا ہونا، کھڑا ہونا، باب افعال)

بعض اوقات اس کے ساتھ مختلف نسبتیں بھی لگائی جاتی ہیں، مثلاً احسان اللہ، انعام اللہ، اکرام اللہ، وغیرہ۔
پھر بعض نام کسی مصدر کے آخر میں الف نون بڑھا کر بھی رکھے جاتے ہیں، جن کا ذکر آگے آتا ہے۔ ۲۔

اسمائے جامدہ والے نام

جامد وہ اسم ہے، جو نہ خود کسی دوسرے اسم سے بنا ہو (جیسا کہ اسمائے مشتقہ کا معاملہ ہے) اور نہ اس سے کوئی اسم بنے (جیسا کہ مصادر کا معاملہ ہے) اور اسی وجہ سے ایسے ناموں کو جامد کہا جاتا ہے کہ وہ

۱۔ اور عربی میں مصدروں کے مختلف ابواب و اوزان ہیں، جن میں سے ہر ایک کی الگ الگ معنی کی خاصیت ہے۔
۲۔ مصادر میں ایک مصدر اسم مصدر کہلاتا ہے، جس کے معنی مصدر والے ہوتے ہیں، لیکن اس کے حروف فعل کے حروف سے کم ہوتے ہیں، جیسے:

سُبْحَانَ، جس کا مصدر تَسْبِيح ہے۔ سَلَامٌ، جس کا مصدر تَسْلِيم ہے۔ سَوَاءٌ، جس کا مصدر اسْتَوَاء ہے۔

وَدَاخٌ، جس کا مصدر تَوَدَّج ہے۔

اور اسی طرح ایک مصدر مناعی کہلاتا ہے، اور مصدر مناعی وہ اسم ہے، جس کے آخر میں یاہ مفعول اور تاء زیادہ کر کے مصدر بنایا گیا ہو، جیسے:

إِنْسَانٌ سے إِنْسَانِيَّةٌ، بمعنی کسی چیز کا انسان ہونا۔

اپنی جگہ منجمد ہوتے ہیں، ان کا کسی مصدر یا مشتق سے تعلق نہیں ہوتا۔

عربی میں ایسے بھی بہت سے نام پائے جاتے ہیں۔ ۱۔

چند اسمائے جامدہ کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

فلس (پیسہ، ٹلائی مجرد)	فروس (گھوڑا، ٹلائی مجرد)
عُتَب (انگور، ٹلائی مجرد)	عُتُق (گردن، ٹلائی مجرد)
جِمار (گدھا، ٹلائی مزید)	جُفَر (نہر، رہائی مجرد)
وَرْهَم (چاندی کا سکہ، رہائی مجرد)	یُونُس (نام، رہائی)
سُزَجَل (بہی، خجاسی مجرد)	قِرْطُوس (بڑی مصیبت، خجاسی مزید)

اسی طرح تھمریم کے زیر اور پیش دونوں کے ساتھ آیا ہے، اور صحابی کا نام ہے، اور یہ مفتوح اور مصرکی طرح فعل مضارع کے وزن پر ہے۔ ۱۔
اور اسی طرح یشکر اور یشرب اور تغلب بھی وزن فعل والے نام ہیں۔
نیز بعض اسمائے مشتقہ والے نام میں بھی وزن فعل پایا جاتا ہے، جیسے احمد، اکرم، الطیف، اشرف، احسن، اجمل، اعز، احمر، اخضر، وغیرہ۔

اسم تصغیر والے نام

بعض اوقات کسی عربی نام کی تصغیر کردی جاتی ہے، جس کا مقصد اس فعل کے معنی میں چھوٹا پن، عاجزی و انکساری اور زمانے کا قرب وغیرہ کے معنی داخل کرنا اور نام میں کشش و خوبصورتی اور تسہیل پیدا کرنا ہوتا ہے۔ ۲۔

۱۔ یعمربفتح الیاء والمیم (مرقاۃ، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

یعمرب غیر منصرف و هو بفتح الیاء تحتها نقطتان وفتح المیم وبضم (مرقاۃ، کتاب المناسک، باب الاحسان)

یعمرب بفتح الیاء آخر الحروف ومسکون العين المهملة وضم المیم وفتحها وفي آخره واء (عمدة القاری، کتاب المناقب، باب بلاتر جمعة قبل باب ابن أخت القوم ومولی القوم منهم)
۲۔ اسم تصغیر کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس اسم کے تین حروف ہوں، تو پہلے حرف کو ضم اور دوسرے کو فتح دے کر ان دونوں کے بعد یاء ساکن زیادہ کر دی جائے، جیسے زجیل سے زجیلین۔

اور جس اسم کے تین سے زیادہ حروف ہوں، تو یاء کے بعد والے حرف کو کسرہ دے دیا جائے، جیسے وزعم سے وزعمج۔
اور اگر اسم کا دوسرا حرف حرف علت ہو، اور اصلی ہو، لیکن اپنی اصل پر نہ ہو، تو تصغیر کی صورت میں وہ اپنی اصل پر آ جاتا ہے، اور دوسری جگہ اگر الف ہو تو تصغیر میں واؤ سے بدل جاتا ہے، اور جو تیسری جگہ ہو تو وہ یاء سے بدل جاتا ہے، جیسے بکت سے بکتب، حارث سے حوثرث، حاطب سے حوثرطب، متار سے متیر۔

اور اگر حرف علت زائد ہو، تو واؤ سے بدل جاتا ہے، جیسے خارب سے خوثرب۔

اور مؤنث سماعی کی تاء تصغیر میں ظاہر ہو جاتی ہے، جیسے ازن سے ازنط۔

اور جو حرف اسم کے آخر سے گر گیا ہو، وہ تصغیر میں واپس آ جاتا ہے، جیسے ابن سے بنی۔

علماء نے تصغیر کے پانچ وزن بتائے ہیں (۱) فعلیل جیسے رجل سے زجیل (یہ اسم غلامی کی تصغیر کے لیے ہے) (۲) فعلیل جیسے جعفر سے جعفر (یہ غلامی حربیہ اور ربامی اور غلامی کی تصغیر کے لیے ہے، جبکہ جو تھا حرف مد نہ ہو) (۳) فعلیل جیسے

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اسم تصغیر والے چند ناموں کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

سَلِیم (چھوٹا سلامتی والا)

عَبِید (چھوٹا بندہ)

عَمِیر (چھوٹا عمر والا)

حُسَین (چھوٹا حسن والا)

أولیس (چھوٹا عطیہ)

أُسَید (چھوٹا شیر یعنی بہادر)

اسم منسوب والے نام

بعض نام نسبتی کہلاتے ہیں، جن میں کسی چیز کی طرف نسبت ہوتی ہے، اور انہیں عربی میں اسم منسوب کہا جاتا ہے۔

عربی میں اسم منسوب کے لئے اسم کے آخری حرف پر کسرہ لگا کر اس کے بعد تشدید والی یاء لگا دی جاتی ہے، جو کہ یائے نسبتی کہلاتی ہے، جیسے بغداد سے بغدادی (یعنی بغداد کا رہنے والا)

اور اگر کسی نام کے آخر میں تاء ہو تو یائے نسبت لگاتے وقت تانیث کی تاء کو گرا دیا جاتا ہے، اور مؤنث کے لیے یائے نسبت کے بعد تاء زیادہ کر دی جاتی ہے، جیسے مَلِکَۃ سے مَلِکِی (یعنی مَلِکَہ کا رہنے والا) اور مِکِیہ

(یعنی مکہ کی رہنے والی) اور جیسے کوفۃ سے کوفی (یعنی کوفہ کا رہنے والا) اور کوفیۃ (یعنی کوفہ کی رہنے والی)

اور فِجِیَۃ اور فِجِیَۃ کی یاء اور فِجِیَۃ کا واؤ نسبت میں گرا دیا جاتا ہے، جیسے مَدِیَۃ سے مَدَنِی (یعنی مدینہ کا رہنے والا) اور مَجِیَۃ سے مَجَنِی، اور هُکُوءَۃ سے هُکُی۔

اور الف ممدودہ کا ہمزہ اصلی ہو تو بحال رہتا ہے، جیسے فُکُوءَۃ سے فُکُوءِی، مَواء سے مَوائِی۔

اور اگر الف ممدودہ تانیث کی علامت ہو، تو واؤ سے بدل جاتا ہے، جیسے سَواء سے سَوائِی، بَیْکُوءَۃ سے بَیْکُوءِی۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

قرطاس سے قرطیس، خندریس سے خندریس (یہ ٹھائی، رہائی اور غمازی حریفہ کی تصغیر کے لیے ہے، جبکہ چوتھا حرف مدہ ہو) (۴) فعلیل جیسے سکران سے سکران، اجمال سے اُجَیْمال (یہ اس ٹھائی حریفہ کی تصغیر کے لیے ہے، جو فُضْلاں اور افضال کے وزن پر ہو) (۵) فعلیل جیسے سزجل سے سفیرجل (یہ صرف غمازی مجرد کی تصغیر کے لیے ہے) (کتاب الصرف لعلہ الرحمن امرتسری)

اور اسم کا آخری حرف گر گیا ہو، تو یائے نسبت کے وقت واپس آ جاتا ہے، جیسے دَم سے دَمَوِی۔ ۱۔

الف نون زائدتان والے نام

عربی میں بعض نام کسی لفظ کے اصلی حروف (ف ع ل، خواہ وہ مصدر ہو، یا غیر مصدر) کے آخر میں الف نون زائدتان لگا کر رکھے جاتے ہیں۔

جیسے:

غفران (مصدر بمعنی مغفرت والا) رضوان (مصدر بمعنی رضامندی)

فرقان (مصدر بمعنی امتیاز کرنے والا) فیضان (مصدر بمعنی فائدہ و نفع)

عدنان (عدن سے ماخوذ بمعنی ٹھہرنے والا)

اور بعض اوقات ان میں سے بعض نام اللہ تعالیٰ یا کسی اور چیز کی طرف نسبت کر کے بھی رکھے جاتے ہیں، جیسے رضوان اللہ، رضوان الحق۔ ۲۔

۱۔ البتہ بعض الفاظ کی نسبت قیاس کے خلاف آئی ہے، جیسے نُوْر سے نُوْرانی، بَحْر سے بَحْرانی۔
اور یائے نسبت مبالغہ کے لئے بھی آئی ہے، جیسے نَحْر سے النُحْری۔

۲۔ غفران مصدر کالغفر والمغفرة، ومثله سبحانه، ونصبه یا ضممار فعل تقدیرہ هاهنا: اطلب غفرانک (عون المعبود شرح ابی داؤد، کتاب الطهارة، باب ما یقول الرجل اذا خرج من الغلاء)
الرُّضْوَانُ والرُّضْوَانُ بِكسر الراء وَضَمُّهَا الرُّضَا والمَرَضَاةُ مَقْلَمٌ مختار الصحاح، مادة ر ض ا)
الرُّضَى: الْمُطْمَعِ: الرُّضَى: الْمُحِبِّ. والرُّضَى: الضامن (تهذيب اللغة، مادة رضى)
فأما بالضم ففي المصادر كالفُغْران والرُّضْوَان (لسان العرب، مادة بسط)

الرُّضْوَانُ الرُّضَا وكذلك الرُّضْوَانُ بالضم والمَرَضَاةُ مثله غيره المَرَضَاةُ والرُّضْوَانُ مصدران والقراء كلهم قَرَّوْا الرُّضْوَانُ بِكسر الراء إِلَّا ما رَوَى عن عاصم أَنه قرأ رُضْوَانُ ويقال هو رُضَىٌّ ومنهم من يقول مَرَضُوْا لَأن الرُّضَا في الأصل من بنات الواو وقيل في عيشة راحية أَى مَرَضِيَّة أَى ذات رضى كقولهم هُم ناصِبٌ ويقال رَضِيَتْ مَعِيْشَتُهُ على ما لم يُسَمَّ فاعله ولا يقال رَضِيَتْ ويقال رَضِيَتْ به صاحباً وربما قالوا رَضِيَتْ عَلَيْهِ فى معنى رَضِيَتْ به وعنه وأَرْضِيَتْ عَنْى وَرَضِيَتْهُ بالتشديد أيضاً فَرَضَى وَتَرْضِيْهُ أَى أََرْضِيَتْهُ بعد جَهْدٍ واستَرْضِيَتْهُ فَأَرْضَانِى وراضانى مُرَاضَاةً وِرْضَاءً فَرَضُوْهُ أََرْضُوْهُ بالضم إذا خَلَبَتْهُ فيه لَأنه من الواو وفى المحكم فرضوته كنت أشد رَضاً منه ولا يُمَدُّ الرضا إلا على ذلك قال الجوهري وإنما قالوا رَضِيَتْ عنه رَضاً وإن كان من الواو كما قالوا خَبِعَ شَيْعاً وقالوا

﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مذکر و مؤنث نام E-1 QRA-1۷۴۵

اکثر و بیشتر عربی زبان میں مذکر یعنی لڑکوں اور مؤنث یعنی لڑکیوں کے ناموں میں کچھ فرق ہوتا ہے۔

جس کی تفصیل یہ ہے کہ نام میں اصل مذکر ہوتا ہے، لہذا اس کے لئے تو کسی علامت کی ضرورت نہیں، البتہ مؤنث میں تانیث کی کوئی خاص علامت ہوتی ہے، اور مؤنث کی لفظوں میں (جس کو تانیث لفظی کہا جاتا ہے) ایک علامت کسی نام میں حقیقتاً ”تاء“ کا ہونا ہے۔ ۱۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

رَضِيَ لِمَكَانِ الْكُسْرِ وَحَقُّهُ رَضُوْ قَالَ أَبُو مَنصُورٍ إِذَا جَعَلْتَ الرُّضَى بِمَعْنَى الْمُرَاضَةِ فَهُوَ مَمْدُودٌ وَإِذَا جَعَلْتَهُ مَصْدَرًا رَضِيَ يَرْضَى رَضًى فَهُوَ مَقْصُورٌ (لسان العرب، مادة رضى)
سورة الفرقان وهو مصدر فرق بين الشئین إذا فصل بينهما (عمدة القاری، کتاب تفسیر القرآن، باب سورة الفرقان)

فَاضٍ الْمَاءُ يَفِضُ فَيُضَانًا : كَثُرَ حَتَّى سَالَ . وَمِنْهُ فَاضُ النَّهْرِ ، وَفَاضُ السَّيْلِ . وَالْمَاءُ فَائِضٌ - وَيُسْتَطَقُّونَهَا بِالْيَاءِ بَدَلُ الْهَمْزَةِ . وَفَاضُ الْإِنَاءِ : امْتَلَأَ حَتَّى طَفَحَ . وَفَاضُ الْخَيْرِ : كَثُرَ . وَفَاضُ الْخَيْرِ ذَاغٌ وَالتَّعَشْرُ . وَافَاضَ الْحَبَّاجُ مِنْ عُرْفَاتٍ إِلَى مَنَى : انْصَرَفُوا إِلَيْهَا بَعْدَ الْقَضَاءِ الْمَوْقِفِ . وَاسْتَطَافَ الْعَبْرُ : التَّعَشَرَ (العامی الفصحیح من إصدارات مجمع اللغة العربیة بالقاهرة، باب الفاء)
عدنان یوزن عدنان من العدن تقول عدن أقام (فتح الباری لابن حجر، قوله باب مبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم) والعدن مأخوذ من قولك : عدن فلان بالمکان إذا أقام به (تهذيب اللغة، مادة عدن)
والحسبان قد يكون مصدر حسبت حسابا وحسابا مغل الغفران والكفران والرجحان والنقصان والبرهان وقد يكون جمع حساب كالشهبان والركبان والقضبان والرهبان (عمدة القاری، کتاب تفسیر القرآن، باب سورة الرحمان)

كل شيء كانت في آخره ألف ونون والعدنان نحو (عُرْدَان) (وَعُفْمَان) إن كانت نونه أصلية صرفته في كل حال نحو (عُفْقَان) من اللُّفْقَةِ وشيطان من الشيطنة (وسْمَان) إن أخذته من السَّم لم تصرفه وإن أخذته من السمن صرفته وكذلك (تَبَان) إن أخذته من التَّب لم تصرفه وإن أخذته من التبن صرفته وكذلك (حَسَان) إن أخذته من الحَس لا يصرف وإن أخذته من الحُسن صرفته (ودِيَّان) نونه من الأصل فهو ينصرف (وَرْمَان) فُعَال فهو ينصرف لأن نونه لام الفعل (وَمُرَّان) يُصرف لأنه من المَرَاة سمي بذلك للين (ادب الكاتب لابن قتيبة، باب ما لا ينصرف)

۱۔ تائے تانیث اسماء کے آخر میں تائے زائدہ کے طور پر آتی ہے، اور اسماء کے آخر میں حصل یا مفصل لکھی ہوتی ہے، اور وقف کی صورت میں وہ بن جاتی ہے، اصلی نہیں ہوتی، اور تائے اصلی مدّ نہیں ہوتی کہ جو وقف کی صورت میں وہ بن جائے۔

﴿ بقیہ حاشیا گئے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

اور دوسری علامت آخر میں ”الف مقصورہ“ کا ہونا ہے، جیسے ”بشری“، ”حملی“

اور تیسری علامت آخر میں ”الف مدودہ“ کا ہونا ہے، جیسے حراء، صحراء وغیرہ۔

البتہ بعض نام ایسے ہیں کہ ان میں لفظوں میں مؤنث کی کوئی علامت نہیں ہوتی، بلکہ ان میں تانیث معنوی ہوتی ہے، یعنی وہ بغیر ظاہری علامت کے مؤنث سمجھے جاتے اور استعمال ہوتے ہیں، جیسے سماء۔

اور ان کا مؤنث ہونا سامعی ہوتا ہے، جو کلام عرب میں اس کی تغیر سے یا اس کی صفت کے مؤنث استعمال ہونے سے یا اس کی طرف مؤنث ضمیر لوٹنے سے واضح ہوتی ہے۔

اور ایک تاء مصدریہ ہوتی ہے، جو کہ بعض مصدروں کے آخر میں آتی ہے، اور اس تاء کی وجہ سے وہ مصدر خاص مؤنث کے معنی نہیں دیتا، بلکہ اسم جنس کے معنی میں ہوتا ہے۔ ۱۔

اسی طرح بعض مذکر اسمائے جامدہ کے آخر میں بھی تاء ہوتی ہے، جیسے ”حزہ“ ایسے اسماء میں تاء تانیث کے لئے نہیں ہوتی، بلکہ علیت پر محمول کی جاتی ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بغیر حاشیہ ﴾

البتہ ایک تاء مکی ہوتی ہے، یعنی چوتھا حرف تائے تانیث کے قائم مقام ہوتا ہے، جیسے ننب۔

۱۔ جیسے رَحْمَةٌ بروذن فَعْلَةٍ، اور مَسْعَبَةٌ / مَنَعَبَةٌ بروذن مَفْعَلَةٍ، اور قَبْلُولَةٌ بروذن فَعْلُولَةٍ، اور كَيْبُولَةٌ بروذن فَعْلُولَةٍ، اور خَهَادَةٌ بروذن فَعَالَةٍ، اور مَغْفِرَةٌ بروذن مَفْعِلَةٍ، اور جَبْرُوتٌ بروذن فَعْلُولَةٍ، اور نَصِيحَةٌ / نَصِيحَةٌ بروذن فَعِيلَةٍ، اور كَاذِبَةٌ بروذن فَاعِلَةٍ، اور مَمْلُوكَةٌ بروذن مَفْعَلَةٍ، اور مَكْلُوبَةٌ بروذن مَفْعُولَةٍ، اور مَسْهُولَةٌ بروذن فَعُولَةٍ، اور عِجْلَةٌ / جِرَانَةٌ بروذن فَعَالَةٍ، اور بُغَايَةٌ / غُطَاةٌ بروذن فَعَالَةٍ، اور جَبْرُوتٌ بروذن فَعُولَةٍ، اور خَلْبَةٌ بروذن فَعْلَةٍ، اور سَرِفَةٌ بروذن فَعِلَةٍ، اور كَرَاهِيَةٌ بروذن فَعَالِيَةٍ۔

یہ سب غلطی مجرد کے اوزان سے ہیں۔

اور غلطی مزید یہ ہے کہ مزہ وصل کے صرف ایک باب مفاعلة کے آخر میں تاء مصدریہ آتی ہے، جیسے مقاتلہ۔

اور غلطی مزید یہ ہے کہ مزہ وصل میں کوئی نہیں، اور اس طرح رہا می مزید میں بھی کوئی نہیں، اور رہا می مجرد میں باب فَعْلَلَةٍ ہے، جیسے نَحْرٌ، اور مَحْرٌ بارہا می مجرد کے جن ابواب کے آخر میں تاء ہوتی ہے، وہ یہ ہیں:

فَعْلَلَةٍ جیسے جَلْبَلَبٌ لام کے تکرار سے (فَعْلُولَةٍ جیسے سَرُولٌ مین کلمے کے بعد واد بدحانے سے)
فَعْلَلَةٍ جیسے صَبْطُورَةٌ (فاء کلمے کے بعد یا بدحانے سے) لَوْعَلَةٍ جیسے جَوْرَبَةٌ (فاء کلمے کے بعد واد بدحانے سے)
فَعْلَلَةٍ جیسے فَلَئْسَتْ (مین کلمے کے بعد لون بدحانے سے)
فَعْلَلَةٍ جیسے فَلَئْسَ لام کلمے کے بعد مزہ یا الف بدحایا، جو تحلیل ہو کر یا د الف ہو گیا)

نام کے صحیح و جائز ہونے کی نسبت

کسی نام کے صحیح اور جائز ہونے کی بنیاد اس کی نسبت پر ہے۔

اور نسبت ایک تولغوی ہوتی ہے، اور دوسری شخصی۔

پس جو نام لغت کے اعتبار سے صحیح معنی رکھتا ہو، اور اس میں شرعی تقاضوں کی رعایت پائی جاتی ہو، اس کے درست ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں۔

اور جو نام کسی شخصیت کی طرف منسوب ہو، تو اگر وہ شخصیت ایسی ہے کہ جو شرعاً حجت ہو، خواہ بذات خود (جیسا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے نام) یا کسی دوسری وجہ سے حجت بن گئی ہو (جیسا کہ نبی علیہ السلام کا کسی نام پر سکوت و تقریر فرمانا) تو اس نسبت کی وجہ سے بھی وہ نام صحیح اور جائز ناموں کی فہرست میں داخل ہو جائے گا، اگرچہ تولغوی نسبت سے اس کے معنی اچھے نہ ہوں۔

چنانچہ انبیائے کرام علیہم السلام کے نام اسی شخصی نسبت کی وجہ سے حجت اور اچھے ناموں میں داخل ہیں، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وہ نام کہ جن کو حضور ﷺ نے ملاحظہ فرمایا، اور تبدیل نہیں فرمایا، وہ بھی حضور ﷺ کے اس طرز عمل کی وجہ سے حجت اور صحیح ناموں کی فہرست میں داخل ہیں۔

پس انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ناموں کے معنی اگر معلوم نہ ہوں، یا بظاہر ان کے تولغوی معنی اچھے نہ ہوں، تب بھی ان ناموں کا رکھنا جائز بلکہ مستحب ہے۔

اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ناموں کا بھی معاملہ ہے، کہ وہ بھی صحیح اور جائز ناموں کی فہرست میں داخل ہیں۔ ۱۔

اسلام کی آمد سے پہلے اہل عرب مختلف وجوہات و اسباب کے پیش نظر نام رکھا کرتے تھے۔

مثلاً بعض نام بذات خود اپنے بچوں کی نیک فالی کے پیش نظر رکھا کرتے تھے، مثلاً سالم، سعد،

۱۔ اور یہ حکم انبیائے عظام و صحابہ کرام کے فی نفسہ ناموں کے بارے میں ہے، لیکن جہاں تک کسی نام کے کسی نبی کے ہونے یا کسی صحابی کے ہونے کا معاملہ ہے، تو اس کا دار و مدار ثبوت پر ہے، جس درجہ کا ثبوت ہوگا، اس درجہ کا حکم ہوگا۔

پس جس نام کے بارے میں کسی نبی کا ہونا، یا جس نام کے بارے میں کسی صحابی کا ہونا معتبر دلیل سے ثابت نہ ہو، اس کا یہ حکم نہ ہوگا۔

سعید، اسعد، عامر، وغیرہ۔

اور بعض نام دشمنوں پر غالب آنے کے نیک فال کو ملحوظ رکھ کر رکھا کرتے تھے، جیسے غالب، مقاتل، ثابت، وغیرہ۔

اور بعض نام درندوں کے نام پر دشمنوں کو ڈرانے اور ان پر رعب ڈالنے کے لئے رکھا کرتے تھے، جیسے اسد، سباع، لیث، ثعلب، وغیرہ۔

اور بعض نام کسی درخت کی تختی اور نرمی کو نیک فال بنا کر رکھا کرتے تھے، جیسے سرہ، طلحہ، سلمہ، قتادہ، وغیرہ۔

اور بعض نام زمین کی تختی اور اس کی نرمی کی نیک فالی کی بنیاد پر رکھا کرتے تھے، جیسے حجر، حجر، محر، جندل، وغیرہ۔

اور بعض نام اپنے مخصوص مزاج کے پیش نظر اس بنیاد پر رکھا کرتے تھے کہ استقرارِ حمل یا بچے کی ولادت وغیرہ کے موقع پر گھر سے باہر نکلتے وقت کسی جانور کا سامنا ہو گیا، تو اسی جانور کے نام پر بچے کا نام رکھ دیا، جیسے کلب، حمار، کلیب، قرد، خنزیر، غراب وغیرہ۔ ۱

۱۔ واعلم ان للعرب مذاهب فی تسمیة ابناءہا:

لمنہا ما سُمّوہ تفاؤلاً علی اعدائہم نحو غالب، وغلاب، وظالم، وعارم، ومنازل، ومقاتل، ومعارک، وثابت، ونحو ذلک. وسُمّوا فی مثل ہذا الباب: مُسہراً، ومُؤزّلاً، ومصباحاً، ومنبہاً، وطارقاً.

ومنہا ما تفاءلوا بہ للابناء نحو: نائل، ووالل، وناج، ومندک، وفزاک، ومسلم، ومالک، وعامر، وسعد، وسعید، ومسعد، واسعد، وما أشبه ذلک.

ومنہا ما سُمّی بالسباع ترہیباً لأعدائہم: نحو: أسد، ولیث، وفزاس، وذئب، وسید، وعملس، وجیرغام، وما أشبه ذلک.

ومنہا ما سُمّی بما غلظ وعشّن من الشجر تفاؤلاً أیضاً نحو: طلحہ، وسمرۃ، وسلمۃ، وفتادہ، وقراۃ، کلّ ذلک شجرٌ له شوک، وعضاء.

ومنہا ما سُمّی بما غلظ من الأرض وعشّن لمسہ وموطئہ، مثل خبجر وخبیر، وصنغر ولہر، وجندل وجرول، وخزن وخزم.

ومنہا أن الرجل کان یخرج من منزله وامراته تمحض فیسمی ابنہ بأول ما یلقاہ من ذلک، نحو:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اسلام کی آمد کے بعد بد فالی اور شگون سے تو منع کر دیا گیا، البتہ نیک فال کی اجازت دی گئی، چنانچہ حضور ﷺ کا اچھے ناموں سے نیک فال لینا احادیث میں مذکور ہے۔

اب حضور ﷺ نے جن ناموں سے منع فرمادیا، اور اسی طرح جس نام کو کسی خاص نسبت و جہت سے منع فرمادیا، اس نسبت و جہت سے تو وہ نام ممنوع و مکروہ ہو گئے۔

اور جن ناموں کو حضور ﷺ نے ملاحظہ فرمانے کے بعد تبدیل نہیں فرمایا، تو وہ خاص جہت و نسبت سے جائز رہے۔ ۱۔

چنانچہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ایسے نام ملتے ہیں، کہ بظاہر عربی لغت کے اعتبار سے

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

تعلب و تعلبة، وحب و حبة، وحرز و حبة، وکلب و کلب، وحمار و فرد و حنجر، وجمش، وکذلک ایضاً تسمی بآول ما یسبح أو یرح لها من الطیر نحو: غراب و صرَد، وما اشتهَ ذلک (الاشتقاق لابن درید، مقدمة الكتاب)

۱۔ اور اگر کسی صحابی کا ایسا نام روایات میں ملتا ہو، کہ جس کے بارے میں حضور ﷺ نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمادیا، تو اس کے بارے میں کہا جائے گا کہ ممکن ہے کہ حضور ﷺ کو اس نام کا علم نہ ہو سکا ہو (اور وہ صحابی کسی اور نام سے مثلاً کنیت یا لقب سے معروف ہوں، یا کسی اور چیز سے) اور ان صحابی کو حضور ﷺ کی طرف سے اس نام کے بارے میں ناپسندیدگی کا علم نہ ہو سکا ہو، یا اس نام کا معاملہ حضور ﷺ کے منع و ناپسندیدہ فرمانے سے پہلے کا ہو۔

(تسموا بأسماء الأنبياء) لفظہ امر ومعناه الإباحة لأنه عرج علی سبب وهو تسموا باسمی وإنما طلب التسمی بالأنبياء لأنهم سادة بنی آدم وأخلاقهم أشرف الأخلاق وأعمالهم أصلح الأعمال فأسماؤهم أشرف الأسماء فالتسمی بها شرف للتسمی ولو لم یکن فیها من المصالح إلا أن الاسم یذكر بمسماه ویقتضی التعلق بمعناه لکنی به مصلحة مع ما فیہ من حفظ أسماء الأنبياء علیہم السلام وذكراها وأن لا تنسی فلا یكره التسمی بأسماء الأنبياء بل یستحب مع المحافظة علی الأدب، قال ابن القیم: وهو الصواب وكان ملعب عمر کراهته ثم رجع کما یأتی وكان لطلحة عشرة أولاد کل منهم اسمہ اسم نبی والزیبر عشرة کل منهم مسمی باسم شهید فقال له طلحة: أنا أسمیهم بأسماء الأنبياء وأنت بأسماء الشهداء فقال: أنا أطمع فی کونهم شهداء وأنت لا تطمع فی کونهم أنبياء (فیض القدير شرح الجامع الصغير، تحت حديث نمبر ۳۳۰۰)

ویجوز التسمیة بأسماء الأنبياء وبأسماء الصحابة، مع معرفة أن الأنبياء لا یساوونهم ولا یدانهم أحد، والصحابة هم غیر الناس بعد الأنبياء والمرسلین صلوات وسلامہ وبرکاتہ علیہم اجمعین، والتسمیة بابہا واسع، سواء كانت بأسماء الأنبياء، أو من بأسماء الصحابة، أو بغير ذلک (شرح سنن أبی داود، لعبد المحسن العباد)

ان کے معنی اچھے نہیں ہیں، لیکن حضور ﷺ نے ان ناموں کو تبدیل نہیں فرمایا۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات عربی لغت میں کسی لفظ کے ایک سے زیادہ معنی آتے ہیں، اور ان میں سے بعض معنی کے اعتبار سے تو وہ نام بظاہر اچھا معلوم نہیں ہوتا، لیکن کسی دوسرے معنی کے اعتبار سے صحیح اور اچھا ہوتا ہے، اور اسی صحیح اور اچھے معنی کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضور ﷺ نے تبدیل نہیں فرمایا۔ ۱۔

اسی طرح بعض اوقات عربی لغت میں کسی لفظ کے معنی بظاہر اچھے نہیں ہوتے، لیکن کسی دوسری نسبت یا جہت سے ان میں اچھائی داخل ہو جاتی ہے، اور وہ خاص معنی لغوی اس میں ملحوظ نہیں ہوتے۔

اسی طرح بعض صحابہ کرام کے نام عربی کے علاوہ دوسری زبان میں تھے، اور اس زبان میں اس نام کے معنی درست بنتے تھے، اور عربی زبان کے لحاظ سے درست نہیں بنتے تھے۔

چنانچہ عربی زبان میں ”اسد“ کے معنی ”شیر“ کے آتے ہیں، جو ایک درندے اور چمڑے پھاڑ کرنے والے جانور کا نام ہے، لیکن بعض اوقات شیر کی بہادری کی صفت اور نسبت کو ملحوظ رکھ کر کسی انسان کا یہ نام رکھ دیا جاتا ہے، اور اس صورت میں اس نام سے مراد درندہ یا درندگی نہیں ہوتی، بلکہ انسان کا بہادر ہونا یا اس کی بہادری مراد ہوتی ہے۔

اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں احادیث میں ”اسد اللہ“ اور ”اسد رسولہ“ یعنی اللہ اور اس کے رسول کا شیر ہونے کے الفاظ آئے ہیں، جس سے مراد بہادر ہونا ہے۔ ۲۔

۱۔ اور معنی کی تبدیلی الہاب کے مختلف ہونے سے بھی واقع ہوتی ہے، کہ مثلا ایک لفظ کے ایک باب سے اور معنی آتے ہیں، اور دوسرے باب سے دوسرے معنی آتے ہیں۔

اور اسی طرح اعراب کی تبدیلی سے بھی معنی مختلف ہو جاتے ہیں۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْسَةَ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لَمَكْتُوبٌ عِنْدَ اللَّهِ فِي السَّمَاءِ السَّابِقَةِ: حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَسَدُ اللَّهِ وَأَسَدُ رَسُولِهِ" (المعجم الكبير للطبرانی حديث لغير ۲۸۸۱)

قال الهيثمي: رواه الطبرانی ويحيى وأبو لهزم لم أعرفهما، وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۶۸)

﴿بقیہ حاشیہ گئے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور اسی طرح عابس اور عباس کو اگر عیس سے مشتق مانا جائے، تو ان کے معنی ترش روئی کے آتے ہیں، یہ تو ان کے معنی مشتق (یعنی اسم فاعل یا اسم تفضیل کی نسبت سے) ہیں، جبکہ اسم جامد ہونے کی حیثیت سے عابس اور عباس ایسے شیر کو کہا جاتا ہے، جس سے دوسرے شیر بھاگ جاتے ہوں، اور صحابہ کرام کے عابس اور عباس نام اسی اسم جامد ہونے کے اعتبار سے انتہائی بہادری کے وصف کے لحاظ سے ہیں۔ ۱۔

اور اسی طرح مثلاً لغت میں فاطمہ کے معنی دودھ یا عادت چھوڑنے والی کے آتے ہیں۔ ۲۔ لیکن اس نام کے تجویز کرنے میں ایک تو نیک فالی ہے، کہ بچہ خیر و عافیت اور سلامتی کے ساتھ اس عمر تک پہنچ جائے، جب وہ دودھ چھوڑنے کے قابل ہو جاتا ہے، اور دوسرے بری عادت چھوڑنے کی نیک فالی بھی ملحوظ ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

عَنْ عُمَرَ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: كَانَ حَمْرُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يُقَالُ لَهُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَفِينٍ، وَيَقُولُ: "أَنَا أَسَدُ اللَّهِ وَأَسَدُ رَسُولِهِ" (المعجم الكبير للطبرانی حديث لعدد ۲۸۸۲)

قال الهمداني: رواه الطبرانی ورجاله إلى قتله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۶۸) بلکہ غمزہ کے معنی بھی شیر کے آتے ہیں، جس سے مراد بہادر ہونا ہے۔

۱۔ وَالْعَبَّاسُ: الْأَسَدُ الَّذِي تَهَرَّبُ مِنْهُ الْأَسُودُ وَقَالَ ابْنُ الْأَعْرَابِيِّ: كَالْعَبَّاسِ وَالْعَبَّاسِ قَالَ ابْنُ الْأَعْرَابِيِّ: وَبِهِ سُمِّيَ الرَّجُلُ عَبَّاسًا. قُلْتُ: عَبَّاسٌ وَالْعَبَّاسُ: اسْمٌ عَلِمَ لِمَنْ قَالَ: عَبَّاسٌ فَهُوَ يُجْزِيهِ مُجْزَى زَيْدٍ وَمَنْ قَالَ: الْعَبَّاسُ فَإِنَّمَا أَرَادَ أَنْ يُجْعَلَ الرَّجُلُ هُوَ الشَّيْءُ بَعَيْنَهُ قَالَ ابْنُ جُنَى: الْعَبَّاسُ وَمَا أَشْبَهَهُ مِنَ الْأَوْصَافِ الْعَالِيَةِ إِنَّمَا تَعَرَّفْتُ بِالْوَضْعِ فَوْنُ اللَّامِ وَإِنَّمَا أَفْرَزْتُ اللَّامَ فِيهَا بَعْدَ النُّقْلِ وَكَوْنُهَا أَعْلَامًا مُرَاعَاةً لِمُلْحَبِ الْوَضْعِ فِيهَا قَبْلَ النُّقْلِ (تاج العروس، مادة عبس)

وَعَبَّاسٌ وَعَبَّاسٌ وَأَسْمَاءُ أَصْلُهَا الصَّفَةُ وَقَدْ يَكُونُ عَبَّاسٌ تَصْغِيرَ عَبَّاسٍ وَقَدْ يَكُونُ تَصْغِيرَ عَبَّاسٍ وَعَبَّاسٌ وَبِهِ سُمِّيَ الرَّجُلُ عَبَّاسًا (لسان العرب، مادة عبس)

۲۔ لِفَاطِمِ الصَّبِيِّ: لِصَالَتِهِ عَنْ أُمِّهِ. يُقَالُ: لِفَطْمَتِ الْأُمِّ وَلِلدَّاءِ، وَالصَّبِيُّ فُطِيمٌ. وَالْجَمْعُ فُطُمٌ. وَلِفَطْمَتِ الرَّجُلِ عَنْ عَادَتِهِ. وَنَاقَةُ فَاطِمَةٍ، إِذَا بَلَغَ عَوَارِهَا سَنَةً فُطِيمٌ. وَلِفَطْمَتِ الْحَبْلِ: قَطْعُهُ (الصحيح في اللغة، مادة فطم)

العمود أو الحبل فطما قطعته ويقال فطم فلانا عن عادته قطعته عنها والمرضع الرضيع قطعته عنه الرضاعة فهي فاطم وفاطمة (المعجم الوسيط، باب الفاء، مادة فطم)

اس اعتبار سے یہ نسبت اور معنی بہت اچھے ہیں۔

اور اسی طرح مثلاً ”باقر“ حضرت زین العابدین کا لقب ہے، اور باقر لفظ ”بقر“ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ”گھائے کے ریوڑ“ اور ”کھولنے“ اور ”وسعت دینے والے“ کے آتے ہیں۔

اور حضرت محمد بن علی زین العابدین کا یہ لقب علم کی وسعت کی نسبت سے تجویز کیا گیا ہے۔ ۱۔ اسی طرح مثلاً لفظ ”عثمان“ ”عشتم“ سے ماخوذ ہے، جس کے عربی لغت میں کئی معنی آتے ہیں، اور اس کے بعض لغوی معنی اگرچہ مناسب نہیں ہیں، مگر بعض معنی درست ہیں۔

چنانچہ اس کے ایک معنی کسی معاملہ میں جدوجہد کرنے اور اپنے آپ کو اس میں مشغول کرنے کے آتے ہیں۔ ۲۔

۱۔ وقال اللیث: الباقر جماعة البقر مع راعيها، وكذلك الجمال جماعة الجمال مع راعيها (تہذیب اللغة، مادة بقر)

والباقر لَقَبُ الإمام أبي عبد الله وأبي جعفر محمد بن الإمام علي زين العابدين ابن الحسين بن علي رضي الله تعالى عنهم وإنما لَقِبَ به لتبحره في العلم وتوسعه في اللسان : لأنه بَقَرَ العلم وعَرَفَ أصله واستبطقَ قَرْعَه (تاج العروس، مادة بقر)

والباقر جماعة البقر مع رعاياتها وأهل التَّيَمَّنِ يُسَمُّونَ البقرة بالْقُورَةِ وَكَتَبَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فِي كِتَابِ الصَّلَاةِ لِأَهْلِ التَّيَمَّنِ . (في ثلاثين بالقورة بقرة) التَّبْقُرُ التَّوَسُّعُ فِي الْعِلْمِ وَمِنْهُ مُحَمَّدُ الْبَاقِرِ لِنَبْقَرِهِ فِي الْعِلْمِ (مختار الصحاح، مادة ب ق ر)

(الباقر) المتوسع في العلم وبه سُمِّيَ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْعَابِدِينَ بْنِ الْحُسَيْنِ الْبَاقِرُ وَ عُرِفَ فِي مَوْقِ الْعَيْنِ وَ جَمَاعَةُ الْبَقَرِ مَعَ رَعَايَاتِهَا (المعجم الوسيط، باب الباء، مادة بقر)

۲۔ أبو عبيد عن الكسائي: عَفَمْتُ بِلَدَةِ تَعْمٍ، وَعَفَمْتُهَا أَنَا إِذَا جَبَرْتُهَا عَلَى غَيْرِ اسْتِواءٍ . وقال أبو زيد في العفم مثله.

وقال الفراء: تَعَفَّمُ - يَعْفُمُ اللَّاءَ - وَتَعَفَّلُ مِثْلُهُ.

وقال اللیث: الْعَفْمُ: إِسَاءَةُ الْجَبْرِ حَتَّى يَبْقَى فِيهِ أَوَدٌ كَهَيْئَةِ الْمَشْشِ. ثَعْلَبُ عَنْ ابْنِ الْأَعْرَابِيِّ قَالَ: الْعَفْيُومُ: الْأَنْثَى مِنَ الْفِيلَةِ.

وقال أبو عبيد: الْعَفْيُومُ: الضَّعِيفُ وَالذَّكْرُ ضِعْفَانِ.

وقال اللیث: الْعَفْيُومُ: الضَّعِيفُ الشَّدِيدُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ. وَيُقَالُ لِلْفِيلَةِ الْأُنْثَى عَفْيُومٌ. قَالَ:

وَيُقَالُ: لِلْفِيلِ الذَّكَرِ: عَفْيُومٌ وَجَمْعُهُ عَفَائِمُ. وَقَالَ الشَّاعِرُ:

وَقَدْ أَسِيرَ أَمَامَ الْحَيِّ تَحْمِلُنِي ... وَالْفَضْلَتَيْنِ كِنَاؤُ اللَّحْمِ عَفْيُومٌ

وصف ناقته فجعلها عَفْيُومًا. قَالَ: وَالْعَفْيَامُ: شَجَرٌ يُقَالُ لَهُ الْبَيْضَاءُ، الْوَاحِدُ عَفْيَامَةٌ. أَبُو

﴿بیت حاشیہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں﴾

اور ”عثمان“ خلیفہ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نام ہے، اور یہ نام جدوجہد کرنے اور مشغول ہونے کے معنی کے اعتبار سے ہے، یعنی دین کے معاملہ میں جدوجہد اور اپنے آپ کو مشغول کرنے والا۔

اور اسی طرح مثلاً ”معاویہ“ کے عربی لغت میں کئی معنی آتے ہیں، جن میں سے اگرچہ بعض معنی تو اچھے نہیں ہیں، لیکن بعض معنی درست ہیں، چنانچہ اس کے ایک معنی ایک دوسرے کو دعوت دینے اور بلانے و پکارنے کے آتے ہیں۔ ۱۔

اور دعوت دینا اور بلانا اچھائی کی طرف بھی ہو سکتا ہے، اور برائی کی طرف بھی، اور معاویہ ایک جلیل القدر صحابی اور کئی دیگر صحابہ کرام کا نام ہے، اور ان حضرات گرامی کا یہ نام اچھائی کی طرف دعوت دینے کے اعتبار سے ہے۔

اور مثلاً ارقم کے ایک معنی مخصوص سانپ کے آتے ہیں، اور دوسرے معنی نقش و نگار والے کے آتے ہیں، بلکہ مخصوص سانپ کا نام بھی اسی وجہ سے ارقم رکھا گیا ہے، کہ اس کے جسم پر نقش و نگار ہوتے

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

عہد عن عمرو: العَفْمُ: الشديد العظم من الإبل. وقال الليث: العَفْمُ من الإبل: الطويل في غلظ، والجمع عَفَمَات. قال: والأسد عَفْمٌ، يقال ذلك من قتل وكنه. بَقْل عَفْمٌ: قوي. وقال الجعدى يصف جملاً:

أناك أبو ليلي يوجب به الذبحى... ذبحى الليل جَوَابَ الفلاة عَفْمٌ

أبو العباس عن ابن الأعرابي: إني لأعظم له شيئاً من الرجز أى أتعف. وقال ابن الفرج: سمعت جماعة من قيس يقولون: فلان يُعَفُّم ويُعَفِّن أى يجتهد فى الأمر ويُعَمِّل نفسه فيه. وقال ابن شميل: العَفْم فى الكسر والجرح: تدانى العظم حتى هم أن يُجْبِر ولم يُجْبِر بعد كما ينبغي. يقال: أجبر عظم البعير؟ فيقال: لا ولكنه عَفْم ولم يُجْبِر. وقد عجم الجرح وهو أن يُكْنَب ويُجْلَب ولم يبرأ بعد. ثعلب عن ابن الأعرابي: العفم جمع عائم وهم المُجْبِرُونَ، عَفْمه إذا جبره. عمرو عن أبيه قال: العَفْمَان: الجعان، جاء به فى باب الحيات: أبو عہد ابن عمرو: العَفْمُ: الشديد العظم من الإبل. قال الأزهري:

عثمان: عُفْلان من العَفْم (تهذيب اللغة، مادة عجم)

۱۔ واشتقاق معاویہ من قولهم: تَعَاوَى القومُ، إذا تداعوا إلى حربٍ وغيرها. واستعوى بنو فلان، إذا استعصروهم. واستعوى الرجلُ، إذا باث القفر. واستعوى الكلابُ لسمع بُحائها، فيعلم أنه قريب من ماء أو جلتل (الاشتقاق لابن دريد، اشتقاق أسماء رجال بنى عبد شمس)

ہیں، اور ایک جلیل القدر صحابی کا نام بھی ارقم ہے، تو وہ اسی نقش و نگار بمعنی مزین و خوبصورت کی نسبت سے ہے۔ ۱۔

اور مثلاً مسروق یا سراقہ کے عربی لغت میں معنی چرائے ہوئے کے آتے ہیں اور یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام ہیں، جن کو حضور ﷺ نے تبدیل نہیں فرمایا۔

کیونکہ ان الفاظ کے معنی ”خفیہ طریقہ پر حاصل کی ہوئی چیز“ کے بھی آتے ہیں، اور مجازی طور پر ایسی چیز چرانے پر بھی ان کا اطلاق آتا ہے، جو کہ حرام نہیں ہے، مثلاً شعر چرانا، نظر چرانا، بلکہ آواز وغیرہ کے کمزور ہونے پر بھی ان الفاظ کا اطلاق آتا ہے۔

تو یہ نام انہی معانی کے پیش نظر ہیں۔ ۲۔

اسی طرح مثلاً ”سرق“ فارسی زبان میں ریشمی اور عمدہ کپڑے کو کہا جاتا ہے، اور عربی میں اس کے معنی چوری کے آتے ہیں، اور بعض صحابہ کرام کا نام ”سرق“ فارسی زبان کے اعتبار سے تھا، نہ کہ عربی زبان کے اعتبار سے۔ ۳۔

۱۔ (رق م) : (رَقَمَ الْقُوبَ) وَشَأَهُ وَقَلَّمَ (وَمِنْهُ) بُرُودُ الرِّقْمِ وَهُوَ نَوْعٌ مِنْهَا مَوْخًى وَالتَّاجِرُ يَقْرَمُ الْقِيَابَ أَيْ يُعَلِّمُهَا بِأَنْ تَمْنَحَهَا كَذَا وَمِنْهُ لَا يَجُوزُ بَيْعُ الشَّيْءِ بِرَقْمِهِ وَالْأَرْقَمُ مِنَ الْأَلْفَابِي الْأَرْقَشُ (وَبِهِ سُمِّيَ) أَرْقَمُ بْنُ أَبِي الْأَرْقَمِ وَهُوَ الَّذِي اسْتَعْمَلَ عَلَى الصَّلَاةِ فَاسْتَجَبَ أَبَا زَيْدٍ وَاسْمُ أَبِي الْأَرْقَمِ عُبَيْدٌ مَنَافٍ (المغرب، مادة رق م، باب الراء مع القاف)

۲۔ اور جو درودوں کے شعر چرانے میں اصلاح کرے، اسے بھی سراقہ کہہ دیا جاتا ہے۔

قَالَ ابْنُ بَرَزٍ: وَيُقَالُ لِسَارِقِ الشَّعْرِ: سَرَّاقٌ (تاج العروس، مادة سرق)

سرق. ويقال: سرق السمع، والنظر: سمع، أو نظر مستعطفياً. و: سرقتي صبي: نمت. سرق الشيء - سرقاً: خفياً (القاموس الفقهي ص ۷۷۷)

ومسروق: مفعول من قولهم: سَرَقَ الشَّيْءُ، إِذَا خُفِيَ. وَالسَّرَقُ معروف (الاشتقاق لابن دريد، تسمية رجال بني زيد بن كهلان ولبنالهم)

ومن المجاز: استعرق السمع، وسارقة النظر. واستعرق الكاتب بعض المحاسبات إِذَا لَمْ يَمْرُزْ. وسرقنا ليلة من الشهر إِذَا نَعَمُوا فِيهَا. وسرق صوته، وهو مسروق الصوت إِذَا بَخَّ صَوْتَهُ (اساس البلاغة، كتاب السين، ماده س ر ق)

۳۔ (السرق) شق الحریر أو أجوده الواحدة سرقة (المعجم الوسيط، باب السين)

وَالسَّرَقُ: حَرْبٌ مِنَ الْقِيَابِ الْحَرِيرِ، أَحَبُّهُ فَارِسِيًّا مَعْرَبًا (الاشتقاق لابن دريد، تسمية رجال بني زيد بن كهلان ولبنالهم)

اسی طرح مثلاً ایاس الف پر زبر کے ساتھ مایوسی و ناامیدی کے معنی میں آتا ہے، لیکن الف کے زیر کے ساتھ اس کے معنی عوض و بدلہ کے آتے ہیں، اور بعض صحابہ کرام کا یہ نام اسی معنی کے اعتبار سے تھا۔ ۱۔

اور بعض نام ایسے بھی پائے جاتے ہیں کہ ان میں لغوی معنی ملحوظ ہی نہیں، بلکہ وہ بطور علمیت کے ہی متعین ہو گئے ہیں۔

بہر حال تفصیل مذکور کی روشنی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وہ نام کہ جن کو نبی ﷺ نے ملاحظہ فرما کر تبدیل نہیں فرمایا، وہ نام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مبارک شخصیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور ان کی طرف نسبت کا اعتبار کرتے ہوئے رکھنا جائز ہے، خواہ لغوی نسبت معلوم نہ ہو، یا بظاہر اچھی معلوم نہ ہوتی ہو۔ ۲۔

نقطہ

محمد رضوان

مورخہ ۲۱/ رجب المرجب/ ۱۴۳۱ھ / 04/ جولائی / 2011ء بروز اتوار

ادارہ غفران، راولپنڈی

۱۔ (ایس) الجوہری اُیُسْتُ مِنْهُ اَیُسُ یَاساً لَعْنَةُ فِی یُنْسُتْ مِنْهُ اَیُّاسُ یَاساً وَمَصْدَرُهَا وَاحِدٌ وَایَسْنَى مِنْهُ فَلَانَ مِثْلُ اَیُّاسْنَى وَكَذَلِكَ التَّایُّسُ ابْنُ سَیْدِهِ اَیُّسْتُ مِنَ الشَّیْءِ مَقْلُوبٌ عَنْ یُنْسُتْ وَلَیْسَ بِلَعْنَةٍ فِیْهِ وَلَوْلَا ذَلِكَ لَأَعْلَوْهُ فَقَالُوا اِیْسْتُ اَاسُ كَیْهْتُ اُهَابُ فَظَهَرَ صَحیحاً یَدُلُّ عَلَیْ اَنَّهُ اِنَّمَا صَحَّ لِأَنَّهُ مَقْلُوبٌ عَمَّا تَصَحَّ عِینُهُ وَهُوَ یُنْسُتْ لَعْنَةُ الصَّحَّةِ دَلِیْلًا عَلَیْ ذَلِكَ الْمَعْنَى كَمَا كَانَتْ صَحَّةٌ عَوَزٌ دَلِیْلًا عَلَیْ مَا لَا یَدُ مِنْ صَحَّتِهِ وَهُوَ اَعْوَزٌ وَكَانَ لَهُ مَصْدَرٌ لِأَمَّا اِیَّاسُ اسْمُ رَجُلٍ فَلَیْسَ مِنْ ذَلِكَ اِنَّمَا هُوَ مِنَ الْاَوْسِ الَّذِیْ هُوَ الْعَوِضُ عَلَیْ نَحْوِ تَسْمِیَّتِهِمْ لِلرَّجُلِ عَطِیَّةٌ تَقْوُ لَا بِالْعَطِیَّةِ وَمِثْلُهُ تَسْمِیَّتُهُمْ عِیَاضاً وَهُوَ مَذْكَورٌ فِی مَوْضِعِهِ الْكِسَائِیْ سَمِعْتُ غَیْرَ قَبِیْلَةٍ یَقُولُونَ اَیْسُ یَیَّاسُ بِغَیْرِ هَمْزٍ وَالْاِیَّاسُ السَّلُّ وَآسُ (لسان العرب مادة ایس ج ۶ ص ۱۹)

۲۔ ملحوظ رہے کہ روایات میں بعض صحابیات کا نام لے اللہ تعالیٰ ہے، اور حدیث میں بھی جاریہ کو ”اُنْحٰی“ کہنے سے منع کرتے وقت فرمایا گیا ہے کہ تمام عورتیں اللہ تعالیٰ کی ”بناء“ ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ عَبْدِي وَأَمْنِي. تَحْلِلُكُمْ هَبْذُ اللَّهِ وَكُلُّ يَسَائِلِكُمْ إِمَاءُ اللَّهِ وَلَكِنْ يَتَقَلَّلُ خُلَایِی وَجَارِیَی وَفَتَایَ وَفَتَایَ (مسلم حدیث نمبر ۶۰۱۱)

جس سے معلوم ہوا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے ذاتی و صفاتی ناموں کی طرف عہد کی نسبت لگا کر لڑکوں کے نام رکھے جاتے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ذاتی و صفاتی ناموں کی طرف ”نَمْنَة“ کی نسبت لگا کر لڑکیوں کے نام بھی رکھے جائیں۔

خاتمہ

بچوں کے اسلامی ناموں کی فہرست

اس سے پہلے ہم اچھے اور صحیح و جائز اور ناجائز و غلط ناموں کے بارے میں اصولی طور پر تفصیل ذکر کر چکے ہیں۔ اب بچوں کے اسلامی ناموں کی فہرست پیش کی جاتی ہے۔
اس فہرست کو ترتیب دینے میں درج ذیل امور کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

(۱)..... حروفِ چمبی کے اعتبار سے پہلے مذکر (لڑکوں اور مردوں کے) نام درج کئے

گئے ہیں، اور اس کے بعد مؤنث (لڑکیوں اور عورتوں کے) نام درج کئے گئے ہیں۔ ۱۔

(۲)..... ہر نام کے ساتھ اصل نام لکھ کر آگے اس کا اعراب لگا کر صحیح تلفظ کی نشاندہی

کردی گئی ہے۔ ۲۔

اور اسی کے ساتھ اس نام کی نسبت اور معنی کی وضاحت کردی گئی ہے، اور بعض مقامات

پر اس نام کے صیغے کو بھی واضح کر دیا گیا ہے۔

(۳)..... ہر حرفِ چمبی کے ناموں میں انبیائے عظام اور صحابہ کرام کے ناموں کو بھی

شامل کیا گیا ہے، اور مناسب موقعوں پر معنی کی بھی وضاحت کردی گئی ہے۔

۱۔ البتہ حروفِ چمبی کی رعایت نام کے شروع ہونے والے حرف کو ملحوظ رکھ کر تو کی گئی ہے، لیکن پہلے حرف کے بعد والے حروف میں حروفِ چمبی کا لحاظ نہیں کیا گیا۔

۲۔ اور عربی و اسلامی ناموں کے صحیح تلفظ کی اہمیت بہت زیادہ ہے، اس لئے کہ اس کی خلاف ورزی کی وجہ سے ظاہری الفاظ و اعراب کے مختلف ہونے سے معنی و نسبت مختلف ہو جاتی ہے۔ اور صحیح تلفظ و اعراب کی معنی جامعیت عربی زبان میں ہے، اتنی کسی اور زبان میں نہیں پائی جاتی، چنانچہ آج کل رائج انگریزی زبان میں بعض عربی حروف و اعراب کے لئے کوئی مستقل حرف یا اعراب نہیں ہے، اور اسی وجہ سے انگریزی زبان اور بالخصوص انگریزی تحریر میں بہت سے عربی الفاظ و اعراب کی ترجمانی کی کوئی متبادل چیز موجود نہیں۔

اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آج کل جو بہت سے مسلمان اپنے ناموں کو انگریزی یا دوسری زبان میں لکھتے اور دیکھنے کرنے کے عادی ہیں، اس سے اسلامی نام کے تمام تقاضوں کی رعایت نہیں ہو پاتی، جس کی وجہ سے اس کی برکات بھی حاصل نہیں ہو پاتیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ مسلمان اپنے نام عربی اور اردو میں تحریر کرنے کا اہتمام کریں۔

(۴)..... صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے نام معتبر اور مستند کتب سے لئے گئے ہیں، اور ممکنہ حد تک ان کی تحقیق کی گئی ہے۔ ۱۔

(۵)..... جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں یا کتبوں کو شامل کیا گیا ہے، ان کے صرف نام یا کنیت کے درج کرنے پر اکتفاء کیا گیا ہے، اور طوالت یا اختلاف وغیرہ سے بچنے کے لئے پورا تعارفی نام یا نسبت وغیرہ نہیں لکھی گئی۔

(۶)..... بعض نام عربی اصول اور لغات سے اخذ کئے گئے ہیں۔

(۷)..... نام کو مرکب رکھنے کے طریقے کی بھی بطور نمونہ نشاندہی کر دی گئی ہے، لہذا خاص نشان زدہ الفاظ سے نام کو مرکب کرنا ضروری نہیں، بلکہ خود مرکب نام رکھنا بھی ضروری نہیں۔ اور لڑکیوں کے نام میں مرکب رکھنے کی نشاندہی نہیں کی گئی، ان کے ساتھ بنت یا زوجہ یا اُم یا حسنہ، محمودہ وغیرہ کا لفظ لگا کر مرکب کیا جاسکتا ہے۔ ۲۔

۱۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں کی اصل بنیاد تو ”اسد الغابہ“ پر رکھی گئی ہے، اور مزید تحقیق کے لئے ”الاصابہ فی تمییز الصحابہ“ اور ”معرفة الصحابة لابن عیثم“ اور بعض مستند عربی لغات سے استفادہ کیا ہے۔

اور اگر کسی نام کے بارے میں صحابی یا تابعی ہونے میں اختلاف نظر سے گزرا، تو اس کی بھی ساتھ وضاحت کر دی گئی ہے۔ البتہ بعض نام صحابی کے ہونے نہ ہونے میں اختلاف یا کسی دوسری وجہ سے شامل نہیں کئے گئے۔

۲۔ ملحوظ رہے کہ عربی کے بہت سے نام ایسے ہیں کہ جو مرد اور عورت دونوں کے رکھے جاسکتے ہیں (مثلاً معاذ و آلے نام اور بعض صغیر مشہد، اور مالک وغیرہ کے صیغوں والے نام اور اسی طرح بعض اسمائے جامدہ) اور ہمارے یہاں مردوں کے نام کے شروع میں محمد اور آخر میں احمد، حسن، حسین وغیرہ لگانے کے موجب طریقہ سے اس نام کے مرد کا ہونے کا کافی حد تک تعارف ہو جاتا ہے۔ لیکن خواتین کے نام کے شروع یا آخر میں ایسے عربی کے الفاظ کے استعمال کا رواج نہیں کہ جن کی وجہ سے عورت کا نام ہونے کا تعارف ہو۔ البتہ اگر عورت کے نام کے بعد ”اُم“ یا ”بنت“ یا ”زوجہ“ لگانا کا اضافہ کیا جائے، تو عورت کے نام کو مرد کے نام سے امتیاز حاصل ہو جاتا ہے، اس لئے یا تو ام یا بنت، یا زوجہ لگانا کے الفاظ لگا کر امتیاز دینے کا رواج ہونا چاہئے۔ مگر ہمارے یہاں ام یا بنت یا زوجہ لگانا کے بجائے براہ راست والد یا شوہر کا نام لگا دیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے مخصوص ناموں میں تو (جو ہمارے معاشرے میں عورتوں کے لئے ہی مخصوص رائج ہیں) امتیاز ہو جاتا ہے، لیکن مرد و عورت کے درمیان مشترک ناموں میں امتیاز مشکل ہوتا ہے، اور اسی وجہ ہمارے یہاں خواتین کے ایسے نام رکھنے کا رواج نہیں ہے، جو مرد و عورت کے درمیان عربی قواعد کے لحاظ سے مشترک ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے عورتوں کے ناموں کی تعداد کم بھی جاتی ہے، اور غیر اسلامی ناموں کا سہارا ڈھونڈا جاتا ہے۔ اس مشکل کا ایک حل یہ ہے کہ مردوں کے ناموں کے ساتھ محمد، احمد، حسن، حسین وغیرہ جیسے امتیازی اوصاف والے الفاظ کی طرح عورتوں کے لئے بھی مخصوص امتیازی اوصاف والے الفاظ کو رواج دیا جائے، مثلاً عورت کے نام کے آخر میں حسنہ، محمودہ، وغیرہ جیسے الفاظ استعمال کئے جائیں۔

﴿لڑکوں کے اسلامی نام﴾

حرف ”الف“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مڑب طریقہ
آدم	آدَم	ابو البشر سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کا نام، بمعنی گندم کو (اصلہ آدم)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
احمد	أَحْمَد	نبی ﷺ کا نام، بمعنی بہت زیادہ قابل تعریف (اسم تفضیل)	شروع میں محمد یا آخر میں حسن لگایا جاسکتا ہے
ادریس	إِدْرِيس	ایک نبی کا نام، بمعنی دین کی تعلیم دینے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ایوب	أَيُّوب	ایک نبی کا نام جن کا مبر مشہور ہے	شروع میں محمد یا آخر میں اسماء/الحی لگایا جاسکتا ہے
الیاس	إِلْيَاس	ایک نبی کا نام، جن کا قرآن مجید میں ذکر ہے	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ابراہیم	إِبْرَاهِيم	ایک جلیل القدر نبی اور نبی ﷺ کے بیٹے کا نام	” ” ”
اسامیل	إِسْمَاعِيل	حضرت ابراہیم کے بیٹے کا نام (میرانی زبان کا لفظ)	” ” ”
اسحاق	إِسْحَاق	حضرت ابراہیم کے بیٹے کا نام	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	پیغام رکھنے کا مرغوب طریقہ
البع	الْبَسْع	ایک نبی کا نام، جن کا قرآن مجید میں ذکر ہے	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
امین	أَمِين	نبی ﷺ کا لقب، بمعنی بہت امانت دار (ام مہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسن/لگا یا جاسکتا ہے
ایاس	إِيَّاس	صحابی کا نام، بمعنی بدلہ (من الاوس، بحوالہ لسان العرب)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
اسد	أَسَد	صحابی کا نام، بمعنی شیر یعنی بہادر (ام جام)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/اللہ لگایا جاسکتا ہے
اسید	أُسَيْد	صحابی کا نام، بمعنی چھوٹا سا بہادر (اسدی قصیر)	" " "
ارقم	أَرْقَم	صحابی کا نام، بمعنی منقش و مرتن (ام قفسیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسن/لگا یا جاسکتا ہے
اخرم	أَخْوَم	صحابی کا نام، شاور دم کا لقب، بمعنی ٹیلا جو کسی شیب میں اترتا ہو/تالاب	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
احوص	أَخْوَص	صحابی کا نام، بمعنی تنگ یک چشم	" " "
احمر	أَحْمَر	صحابی کا نام، بمعنی سرخ (ام مہ مدوزن اہل)	" " "
ادرع	أَفْرَع	صحابی کا نام، بمعنی زرہ پہننے والا	" " "
ازہر	أَزْهَر	صحابی کا نام، بمعنی سفید اور چمک دار چہرے والا	" " "
اسود	أَسْوَد	صحابی کا نام، بمعنی کالا بطور عاجزی (ام مہ)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	بینام رکھنے کا مرغب طریقہ
اقس	اَقْس	صحابی کا نام، بمعنی بلند، عزیز و قوی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
اِسم	اِسْم	صحابی کا نام، بمعنی حکم سیر / وسیع راہ	" " "
اسر	اَسْمَر	صحابی کا نام، بمعنی سفید بہ سیاحی مائل یعنی خوبصورت	" " "
اہبان	اُھْبَان	صحابی کا نام، بمعنی حبہ و حبیبہ (الف لون زالقنن عن الھبوا الھمزۃ بدل من الوو)	" " "
اوس	اَوْس	صحابی کا نام، بمعنی عطیہ کرنا (اسم مصدر)	" " "
ابان	اَبَان	صحابی کا نام، بمعنی واضح و ظاہر	" " "
اربہ	اَرْبَد	صحابی کا نام، بمعنی خاکستری لون والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / حسن / لگا یا جاسکتا ہے
اسامہ	اُسَامَہ	صحابی کا نام، بمعنی شیر یعنی بہادر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
امیہ	اُمَیَہ	صحابی کا نام، بمعنی قریش کا ایک قبیلہ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
ابی	اُبَی	صحابی کا نام (صغیر اب مخفف، اصلہ اُبُو)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
اغر	اَغَرَ	صحابی کا نام، بمعنی سفید اور شریف	" " "
اسعد	اَسْعَد	صحابی کا نام، بمعنی نہایت نیک	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لگا یا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مگر عیب طریقہ
اقرع	اَقْرَعُ	صحابی کا نام، بمعنی سخت ڈھال	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا جایا سکتا ہے
البح	اَلْبَحْ	صحابی کا نام، بمعنی کامیاب ترین	" " "
ایمن	اَيْمَنُ	صحابی کا نام، بمعنی دایاں / راست / بابرکت	" " "
أسیر	اُسَيْرُ	صحابی کا نام، بمعنی چھوٹا ساقیدی (یعنی احکام الہی کا) (اسیر کی تعمیر)	" " "
انيف	اَنْيَفُ	صحابی کا نام، بمعنی چھوٹا سا سرسبز باغ (انف کی تعمیر)	" " "
انس	اَنَسُ	صحابی کا نام، بمعنی انسیت ہونا (مصلو انس بہ من باب طوب)	" " "
انيس	اَنْيَسُ	صحابی کا نام، بمعنی انسیت ہونا (انس کی تعمیر)	" " "
انيس	اَيْنِسُ	انسیت والا (ام عہد)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد الرحمن لگا جایا سکتا ہے
اوسط	اَوْسَطُ	حضور ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہونے والے تابعی کا نام، بمعنی درمیان و معتدل	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا جایا سکتا ہے
اخف	اَخْفُ	تابعی کا نام، بمعنی استقامت کی طرف مائل ہونے والا	" " "
اشرف	اَشْرَفُ	زیادہ شرافت والا (ام تفضیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد الدین لگا جایا سکتا ہے
اجل	اَجْمَلُ	زیادہ جمال والا (ام تفضیل)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
آہود	أَجُود	زیادہ بچی (اہم تفضیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسن/انکایا جاسکتا ہے
احسن	أَحْسَن	زیادہ اچھا (اہم تفضیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ارشد	أَرْشَد	زیادہ ہدایت والا (اہم تفضیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسن/انکایا جاسکتا ہے
ابیض	أَبْيَض	سفید یا صاف سترا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسن/انکایا جاسکتا ہے
احور	أَحْوَر	سفید (اہم صہ)	" " "
اکرم	أَكْرَم	زیادہ عزت و اکرام والا	" " "
اکمل	أَكْمَل	زیادہ کامل	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/انکایا جاسکتا ہے
انور	أَنُور	زیادہ روشنی والا	" " "
انصر	أَنْصَر	بہت زیادہ مدد والا	" " "
اسلم	أَسْلَم	صحابی کا نام، بمعنی زیادہ سلامتی والا	" " "
امجد	أَمْجَد	زیادہ بزرگی والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسین/انکایا جاسکتا ہے
افضل	أَفْضَل	زیادہ فضیلت والا	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا عربی طریقہ
اطہر	أَطْهَر	زیادہ پاکیزہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ مبارک/ لگا یا جاسکتا ہے
اطیب	أَطْيَب	زیادہ پاک	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے
اصغر	أَصْغَر	چھوٹا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ حسن/ لگا یا جاسکتا ہے
آخضر	أَخْضَر	صحابی کا نام؛ بمعنی سرسبز/ تروتازہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ حسن/ لگا یا جاسکتا ہے
ابکر	أَبْكَر	آگے بڑھنے والا	" " "
آذکی	أَذْكَى	نہایت عقل مند	شروع میں محمد لگا یا جاسکتا ہے
أحمس	أَحْمَس	دین میں زیادہ قوی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ حسن/ لگا یا جاسکتا ہے
ازھر	أَزْهَر	صحابی کا نام؛ بمعنی نہایت سفید و روشن	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین/ لگا یا جاسکتا ہے
اظہر	أَظْهَر	زیادہ ظاہر قوی	" " "
ارشق	أَرْشَق	خوبصورت اور اچھے قد والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے
انظر	الْظَّر	خوب دھیان رکھنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے
اعتصام	إِعْتِصَام	خود کو گناہوں سے محفوظ رکھنا (اسم مصدر باب اعتعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الحق/ لگا یا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا عربی طریقہ
انتصار	اِنْتِصَار	فتح یاب ہونا (اسم مصدر، باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
اعتماد	اِعْتِمَاد	یقین و بھروسہ کرنا (اسم مصدر، باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
انعام	اِنْعَام	نعمت و تحفہ دینا (اسم مصدر، باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/اللہ لگایا جاسکتا ہے
إخلاص	اِخْلَاص	کھوٹ و ملاوٹ سے خالی و پاک ہونا (اسم مصدر، باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ایثار	اِثْرَار	نیکو کار و پرہیزگار ہونا (اسم مصدر، باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
ارشاد	اِرْشَاد	ہدایت کرنا، راہ دکھانا (اسم مصدر، باب افعال)	" " "
اَوَّاب	اَوَّاب	بہت رجوع کرنے والا (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
اُولیس	اُولَیْس	چھوٹا سا عطیہ (اوس کی تفسیر)	" " "
امان	اَمَان	پناہ/ حفاظت	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/اللہ لگایا جاسکتا ہے
ایثار	اِثْرَار	دوسرے کو ترجیح دینا (اسم مصدر، باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
انتخاب	اِنْتِخَاب	پسند کرنا، چھانٹنا (اسم مصدر، باب افعال)	" " "
اطمینان	اِطْمِئْنَان	مطمئن ہونا، سکون و آرام ہونا (اسم مصدر، باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	بیان نام رکھنے کا عربی طریقہ
احسان	إِحْسَان	اچھا سلوک اور بھلائی کرنا (اہم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
امکان	إِمْكَان	ممکن و آسان ہونا (اہم مصدر)	" " "
اسلام	إِسْلَام	صلح کرنا / فرمانبرداری ہونا (اہم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمن لگایا جاسکتا ہے
اعلام	إِعْلَام	ظاہر کرنا (اہم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
اقبال	إِقْبَال	کسی کی طرف متوجہ ہونا (اہم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمن لگایا جاسکتا ہے
اصلاح	إِصْلَاح	درست کرنا (اہم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
ارضاء	إِرْضَاء	راضی کرنا، خوش کرنا (اہم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمن لگایا جاسکتا ہے
ارتضاء	إِرْتِضَاء	اپنے لئے پسند کرنا (اہم مصدر از باب افتعال)	" " "
افلاح	إِفْلَاح	کامیاب ہونا (اہم مصدر از باب افتعال)	" " "
انفاق	إِنْفَاق	خرچ کرنا (اہم مصدر از باب افتعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
انظار	إِنْظَار	مہلت دینا (اہم مصدر از باب افتعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
احسان	إِحْصَان	مضبوط جگہ میں محفوظ کرنا (اہم مصدر از باب افتعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مگر کب طریقہ
ادراک	إِدْرَاک	پانا/ معلوم کرنا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین لگایا جاسکتا ہے
اشفاق	إِشْفَاق	مہربانی کرنا/ ڈرنا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الرحمن لگایا جاسکتا ہے
اسفار	إِسْفَار	روشن ہونا/ روشنی میں جانا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین لگایا جاسکتا ہے
اقدار	إِقْدَار	قادر و غالب ہونا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین لگایا جاسکتا ہے
انتظار	إِنْتِظَار	منتظر ہونا (اسم مصدر از باب افعال)	" " "
اصباح	إِصْبَاح	صبح میں داخل ہونا (اسم مصدر از باب افعال)	" " "
اختیار	إِخْتِيار	چننا/ منتخب کرنا (اسم مصدر از باب افعال)	" " "
ایراد	إِبْرَاد	ٹھنڈے وقت میں داخل ہونا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
اظہار	إِظْهَار	ظاہر کرنا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الحق لگایا جاسکتا ہے
اطعام	إِطْعَام	کھانا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
اسبغ	إِسْبَاغ	کامل بنانا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین لگایا جاسکتا ہے
اذعان	إِذْعَان	مطمئن ہونا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الرحمن لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	پیغام رکھنے کا مرگب طریقہ
اذکار	إِذْكَار	یاد دلانا (اسم صمد از باب فعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد الحق لکایا جاسکتا ہے
اسعاد	إِسْعَاد	نیک بخت بنانا / مدد کرنا (اسم صمد از باب فعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد الدین لکایا جاسکتا ہے
اثمار	إِثْمَار	درخت کا پھل دار ہونا (اسم صمد از باب فعل)	" " "
اقساط	إِقْسَاط	انصاف کرنا (اسم صمد از باب فعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد الدین لکایا جاسکتا ہے
اکمال	إِكْمَال	پورا کرنا (اسم صمد از باب فعل)	" " "
اشترک	إِشْتِرَاك	باہم شریک ہونا (اسم صمد از باب فعل)	" " "
اجتہال	إِجْتِهَال	خوب اکساری سے دعائے نکتا (اسم صمد از باب فعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد الرحمن لکایا جاسکتا ہے
اجتاع	إِتْبَاع	پیروی کرنا (اسم صمد از باب فعل)	" " "
استباق	إِسْتِیْقَاق	ایک دوسرے سے آگے نکلنا (اسم صمد از باب فعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد الحق لکایا جاسکتا ہے
اقتراب	إِقْتِرَاب	قریب ہونا (اسم صمد از باب فعل)	" " "
اقتصاد	إِقْتِصَاد	میانہ روی کرنا (اسم صمد از باب فعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد الدین لکایا جاسکتا ہے
اقتصار	إِقْتِصَار	اکتفاء کرنا (اسم صمد از باب فعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد الحق لکایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	پیغام رکھنے کا مرعوب طریقہ
التماس	اَلْتِمَاس	طلب کرنا (اسم مصدر از باب افتعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لکایا جاسکتا ہے
اقبال	اِمْتِیَال	حکم بجالانا (اسم مصدر از باب افتعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمن لکایا جاسکتا ہے
اکتساب	اِکْتِسَاب	حاصل کرنا/کمانا (اسم مصدر از باب افتعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لکایا جاسکتا ہے
اغتناء	اِغْتِنَاء	خبردار ہونا (اسم مصدر از باب افتعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لکایا جاسکتا ہے
استبشار	اِسْتِبْشَار	خوش ہونا (اسم مصدر از باب استفعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لکایا جاسکتا ہے
استحسان	اِسْتِحْسَان	اچھا سمجھنا (اسم مصدر از باب استفعال)	" " "
استحکام	اِسْتِحْکَام	محکم کرنا (اسم مصدر از باب استفعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لکایا جاسکتا ہے
اکشاف	اِنْکِشَاف	کھلنا/ظاہر ہونا (اسم مصدر از باب انفعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لکایا جاسکتا ہے
اشرار	اِنْشِرَاح	کھلنا/دل کی رکاوٹ دور ہونا (اسم مصدر از باب انفعال)	" " "
اندراج	اِنْدِرَاج	داخل ہونا (اسم مصدر از باب انفعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لکایا جاسکتا ہے
انبساط	اِنْبِسَاط	پھیلنا/خوش ہونا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لکایا جاسکتا ہے
ابحاث	اِنْبِعَاث	بھیجا جانا/بیدار ہونا/اکھڑا ہونا (اسم مصدر)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا عربی طریقہ
احمر	إِحْمَر	سرخ ہونا (اسم مصدر باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
امہ	أُمَّہ	ایک جماعت/مقتدا	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
آمر	أَمِر	حکم دینے والا (اسم قائل از علانی مجرد باب فہر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
آمن	أَمِن	بے خوف (اسم قائل علانی مجرد باب یح)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
امیر	أَمِير	زیادہ آسان و سہل (اسم تفضیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
امداد	إِمْدَاد	لہاوردار ہونا (مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
ایار	إِيسَار	آسانی فراہم کرنا (باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
امجد	أَمْجَد	زیادہ بہادر (اسم تفضیل)	" " "
اریب	أَرِيب	عاقل (مفعول مضمر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
اتقان	إِتْقَان	پختگی/مہارت/خوبی	" " "
احتشام	إِحْتِشَام	حیا/وقار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/الحق لگایا جاسکتا ہے
ارتق	أَرْق	مغیا/فائدہ مند	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرعوب طریقہ
ابوبکر	أَبُو بَكْرٍ	مصدق اکبر کی کنیت	کوئی لفظ ملائے کی ضرورت نہیں، کیونکہ یہ خود مرکب ہے
ابو حذیفہ	أَبُو حَذِيفَةَ	صحابی کی کنیت	" " "
ابو سلمہ	أَبُو سَلَمَةَ	" " "	" " "
ابو عبیدہ	أَبُو عَبِيدَةَ	" " "	" " "
ابو موسیٰ	أَبُو مُوسَى	" " "	" " "
ابن ام مکتوم	ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ	" " "	" " "
ابو احمد	أَبُو أَحْمَدَ	" " "	" " "
ابو بردہ	أَبُو بَرْدَةَ	" " "	" " "
ابو بربزہ	أَبُو بَرْزَةَ	" " "	" " "
ابو ذر	أَبُو ذَرٍّ	" " "	" " "
ابو رافع	أَبُو رَافِعٍ	" " "	" " "
ابو رہم	أَبُو رَهْمٍ	" " "	" " "
ابو سبرہ	أَبُو سَبْرَةَ	" " "	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرئب طریقہ
ابوستان	أَبُو سَتَان	صحابی کی کنیت	کوئی لفظ ملانے کی ضرورت نہیں، کیونکہ یہ فخر کب ہے
ابوقسیمہ	أَبُو قَسِيمَةَ	" " "	" " "
ابوقیس	أَبُو قَيْسٍ	" " "	" " "
ابو کبشہ	أَبُو كَبْشَةَ	" " "	" " "
ابو مرثد	أَبُو مَرْثَدٍ	" " "	" " "
ابو ہریرہ	أَبُو هُرَيْرَةَ	" " "	" " "
ابو ایوب	أَبُو أَيُّوبَ	" " "	" " "
ابوطلمحہ	أَبُو طَلْحَةَ	" " "	" " "
ابو الدرداء	أَبُو الدَّرْدَاءِ	" " "	" " "
ابوسعید	أَبُو سَعِيدٍ	" " "	" " "
ابومسعود	أَبُو مَسْعُودٍ	" " "	" " "
ابوقنادہ	أَبُو قَنَادَةَ	" " "	" " "
ابودجانہ	أَبُو دُجَانَةَ	" " "	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	پیام رکھنے کا مرغب طریقہ
ابوالیسر	أَبُو الْيَسْرِ	صحابی کی کنیت	کوئی نقطہ طالع کی ضرورت نہیں، کیونکہ یہ خود مرکب ہے
ابولبابہ	أَبُو الْبَابِ	" " "	" " "
ابوالہیثم	أَبُو الْهَيْثَمِ	" " "	" " "
ابوقیس	أَبُو قَيْسٍ	" " "	" " "
ابوحمید	أَبُو حَمِيدٍ	" " "	" " "
ابوزید	أَبُو زَيْدٍ	" " "	" " "
ابوعمرہ	أَبُو عُمَرَ	" " "	" " "
ابوجس	أَبُو جَسٍّ	" " "	" " "
ابواسید	أَبُو أُسَيْدٍ	" " "	" " "
ابن ابی اوفی	ابْنُ أَبِي أُوفَى	" " "	" " "
ابوامامہ	أَبُو أُمَامَةَ	" " "	" " "
ابوبصیر	أَبُو بَصِيرٍ	" " "	" " "
ابوبکرہ	أَبُو بَكْرَةَ	" " "	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	پیام رکھنے کا مرگب طریقہ
ابوجہم	أَبُو جَهْم	صحابی کی کنیت	کوئی لفظ ملانے کی ضرورت نہیں، کیونکہ یہ غم رکب ہے
ابوجندل	أَبُو جَنْدَل	" " "	" " "
ابوطالبہ	أَبُو تَالِبَہ	" " "	" " "
ابورفاعہ	أَبُو رِفَاعَہ	" " "	" " "
ابوسفیان	أَبُو سُفْيَان	" " "	" " "
ابوشریح	أَبُو شَرِيح	" " "	" " "
ابوالعاص	أَبُو الْعَاصِ	" " "	" " "
ابوعامر	أَبُو عَامِر	" " "	" " "
ابوعسیب	أَبُو عَسِيب	" " "	" " "
ابوعمرہ	أَبُو عَمْرُو	" " "	" " "
ابوما لک	أَبُو مَالِك	" " "	" " "
ابو محجن	أَبُو مُحَجَّن	" " "	" " "
ابومحذورہ	أَبُو مُحْذَرِہ	" " "	" " "
ابو واقد	أَبُو وَاقِد	" " "	" " "

حرف ”ب“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
بشیر	بَشِير	نبی اور کئی صحابہ کا نام، بمعنی خوشخبری دینے والا (ام حبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
بشر	بِشْر	صحابی کا نام، بمعنی چہرے کی رونق/ کشادہ روئی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
بکر	بَكْر	صحابی کا نام، بمعنی ابتدائی/ جلدی کرنا	” ” ”
بکیر	بَكِيْر	صحابی کا نام (بکر کی قصیر)	” ” ”
بکیر	بَكِيْر	موسم بہار کی ابتدائی بارش	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ مبارک/ لگایا جاسکتا ہے
باکر	بَاكِر	صبح آنے والا (ام قائل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ حسن/ لگایا جاسکتا ہے
بلال	بَلَال	مشہور صحابی کا نام، بمعنی پانی/ آغری، جو خلق کو تر کر دے	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
بریدہ	بُرَيْدَة	صحابی کا نام، بمعنی چورس کالی چادر (بردۃ کی قصیر، بحوالہ المغرب)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
برید	بَرِيْد	قاصد	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
براء	بَرَاء	صحابی کا نام، بمعنی میوب و آفات سے بری	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
بدیل	بَدِیل	صحابی کا نام، بمعنی سخی، فیاض/شریف	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
بسر	بُسْر	صحابی کا نام بمعنی، نازہ چیز/طلوع کے وقت کا سورج	" " "
بریہ	بَرِیہ	بیلو کے درخت کا پہلا پھول	" " "
بریہ	بُرِیہ	صحابی کا نام (بریہ کی تصغیر)	" " "
بصرہ	بَصْرہ	صحابی کا نام، بمعنی سفیدی مائل نرم پتھر (ہاہ پتھر مدبر اور پیش میں طرح درست ہے)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
بلیل	بَلَل	صحابی کا نام، بمعنی نمدار ٹھنڈی ہوا (بلل کی تصغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
بلیل	بَلَل	نمدار ٹھنڈی ہوا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/مبارک/الگا لگایا جاسکتا ہے
بحیر	بَحِیر	صحابی کا نام، بمعنی علم یا مال میں وسیع (اسم صہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
برلج	بَرِیع	مصل و جمال میں کامل	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/الگا لگایا جاسکتا ہے
بعیث	بَعِیْث	بھیجا ہوا	" " "
بلیت	بَلِیت	خوش بیان، جھلند	" " "
بقیع	بَقِیع	درختوں کی جڑوں والی جگہ	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
باقر	بَاقِر	علم میں وسیع (وجہ التسمیہ مذکور فی الحاشیہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لکایا جاسکتا ہے
باعق	بَاعِق	اذان دینے والا (اسم قائل)	" " "
بادر	بَادِر	پورا چاند/ آگے بڑھنے والا (اسم قائل)	" " "
بارع	بَارِع	ماہر/ باکمال/ فائق (اسم قائل)	" " "
بارق	بَارِق	روشن، چمکدار (اسم قائل)	" " "
باصر	بَاصِر	خور سے دیکھنے والا (اسم قائل)	" " "
بدر	بَدْر	چودھویں کا چاند (اسم جامد)	" " "
برز	بَرْز	بہادری میں سبقت لے جانا (اسم مصدر)	" " "
برکت	بَرَكَت	خیر، بھلائی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ اللہ لکایا جاسکتا ہے
بُرہان	بُرْهَان	مضبوط دلیل	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین/ لکایا جاسکتا ہے
بہیس	بُهَیْس	دلیری (بہس کی تصریح)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لکایا جاسکتا ہے
بشارت	بَشَارَت	حسن و جمال	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ مبارک/ لکایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغوب طریقہ
بصارت	بَصَارَت	جاننا، دیکھنا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
بلاغت	بَلَاغَت	فصح و بلیغ ہونا (اسم مصدر)	" " "
بلیغ	بَلِیْغ	خوش بیان (اسم صفت)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگا یا جاسکتا ہے
بسیل	بَسِیْل	بہادر	" " "
بسول	بَسُوْل	انتہائی بہادر	" " "
بہلول	بُهْلُوْل	عمدہ صفات کا سردار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

حرف ”ب“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”ت“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا عرب طریقہ
توحید	تَوْحِيد	وحدانیت بیان کرنا (اسم مصدر، از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / اللہ لکایا جاسکتا ہے
تبشیر	تَبْشِير	خوشخبری سناتا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین لکایا جاسکتا ہے
حمیم	حَمِيم	کئی صحابہ کا نام، بمعنی انتہائی غوس / پورے قد و قامت والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لکایا جاسکتا ہے
تمام	تَمَام	صحابی کا نام، بمعنی انتہائی مکمل، پورا (اسم مبالغہ)	” ” ”
تائب	تَائِب	توبہ کرنے والا (اسم قائل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الرحمن لکایا جاسکتا ہے
تالِع	تَالِع	فرمانبردار (اسم قائل)	” ” ”
تبیع	تَبِيع	تالِع / ماتحت (اسم حبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الرحمن / الدین لکایا جاسکتا ہے
ترتیب	تَرْتِيب	مضبوط پنوں والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لکایا جاسکتا ہے
تین	ثَلَاث	بجھدار	” ” ”
نقی	نَقِي	پرہیزگار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین لکایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	پیام رکھنے کا مطلب طریقہ
تاجی	تَاجِجِی	باغبان	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
توقیر	تَوَقِیر	عزت کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگا یا جاسکتا ہے
توصیف	تَوْصِیْف	تقریف کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	" " "
توثیق	تَوَثِیْق	مضبوط کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	" " "
تحسین	تَحْسِیْن	اچھا اور خوبصورت بنانا (اسم مصدر از باب تفعیل)	" " "
تنویر	تَنْوِیْر	روشن کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الاسلام/الحق لگایا جاسکتا ہے
تسکین	تَسْکِیْن	سکون پہنچانا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الاسلام/لگا یا جاسکتا ہے
تسلیم	تَسْلِیْم	حکم ماننا/گردن جھکانا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمن لگایا جاسکتا ہے
تنسیم	تَسْنِیْم	جنت کی ایک نہر	" " "
تنزیل	تَنْزِیْل	نازل کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	" " "
توفیق	تَوَفِیْق	فیک اسباب پہنچانا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمن لگایا جاسکتا ہے
تیسیر	تَیْسِیْر	آسانی و سہولت پیدا کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام صحیح تلفظ	نسبت / معنی	پیغام رکھنے کا مرغب طریقہ
تہلیل	تَهْلِيل	اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرنا (اس مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / اللہ / الرحمن / لکایا جاسکتا ہے
تنویل	تَنْوِيل	بھلائی پہنچانا (اس مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الاسلام / لکایا جاسکتا ہے
تجمل	تَجْمُل	حسن والا (اس مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لکایا جاسکتا ہے
تفضل	تَفْضُل	مہربانی کرنا / بزرگی و فضیلت حاصل کرنا (اس مصدر از باب تفعیل)	" " "
تیمن	تَيْمَن	برکت حاصل کرنا (اس مصدر از باب تفعیل)	" " "
تبسم	تَبَسُّم	مسکراتا (اس مصدر از باب تفعیل)	" " "
تجمل	تَجْمِيل	پورا کرنا (اس مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین لکایا جاسکتا ہے
تہلیل	تَهْلِيل	آسان کرنا (اس مصدر از باب تفعیل)	" " "
تعظیم	تَعْظِيم	عظمت ظاہر کرنا (اس مصدر از باب تفعیل)	" " "
تشریح	تَشْرِيح	کھولنا / واضح کرنا (اس مصدر از باب تفعیل)	" " "
تحمید	تَحْمِيد	حمد بیان کرنا (اس مصدر از باب تفعیل)	" " "
تصدیق	تَصْدِيق	سچا بتلانا (اس مصدر از باب تفعیل)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
تصریح	تَصْرِیح	صاف بات کرنا / کھولنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد الدین لگایا جاسکتا ہے
تطہیر	تَطْهِیر	پاک کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	" " "
ثبیت	تَثْبِیت	ثابت و مضبوط کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	" " "
تفضیل	تَفْضِیل	ترجیح دینا (اسم مصدر از باب تفعیل)	" " "
تفہیم	تَفْهِیم	سمجھانا (اسم مصدر از باب تفعیل)	" " "
تمہید	تَمْهِید	درست و ہموار کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	" " "
تشفیہ	تَنْشِیْف	صاف کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	" " "
تعمیم	تَنْعِیم	نعمت دینا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
تمرین	تَمْرِین	مشق کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد الدین لگایا جاسکتا ہے
تزیہ	تَزْیَہ	برائی سے دور رکھنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	" " "
تکریم	تَكْرِیم	عزت دینا (اسم مصدر از باب تفعیل)	" " "
تقبیل	تَقْبِیل	چومنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
تمکین	تَمَكِين	اختیار دینا / جگہ دینا (اس مصدر از باب فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الحق لگایا جاسکتا ہے
تشفیع	تَشْفِيع	سفارش قبول کرنا (اس مصدر از باب فاعل)	" " "
تراضی	تَرَاضِي	ایک دوسرے سے راضی ہونا (اس مصدر از باب فاعل)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
تبرک	تَبْرَك	برکت حاصل کرنا (اس مصدر از باب فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
تدبر	تَدْبِر	انجام سوچنا (اس مصدر از باب فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الحق لگایا جاسکتا ہے
تقرب	تَقْرُب	قرب طلب کرنا (اس مصدر از باب فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
تفکر	تَفْكَر	سوچنا / غور کرنا (اس مصدر از باب فاعل)	" " "
تحفظ	تَحْفَظ	حفاظت کرنا / بچنا (اس مصدر از باب فاعل)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
تمکن	تَمَكُن	جگہ پانا (اس مصدر از باب فاعل)	" " "
تبحر	تَبْحُر	وسیع علم والا ہونا (اس مصدر از باب فاعل)	" " "
تدارک	تَدَارِك	طلاقی کرنا (اس مصدر از باب فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں الدین لگایا جاسکتا ہے
تصدق	تَصَدَّق	صدقہ دینا (اس مصدر از باب فاعل)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	پیام رکھنے کا عربی طریقہ
تضرع	تَضَرُّع	دعا مانگنے میں انکساری ظاہر کرنا (اسم مصدر از باب فاعل)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
تمتع	تَمَتُّع	لبے عرصہ تک فائدہ اٹھانا (اسم مصدر از باب فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں الدین لگایا جاسکتا ہے
ترقب	تَرَقُّب	انتظار کرنا (اسم مصدر از باب فاعل)	" " "
تحر	تَسْحَر	سحری کھانا (اسم مصدر از باب فاعل)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
تکفل	تَكْفُل	کفیل ہونا (اسم مصدر از باب فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد الدین لگایا جاسکتا ہے
تبارک	تَبَارَكَ	برکت والا ہونا (اسم مصدر از باب فاعل)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
تسائل	تَسَاوَل	ایک دوسرے کے ساتھ نرمی کرنا (اسم مصدر از باب فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں الدین لگایا جاسکتا ہے
تذکر	تَذَكَّر	یاد کرنا (اسم مصدر از باب فاعل)	" " "
تطہر	تَطَهَّر	خوب پاکی حاصل کرنا (اسم مصدر از باب فاعل)	" " "
تشیع	تَشْيَع	بہادر بننا (اسم مصدر از باب فاعل)	" " "
تعبث	تَبَثْ	چھان بین کر کے آہستگی سے کام لینا (اسم مصدر از باب فاعل)	" " "
تظاہر	تَظَاهَر	ایک دوسرے کی مدد کرنا (اسم مصدر از باب فاعل)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
تطابق	تَطَابُق	ایک دوسرے کے موافق ہونا (اسم مصدر از باب تفاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں الدین لگایا جاسکتا ہے
تعاون	تَعَاوُن	ایک دوسرے کی مدد کرنا (اسم مصدر از باب تفاعل)	” ” ”
تجاور	تَجَاوُر	ایک دوسرے کے قریب رہنا (اسم مصدر از باب تفاعل)	” ” ”
تقن	تَقِن	ماہر / ہوشیار	” ” ”
تناسق	تَنَاسُق	یکجہتی	” ” ”
تائج	تَاجِج	تاجدار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

حرف ”ت“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”ث“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	بیان نام رکھنے کا عربی طریقہ
ثابت	ثَابِت	کئی صحابہ کا نام، بمعنی مضبوط (اسم مطلق)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ثلبہ	ثَلْبَه	کئی صحابہ کا نام (دشمنوں پر عرب والے معنی کی مناسبت)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
ثمامہ	ثَمَامَه	صحابی کا نام، بمعنی ایک گنجان اور لمبی شاخوں والا پودا	” ” ”
ثوبان	ثَوْبَان	کئی صحابہ کا نام، بمعنی اللہ کی طرف رجوع کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ثعب	ثَعْب	صحابی کا نام، بمعنی روشن ہونا	” ” ”
ثقیب	ثَقِيب	صحابی کا نام، بمعنی سرخ چہرے والا	” ” ”
ثور	ثَوْر	صحابی کا نام، بمعنی شوق کی سرخی / ایک بڑج کا نام	” ” ”
ثواب	ثَوَاب	اللہ کی طرف کثرت سے رجوع کرنے والا	” ” ”
ثقف	ثَقَف	صحابی کا نام، بمعنی ذہین و دانشمند اور مہذب ہونا	” ” ”
ثقیف	ثَقِيف	نہایت عقل مند و ذہین (اسم مہذب)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الرحمن / انکا لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مکتب طریقہ
ثوران	ثَوْرَان	شوق کی سرفرازی (الف نون زائد تان فی ثور)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لکایا جاسکتا ہے
ثاقب	ثَاقِب	روشن / کامل عقل	” ” ”
ثایب	ثَایِب	ابتدائی بارش کی چیز ہوا (بحالہ، التاموس الوحید)	” ” ”
ثناء	ثَنَاء	تعریف	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / اللہ الحق / لکایا جاسکتا ہے
ثمر	ثَمَر	پھل	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / مبارک / لکایا جاسکتا ہے
ثمیر	ثَمِیر	پھلدار / بار آور / نتیجہ خیز	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لکایا جاسکتا ہے
ثامر	ثَامِر	پھل والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / لکایا جاسکتا ہے

حرف ”ث“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”ج“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
جیل	جَوَیْل	کئی صحابہ کا نام، بمعنی حسن و جمال والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
جعفر	جَعْفَر	جلیل القدر صحابی کا نام، بمعنی نہر	” ” ”
جیل	جَعِیْل	صحابی کا نام، بمعنی نگران آدمی (جعل کی تصریح)	” ” ”
جابر	جَابِر	صحابی کا نام، بمعنی درست و مستحکم (اسم قائل)	” ” ”
جبیر	جُبَیْر	صحابی کا نام، بمعنی بہادر (جبر کی تصریح)	” ” ”
جریر	جَوَیْر	صحابی کا نام، بمعنی لگام	” ” ”
جھینہ	جُھَیْنَه	صحابی کا نام، بمعنی فیاض اور میزبان (تصفیٰ کی تصریح)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
جج	جَجِیْع	صحابی کا نام، بمعنی مکمل و تمام	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
جناب	جَنَاب	صحابی کا نام، بمعنی آغوش (تعلیق لقب)	” ” ”
جنادح	جُنَادِح	صحابی کا نام جو مصر کی فتح میں شریک ہوئے، بمعنی سخت آدمی	” ” ”
جبد	جُبْد	صحابی کا نام، بمعنی بلند حصہ	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
جندب	جُنْدَب	حضرت ابوذر غفاری صحابی کا نام (جو بڑے صحابہ میں شمار ہوتے ہیں)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
جنید	جُنَيْد	صحابی کا نام، بمعنی فوج/ لشکر/ مددگار (جنید کی تعمیر)	" " "
جبر	جَبْر	صحابی کا نام، بمعنی اعلان/ اشاعت/ اقبال/ بلند (اہم صدد)	" " "
جہم	جَهْم	صحابی کا نام، بمعنی عاجز/ شیر	" " "
جہیم	جُھَيْم	صحابی کا نام (جہم کی تعمیر)	" " "
جون	جَوْن	صحابی یا تابعی کا نام، بمعنی خالص سرخ/ سفید و سیاہ/ دن (اہم صدد)	" " "
جیر	جَيْفَر	صحابی یا تابعی کا نام، بمعنی سخت اور بڑا شیر یعنی بڑا بہادر	" " "
جنادل	جُنَادِل	معنی مضبوط و با عظمت آدمی	" " "
جواد	جَوَاد	نحی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین/ لگا یا جاسکتا ہے
جواد	جَوَاد	بہت نحی (اہم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الرحمن/ لگا یا جاسکتا ہے
جودان	جَوْدَان	عمدہ (الفون دان تان)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
جید	جَيْد	عمدہ (اہم صدد کنگھس جِلد الرّودیہ)	" " "
جمال	جَمَال	حسن و جمال	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین/ لگا یا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
جلیس	جَلِیس	ہم نشین / ساتھی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لگا یا جاسکتا ہے
جازم	جَازِم	پختہ ارادہ کرنے والا	" " "
جابر	جَابِر	دلیر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے
جسار	جَسَّار	بہت دلیر	" " "
جالب	جَالِب	کھینچنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لگا یا جاسکتا ہے
جلیب	جَلِیب	لایا ہوا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے
جدیر	جَدِیر	احاطہ کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لگا یا جاسکتا ہے
جزیل	جَزِیل	کثیر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے
جامع	جَامِع	جمع کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لگا یا جاسکتا ہے
جاعد	جَاعِد	کوشش کرنا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے
جدلان	جُدْلَان	خوش	" " "
جلال	جَلَال	عظمت	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لگا یا جاسکتا ہے
جوار	جَوَار	پڑوسی بننا اور بنانا، ظلم سے پناہ لینا اور دینا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے

حرف ”ح“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
حاشر	حَاشِر	حَضْرَت کا نام، بمعنی جمع و اشخاص کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حارث	حَارِث	حدیث کی رُو سے پسندیدہ نیز صحابی کا نام، بمعنی کمانے والا	” ” ”
حویث	حُوَيْرِث	صحابی کا نام (حارث کی تصغیر)	” ” ”
حریث	حُرَيْث	صحابی کا نام، بمعنی کھیتی (حارث کی تصغیر ترخیم)	” ” ”
حمزہ	حَمَزَه	صحابی کا نام، بمعنی شیر یعنی بہادر	” ” ”
حذیفہ	حُذَيْفَه	صحابی کا نام، بمعنی قطعہ (جلدہ کی تصغیر)	” ” ”
حظله	حَنْظَلَه	صحابی کا نام/عرب کے ایک قبیلہ کا نام	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
حماد	حَمَاد	صحابی کا نام، بمعنی بہت تعریف کرنے والا (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حسان	حَسَّان	صحابی کا نام، بمعنی بہت خوبصورت (اسم مبالغہ، حُسن)	” ” ”
حسن	حَسَن	نواسر رسول کا نام، بمعنی خوبصورت و اچھا (اسم صفت)	” ” ”
حسین	حُسَيْن	نواسر رسول کا نام، بمعنی چھوٹا خوبصورت (حسن کی تصغیر)	” ” ”
حصین	حُصَيْن	صحابی کا نام، بمعنی محفوظ مقام (حصن کی تصغیر)	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
حبیب	حَبِیب	صحابی کا نام، بمعنی دوست/ محبت کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حاطب	حَاطِب	صحابی کا نام، بمعنی لکڑیاں و ایندھن جمع کرنے اور دودھ دینے والا (اسم فاعل)	" " "
حمطب	حُوْطِب	صحابی کا نام (حاطب کی تصغیر)	" " "
حابس	حَاہِس	صحابی کا نام، بمعنی حراست میں رکھنے والا (اسم فاعل)	" " "
حاجب	حَاہِب	صحابی کا نام، بمعنی دربان/ انگران (اسم فاعل)	" " "
حارشہ	حَاَرْشَہ	غزوہ بدر میں شریک ہونے والے صحابی کا نام (حارشہ بن نعمان)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
حازم	حَاَزِم	صحابی کا نام، بمعنی عقل مند/ محتاط/ دور اندیش	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین/ لگا دیا جاسکتا ہے
حبان	حَبَّان	صحابی کا نام (حبان بن محمد، جو غزوہ احد و غیرہ میں شریک ہوئے)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حیان	حَبَّان	صحابی کا نام، بمعنی زندہ/ شرمیلا (فعلان من حییت)	" " "
حبیش	حُبَیْش	صحابی کا نام/ اسلمک حبشہ کی طرف نسبت (حبشہ کی تصغیر)	" " "
حجاج	حَاجَّاج	کلی صحابہ کا نام، کثرت سے حج کرنے والا (ہروز بن قتال، العین لعلیل بصری)	" " "
حجر	حُجْر	صحابی کا نام، بمعنی گود/ حلقہ چشم	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حجیر	حُجَیْر	صحابی کا نام، بمعنی گود/ حلقہ چشم (خنیور کی تصغیر)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغوب طریقہ
حدید	حَدِید	صحابی کا نام، بمعنی سخت یا دھلوان زمین (خدر کی تعمیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حدرد	حَدَرَد	صحابی کا نام، بمعنی جلدی کا طلب گار	" " "
حر	حَرّ	صحابی کا نام، بمعنی خالص / ہر قسم کی ملاوٹ سے پاک / اصلی / شریف	" " "
حذیم	حَذِیم	صحابی کا نام، بمعنی ماہر / کلام اور چلنے میں نرمی (بحوالہ الامتقاق)	" " "
حرمہ	حَرْمَلَه	کئی صحابہ کا نام، بمعنی ایک مخصوص پوشاک	" " "
حریز	حَرِیز	صحابی کا نام، بمعنی مضبوط و محفوظ / مضبوط قلعہ و پناہ گاہ	" " "
حزابہ	حُزَابَه	صحابی کا نام، بمعنی سخت و سنگین (یعنی دشمن کے لئے)	" " "
حزام	حِزَام	صحابی کا نام، بمعنی تیار کرنا و باندھنا	" " "
حزم	حِزْم	صحابی کا نام، بمعنی مضبوط ارادہ / احتیاط / دوراندیشی	" " "
حشرج	حَشْرَج	صحابی کا نام، بمعنی پانی خشک کئے جانے کا آنسو / تاریل	" " "
حوشب	حَوْشَب	صحابی کا نام، بمعنی گروہ	" " "
حطاب	حَطَاب	صحابی کا نام، بمعنی لکڑہارا (اہم مبالغہ)	" " "
حفص	حَفْص	صحابی کا نام، بمعنی شیر یعنی بہادر کا بچہ	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	بیان رکھنے کا مرگب طریقہ
حکیم	حَکِیم	کئی صاحبِ کانام، بمعنی دانش ور (اسم صہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حلیس	حُلَیس	صحابی کانام، بمعنی پختہ مہدویان (علس کی تعمیر)	" " "
حام	حَمَام	صحابی کانام، بمعنی شریف سردار	" " "
حمران	حُمْرَان	صحابی دتائیں کانام، بمعنی زعفران	" " "
حمیل	حَمِیل	صحابی کانام، بمعنی ضامن	" " "
حوط	حَوْط	صحابی کانام، بمعنی چاندی وغیرہ کا بنا ہوا چاند	" " "
حنبل	حَنْبَل	صحابی نیز محدث کانام، بمعنی پست قد / پرانی پستین	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / اللہ لگایا جاسکتا ہے
حمید	حَمِید	صحابی کانام، بمعنی قابلِ تعریف / بہت تعریف کئے جانے والا (اسم صہ)	" " "
خفیف	خَفِیف	صحابی کانام، بمعنی دین میں سچا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حمول	حَمُول	بہت پردہ دار / دانش مند / جفاکش (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حزیم	حَزِیم	بجھدار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لگا جاسکتا ہے
حریم	حَرِیم	قابلِ حفاظت چیز	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حاذق	حَاضِق	ماہر / تجربہ کار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لگا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا عربی طریقہ
حامد	حَامِد	حمد کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحسن/الحکم یا جاسکتا ہے
حاتم	حَاتِم	حاکم اور پختی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمن/الحکم یا جاسکتا ہے
حارس	حَارِس	پاسبان	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/الحکم یا جاسکتا ہے
حاسب	حَاسِب	حساب دان	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحی/الحکم یا جاسکتا ہے
حسیب	حَسِيب	حساب کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحکم یا جاسکتا ہے
حامز	حَامِز	ماہر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/الحکم یا جاسکتا ہے
حافظ	حَافِظ	حفاظت اور یاد کرنے والا	" " "
حشم	حَشِيم	بادشاہ/بارعب/پادشاہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحکم یا جاسکتا ہے
حلیف	حَلِيف	رفیق	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/الرحمن/الحکم یا جاسکتا ہے
حمران	حَمْدَان	حمد کرنے والا (الفون زائمان)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/اللہ/الحکم یا جاسکتا ہے
حمول	حَمُول	بردار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمن/الحکم یا جاسکتا ہے
حسن	حُسْن	خوبصورت ہونا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحکم یا جاسکتا ہے
حسان	حُسْبَان	گمان کرنا/شمار کرنا (اسم مصدر باب س)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرثب طریقہ
حصہ	حَصَّ حَصَّہ	ظاہر ہونا (اسم مصدر باب فاعلہ)	شروع میں لکھا جاسکتا ہے
حقیق	حَقِیقِی	لائق	شروع میں لکھا یا آخر میں احمد لکھا جاسکتا ہے
ھیل	حَفِیل	کثیر/بہت	" " "
ھی	حَفِی	بہت علم رکھنے والا/لطیف و شفیق	" " "
حان	حَاَن	مستحق/بہت خوش	" " "
حتان	حَنَان	مہربانی/رحمہ/عزت/شفقت (حما اور نون پر ذریعہ بغیر تصدیق کے)	" " "
حتون	حَنُوَن	بہت شفقت کرنے والا/مہربان	" " "
حصین	حَصِین	محفوظ و مستحکم (اسم صہ)	" " "
حائز	حَائِز	مالک/پانے اور حاصل کرنے والا (اسم فاعل)	" " "

حرف ”ح“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”خ“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
خدیجہ	خَدِیج	صحابی کا نام، بمعنی ناقص و ناقص (بلورق و منبع و حاجری)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
خزیمہ	خُزَیمہ	صحابی کا نام، بمعنی ایک مفید درخت	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
خدام	خِدام	صحابی کا نام، بمعنی تیز اور دھار دار ہوتا (یعنی دشمن کے لئے)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
خیب	خُیب	صحابی کا نام، بمعنی نرم چال / سرعت و تیزی (غیب کی تصویر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
خالد	عَالِد	کئی صحابہ کا نام، بمعنی لمبی عمر اور دیر تک باقی رہنے والا (اسم قائل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / حسن / لگا جاسکتا ہے
خولید	خُوْلَید	صحابی کا نام، بمعنی لمبی عمر والا (خالد کی تصویر)	” ” ”
خلید	خُلَید	صحابی کا نام، بمعنی لمبی عمر والا (خالد کی تصویر)	” ” ”
خلاد	خَلَاد	صحابی کا نام، بمعنی بہت لمبی عمر والا (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
خریم	خُورَیم	صحابی کا نام / مدینہ کے قریب وادی / نبی ﷺ کا پدر سے واپسی کا راستہ	” ” ”
خرباق	خِرْوَاق	ذوالدین صحابی کا نام، بمعنی تیز چلنا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
خریت	خِرَیت	صحابی کا نام بمعنی ماہر رہبر	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغوب طریقہ
خزائمہ	خُزَامَہ	صحابی کے بیٹے، بمعنی قرآن کا تابعدار	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
خشخاش	خُشْخَاش	صحابی کا نام، بمعنی ہلکا تیز/ کسی چیز میں داخل ہونا/ مخصوص پودا (جمالہ عمر و اللہ)	" " "
خشرم	خُشْرَم	صحابی کا نام، بمعنی بیت النخل	" " "
خفاف	خُفَاف	صحابی کا نام، بمعنی ذہین/ ہوشیار/ زود فہم	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
خلف	خَلَف	صحابی کا نام، بمعنی ولد صالح/ سچا جانشین/ بدل/ عوض	" " "
خليفة	خَلِيفَہ	صحابی کا نام، بمعنی جانشین/ قائم مقام	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
خمیم	خَمِيم	تعریف کیا ہوا/ قابل ستائش	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
خفيف	خَفِيف	ہلکا/ سبک/ پتلا	" " "
خیر	خَيْر	بہت بھلائی دینکی والا (اسم تفخيل اصلہ اصغر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ ابو الدین/ لگایا جاسکتا ہے
خادم	خَادِم	خدمت گار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین/ لگایا جاسکتا ہے
خاشع	خَاشِع	خشوع والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
خاضع	خَاضِع	عاجزی والا	" " "
خالم	خَالِم	ہموار	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا عربی طریقہ
خالص	خَالِص	ملاوٹ کے بغیر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لکایا جاسکتا ہے
خلص	خِلَص	گہرا دوست / آدم ساز	" " "
خلصان	خُلَصَان	گہرا اور خلص دوست / ہم راز (الفون زائمان)	" " "
خلیص	خَلِیْص	خالص / بے کھوٹ / صاف	" " "
خضر	خَضِر	سبز / ہرا	" " "
خطیب	خَطِیْب	خطبہ دینے والا	" " "
خلیل	خَلِیْل	دوست	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / ابراہیم / اسماعیل لکایا جاسکتا ہے
نصیب	نَصِیْب	مربز	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لکایا جاسکتا ہے
خلیق	خَلِیْق	خوش اخلاق	" " "
خلاق	خَلَاق	حصہ / نصیب	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لکایا جاسکتا ہے
خلاق	خِلَاق	زعفران سے تیار کردہ خوشبو	" " "
خلق	خُلُق	عادت / طبعی خصلت / طبیعت	" " "
خطبہ	خُطْبَہ	وہ کلام جس سے خطاب کیا جائے / تقریر / گفتگو	شروع میں محمد لکایا جاسکتا ہے

حرف ”ذ“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا عربی طریقہ
داؤد	ذَاوُد	ایک جلیل القدر نبی کا نام	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
دانیال	دَانِيَال	اللہ کے ایک نبی کا نام	” ” ”
دحیہ	دِحْيَه	صحابی کا نام، بمعنی فوج کا سردار	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
درہم	دِرْهَم	صحابی کا نام، بمعنی چاندی کا سکہ	شروع میں محمد یا آخر میں الدین لگایا جاسکتا ہے
دہشم	دَهْشَم	صحابہ کا نام، بمعنی فیاض و نخی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
دکین	دُكَيْن	صحابی کا نام، دکن کی تصغیر، بمعنی تھوڑا سا ٹیلا / سیاحی مائل	” ” ”
دہلم	دَهْلَم	صحابی کا لقب، بمعنی لشکر	” ” ”
دہر	دَهْر	صحابی کا نام، بمعنی طویل زمانہ	” ” ”
دینار	دِينَار	صحابی کا نام، بمعنی سونے کا سکہ	شروع میں محمد یا آخر میں الدین لگایا جاسکتا ہے
داعی	دَاعِي	دعوت دینے والا (اہم قائل)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرئب طریقہ
دراس	دُرَّاس	بہت پڑھنے اور درس دینے والا (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے
دراک	دُرَّاک	مرغوب چیز کو پانے والا	" " "
دلہام	دِلْہَام	دلیر/بہادر	" " "
دامج	دِمَاج	بہت مضبوط/سیدھا	" " "
دواس	دَوَّاس	بہت بہادر (اسم مبالغہ)	" " "
دریر	دَرِیر	تیز رفتار/روشن/کامل الخلق/متوازن جسم والا	" " "
دسیم	دَسِیم	بہت ذکر کرنے والا	" " "
داعیہ	دَاعِیہ	بہت دعوت دینے والا مبلغ (تائے مبالغہ)	شروع میں محمد لگا یا جاسکتا ہے
دالِق	دَالِق	سبقت لے جانے والا/پیش رو	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے

حرف ”ذ“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”ذ“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغوب طریقہ
ذوالکفل	ذُو الْكِفْلِ	ایک نبی کا نام، جن کا قرآن مجید میں ذکر ہے	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ذکوان	ذُكْوَان	صحابی کا نام، بمعنی کامل عمر (بحوالہ الامتقاق)	” ” ”
ذائل	ذَائِل	صحابی کا نام، بمعنی رفیق/ پتلا/ ڈبلا	” ” ”
ذواب	ذُؤَاب	صحابی کا نام، بمعنی بلند	” ” ”
ذویب	ذُؤَيْب	صحابی کا نام (ذواب کی تغیر)	” ” ”
ذوالیدین	ذُو الْيَدَيْنِ	صحابی کا لقب، بمعنی بڑے ہاتھ والا	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
ذوالشمالین	ذُو الشِّمَالَيْنِ	صحابی کا لقب، بمعنی دونوں ہاتھوں سے کام کرنے والا	” ” ”
ذواللحیۃ	ذُو اللَّحْيَةِ	صحابی کا لقب، بمعنی صاحب ریش	” ” ”
ذریع	ذُرَيْع	سفارش کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ذاکر	ذَاكِر	ذکر کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ذکیر	ذَكِير	بہت یاد کرنے والا	” ” ”
ذکی	ذَكِي	ذہین	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

حرف ”ز“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مگر تب طریقہ
راشد	رَاشِد	صحابی کا نام، بمعنی ہدایت والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
رشدان	رُشْدَان	صحابی کا نام، بمعنی ہدایت والا (الفون زائد تان)	” ” ”
رشید	رُشِيد	صحابی کا نام، بمعنی ہدایت دہندہ	” ” ”
رافع	رَافِع	کئی صحابہ کا نام، بمعنی بلند	” ” ”
روافع	رَوَافِع	صحابی کا نام، بمعنی چھوٹا بلند (رافع کی تصغیر)	” ” ”
رباح	رِبَاح	صحابی کا نام، بمعنی نفع و فائدہ	” ” ”
ربیع	رَبِيع	صحابی کا نام، بمعنی موسم بہار	” ” ”
ربیعہ	رَبِيعَہ	کئی صحابہ کا نام، بمعنی مخصوص پتھر اور موسم بہار	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
رجاء	رِجَاء	صحابی کا نام، بمعنی امید	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
رجیل	رَجِیل	صحابی کا نام، بمعنی چلنے میں قوی	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغوب طریقہ
ردح	رُدْحِیح	حضرت عائشہ کے آزاد کردہ غلام، بمعنی لمبی مدت (روح کی تعمیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
رزین	رَزِین	صحابی کا نام، بمعنی صاحب وقار/ پختہ رائے والا	" " "
رسم	رَسِیم	صحابی کا نام، بمعنی تیز چلنے والا	" " "
رفاعہ	رِفَاعَہ	کئی صحابہ کا نام، بمعنی بلند و مضبوط آواز	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
رقاد	رُقَاد	صحابی کا نام، بمعنی سونا/ آرام و سکون پانا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
رقیم	رُقِیم	صحابی کا نام، بمعنی نقش و نگار/ علامت وغیرہ (رقم یا رقم کی تعمیر، بحوالہ، الاحتقاق)	" " "
رکانہ	رُکَّانَہ	صحابی کا نام، بمعنی باعصہ تقویت	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
روح	رُوح	صحابی کا نام، بمعنی آرام و خوشگوار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
رومان	رُؤْمَان	صحابی کا نام/ ملکِ روم کی طرف نسبت	" " "
راجع	رَاجِع	رجوع کرنے والا (اسم فاعل)	" " "
راجی	رَاجِی	امیدوار (اسم فاعل)	" " "
راخ	رَاسِخ	مضبوط (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین/ لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا سرگرم طریقہ
راغب	رَاغِب	رغبت کرنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لکایا جاسکتا ہے
راکح	رَاكِح	رکھ کر کے دلا	" " "
رائد	رَاِئِد	قائد/ رہنما	" " "
رضوان	رِضْوَان	راضی ہونا/ خوش ہونا/ جنت کا دربان (اسم مصدر از باب سجع، الف و نون زائد تان)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ اللہ/ لکایا جاسکتا ہے
رضی	رَضِيَ	پسندیدہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین/ لکایا جاسکتا ہے
رشیق	رَشِيق	خوش قامت/ خوش طبع	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لکایا جاسکتا ہے
رفیق	رَفِيق	ساتھی/ امیر/ یار/ شفیق	" " "
رفاقت	رِفَاقَت	دوستی/ معیت/ ساتھ	" " "
رفعت	رِفْعَت	شرف و قدر والا ہونا (اسم مصدر)	" " "
رفیع	رَفِيع	بہت بلند	" " "
رقیب	رَقِيب	نگران، پاسبان	" " "
ریحان	رَيْحَان	خوشبودار پودا/ نازبو	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغوب طریقہ
ریاض	رِیَاض	باغ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق/لگا یا جاسکتا ہے
رمیز	رَمِیز	معزز/مختل مند	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے
رہیب	رُہِیب	چھوٹا سا رعب دار	" " "
رکین	رَکِین	ثابت قدم/سجیدہ/بادقار	" " "
رشد	رُشد	ہدایت پانا (اسم مصدر)	" " "
ریان	رِیَان	سرسبز/تروتازہ/جنت کے ایک دروازے کا نام	" " "
ریح	رِیح	ہر چیز کا بہتر حصہ	" " "
روید	رُؤید	ہلکی ہلکی ہوا/باہولیف (ارداد کی تصغیر ترحیم)	" " "
ربانی	رَبَّانِی	اللہ والا/خدا پرست/علم و عمل میں کامل	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے
رباع	رَبَّاع	اچھی حالت/خوش حالی	" " "
ریغ	رُیغ	آسودگی/خوش حالی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے
رایغ	رَاِیغ	خوش حال	" " "

حرف ”ز“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا عربی طریقہ
زکریا	زَکَرِیَّا	ایک جلیل القدر نبی کا نام	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
زارع	زَارِع	صحابی کا نام، بمعنی کھیتی کرنے والا	” ” ”
زاہر	زَاهِر	صحابی کا نام، بمعنی چمکدار صاف رنگ والا	” ” ”
زبرقان	زِبْرَقَان	صحابی کا نام، بمعنی پوری رات کا چاند	” ” ”
زبیر	زُبَيْر	صحابی کا نام، بقول بعض اس پہاڑ کا نام، جس پر اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا	” ” ”
زَرّ	زَرّ	صحابی یا تابعی کا نام، بمعنی ٹھنڈا/ پودے کی کٹی/ بٹن وغیرہ	” ” ”
زرارہ	زُرَارَه	صحابی کا نام، بمعنی کاشا (لعالة من الزرو هو العض، بهوالة، الاشتقاق)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
زرعہ	زُرْعَه	صحابی کا نام، بمعنی بیج و کھیتی	” ” ”
زعبل	زَعْبَل	صحابی کا نام، بمعنی ڈول، دروئی کا پودا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
زفر	زُفَر	صحابی کا نام، بمعنی بہادر/ شیر پانی والا دریا/ مُخَلک/ مضبوط آدمی/ بڑا عطیہ	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
زہیر	زُهَیْر	کئی صحابہ کا نام، بمعنی نباتات کی رونق (دھو کی تغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
زیاد	زِيَاد	صحابی کا نام، بمعنی بڑھنا و زیادہ ہونا	" " "
زید	زَيْد	کئی صحابہ کا نام، بمعنی بڑھنا و زیادہ ہونا (اسم مصدر)	" " "
زیدان	زَيْدَان	بمعنی زید (الف و نون زائد تان)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
زاہد	زَاهِد	متقی / پرہیزگار	" " "
زبید	زُبَيْد	عطیہ / تحفہ	" " "
زوار	زَوَّار	کثرت سے زیارت کرنے والا	" " "
زکی	زَكِيّ	پاک	" " "
زین	زَيْن	زینت	شروع میں محمد یا آخر میں الدین لگایا جاسکتا ہے
زریر	زُرَيْر	انتہائی ذہین	" " "
زریر	زُرَيْر	زریر کی تغیر، چھوٹا سا ذہین	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
زمیع	زَمِيع	بکے ارادے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرئب طریقہ
زمیت	زَمِیت	اپنی رائے اور اپنے مذہب کا پکا (مصلوب)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
زعیم	زَعِیم	سربراہ / ذمہ دار	" " "
زیب	زَبِیب	مضبوط آدمی	" " "
زائن	زَائِن	آرامتہ / سجا ہوا / خوبصورت	" " "
زراف	زَرَّاف	تیز رفتار	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
زاعب	زَاعِب	ملکوں کی سیاحت کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

حرف ”ز“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”س“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مڑب طریقہ
سلیمان	سَلِیْمَان	اللہ کے ایک نبی، اور کئی صحابہ کا نام	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
سلمان	سَلْمَان	کئی صحابہ کا نام، بمعنی عرب کی ایک جگہ کا نام	” ” ”
سلام	سَلَام	صحابی کا نام، بمعنی عیوب و آفات سے محفوظ	” ” ”
سلامہ	سَلَامَہ	صحابی کا نام، بمعنی عیوب و آفات سے بری ہونا	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
سلم	سَلَم	صحابی یا تابعی کا نام، بمعنی سالم و محفوظ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
سلیم	سَلِیْم	کئی صحابہ کا نام (سلم کی تصغیر)	” ” ”
سالم	سَلِیْم	کئی صحابہ کا نام، بمعنی سلامتی و تابعداری	” ” ”
سلمہ	سَلْمَہ	کئی صحابہ کا نام، بمعنی سلامتی، تابعداری، ایک مخصوص درخت	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
سمرہ	سَمْرَہ	کئی صحابہ کا نام، بمعنی ببول کا خوبصورت درخت	” ” ”
سمیرہ	سَمِیْرَہ	صحابی کا نام، بمعنی گندی رنگ (سَمْرَہ کی تصغیر)	” ” ”
سمیر	سَمِیْر	صحابی کا نام، بمعنی چاند کی روشنی / رات کی گفتگو (سَمْرَہ کی تصغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرئب طریقہ
سراقہ	سُرَاقَہ	کئی صحابہ کا نام، بمعنی پوشیدہ حاصل کردہ	شروع میں محمد لکایا جاسکتا ہے
سکبہ	سَکَبَہ	صحابی کا نام، بمعنی ایک خوشبودار درخت	" " "
سفیان	سُفْیَان	کئی صحابہ کا نام، بمعنی مخصوص ہوا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لکایا جاسکتا ہے
سمعان	سَمْعَان / سَمْعَان	حضرت سمعان بن عمرو اور سمعان بن خالد صحابہ کا نام	" " "
سابط	سَابِط	صحابی کا نام، بمعنی تروتازہ	" " "
ساریہ	سَارِیَہ	صحابی کا نام، بمعنی رات کو آنے والا بادل / رات کی بارش	شروع میں محمد لکایا جاسکتا ہے
ساعد	سَاعِد	صحابی کا نام، بمعنی سردار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لکایا جاسکتا ہے
سالف	سَالِف	صحابی کا نام، بمعنی پیش رفتہ	" " "
سبرہ	سَبْرَہ	کئی صحابہ کا نام، بمعنی شہدائی صبح	" " "
سبیح	سُبَّیْح	بدری صحابی کا نام، بمعنی ساتواں ہوتا (صبح کی تصغیر)	" " "
سحیم	سُحَیْم	صحابی کا نام، بمعنی ایک مخصوص درخت (سحیم کی تصغیر)	" " "
سخمرہ	سَخْمَرَہ	صحابی کا نام، بمعنی ایک مخصوص پودا (بحوالہ: الاہتقاق)	شروع میں محمد لکایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مطلب طریقہ
سراج	مِیْرَاج	صحابی کا نام، بمعنی چراغ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
سرق	سَرَق	صحابی کا نام، بمعنی پوشیدہ ہونا/ در زبان فارسی ریشمی کپڑا (الاضحیٰ)	" " "
سریج	مِیْرَیج	صحابی کا نام، بمعنی تیز رو	" " "
سعد	مِیْرَاح	کئی صحابہ کا نام، بمعنی نیک	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین لگایا جاسکتا ہے
سعید	مِیْرَاح	کئی صحابہ کا نام، بمعنی بہت نیک	" " "
سلیط	مِیْرَاح	کئی صحابہ کا نام، بمعنی غالب/ ہر چیز میں تیز	" " "
سلیک	مِیْرَاح	صحابی کا نام، بمعنی سلسلہ/ راستہ (سلیک کی تصویر)	" " "
سلیل	مِیْرَاح	صحابی کا نام، بمعنی اولاد/ ولد (بحوالہ الاضحیٰ)	" " "
سماک	مِیْرَاح	کئی صحابہ کا نام، بمعنی بلند چیز	" " "
شان	مِیْرَاح	کئی صحابہ کا نام، بمعنی تیز کرنے کا ذریعہ	" " "
سندر	مِیْرَاح	صحابی کا نام، بمعنی نڈر/ دلیر	" " "
سنین	مِیْرَاح	صحابی کا نام، بمعنی طریقہ/ نمونہ (سنن کی تصویر)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا عرب طریقہ
سہل	سَهْل	کئی صحابہ کا نام، بمعنی آسانی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
سہیل	سَهِيل	کئی صحابہ کا نام/ ایک ستارے کا نام (یا سہل کی تغیر بمعنی آسانی)	" " "
سہم	سَهْم	صحابی کا نام، بمعنی حصہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
سواء	سَوَاء	صحابی کا نام، بمعنی برابر، درست (اسم مصدر بمعنی اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
سوہیٹ	سُوَيْط	صحابی کا نام، بمعنی ترد تازہ (سابط کی تغیر)	" " "
سوہیق	سُوَيْق	صحابی کا نام، بمعنی آگے بڑھنے والا	" " "
سویڈ	سُوَيْد	کئی صحابہ کا نام، بمعنی بڑی اکثریت (سواد کی تغیر)	" " "
سیار	سَيَّار	صحابی کا نام، بمعنی تیز رو	" " "
سیف	سَيْف	صحابی کا نام، بمعنی تلوار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/اللہ/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
سابق	سَابِق	آگے بڑھنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
ساجد	سَاجِد	سجدہ کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمن/ لگایا جاسکتا ہے
سجاد	سَجَاد	بہت سجدہ کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرئب طریقہ
سعود	سَعُوذ	نیک بختی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ساعی	سَاعِی	کوشش کرنے والا	" " "
سارب	سَارِب	ظاہر واضح	" " "
سامع	سَامِع	سننے والا	" " "
سالک	سَالِک	شریعت پر چلنے والا	" " "
ساجع	سَاجِع	درمیانی چال چلنے والا	" " "
سائغ	سَائِغ	خوشگوار (اسم قائل)	" " "
سرم	سَرْمَد	قائم دائم	" " "
سرور	سَرَوَر	بہ زبان فارسی بمعنی سردار (فارسی کا لفظ)	" " "
سرور	سُرُوْر	خوش	" " "
سلیم	سَلِیْم	بہت سلامتی والا	" " "
سلم	سِلْم	صلح کرنے والا	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مگر کب طریقہ
سلم	سَلَم	بیڑھی / ذریعہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
سبق	سَبَق	آگے بڑھنا (اہم مصدر)	" " "
سبحان	سُبْحَان	اللہ کی پاکی بیان کرنا (اسم مصدر) تسبیح ہیقوم مقام المصدر	" " "
سحبان	سَحْبَان	عرب کے مشہور فصیح بلخ آدی کا نام، بمعنی حمزی سے بہالے جانے والا	" " "
سلطان	سُلْطَان	اختیار حاصل ہونا (اہم مصدر) از باب سج، الف لون زائد تان	" " "
سعادت	سَعَادَت	خوش نصیب و نیک بخت ہونا (اہم مصدر)	" " "
سفیر	مَسْفِير	قاصد (اہم شہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لگایا جاسکتا ہے
سفیط	مَسْفِيط	پاکیزہ، نجی (اہم شہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
سائر	سَائِر	چلنے والا (اسم قائل)	" " "

حرف ”س“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”ش“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا عربی طریقہ
شعیب	شُعَيْب	ایک جلیل القدر نبی کا نام، بمعنی محنتی/جفاکش/جماعت (شُعْب یا شُعْب کی تغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
شَفِيع	شَفِيع	نبی ﷺ کا نام، بمعنی خوب شفاعت کرنے والا (اسم صہ)	” ” ”
شافِع	شَافِع	صحابی کا نام، بمعنی شفاعت کرنے والا (اسم قائل)	” ” ”
شَبِث	شَبِث	صحابی کا نام، بمعنی وابستہ و متعلق ہونا (یعنی خیر کے ساتھ)	” ” ”
شبر	شَبْر	صحابی کا نام، بمعنی عمر/قد و قامت	” ” ”
شبرمہ	شُبْرُمَہ	صحابی کا نام، بمعنی ایک خاص جڑی بوٹی	” ” ”
شبل	شَبَل	صحابی کا نام، بمعنی شیر و بہادر کا بچہ	” ” ”
شبيب	شَبِيب	صحابی کا نام، بمعنی نشاط و فرحت والا	” ” ”
شجاع	شُجَاع	کئی صحابہ کا نام، بمعنی بہادر (اسم صہ مردان فعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
شَجِيع	شَجِيع	دلیر و بہادر (اسم صہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرئب طریقہ
شداد	شَدَاد	کئی صحابہ کا نام، بمعنی بہت مضبوط (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
شراحیل	شُرَاحِیل	کئی صحابہ کا نام (منسوب الی ایل، وایل ہوا اللہ، ادب الکاتب)	" " "
شرحیل	شُرْحِیل	کئی صحابہ کا نام (منسوب الی ایل، وایل ہوا اللہ، ادب الکاتب)	" " "
شرع	شُرْع	کئی صحابہ کا نام، بمعنی واضح کرنا (شرح کی قصیر، بحوالہ المغرب)	" " "
شرید	شُرَید	صحابی کا نام، بمعنی چیز کا بقیہ (النجہ)	" " "
شریط	شُرَیط	صحابی کا نام، بمعنی چراغ کی بتی، بٹی ہوئی مضبوط ری	" " "
شریق	شُرَیق	صحابی کا نام، بمعنی طلوع ہونے والا سورج / خوبصورت لڑکا (بحوالہ النجہ)	" " "
شریک	شُرَیک	کئی صحابہ کا نام، بمعنی ساجھی	" " "
قطب	شَطْب	صحابی کا نام، بمعنی لبہ اور خوش قامت انسان	" " "
شقیق	شَقِیق	حضرت ابن مسعود کے شاگرد، بمعنی سگ بھائی / مشابہ	" " "
شکل	شَکَل	صحابی کا نام، بمعنی سفیدی اور سرخی کا مجموعہ (من الشکلة بحوالہ الاشتقاق)	" " "
شمعون	شَمْعُون	صحابی کا نام (عجمی تلفظ)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
شیبان	شَبَّان	صحابی کا نام؛ بمعنی والہ باری والا مہینہ جس میں زمین سفید ہو جاتی ہے	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
شیمہ	شَیْمَہ	کلی صحابہ کا نام؛ بمعنی کالے رنگ کے ساتھ سفیدی کا حق ہونا (بحوالہ اختلاف)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
شا کر	شَاکِر	شکر کرنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الفضل الرحمن/الدین لگایا جاسکتا ہے
شارق	شَارِق	روشن آفتاب/ طلوع ہونے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
شاہد	شَاہِد	گواہ (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسن/لگایا جاسکتا ہے
شائق	شَائِق	شوق رکھنے والا (اسم فاعل)	" " "
شرافت	شَرَافَت	بزرگی، بلند مرتبہ/ صاحب عزت ہونا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسین/لگایا جاسکتا ہے
شریف	شَرِیف	شرافت والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/الحق/لگایا جاسکتا ہے
شفیق	شَفِیق	مہربان (اسم شہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمن/لگایا جاسکتا ہے
شفقت	شَفَقَت	مہربان ہونا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں حسن لگایا جاسکتا ہے
شجاعت	شُجَاعَت	بہادر ہونا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں حسین لگایا جاسکتا ہے
شہادت	شَہَادَت	گواہی دینا (اسم مصدر از باب سح)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا عربی طریقہ
کلیل	شَکِل	خوبصورت (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الرحمن / لکایا جاسکتا ہے
شوکت	شَوَکَت	دبدبہ (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / اللہ / لکایا جاسکتا ہے
شہید	شَهِید	گواہ (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / حسن / لکایا جاسکتا ہے
شمیم	شَمِیم	بلند / عمدہ خوشبو	" " "
شیقان	شَیقَان	محافظ / نگران	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لکایا جاسکتا ہے

حرف ”ش“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”ص“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرئب طریقہ
صالح	صَالِح	جلیل القدر نبی اور صحابی کا نام، بمعنی نیک و لائق (اسم قائل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
صبیح	صُبْح	صحابی کا نام، بمعنی فجر کا وقت، دن کا اول حصہ (صُبْح کی تغیر)	” ” ”
صحار	صَحَار	صحابی کا نام، بمعنی ظاہر، واضح	” ” ”
صحر	صَحْر	صحابی کا نام، بمعنی انتہائی مضبوطی	” ” ”
صدی	صَدَى	ابو املہ باہلی صحابی کا نام، بمعنی آواز باز گشت (صدی کی تغیر)	” ” ”
صعب	صَعْب	صحابی کا نام بمعنی خود دار	” ” ”
صلہ	صِلَہ	صحابی کا نام، بمعنی بدلہ و انعام / احسان	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
صعہ	صَعَصَعَه	صحابی کا نام، بمعنی متفرق کرنا / حرکت دینا (اسم مصدر)	” ” ”
صفوان	صَفْوَان	کئی صحابہ کا نام، بمعنی صاف سترا / پکنی چٹان	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
صلت	صَلَت	صحابی کا نام، بمعنی سربلج	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
صانع	صُنَایِع	صحابی کا نام؛ بمعنی خوبصورت	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
صہبان	صُھَبَان	صحابی یا تابعی کا نام؛ بمعنی سرخ و سفیدی مائل زرد	" " "
صہیب	صُھِیْب	صحابی کا نام؛ بمعنی سرخی و سفیدی مائل زرد (اصہب کی تصغیر ترحیم)	" " "
صمان	صَبْحَان	خوبصورت	" " "
صابر	صَابِر	مہر کرنے والا (اسم قائل)	" " "
صادق	صَادِق	سچا، قلمس (اسم قائل)	" " "
صامت	صَامِت	چپ رہنے والا (اسم قائل)	" " "
صائب	صَائِب	درست / ٹھیک (اسم قائل)	" " "
صائم	صَائِم	روزہ دار (اسم قائل)	" " "
صبیح	صَبِیْح	خوب صورت (اسم مشہ)	" " "
صداقت	صَدَاقَت	سچائی (اسم صدر)	" " "
صدیق	صَدِیق	بہت سچا، بہت قلمس (اسم مبالغہ)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغوب طریقہ
صغیر	صَغِير	چھوٹا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
صفی	صَفِیّ	خالص / برگزیدہ / پُنا اور منتخب کیا ہوا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / اللہ / الرحمن لگایا جاسکتا ہے
صلاح	صَلَّاح	نیک و درست ہونا (ام صدر از باب کرم)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لگا یا جاسکتا ہے
صرد	صَرْد	بالکل خالص چیز جس میں کوئی ملاوٹ نہ ہو / پہاڑ کی بلند جگہ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
صمیان	صَمَّیَان	سچا اور سچا ہوا حملہ کرنے والا / بہادر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
صمیم	صَمِیْم	ہر چیز کا خالص اور اصلی / سردار	" " "
صنان	صَنَّان	بہادر (القاموس الوحید)	" " "

حرف ”ص“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”ض“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
ضحاک	ضَحَاک	صحابی کا نام، بمعنی انتہائی خوش (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ضرار	ضِرَار	صحابی کا نام، بمعنی نقصان کا بیل (الضَّرَرُ لِبَدْلِهِ الْقَعْلُ وَالضَّرَرُ الْجَزَاءُ عَلَيْهِ سَبْحُ اللَّهِ الْبَهَامِ)	” ” ”
ضداد	ضِدَاد	صحابی کا نام، بمعنی زخم بھرنے والی دوا و دپٹی	” ” ”
ضمرہ	ضُمْرَة	کئی صحابہ کا نام، بمعنی ڈبلا کر چست اور ٹھوس	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
ضمیرہ	ضُمَيْرَة	صحابی کا نام (ضمیرہ کی تغیر)	” ” ”
ضامن	ضَامِن	کفیل، ذمہ دار (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ضابط	ضَابِط	ضبط کرنے والا، مضبوط (اسم فاعل)	” ” ”
ضیاء	ضِيَاء	روشنی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد، الدین، الحق، لگا یا جاسکتا ہے

حرف ”ض“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”ط“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
طارق	طَارِق	کئی صحابہ کا نام، بمعنی روشن ستارہ / دروازہ کھٹکھٹانے اور رات کو آنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
طاہر	طَاهِر	صحابی کا نام، بمعنی پاک (اسم صہ بروزن فاعل از باب صہ)	” ” ”
طفیل	طُفَيْل	کئی صحابہ کا نام، بمعنی چھوٹا سا بچہ (طفل کی تغیر)	” ” ”
طرفہ	طَرْفَه	صحابی کا نام، بمعنی نادر و عمدہ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
طریفہ	طَرِيفَه	صحابی کا نام، بمعنی نادر و عمدہ (طوفہ کی تغیر)	” ” ”
طریف	طَرِيف	صحابی کا نام، بمعنی نادر / عمدہ / نیا / پسندیدہ / تازہ حاصل شدہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
طریح	طَرِيح	صحابی کا نام، بمعنی خوش عیش و فراخ زندگی گزارنا (طرح کی تغیر از باب سح)	” ” ”
طلحہ	طَلْحَه	کئی صحابہ کا نام، بمعنی شگوفہ / بیول کا درخت (طلح کا واحد)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
طلیحہ	طَلِيحَه	صحابی کا نام، بمعنی چھوٹا سا شگوفہ / بیول کا درخت (طلوح کی تغیر)	” ” ”
طمہہ	طَهْفَه	صحابی کا نام، بمعنی ایک مخصوص گھاس	” ” ”
طمہ	طُعْمَه	صحابی کا نام، بمعنی خوراک / کھانے کی چیز	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
طلق	طَلَق	صحابی کا نام، بمعنی غیر مقید/ ہرن/ ایک پودا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
طَلِیق	طَلِیق	صحابی کا نام، بمعنی آزاد	" " "
طلب	طَلَب	صحابی کا نام، بمعنی خواہش و جستجو/ مطلوب و مقصد (جَلَب یا حَلَب کی تصریح)	" " "
طمہان	طَهْمَان	صحابی کا نام، بمعنی خوش نما (طی معنی المَطْهَم)	" " "
طمیہ	طَهِيَّة	صحابی کا نام، بمعنی باریک بادل (طَهْدَة کی تصریح بحوالہ الاحتماق)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
طالب	طَالِب	طلب کرنے والا (اسم قائل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
طلب	طَلِيب	بہت تلاش کرنے والا (اسم مفعول، از باب نصر)	" " "
طیب	طَيِّب	پاکیزہ/ عمدہ/ حلال	" " "
طالوت	طَالُوت	بنی اسرائیل کے صالح بادشاہ کا نام	" " "
طالح	طَالِع	اطاعت کرنے والا (اسم قائل)	" " "
طائف	طَائِف	طواف کرنے والا (اسم قائل)	" " "
طریر	طَرِير	خوبصورت عورت و صفت والا	" " "
طلاب	طَلَّاب	نہایت طلب گار (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

حرف ”ظ“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغوب طریقہ
ظہیان	ظَبَّیان	صحابی کا نام، بمعنی ہرن (الف لون زائد تان)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ظہیر	ظُھیر	صحابی کا نام، بمعنی کرا زمین یا کسی چیز کا بالائی اور ابھرا ہوا حصہ (ظہر کی تصغیر)	” ” ”
ظہیر	ظُھیر	حمایتی / مددگار / نصیحت پناہ	” ” ”
ظاہر	ظَاہِر	قالب، واضح، نیز اللہ تعالیٰ کا نام	” ” ”
ظہور	ظُھُور	ظاہر / واضح	” ” ”
ظریف	ظَرِیف	ہوشیار / خوش طبع / زیرک	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / احسن / احسان لگایا جاسکتا ہے
ظفر	ظَفَر	کامیابی / فقیانی / مقصد میں کامیاب ہونا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ظفیر	ظَفِیر	کامیاب ترین	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / احسان لگایا جاسکتا ہے
ظفیر	ظَفِیر	ظفر کی تصغیر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ظرافت	ظَرَافَت	عقل مند و داننا ہونا (اسم مصدر از باب کریم مکرم)	شروع میں محمد یا آخر میں حسین لگایا جاسکتا ہے

حرف ”ع“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
عبد اللہ	عَبْدُ اللَّهِ	اللہ کا بندہ، کئی صحابہ کا نام	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عبد الرحمن	عَبْدُ الرَّحْمَنِ	اللہ وحدہ رحمن کا بندہ، اور کئی صحابہ کا نام	” ” ”
عبد القدوس	عَبْدُ الْقُدُّوسِ	اللہ وحدہ قدوس کا بندہ	” ” ”
عبد الخالق	عَبْدُ الْخَالِقِ	اللہ وحدہ خالق کا بندہ	” ” ”
عبد الباری	عَبْدُ الْبَارِی	اللہ وحدہ باری کا بندہ	” ” ”
عبد الغفار	عَبْدُ الْغَفَّارِ	اللہ وحدہ غفار کا بندہ	” ” ”
عبد الوہاب	عَبْدُ الْوَهَّابِ	اللہ وحدہ وہاب کا بندہ	” ” ”
عبد التواب	عَبْدُ التَّوَّابِ	اللہ وحدہ تواب کا بندہ	” ” ”
عبد الرزاق	عَبْدُ الرِّزَّاقِ	اللہ وحدہ رزاق کا بندہ	” ” ”
عبد الغفور	عَبْدُ الْغَفُورِ	اللہ وحدہ غفور کا بندہ	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مطلب طریقہ
عبد الشکور	عَبْدُ الشَّكُورِ	اللہ وحدہ شکور کا بندہ	شروع میں محمد کا یا جاسکا ہے
عبد الصبور	عَبْدُ الصَّبُورِ	اللہ وحدہ صبور کا بندہ	" " "
عبد القیوم	عَبْدُ الْقَيُّومِ	اللہ وحدہ قیوم کا بندہ	" " "
عبد النور	عَبْدُ النُّورِ	اللہ وحدہ نور کا بندہ	" " "
عبد الرحیم	عَبْدُ الرَّحِيمِ	اللہ وحدہ رحیم کا بندہ	" " "
عبد العزیز	عَبْدُ الْعَزِيزِ	اللہ وحدہ عزیز کا بندہ	" " "
عبد العظیم	عَبْدُ الْعَظِيمِ	اللہ وحدہ عظیم کا بندہ	" " "
عبد الجلیل	عَبْدُ الْجَلِيلِ	اللہ وحدہ جلیل کا بندہ	" " "
عبد السميع	عَبْدُ السَّمِيعِ	اللہ وحدہ سمیع کا بندہ	" " "
عبد الخیر	عَبْدُ الْخَيْرِ	اللہ وحدہ خیر کا بندہ	" " "
عبد البصیر	عَبْدُ الْبَصِيرِ	اللہ وحدہ بصیر کا بندہ	" " "
عبد النصیر	عَبْدُ النَّصِيرِ	اللہ وحدہ نصیر کا بندہ	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرثب طریقہ
عبد القدیر	عَبْدُ الْقَدِيرِ	اللہ وحدہ قدیر کا بندہ	شروع میں محمد لکایا جاسکتا ہے
عبد القدیم	عَبْدُ الْقَدِيمِ	اللہ وحدہ قدیم کا بندہ	" " "
عبد اللطیف	عَبْدُ اللَّطِيفِ	اللہ وحدہ لطیف کا بندہ	" " "
عبد الحليم	عَبْدُ الْحَلِيمِ	اللہ وحدہ حلیم کا بندہ	" " "
عبد العظیم	عَبْدُ الْعَظِيمِ	اللہ وحدہ عظیم کا بندہ	" " "
عبد الکبیر	عَبْدُ الْكَبِيرِ	اللہ وحدہ کبیر کا بندہ	" " "
عبد الحفیظ	عَبْدُ الْحَفِیْظِ	اللہ وحدہ حفیظ کا بندہ	" " "
عبد المقتت	عَبْدُ الْمُقْتِتِ	اللہ وحدہ مقتت کا بندہ	" " "
عبد الحیظ	عَبْدُ الْحَیْظِ	اللہ وحدہ حیظ کا بندہ	" " "
عبد المقتط	عَبْدُ الْمُقْطِطِ	اللہ وحدہ مقسط کا بندہ	" " "
عبد الدمر	عَبْدُ الْمُدْمِرِ	اللہ وحدہ دمر کا بندہ	" " "
عبد المصور	عَبْدُ الْمُصَوِّرِ	اللہ وحدہ مصور کا بندہ	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغوب طریقہ
عبد الملک	عَبْدُ الْمَلِک	اللہ وحدہ مالک کا بندہ	شروع میں محمد کا یا جاسکتا ہے
عبد السلام	عَبْدُ السَّلَام	اللہ وحدہ سلام کا بندہ	" " "
عبد المنان	عَبْدُ الْمَنَان	اللہ وحدہ متان کا بندہ	" " "
عبد الحنان	عَبْدُ الْحَنَان	اللہ وحدہ حنان کا بندہ	" " "
عبد المؤمن	عَبْدُ الْمُؤْمِن	اللہ وحدہ مؤمن (امن دینے والے) کا بندہ	" " "
عبد الہیمن	عَبْدُ الْهَيْمَن	اللہ وحدہ ہیمن کا بندہ	" " "
عبد الجبار	عَبْدُ الْجَبَّار	اللہ وحدہ جبار کا بندہ	" " "
عبد الفتاح	عَبْدُ الْفَتْاح	اللہ وحدہ فتاح کا بندہ	" " "
عبد الستار	عَبْدُ السَّتَار	اللہ وحدہ ستار کا بندہ	" " "
عبد الباسط	عَبْدُ الْبَاسِط	اللہ وحدہ باسط کا بندہ	" " "
عبد المعر	عَبْدُ الْمُعِز	اللہ وحدہ معز کا بندہ	" " "
عبد المذل	عَبْدُ الْمَذِل	اللہ وحدہ مذل کا بندہ	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغوب طریقہ
عبدالحکم	عَبْدُ الْحَكَمِ	اللہ وحدہ حکم کا بندہ	شروع میں محمد لکایا جاسکتا ہے
عبدالواسع	عَبْدُ الْوَاسِعِ	اللہ وحدہ واسع کا بندہ	" " "
عبدالباعث	عَبْدُ الْبَإِثِ	اللہ وحدہ باعث کا بندہ	" " "
عبدالواجد	عَبْدُ الْوَاجِدِ	اللہ وحدہ واحد کا بندہ	" " "
عبدالماجد	عَبْدُ الْمَاجِدِ	اللہ وحدہ ماجد کا بندہ	" " "
عبدالواحد	عَبْدُ الْوَاحِدِ	اللہ وحدہ واحد کا بندہ	" " "
عبدالفاطر	عَبْدُ الْفَاطِرِ	اللہ وحدہ فاطر کا بندہ	" " "
عبدالقادر	عَبْدُ الْقَادِرِ	اللہ وحدہ قادر کا بندہ	" " "
عبدالقاهر	عَبْدُ الْقَاهِرِ	اللہ وحدہ قاهر کا بندہ	" " "
عبدالقہار	عَبْدُ الْقَهَّارِ	اللہ وحدہ قہار کا بندہ	" " "
عبدالخالق	عَبْدُ الْخَالِقِ	اللہ وحدہ خالق کا بندہ	" " "
عبدالغافر	عَبْدُ الْغَافِرِ	اللہ وحدہ غافر کا بندہ	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغوب طریقہ
عبد الظاہر	عَبْدُ الظَّاهِرِ	اللہ وحدہ ظاہر کا بندہ	شروع میں محمد لگا یا جاسکتا ہے
عبد النافع	عَبْدُ النَّافِعِ	اللہ وحدہ نافع کا بندہ	" " "
عبد الحق	عَبْدُ الْحَقِّ	اللہ وحدہ حق کا بندہ	" " "
عبد المبدی	عَبْدُ الْمُبْدِئِ	اللہ وحدہ مبدی کا بندہ	" " "
عبد الحمی	عَبْدُ الْحَمِیِّ	اللہ وحدہ حمی کا بندہ	" " "
عبد الحمی	عَبْدُ الْحَمِیِّ	اللہ وحدہ حمی کا بندہ	" " "
عبد الاحد	عَبْدُ الْاَحَدِ	اللہ وحدہ احد کا بندہ	" " "
عبد الصمد	عَبْدُ الصَّمَدِ	اللہ وحدہ صمد کا بندہ	" " "
عبد الابد	عَبْدُ الْاَبَدِ	اللہ وحدہ ابد کا بندہ	" " "
عبد المقتدر	عَبْدُ الْمُقْتَدِرِ	اللہ وحدہ مقتدر کا بندہ	" " "
عبد الوالی	عَبْدُ الْوَالِیِّ	اللہ وحدہ والی کا بندہ	" " "
عبد الولی	عَبْدُ الْوَلِیِّ	اللہ وحدہ ولی کا بندہ	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرثب طریقہ
عبد المتعالی	عَبْدُ الْمُتَعَالَى	اللہ وحدہ متعالی کا بندہ	شروع میں محمد لکایا جاسکتا ہے
عبدالبر	عَبْدُ الْبَرِّ	اللہ وحدہ بر کا بندہ	" " "
عبدالرب	عَبْدُ الرَّبِّ	اللہ وحدہ رب کا بندہ	" " "
عبدالمتق	عَبْدُ الْمُتَّقِمِ	اللہ وحدہ متق کا بندہ	" " "
عبدالغفور	عَبْدُ الْغُفُورِ	اللہ وحدہ غفور کا بندہ	" " "
عبدالرؤف	عَبْدُ الرَّؤُفِ	اللہ وحدہ رؤف کا بندہ	" " "
عبدالغنی	عَبْدُ الْغَنِيِّ	اللہ وحدہ غنی کا بندہ	" " "
عبدالغنی	عَبْدُ الْمُغْنَى	اللہ وحدہ غنی کا بندہ	" " "
عبدالعطی	عَبْدُ الْمُعْطَى	اللہ وحدہ عطی کا بندہ	" " "
عبدالہادی	عَبْدُ الْهَادِي	اللہ وحدہ ہادی کا بندہ	" " "
عبدالبدیع	عَبْدُ الْبَدِيعِ	اللہ وحدہ بدیع کا بندہ	" " "
عبدالباقی	عَبْدُ الْبَاقِي	اللہ وحدہ باقی کا بندہ	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
عبدالواقی	عَبْدُ الْوَاقِی	اللہ وحدہ ذاتی کا بندہ	شروع میں محمد لکایا جاسکتا ہے
عبدال دائم	عَبْدُ الدَّائِم	اللہ وحدہ دائم کا بندہ	" " "
عبد ذی الفضل	عَبْدُ ذِی الْفَضْلِ	اللہ وحدہ ذو الفضل کا بندہ	" " "
عبد ذی القوہ	عَبْدُ ذِی الْقُوَّة	اللہ وحدہ ذو القوہ کا بندہ	" " "
عبد ذی الجلال	عَبْدُ ذِی الْجَلَال	اللہ وحدہ ذو الجلال کا بندہ	" " "
عیسیٰ	عِیْسٰی	جلیل القدر نبی اور صحابی کا نام (مربانی زبان کا تلفظ)	" " "
عاقب	عَاقِب	حضور ﷺ کا نام، بمعنی بعد میں آنے والا/ جانشین/ جزائے خیر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لکایا جاسکتا ہے
عزیر	عَزِیْر	بنی اسرائیل کے نبی یا بزرگ کا نام (مجمعی لفظ یا عربی کے عَزَز کی تصغیر، بمعنی مدد کرنا)	" " "
عمر	عُمَر	دوسرے خلیفہ راشد اور دیگر کئی صحابہ کا نام، بمعنی آباد پر رونق (فی معنی علم لاناہ حدل)	" " "
عثمان	عُثْمَان	تیسرے خلیفہ راشد اور دیگر کئی صحابہ کا نام، بمعنی جدوجہد کرنا	" " "
علی	عَلِی	چوتھے خلیفہ راشد اور دیگر کئی صحابہ کا نام، بمعنی بلند/ مضبوط	" " "
عباس	عَبَّاس	کئی صحابہ کا نام/ ایسا شیر جسے دیکھ کر دوسرے شیر بھاگ جاتے ہوں یعنی انتہائی بہادر	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرئب طریقہ
عام	عَاصِم	کئی صحابہ کا نام؛ بمعنی (برائی وغیرہ سے) بچانے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عازب	عَازِب	صحابی کا نام؛ بمعنی غیر شادی شدہ	" " "
عاقل	عَاقِل	صحابی کا نام بمعنی عقل مند (اسم فاعل)	" " "
عامر	عَامِر	بہت سے صحابہ کا نام بمعنی آباد / پر رونق (اسم فاعل)	" " "
عویمر	عَوَیْمَر	صحابی کا نام؛ بمعنی آباد / پر رونق (عامر کی تصغیر)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عائذ	عَائِد	صحابی کا نام؛ بمعنی پناہ پکڑنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عائذ اللہ	عَائِدُ اللہ	صحابی کا نام بمعنی اللہ کی پناہ پکڑنے والا	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عباد	عَبَاد	بہت سے صحابہ کا نام بمعنی بہت عبادت گزار (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عبادہ	عِبَادَة	کئی صحابہ کا نام؛ بمعنی عبادت کرنا	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عبدہ	عَبْدَہ	صحابی کا نام؛ بمعنی عبادت کرنا	" " "
عبس	عَبَس	صحابی کا نام؛ بمعنی ایک خاص قسم کی گھاس (اسم جامد بحوالہ الاہتقاق)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عبید اللہ	عُبَيْدُ اللہ	کئی صحابہ کا نام؛ بمعنی اللہ کا چھوٹا سا بندہ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغوب طریقہ
عبید	عَبِيد	بہت سے صحابہ کا نام، بمعنی چھوٹا سا بندہ (عبد کی تصریح)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عبیدہ	عَبِيدَة	کئی صحابہ کا نام، عبادت کرنا (عبدہ کی تصریح)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے یا عبد یا محمد کی کا بھی رکھا جاسکتا ہے
عتاب	عَتَاب	صحابی کا نام، بمعنی بہت زیادہ فہمائش و سرزنش کرنے والا (اہم سہاؤ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عتبان	عِتْبَان	صحابی کا نام، بمعنی سرزنش کرنا (الف نون زائد تان)	" " "
عتبہ	عُتْبَة	صحابی کا نام، بمعنی سخت و مضبوط / سرزنش کرنا (بحوالہ: الاہتقاق)	" " "
عتیر	عُتَيْر	صحابی کا نام، بمعنی اصل، نیز ایک دوادالی بوٹی (جنو کی تصریح)	" " "
عتیق	عَتِيق	حضرت ابو بکر کا لقب، بمعنی نفیس و عمدہ / شریعت الطبع / قابلِ تکریم	" " "
عیک	عَتِيك	صحابی کا نام، بمعنی حملہ آور (یعنی دشمن پر)	" " "
عظیم	عُظِيم	صحابی کا نام، بمعنی جدوجہد کرنا (عدم کی تصریح)	" " "
عجیر	عُجَيْر	صحابی کا نام، بمعنی تھوڑا سا موٹا اور سخت ہونا (عجیر کی تصریح)	" " "
عُدس	عُدَس	صحابی کا نام، بمعنی خوب چلنا / سفر کرنا (بحوالہ: الاہتقاق)	" " "
عدی	عَدِي	کئی صحابہ کا نام، بمعنی دشمن سے لڑائی کے لئے نکلنے والا گروہ	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا سرگرم طریقہ
عرباض	عَرَبَاض	صحابی کا نام، بمعنی شدید قوی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عرب	عَرَب	صحابی کا نام، بمعنی سخت پیٹھ (علیٰ وزن جنوں)	" " "
عرس	عَرَس	صحابی کا نام، بمعنی زفاف/شادی/خوشی	" " "
عرفجہ	عَرَفَجَة	صحابی کا نام، بمعنی ایک مخصوص درخت	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عرفطہ	عَرَفْطَة	صحابی کا نام، بمعنی ایک پودا	" " "
عروہ	عُرْوَة	کئی صحابہ کا نام، بمعنی ایک مخصوص درخت/قابل اعتماد چیز/حلقہ/ذریعہ اتحاد/عمل	" " "
عریب	عَرِيب	صحابی کا نام، بمعنی خالی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عصام	عِصَام	صحابی کا نام، بمعنی دست/سر/مٹک باندھنے کی رتی	" " "
عصمتہ	عِصْمَة	کئی صحابہ کا نام، بمعنی خدا داد منکحہ/پاک دامنی/حفاظت/بے گناہی	شروع میں محمد یا آخر میں اللہ لگایا جاسکتا ہے
عصیمہ	عُصَيْمَة	صحابی کا نام، عصمہ کے ہم معنی (عصمتہ کی تغیر)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عطاء	عَطَاء	صحابی کا نام، بمعنی بخشش/عطیہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عطارد	عُطَارِد	صحابی کا نام، بمعنی طویل/نوسیاروں میں سے ایک سیارہ	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
عطیہ	عَطِیَّة	صحابی کا نام، بمعنی بہہ	شروع میں محمد لکایا جاسکتا ہے
عقبہ	عُقْبَة	کئی صحابہ کا نام، بمعنی انجام/بدل/حسن و جمال کی نشانی/صیغ	" " "
عقیب	عُقَيْب	صحابی کا نام، بمعنی ایک ستارہ/تیز نگاہ والا پرندہ/بیٹا (عقاب یا عقب کی تصغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لکایا جاسکتا ہے
عفان	عَفَّان	صحابی کا نام، بمعنی پاک دامن (الف نون زائد تان)	" " "
عفیف	عَفِيف	صحابی یا تابعی کا نام بمعنی انتہائی پاک دامن	" " "
عفیر	عُفَيْر	صحابی کا نام، بمعنی روئے زمین/کھیتی کی پہلی سیرابی/بہادر (عفو کی تصغیر)	" " "
عقیل	عَقِيل	صحابی کا نام، بمعنی انتہائی عقل مند	" " "
عکاشہ	عُكَّاشَة	بدری صحابی کا نام، بمعنی عکبوت	شروع میں محمد لکایا جاسکتا ہے
عکراش	عِکْرَاش	صحابی کا نام، بمعنی ایک مخصوص و مفید پودا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لکایا جاسکتا ہے
عکرمہ	عِکْرِمَة	صحابی کا نام/کیوتر	شروع میں محمد لکایا جاسکتا ہے
علاء	عَلَاء	کئی صحابہ کا نام، بمعنی بلندی (بحوالہ، الاحقاق)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لکایا جاسکتا ہے
علباء	عِلْبَاء	صحابی کا نام، بمعنی گردن کا لہا پٹھا	شروع میں محمد لکایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرثب طریقہ
علیہ	عَلْبَہ	صحابی کا نام؛ بمعنی مخصوص برتن یا ٹوکری	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
علس	عَلَس	صحابی کا نام؛ بمعنی مخصوص کھانا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
علقہ	عَلَقْمَہ	بہت سے صحابہ کا نام؛ بمعنی حنظل کا ٹکڑا	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عمار	عَمَّار	بہت سے صحابہ کا نام؛ بمعنی بہت زیادہ آخرت کو رونق دینے والا (یعنی بہت نیک صالح)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عمر	عَمْر	بہت سے صحابہ کا نام زندگی کا عرصہ/ عمر (عین پر بڑا دریم پر جزم ہے)	" " "
عمیر	عُمَیر	بہت سے صحابہ کا نام (عمر کی تغیر)	" " "
عمران	عِمْرَان	حضرت مریم علیہا السلام کے والد اور کئی صحابہ کا نام (قالبہ عبرانی لفظ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عمیرہ	عَمِیرَہ	صحابی کا نام؛ بمعنی بڑا قبیلہ/ شہد کا تھمتہ (جمعۃ عمانیں)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عنیںس	عَنْبِس	صحابی کا نام؛ بمعنی قابل تعریف شیر یعنی بہادر (بو وزن جعفر بن العنوس والون زائد)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عنیمہ	عَنْبِسَہ	بقول بعض صحابی کا نام؛ بمعنی عنسن (عنسن کا مخصوص اسم)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عمرہ	عَمْتَرَہ	صحابی کا نام؛ بمعنی لڑائی میں بہادری کرنا	" " "
عوسجہ	عَوْسَجَہ	صحابی کا نام؛ بمعنی ایک کانٹے دار اور گول چھلدا دروخت (جمعۃ عوسج)	" " "
عوف	عَوْف	صحابی کا نام؛ بمعنی حال/ شان/ مہمان/ خوشبودار پودا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
عویف	عَوَيْف	صحابی کا نام، عوف کے ہم معنی (عوف کی تصویر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عون	عَوْن	صحابی کا نام، بمعنی مدد کرنا (اسم مصدر)	" " "
عویم	عَوَيْم	صحابی کا نام، بمعنی دن/سال (اسم تغیر للعام)	" " "
عیاض	عِيَاض	صحابی کا نام، بمعنی بلدینا (اسم مصدر عن الجوز، والبداء مقلوبہ عن اهلو لکسرة ما قبلها)	" " "
عیاز	عِيَاذ	صحابی کا نام، بمعنی بہت زیادہ پناہ مانگنے والا (یفع اولہ وتسلید ثلثہ، اسم مبالغہ)	" " "
عیاش	عِيَاش	صحابی کا نام، بمعنی مختصر فروش/بہت بہتر حال والا/خوش عیش	" " "
عیینہ	عُيَيْنَه	صحابی کا نام، بمعنی پانی کا چشمہ/آنکھ وغیرہ (عین کی تصویر موزن ساقی تائے مقدرہ ظاہر)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عوز	عَوْذ	پناہ/پناہ گاہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عیاز	عِيَاذ	پناہ/حفاظت (عین پر زبر اور یاء پر بغیر تشدید کے زبر ہے)	" " "
عابد	عَابِد	عبادت گزار (اسم قائل)	" " "
عائش	عَائِش	اچھی حالت والا (اسم قائل من العیش، عائشہ کی تذکیر)	" " "
عادل	عَادِل	انصاف پسند	" " "
عدیل	عَدِيل	بہت مصیف	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا سُرُگب طریقہ
عریف	عَرِیف	واقف کار / باخبر / سردار / منتظم	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عروف	عُرُوف	مستقل مزاج	" " "
عارف	عَارِف	پہچاننے والا (اسم فاعل)	" " "
عرفان	عِرْفَان	غور و فکر کے بعد کسی چیز کو پہچاننا (اسم مصدر)	" " "
عاکف	عَاكِف	پابند، ٹھہرنے والا (اسم فاعل)	" " "
عاطف	عَاطِف	مہربان / ملانے والا (القاموس الوحید)	" " "
عامل	عَامِل	عمل کرنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لگایا جاسکتا ہے
عماد	عِمَاد	ستون	" " "
عنایت	عِنَايَت	حقانیت و مہربانی کرنا (اسم مصدر)	" " "
عشرت	عِشْرَت	محاطط، خوشحالی (بزبان عربی محاطط، و بزبان فارسی خوشحالی)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عدنان	عَدْنَان	ٹھہرنا و قیام کرنا (اسم مصدر، الف لون زائد تان)	" " "
عمرؤس	عَمْرُوس	مضبوط اور موٹا لڑکا	" " "

حرف ”ع“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”غ“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	پیغام رکھنے کا مرگب طریقہ
غالب	غَالِب	صحابی کا نام، بمعنی قوی / فاتح (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
غرفہ	غَرْفَہ	صحابی کا نام، بمعنی ایک لمبی شاخ والا پودا (مفتح العين والراء بحوالہ الحید)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
غزیرہ	غَزِيرَہ	صحابی کا نام، بمعنی جہاد کرنے والی جماعت (اسم صہ بردن فعلیۃ)	" " "
غسان	غَسَّان	صحابی کا نام، بمعنی جوانی کی تیزی (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
غضیف	غُضَيْف	صحابی کا نام / فراخ و کشادہ ہونا / درخت ٹرما کے مشابہ درخت (خف کی تغیر)	" " "
عطیف	عُطَيْف	صحابی کا نام، بمعنی فراخ و آسودہ / خوشگوار (عطف کی تغیر)	" " "
غنم	غَنَام	صحابی کا نام، بمعنی کثرت سے مال قیمت حاصل کرنے والا (اسم مبالغہ)	" " "
غنی	غَنِي	صحابی کا نام، بمعنی مالدار / نیز اللہ تعالیٰ کا نام (اسم صہ)	" " "
غنیم	غُنَيْم	تابعی کا نام، بمعنی مال غنیمت (غَنَم کی تغیر، بحوالہ الاعتقاد)	" " "
غیلان	غَيْلَان	صحابی کا نام، بمعنی آب رواں / شاندار صحت مند لڑکا (من الفعل، بحوالہ الاعتقاد)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا سبب طریقہ
غازی	غَازِی	فتح یاب (اسم قاتل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگا یا جاسکتا ہے
غانم	غَانِم	مال غنیمت پانے اور فائدہ اٹھانے والا (اسم قاتل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے
غفران	غُفْرَان	درگزر/معافی/بخشش (اسم مصدر، الف نون زائد تان)	" " "
غیور	غَیُور	بہت غیرت مند (یاد کی تشدید کے بغیر، اسم مبالغہ)	" " "

حرف ”غ“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”ف“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرثب طریقہ
فائیک	فَائِک	صحابی کا نام، بمعنی دلیر/ بہادر (اسم قائل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
فاکہ	فَاكِهَہ	صحابی کا نام بمعنی خوش طبع/ ہنس منگھ (اسم قائل)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
فرات	فُرَات	صحابی کا نام، بمعنی بہت پیٹھا/ عراق کا مشہور دریا	” ” ”
فرقد	فَرَقْد	صحابی کا نام/ قطب شمالی کے قریب ستارہ جس سے راستہ اور جہت پتہ چلتی ہے	” ” ”
فردہ	فَرُوْدَہ	کئی صحابہ کا نام، بمعنی مالدار/ توکمری (بحوالہ، الاحقاق)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
فضالہ	فَضَالَہ	کئی صحابہ کا نام، بمعنی فراغت و فرست (بفتح الفاء بحوالہ، المصباح المنیر)	” ” ”
فضل	فَضْل	صحابی کا نام، بمعنی احسان و نیکی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
فضیل	فُضَیْل	صحابی کا نام، بمعنی احسان و نیکی (فعل کی تغیر)	” ” ”
فلتان	فَلْتَان	صحابی کا نام، بمعنی چست (بفتح الفاء واللام)	” ” ”
فیروز	فَیْرُوْز	صحابی کا نام، بمعنی ایک قیمتی پتھر/ بصرہ کی ایک نہر	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغوب طریقہ
فاتح	فَاتِح	فتح پانے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
فاروق	فَارُوق	بہت امتیاز کرنے والا (اسم مبالغہ)	" " "
فاضل	فَاضِل	صاحب فضیلت (اسم فاعل)	" " "
فالح	فَالِح	کامیاب / کامران (اسم فاعل)	" " "
فائز	فَائِز	مقام پر پہنچنے والا (اسم فاعل)	" " "
فائض	فَائِض	فیض پہنچانے والا (اسم فاعل)	" " "
فائق	فَائِق	بلند (اسم فاعل)	" " "
فیضان	فَيْضَان	بڑا فائدہ (اسم مصدر)	" " "
فرقان	فُرْقَان	فرق کرنے والا / بڑی دلیل (اسم مصدر بمعنی اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
فرید	فَرِيد	یکتا / بے مثل	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لکایا جاسکتا ہے
فصیح	فَصِيح	خوش بیاں (اسم صفت)	" " "
فقیر	فَقِير	درویش	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
فوز	فَوْز	کامیابی (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
فوزان	فَوْزَان	کامیاب/ فتح حاصل کرنا (اسم مصدر، الف نون زائد تان)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
فہیم	فَهِيم	بڑی فہم و سمجھ والا (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
فتیاض	فَيَاض	بہت تخی/ دریا دل (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
فیصل	فَيْضَل	مصطفیٰ، انصاف کنندہ	" " "
فیض	فَيْض	فائدہ (اسم مصدر)	" " "
فلاح	فَلَاح	کامیاب ہونا (مصدر از باب حسب ظاہر)	" " "
فردوس	فِرْدَوْس	باغ/ جنت (مذکورہ نمونہ دونوں کے لئے)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
فسح	فَسِيح	کشادہ/ وسیع	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
فاطن	فَاطِن	سمجھدار/ عقلمند	" " "
فنان	فَنَان	ماہر/ فنی صلاحیت کا ماہر (اسم مبالغہ)	" " "
فینان	فَيْنَان	لبے اور خوبصورت بالوں والا	" " "
فرحان	فَرْحَان	خوش	" " "

حرف ”ق“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
قاسم	قَاسِم	نبی کا لقب اور بیٹے اور کئی صحابہ کا نام؛ بمعنی تقسیم کرنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
قارب	قَارِب	صحابی کا نام؛ بمعنی قریب ہونے والا (اسم فاعل)	” ” ”
قباث	قَبَاث	صحابی کا نام؛ بمعنی قبضہ کرنا / ملانا (بحالہ لسان العرب، والاعتقاق)	” ” ”
قنادرہ	قَنَادَه	کئی صحابہ کا نام / ایک سخت درخت کا نام (قنار کا واحد)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
قدامہ	قُدَامَة	صحابی کا نام؛ بمعنی کسی چیز پر اقدام کرنا (بروزن لُحَالہ، بحالہ الاعتقاق)	” ” ”
قبیصہ	قَبِیْصَة	کئی صحابہ کا نام / چنگلی بھر (من قولہم: قَبِیْصَة، الاعتقاق)	” ” ”
قرظہ	قَرْظَة	صحابی کا نام / رنگ دار درخت کا نام (تصغیر قرظۃ، الاعتقاق)	” ” ”
قرہ	قُرَّة	صحابی کا نام؛ بمعنی شندک	” ” ”
قسامہ	قَسَامَة	صحابی کا نام؛ بمعنی مصالحت / حسن / خوبصورت	” ” ”
قثم	قَثَم	صحابی کا نام؛ بمعنی بہت عطا کرنے والا / خیر کا جامع (قائم سے معدول)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
قشیر	قُشِير	صحابی یا محدث کا نام، بمعنی جسم کو چھپانے والا لباس (قشر کی تغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے
قصی	قُصَي	صحابی کا نام، بمعنی تھوڑا سا بعید، دور (قام کی تغیر)	شروع میں محمد لگا یا جاسکتا ہے
قطن	قُطَن	صحابی کا نام، بمعنی جائے اقامت	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے
قعقاع	قُعْقَاع	صحابی کا نام، بمعنی ہتھیر کی آواز	" " "
قفیز	قَفِيز	نبی ﷺ کے غلام کا نام، بمعنی روٹی/عرب کا مخصوص پیانہ	" " "
قمید	قُمَيْد	صحابی یا تابعی کا نام، بمعنی زگرس پھول کا گلدستہ (قند کی تغیر)	" " "
قیس	قَيْس	بہت سے صحابہ کا نام، بمعنی تیز چلنا (اسم مصدر)	" " "
قیبہ	قَيْسَبَه	صحابی کا نام/ایک درخت کا نام	شروع میں محمد لگا یا جاسکتا ہے
قادم	قَادِم	آنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے
قاصد	قَاصِد	قصد کرنے والا (اسم فاعل)	" " "
قائد	قَائِد	سر دار، رہنما (اسم فاعل)	" " "
قانع	قَانِع	قناعت کرنے والا (اسم فاعل)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغوب طریقہ
قسیم	قَسِیم	تقسیم کرنے والا (اسم حب)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
قمر	قَمَر	چاند	شروع میں محمد یا آخر میں محمد الدین / الاسلام لگایا جاسکتا ہے
قیم	قِیم	متولی و منتظم	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
قویم	قَوِیم	معتدل، اچھے قد و قامت والا (اسم حب)	" " "
قاری	قَارِی	پڑھنے والا (اسم قائل، از باب فتح)	" " "
قوم	قُوم	خیر و نیکیوں کو جمع کرنے والا	" " "
قائم	قَائِم	خیر کو جمع کرنے والا (اسم قائل)	" " "

حرف "ق" سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”ک“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
کعب	کَعْب	بہت سے صحابہ کا نام، بمعنی ابھری ہوئی اور نمایاں چیز	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
کرز	کُرْز	کئی صحابہ کا نام، بمعنی داخل ہونا/خفی ہونا	” ” ”
کریز	کُرِیز	صحابی کا نام، بمعنی داخل ہونا/خفی ہونا (کُرْز کی تصغیر)	” ” ”
کثیر	کَثِیر	کئی صحابہ کا نام، بمعنی بہت، و زیادہ	” ” ”
کباشہ	کَبَاشَہ	صحابی کا نام/ اراک درخت کا پھل	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
کیش	کُیْش	صحابی کا نام، بمعنی چھوٹا سا سردار (کیش کی تصغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
کریم	کَرِیم	صحابی کا نام، بمعنی بہت نئی	” ” ”
کنانہ	کِنَانَہ	صحابی کا نام، بمعنی ترکش/سرزمین مصر	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
کہمس	کَہْمَس	صحابی کا نام، بمعنی پاؤں قریب قریب رکھنا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
کہیل	کَہِیل	صحابی کا نام، بمعنی بڑی عمر	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغوب طریقہ
کاتب	کَاتِب	لکھنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لکایا جاسکتا ہے
کادح	کَادِح	کوشش کرنی والا، پہنچنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لکایا جاسکتا ہے
کاسب	كَاسِب	کسب کرنے والا، کمانے والا (اسم فاعل)	" " "
کاشف	كَاشِف	کھولنے والا (اسم فاعل)	" " "
کامل	كَامِل	پورا، مکمل (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لکایا جاسکتا ہے
کفایت	كَفَايَت	قابلیت/ کافی ہونا/ قناعت (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ اللہ/ لکایا جاسکتا ہے
کفیل	كَفِيْل	ذمہ دار (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لکایا جاسکتا ہے
کلیم	كَلِيْم	کلام کرنے والا/ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لقب (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ اللہ/ لکایا جاسکتا ہے
کمال	كَمَال	خوبی (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لکایا جاسکتا ہے
کوثر	كَوْثَر	بڑی بھلائی/ شیر کثیر	" " "
کاظم	كَاسِم	غصہ پی جانے والا	" " "
کفل	كَفْل	حصہ	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
کمیل	کَمیل	کمل / پورا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لکایا جاسکتا ہے
کنیس	کَنیس	عقل مند / ذہین	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لکایا جاسکتا ہے
کرام	کَرَام	فیاض / بخشنے والا (اسم مبالغہ)	" " "
کیس	کَنیس	سقاوت / ذہانت / عقل و دانش	" " "
کیش	کَنیش	سر دار	" " "

حرف ”ک“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”ل“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا عربی طریقہ
لوط	لُوط	ایک جلیل القدر نبی کا نام (مَنْصُوفٌ مَعَ السَّيِّئِينَ لِسُكُونِ وَسَطِهِ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
لقمان	لُقْمَان	مشہور طبیب یا نبی، جن کے نام پر قرآن مجید کی ایک سورۃ ہے، اور صحابی کا نام	” ” ”
لاحب	لَا حِب	صحابی کا نام، بمعنی وسیع اور واضح	” ” ”
لاحق	لَا حِق	صحابی کا نام، بمعنی اگلا/ واپس/ پیچھے آنے والا (اسم فاعل)	” ” ”
لبدہ	لُبْدَة	صحابی یا تابعی کا نام، بمعنی کثیر/ زیادہ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
لبید	لَبِيد	صحابی کا نام، بمعنی گوشہ نشین، گھر میں مقیم (اسم مشبہ، بحوالہ الاحقاق)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
لائق	لَا يِق	مناسب و قابل (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین/ لگایا جاسکتا ہے
لبیب	لَبِيب	عقلمند	” ” ”
لطف	لُطْف	اللہ کی توفیق/ مہربانی/ شفقت/ نرمی/ خوش حواشی/ نزاکت	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین/ لگایا جاسکتا ہے
لطافت	لَطَافَت	نزاکت/ نرمی/ لچک (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
لقاء	لِقَاء	پانا/ ملاقات کرنا (اسم مصدر)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
لقن	لَبِق	ہوشیار/ ماہر	شروع میں مھلگایا جاسکتا ہے
لبیق	لَبِیق	ہوشیار/ ماہر	شروع میں مھلایا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
لیب	لَبِیب	عقلمند	" " "
لؤلؤان	لُؤْلُؤَان	سفیدی اور چمک میں موقی جیسا	شروع میں مھلگایا جاسکتا ہے
لقن	لَقْن	ذہین و نفیم (اسم مہذب)	" " "
لامع	لَامِع	چمکدار/ روشن (اسم فاعل)	شروع میں مھلایا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
لارح	لَارِح	عقلمند/ چالاک (اسم فاعل)	" " "
لارح	لَامِیح	چمکدار ستارہ (اسم فاعل)	" " "
لماح	لَمَاح	بہت چمکدار (اسم مبالغہ)	شروع میں مھلگایا جاسکتا ہے
لماع	لَمَاع	بہت روشن/ بہت چمکدار (اسم مبالغہ)	" " "
لمعان	لَمْعَان	چمک/ آب و تاب	" " "
لمدان	لَمْدَان	عاجزی و انکساری کرنے والا	" " "
لیاقت	لِیَاقَت	مہذب طرز عمل/ احسن ذوق/ صلاحیت	شروع میں مھلایا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

حرف ”م“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغوب طریقہ
محمد	مُحَمَّد	نبی ﷺ کا نام، بمعنی بہت تعریف کیا ہوا	آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
موسیٰ	مُوسَى	جلیل القدر نبی کا نام	” ” ”
مسعود	مَسْعُود	بہت سے صحابہ کا نام، بمعنی نیک بخت (اسم صہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
محمود	مَحْمُود	کئی صحابہ کا نام، بمعنی قابل تعریف (اسم صہ)	” ” ”
ما عز	مَا عِز	صحابی کا نام جن کو نبی ﷺ نے جنت کی نعم میں غوطہ لگاتے ہوئے دیکھا	” ” ”
مالک	مَالِك	کئی صحابہ کا نام، بمعنی صاحب ملکیت	” ” ”
مبشر	مُبَشِّر	صحابی کا نام، بمعنی خوش خبری دینے والا	” ” ”
محسن	مُحْسِن	حضرت علی و فاطمہ کے بیٹے کا نام، بمعنی خوبصورت و عمدہ بنانے اور ترقی دینے والا	” ” ”
متمم	مُتِمِّم	صحابی کا نام، بمعنی مکمل کرنے والا (اسم فاعل)	” ” ”
معتب	مُتَعَب	صحابی کا نام، بمعنی پانی گزرنے کی جگہ (اسم ظرف)	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
ثنی	مُثَنّی	صحابی کا نام، بمعنی ذہرا	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
محرز	مُحَرِّز	صحابی کا نام، بمعنی حفاظت کرنے والا (اہم قائل)	" " "
مختار	مُخْتَار	صحابی کا نام، بمعنی منتخب/ پسندیدہ/ چنیدہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مخلد	مُخَلِّد	صحابی کا نام، بمعنی زیادہ عمر کے باوجود بڑھا پاتا آنے والا	" " "
مدرک	مُدْرِك	صحابی کا نام، بمعنی پانے والا/ عاقل/ پختہ (اہم قائل)	" " "
مدلوک	مَدْلُوك	صحابی کا نام، بمعنی سفر کا ماہر	" " "
مذکور	مَذْكُور	صحابی کا نام، بمعنی ذکر کیا ہوا (اہم مفعول)	" " "
مرشد	مَرْدَد	صحابی کا نام، بمعنی شریف النفس آدمی (القاموس الوحید)	" " "
مرحب	مَرْحَب	بقول بعض صحابی کا نام، بمعنی کشتادگی	" " "
مرداس	مِرْدَاس	کئی صحابہ کا نام، بمعنی سر/ کتوں کے پانی کا اندازہ کرنے والا پتھر (اہم آلہ من ہر دس)	" " "
مرزبان	مَرَزْبَان	صحابی کا نام، بمعنی لشکر کا سردار	" " "
مرزوق	مَرَزُوق	صحابی کا نام، بمعنی خوش نصیب	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرثبہ طریقہ
مسافح	مُسَافِع	صحابی کا نام، بمعنی سینے سے لگانے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مستورد	مُسْتَوِرِد	صحابی کا نام، بمعنی پانی تک رسائی پانے والا	" " "
مسرع	مُسْرِع	نہی پہنچنے کا رکھا ہوا نام، بمعنی تیز رو	" " "
مسروح	مَسْرُوح	صحابی کا نام، بمعنی سراب	" " "
مسروق	مَسْرُوق	صحابی کا نام، بمعنی خفیہ طریقہ سے لیا ہوا/ضعیف (اسم مفعول)	" " "
مسطح	مِسْطَح	صحابی کا لقب، بمعنی سیدھا کرنے کا ذریعہ (اسم آلہ)	" " "
مسلم	مُسْلِم	کسی صحابہ کا نام، بمعنی مسلمان	" " "
مسور	مِسْوَر	صحابی کا نام، بمعنی مضبوط تکیہ و سہارا (اسم آلہ)	" " "
مشرح	مِشْرَح	صحابی کا نام، بمعنی کھولنے کا ذریعہ (اسم آلہ)	" " "
مشرج	مُشْرِج	صحابی کا نام، بمعنی باریک بناوٹ کا کپڑا (اسم جامد)	" " "
مصعب	مُضْعَب	صحابی کا نام، بمعنی سردار (القاصد الوحید)	" " "
مطاع	مُطَاع	صحابی کا نام، بمعنی اتباع کیا ہوا (اسم مفعول)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	بینام رکھنے کا مرئب طریقہ
مطر	مَطَر	صحابی کا نام بمعنی بارش	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے
مطرف	مُطَرَف	صحابی کا نام بمعنی پسند کرنے والا	" " "
مطعم	مُطْعِم	صحابی کا نام بمعنی کھلانے والا	" " "
مطلب	مُطَلِب	صحابی کا نام؛ بمعنی وقفہ و کوشش کے ساتھ طلب کرنے والا (اسم فاعل، از باب تفعیل)	" " "
مطیع	مُطِيع	صحابی کا نام؛ بمعنی فرمانبردار (اسم فاعل)	" " "
منظہر	مُظْهَر	صحابی کا نام؛ بمعنی ظہر کے وقت آنے والا (اسم فاعل، بحوالہ الصحاح فی اللغة)	" " "
معاذ	مُعَاذ	کئی صحابہ کا نام؛ بمعنی پناہ و حفاظت میں آیا ہوا (اسم مفعول)	" " "
معاویہ	مُعَاوِيَة	کئی صحابہ کا نام؛ بمعنی ایک دوسرے کی خدمت میں ملاسن توہم بخادی یا قوم را اذا تذاولوا فلتاقل	شروع میں محمد لگا یا جاسکتا ہے
معبد	مُعَبَّد	کئی صحابہ کا نام؛ بمعنی ایک جانا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے
مغتب	مُعْتَب	صحابی کا نام؛ بمعنی ناز سے خطاب کرنے والا	" " "
معتمر	مُعْتَمِر	صحابی کا نام؛ بمعنی بیت اللہ کا زائر و عمرہ کرنے والا (اسم فاعل)	" " "
معدان	مُعْدَان	صحابی کا نام؛ بمعنی تروتازہ پھل	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	بی نام رکھنے کا مرگب طریقہ
معتل	مَعْتَل	صحابی کا نام، بمعنی جائے پناہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
معر	مَعْمَر	کئی صحابہ کا نام، بمعنی شاداب و آباد اور خوشحال مقام	" " "
معن	مَعْن	صحابی کا نام، بمعنی بھلائی / نیکی / نفع اٹھانے کی چیز	" " "
معوز	مُعَوِّذ	صحابی کا نام، بمعنی حفاظت کرنے والا (اسم فاعل)	" " "
معقیب	مُعَقِّيب	صحابی کا نام، بمعنی پیچھے آیا ہوا / جانشین (مستحب کی تصویر)	" " "
مغیث	مُغِيث	صحابی کا نام، بمعنی مددگار / فریادرس (اسم فاعل از غوث، بحوالہ المغرب)	" " "
مغیرہ	مُغْيِرَة	صحابی کا نام، بمعنی حملہ آور (مفعلة من الغارة، وکان اصله مغيرة، الاستقاق)	" " "
مقداد	مُقَدَّاد	صحابی کا نام، بمعنی جڑ سے کاٹنے کا آلہ (اسم آلہ من القلند)	" " "
مقسم	مُقَسِّم	صحابی کا نام، بمعنی تقسیم کرنے کا آلہ و ذریعہ (اسم آلہ من القسم)	" " "
مکھول	مُكْحُول	صحابی کا نام، بمعنی سرمئی آنکھوں والا (اسم مفعول)	" " "
مکرم	مُكْرَم	نبی ﷺ کا منتخب کیا ہوا صحابی کا نام، بمعنی تعظیم کیا ہوا (اسم مفعول)	" " "
ملحان	مِلْحَان	صحابی کا نام، بمعنی نمکین و پرکشش (فعلان من المَلَح، الاستقاق)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغوب طریقہ
ملیل	مَلِیل	بدری صحابی کا نام، بمعنی تھوڑا سا آزرده (مصفی من الملک)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
منبعث	مُنْبِیْث	صحابی کا نام، بمعنی بیدار ہونے والا (اسم قائل، از باب النعال)	" " "
منہ	مُنْبَہ	صحابی کا نام، بمعنی غفلت سے آگاہ کرنے والا (اسم قائل)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
منذر	مُنْذِر	کئی صحابہ کا نام، بمعنی آخرت سے ڈرانے والا (اسم قائل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مدیر	مُنْذِر	صحابی کا نام، بمعنی چھوٹا سا آخرت سے ڈرانے والا (منذر کی تصغیر)	" " "
منصور	مَنْصُور	صحابی کا نام، بمعنی مدد کردہ (اسم مفعول)	" " "
مہد	مُنْقِد	صحابی کا نام، بمعنی سلامتی دینے والا (اسم قائل)	" " "
منفعہ	مَنْفَعہ	صحابی کا نام، بمعنی فائدہ (اسم مصدر)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
منفع	مَنْع	صحابی کا نام، بمعنی منکا / پتھر کا پیالہ (منہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
منیب	مُنِیب	صحابی کا نام، بمعنی اللہ کی طرف رجوع کرنے والا (اسم مشہ)	" " "
مہاجر	مُہَاجِر	کئی صحابہ کا نام، بمعنی گمنا ہوں کو چھوڑنے والا	" " "
مہج	مُہِجِع	حضرت عمر کے آزاد کردہ غلام، بمعنی ہر ایک کا فرمانبردار	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مڑب طریقہ
مہزم	مِهْزَم	صحابی کا نام، بمعنی قابل اطمینان	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مونس	مُونَس	صحابی کا نام، بمعنی انسیت پہنچانے والا (اسم قائل از باب تفعیل)	" " "
موہب	مَوْهَب	صحابی کا نام، بمعنی تیار کیا ہوا (اسم مفعول)	" " "
میسرہ	مَيْسِرَة	کئی صحابہ کا نام، بمعنی فوج کا بابا یاں دستہ/سہولت/افراخی/احول	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
میمون	مَيْمُون	صحابی کا نام، بمعنی مبارک (اسم مفعول)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
منہال	مِنْهَال	انتہائی نخی (اسم مبالغہ)	" " "
مسطع	مِسْطَع	خوش بیان	" " "
منیر	مُنِير	روشن/واضح/چمک دار	" " "
مستنیر	مُسْتَنِير	روشنی کا طالب	" " "
مستقصر	مُسْتَقْصِر	مد یافتہ، فتح یاب (اسم مفعول از باب استفعال)	" " "
مستقصیر	مُسْتَقْصِر	مدود کا طالب (اسم قائل از باب استفعال)	" " "
مستقیم	مُسْتَقِيم	راست، سیدھا (اسم قائل)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا عربی طریقہ
مادح	مَادِح	تعریف کرنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مدیح	مَدِيح	تعریف کرنے والا	" " "
مامون	مَامُون	محفوظ و بے خطر (اسم مفعول)	" " "
ماہر	مَاهِر	تجربہ کار (اسم فاعل)	" " "
مبارک	مُبَارَك	برکت والا (اسم مفعول)	" " "
مبسوط	مَبْسُوط	خوش پیش و فراخی والا (اسم مفعول)	" " "
مبصر	مُبْصِر	صاحب بصیرت (اسم فاعل)	" " "
مبین	مُبِين	ظاہر کرنے والا، روشن کرنے والا (اسم فاعل از باب افعال)	" " "
متبع	مُتَّبِع	اتباع کرنے والا (اسم فاعل)	" " "
متقی	مُتَّقِي	پرہیزگار، پارسا (اسم فاعل)	" " "
مجاہد	مُجَاهِد	جہاد کرنے والا (اسم فاعل)	" " "
محاید	مُحَايِد	غیر جانبدار / کنارہ کش	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
مُجْتَبِی	مُجْتَبِی	برگزیدہ / پسندیدہ / مقبول / آغوشِ رحمت کا لقب (اسم مفعول)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مُحَاسِب	مُحَاسِب	حساب کرنے والا (اسم فاعل)	" " "
مُحْتَسِب	مُحْتَسِب	احتساب کرنے والا (اسم فاعل)	" " "
مُحَافِظ	مُحَافِظ	نگہراں / پاسہاں (اسم فاعل)	" " "
مُحِب	مُحِب	محبت و پسند کرنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / اللہ لگایا جاسکتا ہے
مُحِبُّوب	مُحِبُّوب	دوست / پیارا / پسندیدہ (اسم مفعول)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مُحْسِن	مُحْسِن	احسان کرنے والا (اسم فاعل)	" " "
مَرْغُوب	مَرْغُوب	پسندیدہ / رغبت کے لائق (اسم مفعول)	" " "
مُسْكِين	مُسْكِين	عاجز / متواضع	" " "
مَسِيح	مَسِيح	حضرت عیسیٰ کا لقب / بمعنی زمین میں چلنے والا (فعل بمعنی فاعل)	" " "
مُشَاهِد	مُشَاهِد	دیکھنے والا (اسم فاعل)	" " "
مُشْتَق	مُشْتَق	آرزو مند (اسم مفعول)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
مُشْرِف	مُشْرِف	شرافت والا (اسم مفعول)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مُشْفِق	مُشْفِق	مہربان (اسم قائل)	" " "
مَشْکُور	مَشْکُور	ممنون (اسم مفعول)	" " "
مِصْبَاح	مِصْبَاح	چراغ (اسم آل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگا یا جاسکتا ہے
مُصَدِّق	مُصَدِّق	تصدیق کرنے والا (اسم قائل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مُصْطَفٰی	مُصْطَفٰی	نبی ﷺ کا لقب، بمعنی منتخب شدہ (اسم مفعول)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
مُضْلِح	مُضْلِح	اصلاح کرنے والا (اسم قائل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مُصِيب	مُصِيب	درست رائے والا (اسم قائل)	" " "
مَطْلُوب	مَطْلُوب	طلب کیا ہوا (اسم مفعول)	" " "
مُطَهِّر	مُطَهِّر	پاک کرنے والا (اسم قائل)	" " "
مَظْهَر	مَظْهَر	مقام اظہار/ منظر (اسم ظرف)	" " "
مُعَاوِن	مُعَاوِن	اعانت کرنے والا (اسم قائل)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرثب طریقہ
مقیم	مُقِمِّم	پناہ لینے والا (اسم قائل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لکایا جاسکتا ہے
معروف	مَعْرُوف	مشہور / بھلائی / احسان / احسن سلوک / نیکی (اسم مفعول)	" " "
محین	مُحِیْن	مددگار (اسم قائل)	" " "
مقصود	مَقْصُود	مدعا / مراد (اسم مفعول)	" " "
مکاتب	مُکَاتِب	خط و کتابت کرنے والا (اسم قائل)	" " "
مکرم	مُکْرِم	عزت کرنے والا (اسم قائل از باب افعال)	" " "
مکرم	مُکْرَم	معزز (اسم مفعول از باب تفعیل)	" " "
ممتاز	مُمْتَاز	امتیاز شدہ (اسم مفعول)	" " "
منہط	مُنْبِط	خوش ہونے والا (اسم قائل)	" " "
منتخب	مُنْتَخِب	انتخاب کیا ہوا (اسم مفعول)	" " "
منصف	مُنْصِف	انصاف کرنے والا (اسم قائل)	" " "
منظور	مَنْظُور	پسند کیا ہوا (اسم مفعول)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغوب طریقہ
منکشف	مُنْكَشِف	کھلنے والا، ظاہر ہونے والا (اسم قائل)	شروع میں مجھ یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
منور	مُنَوِّر	روشن / تاباں (اسم مفعول)	" " "
منہاج	مِنْهَاج	راستہ (اسم ظرف)	" " "
موجوب	مَوْجُوب	ذمہ و موجب (اسم مفعول)	" " "
مہدی	مَهْدِي	ہدایت والا (اسم مفعول)	" " "
مستفیض	مُسْتَفِيض	فیض اٹھانے والا (اسم قائل)	" " "
مستفید	مُسْتَفِيد	فائدہ چاہنے والا (اسم قائل)	" " "
مستعین	مُسْتَعِين	مدد کا خواہاں (اسم قائل)	" " "
سرور	مَسْرُور	خوش کیا ہوا (اسم مفعول)	" " "
سرت	مُسَرَّت	خوشی (اسم مصدر)	" " "
مقرب	مَقْرَب	قرب والا (اسم مفعول)	" " "
مقیم	مُقِيم	قیام کرنے اور ٹھہرنے والا (اسم قائل از باب افعال)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا عربی طریقہ
مد	مَدَّة	مد دینے والا (اسم قائل، باب افعال)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
مد	مَمْدَة	مد دیا ہوا (اسم مفعول، باب افعال)	" " "
مستمد	مُسْتَمِدَّة	مد چاہنے والا (اسم قائل، باب استفعال)	" " "
مستمد	مُسْتَمَدَّة	مد چاہا ہوا (اسم مفعول، باب استفعال)	" " "
مقرر	مُقَرَّر	ثابت کرنے والا (اسم قائل، باب تفعیل)	" " "
مقرر	مُقَرَّر	ثابت کیا ہوا (اسم مفعول، باب تفعیل)	" " "
مامور	مَأْمُور	حکم دیا ہوا (اسم مفعول، از لفظی مجرور باب ہر)	" " "
مفتاح	مِفْتَاح	کھولنے کا ذریعہ (اسم آلہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
موسر	مُوسِر	آسانی والا (اسم قائل، از باب افعال)	" " "
ملکب	مُلْكَب	کمائی کرنے والا (اسم قائل از باب التعلیل)	" " "
متنی	مُتَعَنِي	تمنا کرنے والا (اسم قائل از باب تفعیل)	" " "
متدارک	مُتَدَارِك	تلافی کرنے والا (اسم قائل از باب تفاعل)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا عربی طریقہ
مصاحب	مُصَاحِب	ساتھ رہنے والا (اسم فاعل از باب مفاعله)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مفلح	مُفْلِح	کامیاب شدہ مرد (اسم مفعول از باب افعال)	" " "
مظفر	مُظَفَّر	کامیاب قرار دیا ہوا (اسم مفعول از باب تفعیل)	" " "
مصاحب	مُصَاحِب	ساتھ رہا ہوا (اسم مفعول از باب مفاعله)	" " "
متدارک	مُتَدَارِك	تلافی کیا ہوا (اسم مفعول از باب تفاعل)	" " "
متبرک	مُتَبَرِّك	برکت حاصل کیا ہوا (اسم مفعول از باب تفعیل)	" " "
معتصم	مُعْتَصِم	اپنے آپ کو محفوظ رکھنے والا (اسم مفعول، از باب اعتعال)	" " "
منبج	مُنْبِج	بیدار شدہ (اسم مفعول از باب انفعال)	" " "
مبارک	مُبَارَك	برکت والا ہونا (صدر از باب مفاعله)	" " "
متن	مُتَن	ماہر و حاذق آدمی	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
متن	مُتَن	مستحکم و مضبوط ہے عیب	" " "
مختشم	مُخْتَشِم	باد قار / با حیاہ / با وضع	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	پیام رکھنے کا عربی طریقہ
مدِ اخص	مُدَاخِص	مضبوط و طاقت ور آدمی	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
مغامر	مُغَامِر	جانباز/اہم جو	" " "
مکاشر	مُكَاشِر	قریبی پردوی	" " "
ملکیں	مُلْكِيں	سمجھدار	" " "
ملائم	مُلَائِم	مناسب/موزوں/مطابق	" " "
ملاطف	مُلَاطِف	خوش طبع/مشفق	" " "
ملطف	مُلَظِف	تسکین بخش	" " "
معوان	مِعْوَان	بڑا مددگار	" " "
معاذ	مَعَاذ	پناہ گاہ (ہم کے ذمہ کے ساتھ)	" " "
میمم	مِئِمَم	مقاصد میں کامیاب	" " "
مشر	مُشْمِر	محنتی/مستعد/تجربہ کار	" " "
مشرق	مُشْرِق	روشن/چمکدار	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مڑب طریقہ
مراح	مَفْرَاح	چست/ پھرتیلا/ خوش و خرم/ زرخیز زمین	شروع میں محمد لکایا جاسکتا ہے
ممدود	مَمْلُود	دراز/ کشادہ/ وسیع	" " "
معراض	مِعْرَاص	نیا چاند	" " "
موسر	مُوسِر	مالدار/ خوشحال	" " "
میسر	مِيسِر	سہولت رسانی	" " "
میسرہ	مِيسِرَہ	سہولت/ آسانی (مصدر می)	" " "
میسور	مِيسُور	آسانی/ سہولت (مفعول کے وزن پر مصدر)	" " "
مربوط	مَرْبُوط	وابستہ/ بندھا ہوا/ جڑا ہوا	" " "
ملتے	مُلْتَمِع	چمکدار	" " "
مرتفق	مُرْتَفِق	استفادہ کرنے والا	" " "
مرتاح	مُرْتَاح	خوش و خرم/ بحالت سکون و آرام/ مطمئن	" " "
ملیح	مَلِيح	دلکش/ جاذب صورت/ حسین	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مڑگب طریقہ
ملج	مَلِیج	بادقار آدی	شروع میں محمد لکایا جاسکتا ہے
مَنَام	مُنَّاعِم	خوشحال اور دولت مند / سیدھا اور ہموار	" " "
مَنَعَم	مُنَّعِم	آسودہ حال / خوش عیش	" " "
مَنَعَام	مِنَّعَام	فیاض / کرم گستر	" " "
مَنِیف	مُنِیف	کسی کے مقابلہ میں اونچا / پر شکوہ / بلند	" " "
مَنَصْر	مُنَّصَر	کامیاب / فتح یاب	" " "
مَنَصِر	مُنَّصِر	مددگار	" " "
مَنَاصِر	مُنَاصِر	مددگار	" " "
مَسْتَحِی	مُسْتَحِی	شرمیلہ / غیرت مند	" " "
مَکِین	مَکِین	رتبہ والا / صاحب حیثیت	" " "
مَخْلِص	مُخْلِص	وفادار / صاف دل / سچا / نیک نیت	" " "

حرف ”ن“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
نوح	نُوح	جلیل القدر نبی اور صحابی کا نام (غیر عربی لفظ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نعمان	نُعْمَان	بہت سے صحابہ کا نام، بمعنی خوشحال و آسودہ (نعمان من نعم، الاشتقاق)	” ” ”
نعیم	نُعِیم	صحابی کا نام، بمعنی خوشحال (تصغیر انعم و تصغیر نعم، بحوالہ الاشتقاق)	” ” ”
نعیمان	نُعَيْمَان	صحابی کا نام، بمعنی خوشحال (نعمان کی تصغیر، بحوالہ جمهرة اللغة)	” ” ”
نافع	نَافِع	کئی صحابہ کا نام، بمعنی فائدہ مند (اسم فاعل)	” ” ”
نذیر	نَذِير	صحابی کا نام، بمعنی آخرت و انجام سے ڈرانے والا رہبر (اسم مشبہ)	” ” ”
نواس	نَوَّاس	صحابی کا نام، بمعنی کثیر التحرک (فعل من ناس ينوس، اذا تحرك، الاشتقاق)	” ” ”
نفیر	نَفِير	صحابی کا نام، بمعنی چھوٹی سی جماعت (نفر کی تفسیر)	” ” ”
ناہل	نَاهِل	صحابی کا نام، بمعنی تیز اندازی میں ماہر (اسم فاعل)	” ” ”
ناجیہ	نَاجِيَه	صحابی کا نام، بمعنی نجات یافتہ / تیز رفتار اونٹنی	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	پیغام رکھنے کا مرثب طریقہ
نہان	نَبْهَان	صحابی کا نام، بمعنی معزز و شریف اور نیک نام ہونا (من النہاء، الاستحقاق)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عبیط	نُبَيْط	صحابی کا نام، بمعنی کنوئیں کا پہلا پانی (النبط سمی تصغیر، الاستحقاق)	" " "
نبیہ	نَبِیْہ	صحابی کا نام، بمعنی معزز و شریف / سمجھدار (اسم مشبہ)	" " "
نبیہ	نَبِیْہ	صحابی کا نام، بمعنی سمجھ جانا / بیدار ہونا / شریف ہونا (نہ کی تصغیر)	" " "
نصر	نَصْر	کئی صحابہ کا نام، بمعنی مدد (اسم مصدر)	" " "
نصیر	نُصَیْر	صحابی یا تابعی کا نام، بمعنی مدد (نصر کی تصغیر)	" " "
نصر	نَصْر	صحابی کا نام، بمعنی جو ہر و خالص	" " "
نصیر	نُصَیْر	صحابی کا نام، بمعنی انتہائی خوبصورت (اسم مشبہ)	" " "
نصلہ	نَضْلَہ	صحابی کا نام، بمعنی تیر اندازی میں غالب	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
نمیر	نُمَیْر	صحابی کا نام، بمعنی بے داغ / صاف ستھرا پانی (نہر کی تصغیر، بحوالہ المنجد)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نہار	نَهَار	صحابی کا نام، بمعنی دن / روشنی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لگا یا جاسکتا ہے
نہبر	نُہَیْر	صحابی کا نام، بمعنی چھوٹا سادریا (نہر کی تصغیر)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
نہیک	نَہِیک	صحابی کا نام، بمعنی دلیر و مضبوط (اسم صفت)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لکایا جاسکتا ہے
نوفل	نَوْفَل	صحابی کا نام، بمعنی بڑا فیاض/ خوبصورت جوان	" " "
نقیب	نَقِیب	قوم کا سردار و ضامن (المنجہ)	" " "
نقاب	نِقَاب	بڑا عالم	" " "
ناصر	نَاصِر	مددگار/ نفع رساں (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لکایا جاسکتا ہے
ناضل	نَاضِل	تیر اندازی میں غالب (اسم فاعل)	" " "
ناجی	نَاجِی	نجات پانے والا (اسم فاعل)	" " "
نادر	نَادِر	نایاب (اسم فاعل)	" " "
ناسک	نَاسِک	عابد/ زاہد (اسم فاعل)	" " "
ناطق	نَاطِق	بولنے والا/ صاحب عقل (اسم فاعل)	" " "
ناظر	نَاطِر	دیکھنے والا (اسم فاعل)	" " "
نظام	نِظَام	انتظام/ ترتیب/ سلیقہ/ نظم و ضبط	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لکایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغوب طریقہ
ناظم	نَاطِم	مرتب / انتظام کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لکایا جاسکتا ہے
ناعم	نَاعِم	خوشگوار / خوشحال / ملائم / نرم و نازک	" " "
نظیم	نَظِیم	بڑا بخشنے والا / سلیقہ مند	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لکایا جاسکتا ہے
نائب	نَائِب	قائم مقام	" " "
نبیل	نَبِیل	شریف و معزز	" " "
نثار	نِثَار	نچھاور، فدا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الحق / لکایا جاسکتا ہے
نجم	نَجْم	ستارہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لکایا جاسکتا ہے
نجیب	نَجِیب	بمعنی اعلیٰ نسب / شخص / شریف	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / اللہ / الرحمن / لکایا جاسکتا ہے
ندیم	نَدِیم	رفیق و ساتھی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لکایا جاسکتا ہے
نذر	نَذَر	نذرانہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الرحمن / لکایا جاسکتا ہے
نزیل	نَزِیل	مہمان / مسافر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لکایا جاسکتا ہے
نفاست	نَفَاسَت	نقیس ہونا (ام صدر)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرثبہ طریقہ
نسیم	نَسِیم	نرم ہوا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نشاط	نِشَاط	ہشاش ہشاش ہونا (اسم مصدر)	" " "
ناشط	نَاشِطٌ	ہشاش ہشاش (اسم قائل)	" " "
نشط	نَشِيطٌ	بہت چست اور پھرتیلا (اسم مشبہ)	" " "
نصرت	نُصْرَت	مدد/حمایت (اسم مصدر)	" " "
نصاح	نَصَاح	بڑا اہر/بڑا ناصح	" " "
نصوح	نَصُوح	بالکل خالص	" " "
ناصح	نَاصِح	نصیحت کرنے والا (اسم قائل)	" " "
صحیح	نَصِيح	بہت نصیحت کرنے والا (اسم مشبہ)	" " "
نظیر	نَظِير	مانند/مثل	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/الحق لگایا جاسکتا ہے
نظیف	نَظِيف	صاف ستھرا/پاکیزہ (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نعمت	نِعْمَت	انعام/رزق/آسودگی/قابلِ قدر (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں اللہ لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرثب طریقہ
نعیم	نَعِیم	آسودہ حال / خوش و خرم (اسم صبیہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نفیس	نَفِیس	پاکیزہ (اسم صبیہ)	" " "
نقی	نَقِی	صاف، خالص (اسم صبیہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین لگایا جاسکتا ہے
نور	نُور	روشنی / سفید پھول / اگلی	" " "
نیر	نَیر	روشن / چمکدار / خوبصورت	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نیاز	نِیاز	عاجزی و حاجت	" " "
نیاف	نِیاف	لبا / اونچا	" " "
نظافت	نَظَافَت	صفائی ستھرائی (اسم مصدر از باب کوّم یکوّم)	" " "
نعمت	نَعْمَت	خوش بےش ہونا (اسم مصدر، نون کے زیر کے ساتھ)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
نخبہ	نُخْبَہ	منتخب کی ہوئی چیز (اسم مفعول)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نازہ	نَازَہ	بلند کردار و پاک دامن	" " "
نسبت	نِسْبَت	تعلق / رشتہ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
نسب	نَسِيب	مناسب	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نسب	نَسِيب	بأسبقہ/ باقاعدہ/ باترتیب	" " "
ناشد	نَاشِد	تلاش کرنے والا/ متلاشی	" " "
نقی	نَقِي	بہت زیادہ نفاست پسند	" " "
نواق	نَوَاق	تجربہ کار/ ماہر معاملات	" " "
نائل	نَائِل	عطیہ/ بخشش/ بھلائی	" " "
نوال	نَوَال	بخشش/ حصہ	" " "

حرف "ن" سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”و“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
وابصہ	وَابِصَه	صحابی کا نام، بمعنی دہشت (برائے دشمنان)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
واخلہ	وَاخِلَه	صحابی کا نام، بمعنی کثرت وخت (من الولائد بحوالہ الاحقاق)	” ” ”
وازع	وَاِزِع	صحابی یا تابعی کا نام، بمعنی فوج کا سردار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
واقد	وَاقِد	صحابی کا نام، بمعنی روشن	” ” ”
وائل	وَائِل	صحابی کا نام، بمعنی پناہ لینے والا	” ” ”
وداعہ	وَدَاعَه	صحابی کا نام، بمعنی سکون و وقار	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
ودفہ	وَدَفَه	صحابی کا نام، بمعنی سبز	” ” ”
ودلیجہ	وَدِیْجَه	صحابی کا نام، بمعنی امانت	” ” ”
ورد	وَرْد	صحابی کا نام، بمعنی بہادر/ گلاب	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
وردان	وَرْدَان	صحابی کا نام، بمعنی بہادر/ گلاب (الفنون زائدگان)	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مڑگب طریقہ
وزر	وَزَر	بقول بعض صحابی کا نام؛ بمعنی جائے پناہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
وعله	وَعْلَه	صحابی کا نام؛ بمعنی پہاڑ کا بلند مقام	" " "
وهب	وَهَب	صحابی کا نام؛ بمعنی مہ	" " "
وهبان	وُهَبَان	صحابی کا نام؛ بمعنی مہ (الف لون زائد تان)	" " "
وهیب	وَهِيْب	بہت مہ کرنے والا	" " "
واثق	وَالِثِق	مضبوط و اعتماد والا (اسم قائل)	" " "
وثیق	وَلِثِقِي	مضبوط/ قائل اعتماد (اسم مہ)	" " "
وثاق	وَلِثَاقِي	مضبوط/ استحکام/ باندھنے کی چیز سی وغیرہ	" " "
واجد	وَالِجِد	پانے والا (اسم قائل)	" " "
وارث	وَارِث	میراث لینے والا (اسم قائل)	" " "
واصف	وَاَصِف	تعریف کرنے والا (اسم قائل)	" " "
واعظ	وَاِعْظ	نصیحت کرنے والا (اسم قائل)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
واقف	وَاقِف	جاننے والا / وقف کرنے والا (اسم قائل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
واہب	وَإِهَب	مہر کرنے والا (اسم قائل)	" " "
وجاہت	وَجَاهَت	رعب و دبدبہ (اسم مصدر)	" " "
وجیہ	وَجِيه	با اثر / با صلاحیت / صاحبِ قدر و منزلت (اسم مہر)	" " "
وسیم	وَسِيم	خوب صورت چہرے والا	" " "
وصیف	وَصِيف	خدمت کے قابل لڑکا	" " "
وکج	وَكِجَع	تابعی کا نام، بمعنی مضبوط (اسم مہر)	" " "
وقار	وَقَار	نجیدگی / متانت / مرد باری / پر شوکت آدمی	" " "
وکیل	وَكِيل	قائم مقام / کارندہ (اسم مہر)	" " "
ولی	وَلِي	دوست	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / اللہ / الرحمن / لگا جاسکتا ہے
وہاج	وَهَاج	روشن ستارہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
وارد	وَارِد	بہادر / دلیر	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
وسیط	وَسِیْطٌ	ثالث	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
وفاء	وَفَاءٌ	پورا ادا کرنا (اسم مصدر)	" " "
وجدان	وَجْدَانٌ	لطیف شعور	" " "
وصاف	وَصَافٌ	اوصاف بیان کرنے کا ماہر / تجربہ کار طبیب (اسم مبالغہ)	" " "
ودیع	وَدِیْعٌ	خاموش طبع / سنجیدہ / پرسکون / بردبار / عاجزی پسند	" " "
ومیل	وَمِیْلٌ	رفیق / اہل دم / ساتھ رہنے والا	" " "

حرف ”و“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”ہ“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
ہارون	هَارُون	جلیلین القدر نبی حضرت موسیٰ کے بھائی کا نام	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ہود	هُود	ایک برگزیدہ نبی کا نام	” ” ”
ہمام	هَمَام	نبی ﷺ کا پسندیدہ اور کئی صحابہ کا نام، بمعنی بہت ارادہ کنندہ (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد الدین لگایا جاسکتا ہے
ہشام	هَشَام	کئی صحابہ کا نام، بمعنی سخاوت	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ہاشم	هَاشِم	کئی صحابہ کا نام، بمعنی ماہر اللہ	” ” ”
ہلال	هَلَال	کئی صحابہ کا نام، بمعنی نیا چاند	” ” ”
ہالہ	هَالِه	صحابی کا نام، بمعنی چاند کا مدار	” ” ”
ہانی	هَانِي	کئی صحابہ کا نام، بمعنی خدمت گزار	” ” ”
ہیب	هَيْب	صحابی کا نام، بمعنی ایک مخصوص ہلکی ہوا	” ” ”
ہذیم	هَذِيم	صحابی کا نام، بمعنی قطع کرنا (علم کی تصغیر، بحوالہ الاہتقاق)	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
ہرم	هَرَم	صحابی کا نام، بمعنی زیادہ عمر والا / عقل / پختہ رائے	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ہرماس	هَرْمَاس	صحابی کا نام، بمعنی مضبوط اور حملہ آور (یعنی دشمنوں پر)	" " "
ہزال	هَزَال	صحابی کا نام، بمعنی ذیلا پتلا	" " "
ہزبل	هَزَبِل	تابعی کا نام، بمعنی ذیلا	" " "
ہشیم	هَشِيم	محدث کا نام، بمعنی نخی (ہشام کی تعمیر)	" " "
ہلب	هَلَب	صحابی کا نام (جن کے سر پر نبی ﷺ نے ہاتھ پھیرا، اور ان کے سر پر کافی بال آگ آئے)	" " "
ہمیل	هَمِيل	صحابی کا نام، بمعنی چھوٹا سا عمر رسیدہ (اسم تعمیر)	" " "
ہیم	هَيْم	صحابی کا نام، بمعنی ایک ذائقہ دار درخت (بحوالہ لاهتقاق)	" " "
ہشم	هَشِيم	نخی (اسم مشبہ)	" " "
ہدایت	هَدَايَت	رہنمائی (اسم مصدر)	" " "

حرف ”ھ“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”ی“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
یحییٰ	يَحْيَىٰ	جلیل القدر نبی اور کئی صحابہ کا نام	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
یونس	يُونُس	جلیل القدر نبی اور صحابی کا نام	” ” ”
یعقوب	يَعْقُوبُ	جلیل القدر نبی اور صحابی کا نام	” ” ”
یوسف	يُوسُفُ	جلیل القدر نبی اور صحابی کا نام	” ” ”
یاسر	يَاسِر	صحابی کا نام، بمعنی آسان (اس قابل، ازھانی بھرو)	” ” ”
یسار	يَسَار	کئی صحابہ کا نام، بمعنی آسانی / تو کمری (اس مصدر)	” ” ”
یسر	يُسْر	صحابی کا نام، بمعنی آسانی / سہولت / مالی وسعت	” ” ”
ز	يُسَيْر	صحابی کا نام، بمعنی سہولت (نسر کی تغیر)	” ” ”
یامین	يَامِين	صحابی کا نام (غیر عربی لفظ)	” ” ”
یزید	يَزِيد	بہت سے صحابہ کا نام، بمعنی کثرت (علیٰ وزن یمع)	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
یعلیٰ	یَعْلٰی	صحابی کا نام، بمعنی کامیاب (بحوالہ الاختلاق)	شروع میں محمد کا یا جاسکتا ہے
یسر	یَعْمَرُ / یَعْمُرُ	صحابی کا نام، بمعنی لمبی عمر (ہو وزن یفعل، یفتح المیم وضمھا)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد کا یا جاسکتا ہے
یعیش	یَعِیْشُ	صحابی کا نام، بمعنی زندگی گزارنے والا (علیٰ وزن یصح)	" " "
یمان	یَمَانُ	صحابی کا نام، بمعنی بابرکت ہونا (الف زائدہ در یمن)	" " "
یامن	یَامِنُ	بابرکت / خوش بخت (بغیراء کے)	" " "
یافع	یَافِعُ	بلند و بالا	" " "
یفاع	یَفَاعُ	ہر بلند چیز جو بلند زمین پر ہو	" " "
یقطان	یَقْطَانُ	سوجھ بوجھ کا آدمی / بیدار مغز	" " "

حرف ”ی“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

﴿ لڑکیوں کے اسلامی نام ﴾

حرف ”الف“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
آسیہ	آسِيَه	صحابیہ کا نام، بمعنی بابرکت
آمنہ	آمِنَه	صحابیہ کا نام، بمعنی بے خوف/امن والی (اسم قائل)
احملہ	اَحْمِلَه	صحابیہ کا نام، بمعنی اعلیٰ خاندان والی
اروی	اَرْوٰی	صحابیہ کا نام، بمعنی خوب رو
اسماء	اَسْمَاء	کئی صحابیات کا نام، بمعنی بلند
اسیرہ	اُسَيْرَه	صحابیہ کا نام، بمعنی خاندان/کنیہ/برادری/مضبوط زہ (اسرۃ کی تغیر)
امامہ	اُمَامَه	کئی صحابیات کا نام، بمعنی راہ نما
امۃ اللہ	اُمَۃُ اللّٰہ	صحابیہ یا نبی ﷺ کی بیعت خادمہ، بمعنی اللہ کی بندی
امیمہ	اُمِیْمَه	کئی صحابیات کا نام، بمعنی رہنمائی کرنے والی
انیسہ	اَنِیْسَه	کئی صحابیات کا نام، بمعنی انسیت والی
انیسہ	اَنِیْسَه	انسیت والی
ایمن	اَیْمَن	دائیں/درست و ٹھیک
امہ	اُمَہ	اللہ کی بندی
لتمہ	اُمَہ	جس کی اقتداء کی جائے
امیہ	اُمِیَّہ	اللہ کی چھوٹی سی بندی/قریش کا ایک قبیلہ (امۃ کی تغیر)
ایمنہ	اَیْمِنَه	امانت دار، وفا دار
اریبہ	اَرِیْبَه	وسعت والی، کشادہ

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
ازکی	اَزْکِی	پاکیزہ
ایقہ	اَیْقَہ	محبت والی
آلقہ	اَنِقَہ	پسندیدہ
آمرہ	اَمِرَہ	حکم دینے والی (اسم فاعل)
ابرار النساء	اِبْرَارُ النِّسَاءِ	خواتین میں نیکوکار / پرہیزگار
ارشاد النساء	اِرْشَادُ النِّسَاءِ	خواتین میں ہدایت اور راہ دکھانے والی
امان النساء	اَمَانُ النِّسَاءِ	خواتین کی پناہ و حفاظت
اصلاح النساء	اِصْلَاحُ النِّسَاءِ	خواتین کی اصلاح کرنا
امۃ النساء	اُمَّةُ النِّسَاءِ	خواتین کی مقتدا
امۃ الرحمن	اُمَّةُ الرَّحْمٰنِ	اللہ وحدہ الرحمن کی بندی
امۃ القدوس	اُمَّةُ الْقُدُّوسِ	اللہ وحدہ قدوس کی بندی
امۃ الخالق	اُمَّةُ الْخَالِقِ	اللہ وحدہ خالق کی بندی
امۃ الباری	اُمَّةُ الْبَارِیِ	اللہ وحدہ باری کی بندی
امۃ الغفار	اُمَّةُ الْغَفَّارِ	اللہ وحدہ غفار کی بندی
امۃ الوہاب	اُمَّةُ الْوَهَّابِ	اللہ وحدہ وہاب کی بندی
امۃ التواب	اُمَّةُ التَّوَّابِ	اللہ وحدہ تواب کی بندی
امۃ الرزاق	اُمَّةُ الرَّزَّاقِ	اللہ وحدہ رزاق کی بندی
امۃ الغفور	اُمَّةُ الْغَفُورِ	اللہ وحدہ غفور کی بندی
امۃ الشکور	اُمَّةُ الشُّکُورِ	اللہ وحدہ شکور کی بندی
امۃ الصبور	اُمَّةُ الصَّبُورِ	اللہ وحدہ صبور کی بندی

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
امۃ القیوم	أَمَّةُ الْقَيُّومِ	اللہ وحدہ قیوم کی بندی
امۃ النور	أَمَّةُ النُّورِ	اللہ وحدہ نور کی بندی
امۃ الرحیم	أَمَّةُ الرَّحِيمِ	اللہ وحدہ رحیم کی بندی
امۃ العزیز	أَمَّةُ الْعَزِيزِ	اللہ وحدہ عزیز کی بندی
امۃ العلیم	أَمَّةُ الْعَلِيمِ	اللہ وحدہ علیم کی بندی
امۃ الجلیل	أَمَّةُ الْجَلِيلِ	اللہ وحدہ جلیل کی بندی
امۃ السمع	أَمَّةُ السَّمِيعِ	اللہ وحدہ سمیع کی بندی
امۃ الخبیر	أَمَّةُ الْخَبِيرِ	اللہ وحدہ خبیر کی بندی
امۃ البصیر	أَمَّةُ الْبَصِيرِ	اللہ وحدہ بصیر کی بندی
امۃ النصیر	أَمَّةُ النَّصِيرِ	اللہ وحدہ نصیر کی بندی
امۃ القدر	أَمَّةُ الْقَدِيرِ	اللہ وحدہ قدیر کی بندی
امۃ القدیم	أَمَّةُ الْقَدِيمِ	اللہ وحدہ قدیم کی بندی
امۃ اللطیف	أَمَّةُ اللَّطِيفِ	اللہ وحدہ لطیف کی بندی
امۃ الحلیم	أَمَّةُ الْحَلِيمِ	اللہ وحدہ حلیم کی بندی
امۃ العظیم	أَمَّةُ الْعَظِيمِ	اللہ وحدہ عظیم کی بندی
امۃ الکبیر	أَمَّةُ الْكَبِيرِ	اللہ وحدہ کبیر کی بندی
امۃ الحفیظ	أَمَّةُ الْحَفِیْظِ	اللہ وحدہ حفیظ کی بندی
امۃ المقیمت	أَمَّةُ الْمُقِیْمَتِ	اللہ وحدہ مقیمت کی بندی
امۃ المحیط	أَمَّةُ الْمُحِیْطِ	اللہ وحدہ محیط کی بندی
امۃ المقط	أَمَّةُ الْمُقْطِطِ	اللہ وحدہ مقط کی بندی

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
امۃ المدبر	أَمَةُ الْمَدْبَرِ	اللہ وحدۃ مدبر کی بندی
امۃ المصور	أَمَةُ الْمُصَوِّرِ	اللہ وحدۃ مصور کی بندی
امۃ الحسیب	أَمَةُ الْحَسِيبِ	اللہ وحدۃ حسیب کی بندی
امۃ الکریم	أَمَةُ الْكَرِيمِ	اللہ وحدۃ کریم کی بندی
امۃ الرقیب	أَمَةُ الرَّقِيبِ	اللہ وحدۃ رقیب کی بندی
امۃ الحجب	أَمَةُ الْمُحْجَبِ	اللہ وحدۃ محجب کی بندی
امۃ الحکیم	أَمَةُ الْحَكِيمِ	اللہ وحدۃ حکیم کی بندی
امۃ المجید	أَمَةُ الْمَجِيدِ	اللہ وحدۃ مجید کی بندی
امۃ المتین	أَمَةُ الْمُتَيْنِ	اللہ وحدۃ متین کی بندی
امۃ الحمید	أَمَةُ الْحَمِيدِ	اللہ وحدۃ حمید کی بندی
امۃ المعید	أَمَةُ الْمُعِيدِ	اللہ وحدۃ معید کی بندی
امۃ الممیت	أَمَةُ الْمُمِيتِ	اللہ وحدۃ ممیت کی بندی
امۃ الرشید	أَمَةُ الرَّشِيدِ	اللہ وحدۃ رشید کی بندی
امۃ الودود	أَمَةُ الْوَدُودِ	اللہ وحدۃ ودود کی بندی
امۃ الملک	أَمَةُ الْمَلِكِ	اللہ وحدۃ ملک کی بندی
امۃ السلام	أَمَةُ السَّلَامِ	اللہ وحدۃ سلام کی بندی
امۃ المنان	أَمَةُ الْمَنَّانِ	اللہ وحدۃ منان کی بندی
امۃ الحنان	أَمَةُ الْحَنَّانِ	اللہ وحدۃ حنان کی بندی
امۃ المؤمن	أَمَةُ الْمُؤْمِنِ	اللہ وحدۃ مؤمن (امن دینے والے) کی بندی
امۃ المہین	أَمَةُ الْمُهِينِ	اللہ وحدۃ مہین کی بندی

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
لمۃ الجبار	أَمَةُ الْجَبَّارِ	اللہ وحدۃ جبار کی بندی
لمۃ الفتح	أَمَةُ الْفَتْاحِ	اللہ وحدۃ فتح کی بندی
لمۃ الستار	أَمَةُ السُّتَارِ	اللہ وحدۃ ستار کی بندی
لمۃ الباسط	أَمَةُ الْبَاسِطِ	اللہ وحدۃ باسط کی بندی
لمۃ المعز	أَمَةُ الْمُعِزِّ	اللہ وحدۃ معز کی بندی
لمۃ المذل	أَمَةُ الْمَذِلِّ	اللہ وحدۃ مذل کی بندی
لمۃ الحکم	أَمَةُ الْحَكَمِ	اللہ وحدۃ حکم کی بندی
لمۃ الواسع	أَمَةُ الْوَاسِعِ	اللہ وحدۃ واسع کی بندی
لمۃ الباعث	أَمَةُ الْبَاعِثِ	اللہ وحدۃ باعث کی بندی
لمۃ الواجد	أَمَةُ الْوَاجِدِ	اللہ وحدۃ واجد کی بندی
لمۃ الماجد	أَمَةُ الْمَاجِدِ	اللہ وحدۃ ماجد کی بندی
لمۃ الواحد	أَمَةُ الْوَاحِدِ	اللہ وحدۃ واحد کی بندی
لمۃ الفاطر	أَمَةُ الْفَاطِرِ	اللہ وحدۃ فاطر کی بندی
لمۃ القادر	أَمَةُ الْقَادِرِ	اللہ وحدۃ قادر کی بندی
لمۃ القاهر	أَمَةُ الْقَاهِرِ	اللہ وحدۃ قاهر کی بندی
لمۃ القہار	أَمَةُ الْقَهَّارِ	اللہ وحدۃ قہار کی بندی
لمۃ الخلاق	أَمَةُ الْخَلَّاقِ	اللہ وحدۃ خلاق کی بندی
لمۃ الغافر	أَمَةُ الْغَافِرِ	اللہ وحدۃ غافر کی بندی
لمۃ الظاہر	أَمَةُ الظَّاهِرِ	اللہ وحدۃ ظاہر کی بندی
لمۃ النافع	أَمَةُ النَّالِعِ	اللہ وحدۃ نافع کی بندی

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
امۃ الحق	أَمَّةُ الْحَقِّ	اللہ وحدۃ الحق کی بندی
امۃ المبدیٰ	أَمَّةُ الْمُبْدِیِّ	اللہ وحدۃ مبدیٰ کی بندی
امۃ المحیی	أَمَّةُ الْمُحْیِی	اللہ وحدۃ محیی کی بندی
امۃ الحیی	أَمَّةُ الْحَیِّ	اللہ وحدۃ حی کی بندی
امۃ الاحد	أَمَّةُ الْأَحَدِ	اللہ وحدۃ احد کی بندی
امۃ الصمد	أَمَّةُ الصَّمَدِ	اللہ وحدۃ صمد کی بندی
امۃ الابد	أَمَّةُ الْأَبَدِ	اللہ وحدۃ ابد کی بندی
امۃ المقتر	أَمَّةُ الْمُقْتَدِرِ	اللہ وحدۃ مقتر کی بندی
امۃ الوالی	أَمَّةُ الْوَالِی	اللہ وحدۃ والی کی بندی
امۃ الولی	أَمَّةُ الْوَلِی	اللہ وحدۃ ولی کی بندی
امۃ المتعالی	أَمَّةُ الْمُتَعَالِی	اللہ وحدۃ متعالی کی بندی
امۃ البر	أَمَّةُ الْبَرِّ	اللہ وحدۃ بر کی بندی
امۃ الرب	أَمَّةُ الرَّبِّ	اللہ وحدۃ رب کی بندی
امۃ المنتقم	أَمَّةُ الْمُنتَقِمِ	اللہ وحدۃ منتقم کی بندی
امۃ العفو	أَمَّةُ الْعَوْفِ	اللہ وحدۃ عوف کی بندی
امۃ الرؤف	أَمَّةُ الرَّؤْفِ	اللہ وحدۃ رؤف کی بندی
امۃ الغنی	أَمَّةُ الْغَنِی	اللہ وحدۃ غنی کی بندی
امۃ المغنی	أَمَّةُ الْمُغْنِی	اللہ وحدۃ مغنی کی بندی
امۃ المعطی	أَمَّةُ الْمُعْطِی	اللہ وحدۃ معطی کی بندی
امۃ البہادی	أَمَّةُ الْبَهَادِی	اللہ وحدۃ ہادی کی بندی

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
لمۃ البدیع	أَمَةُ الْبَدِيعِ	اللہ وحدۃ بدیع کی بندی
امۃ الباقی	أَمَةُ الْبَاقِی	اللہ وحدۃ باقی کی بندی
لمۃ الواقی	أَمَةُ الْوَاقِی	اللہ وحدۃ واقی کی بندی
لمۃ الدائم	أَمَةُ الدَّائِمِ	اللہ وحدۃ دائم کی بندی
لمۃ ذی الفضل	أَمَةُ ذِی الْفَضْلِ	اللہ وحدۃ ذی الفضل کی بندی
لمۃ ذی القوۃ	أَمَةُ ذِی الْقُوَّةِ	اللہ وحدۃ ذی القوۃ کی بندی
لمۃ ذی الجلال	أَمَةُ ذِی الْجَلَالِ	اللہ وحدۃ ذی الجلال کی بندی

حرف ”ب“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
بَرِیرَة	بَرِیرَة	صحابیہ کا نام، بمعنی ایک مخصوص درخت کا پھل
بہینہ	بُهَیْنَه	بقول بعض صحابیہ کا نام، بمعنی عمدہ
بدیلہ	بُدَیْلَه	صحابیہ کا نام، بمعنی متبادل / عوض / شریف و کریم
برزہ	بَرْزَة	صحابیہ کا نام، بمعنی بہادری میں پیش پیش
برکۃ	بَرَکَة	صحابیہ کا نام، بمعنی برکت اور زیادتی
بزّوع	بَزْوَاع	صحابیہ کا نام، بمعنی نیکی (من البراءۃ، الواو زائده)
بادیہ	بَادِیَہ	بقول بعض صحابیہ کا نام، بمعنی ظاہر و واضح
بریعہ	بَرِیعَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی چمکیلی
بسرہ	بُسْرَة	صحابیہ کا نام، بمعنی مضبوط و جوان
بشیرہ	بَشِیرَة	صحابیہ کا نام، بمعنی خوشخبری دینے والی
بقیرہ	بَقِیرَة	صحابیہ کا نام، بمعنی چھوٹی سی گائے (بقرة کی صغیر)

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
بہیہ	بُهَيْسَة	صحابیہ یا بیعت صحابی، بمعنی دلیزی
بیہ	بُهَيَّة	صحابیہ کا نام، بمعنی کشادہ
بیضاء	بَيْضَاء	صحابیہ کا نام، بمعنی سفید و صاف
بریدہ	بُرَيْدَة	قاصدہ
بردہ	بُرْدَة	کالی چوڑس چادر
بریدہ	بُرَيْدَة	برودہ کے ہم معنی (برودہ کی تصغیر، بحالہ المغرب)
بارعہ	بَارِعَة	شرف و فضیلت والی / ماہر / باکمال
بازغہ	بَارِغَة	چمک دار، روشن
بریعہ	بَرِيعَة	عقل و جمال میں کامل
بسپہ	بَسِيطَة	وسیع
برکت	بَرَكَة	خیر و بھلائی
بلاغت	بَلَاغَة	فصیح و بلیغ ہونا
بشارت	بَشَارَة	حسن و جمال
بصارت	بَصَارَة	جاننا / دیکھنا
بصرہ	بَصْرَة	سفیدی مائل نرم پتھر (ہام پڑنے کے ساتھ)
بصرہ	بُصْرَة	سفیدی مائل نرم پتھر (ہام پریش کے ساتھ)
بصرہ	بِصْرَة	سفیدی مائل نرم پتھر (ہام ہڈی کے ساتھ)
باصرہ	بَاصِرَة	دیکھنے والی / قوتِ باصرہ / آنکھ / نگاہ
باقرہ	بَاقِرَة	علم میں وسیع (باقری تائید)
بارقہ	بَارِقَة	بکلی والا بادل / کرن / چمک

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
باطشہ	بَاطِشَہ	مضبوطی سے تھامنے والی
بشریٰ	بُشْرٰی	خوشخبری
بصیرت	بَصِیْرَت	عقل مندی / انہم و فراست
بلقیس	بَلْقِیْس	ملکہ سبا کا نام
برجیس	بِرْجِیْس	ایک ستارہ کا نام
بکرہ	بُکْرَہ	صبح / سورہا
بکیرہ	بَکِیْرَہ	سب سے پہلا بھل
بکیلہ	بَکِیْلَہ	مالِ قیمیت
بکلہ	بُکْلَہ	طبیعت
بلجہ	بُلْجَہ	صبح کی روشنی
بلیلہ	بَلِیْلَہ	شعثی اور مرطوب ہوا
براعت	بِرَاعَت	کمال / مہارت / فوقیت
بدر النساء	بَدْرُ النِّسَاء	عورتوں کا کامل چاند

حرف ”ت“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
حمک	حَمَک	صحابیہ کا نام، بمعنی مالک
تویلہ	تَوْبِلَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی چھوٹی جماعت
تابعہ	تَابِعَہ	فرماں بردار، اطاعت گزار / خادمہ
تائبہ	تَائِبَہ	توبہ کرنے والی
تنزیلہ	تَنْزِیْلَہ	اتاری ہوئی، بھیجی ہوئی

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
تَنِيم	تَسْنِيم	جنت کی ایک نہر
تَسْكِين	تَسْكِين	سکون پہنچانا
تَكْرِيم	تَكْرِيم	عزت دینا
تَزْيِيه	تَنْزِيه	برائی سے دور رکھنا
تَقْبِيل	تَقْبِيل	چومنا
تَمْرِيْن	تَمْرِيْن	مشق کرنا
تَعْمِيْم	تَعْمِيْم	نعت دینا
تَبْسُم	تَبْسُم	مسکراتا (اسم مصدر)
تَمِيْن	تَمِيْن	برکت حاصل کرنا (اسم مصدر)
تَقَانَه	تَقَانَه	کمال / ہوشیاری / پختگی
تَنْمِه	تَنْمِه	کھلنا
تِمَامَه	تِمَامَه	کھلنا
تَذَكْرَه	تَذَكْرَه	یاد دہیانی
تَسْوِيَه	تَسْوِيَه	برابری
تَشْبِيَه	تَشْبِيَه	مشابہت
تَكْرَمَه	تَكْرَمَه	اعزازی نشست
تَرَاضِي	تَرَاضِي	ایک دوسرے سے راضی ہونا

حرف ”ث“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
ثوبتہ	ثُبَيْتَه	صحابیہ کا نام، بمعنی مضبوط/ ٹھہرنا (بروزن جُھینہ، جُت کی تعمیر)
ثوبہ	ثُوبَه	چھوٹی سی جماعت (ثبۃ کی تعمیر کان اصلہا ثوبہ)
ثریا	ثُرَيَّا	ستاروں کا ٹھکانا
ثمیرہ	ثَمِيرَه	کثیر پھلدار
ثمینہ	ثَمِينَه	آٹھویں
ثابتہ	ثَابِتَه	مضبوط (اسم قائل)
ثقیبہ	ثَقِيبَه	سرخ چہرے والی
ثقیفہ	ثَقِيفَه	نہایت عقل مند و ذہین (اسم صفت)
ثاقبہ	ثَاقِبَه	روشن، کامل
ثامرہ	ثَامِرَه	پھل والی (اسم قائل)
ثمرہ	ثَمْرَه	پھل
ثمائمہ	ثُمَامَه	ایک گنجان اور لمبی شاخ والا پودا

حرف ”ج“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
جویریہ	جُوَيْرِيَه	صحابیہ کا نام، بمعنی چھوٹی سی لڑکی/ ہوا (جلوہ کی تعمیر)
جلیلہ	جَبِيلَه	کئی صحابیات کا نام، بمعنی حسین، خوب رو
جبلہ	جَبَلَه	صحابیہ کا نام، بمعنی فطرت/ طبیعت
جدامہ	جُدَامَه	صحابیہ کا نام، بمعنی وہ بالیاں جو پہلی مرتبہ گھٹنے میں نہ ٹوٹیں

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
جرباء	جَرْبَاء	صحابیہ کا نام، بمعنی تاروں بھرا آسمان (اجرب کامؤنث)
جرہ	جَسْرَه	صحابیہ کا نام، بمعنی بہادر و جری
جعدہ	جَعْدَه	صحابیہ کا نام، بمعنی ایک پودے کا نام / مختصر یا لے بالوں کی لٹ
جمانہ	جُمَانَه	صحابیہ کا نام، بمعنی موتی
جمیمہ	جُمَيْمَه	صحابیہ کا نام، بمعنی پیشانی کے گھنے ہال (بھڑکی تصغیر)
جمامہ	جَمَامَه	آرام
جیدہ	جَيْدَه	عمدہ
جھینہ	جُفَيْنَه	فیاض اور مہربان (جھنہ کی تصغیر)

حرف ”ح“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
حواء	حَوَاء	ام البشر اور کئی صحابیات کا نام، بمعنی سبزی یا سرخی مائل سیاہ (خریصورتی)
حبیبہ	حَبِيبَه	کئی صحابیات کا نام، بمعنی پسندیدہ
حرمہ	حَرْمَلَه	صحابیہ کا نام، بمعنی ایک مخصوص پودا
حفصہ	حَفْصَه	ام المومنین کا نام، بمعنی شیر یعنی بہادر کی بچی
حسانہ	حَسَّانَه	نبی ﷺ کا رکھا ہوا نام، بمعنی بہت خوبصورت
حقہ	حَقَّه	صحابیہ کا نام، بمعنی صحیح ہونا / ثابت ہونا
حلیمہ	حَلِیْمَه	نبی ﷺ کی رضاعی والدہ، بمعنی بردبار / نرم مزاج
حمیدہ	حَمِیْدَه	قابل تعریف / بہت تعریف کئے جانے والی
حامدہ	حَامِدَه	حمد کرنے والی
حاسبہ	حَاسِبَه	حساب دان

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
حافظہ	حَافِظَہ	حفاظت کرنے والی/نگران
حامزہ	حَامِزَہ	خوش مزاج/خوش طبع
حارشہ	حَارِثَہ	کمانی کرنے والی (یعنی آخرت کی) (اسم فاعل)
حسنہ	حَسَنَہ	خوبصورت
حُسنیٰ	حُسْنٰی	بہت عمدہ (حسن کی تائید)
حسنا	حَسَنَاء	خوبصورت (حسن کی تائید)
حدیقہ	حَدِیقَہ	باغ/باغچہ/پھلدار درختوں والی زمین/چار دیواری والا باغ
حشمہ	حُشْمَہ	قرابت/رشتہ داری
حشمت	حِشْمَت	شرم و حیا/وقار
حصینہ	حَصِیْنَہ	باعفت/مضبوط
حاصنہ	حَاصِنَہ	پاک دامن عورت
حصنا	حَصْنَاء	پاک دامن عورت
حصیلہ	حَصِیْلَہ	حاصل شدہ/نتیجہ/پیداوار
حکمت	حِکْمَت	دانائی/علم و معرفت
حکیمہ	حَکِیْمَہ	دانش مند
حلیفہ	حَلِیْفَہ	اتحادی/معاہدکار
حجرہ	حَجْرَہ	گوشہ
حمدہ	حَمْدَہ	قابلِ تعریف
حمراء	حَمْرَاء	سرخ رنگ والی
حنہ	حَنَہ	پسندیدگی/بیوی (حما کے اوپر زبرد ہے)

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
حنہ	حِنَّہ	رحم دلی / ترس (ماء کے پیچڑیر ہے)
حوراء	حَوْرَاء	گورے رنگ کی عورت
حواشہ	حُوَاشَہ	قربابت / ارشتہ داری / جس سے حیاہ کی جائے
حراست	حِرَاسَت	حفاظت / پہرہ
حصانہ	حَصَانَہ	پاک دامن عورت
حمیت	حَمِيَّت	غیرت / خود داری
حمایت	حِمَايَت	حفاظت / انگریزی
حُسن النساء	حُسْنُ النِّسَاء	عورتوں کا حسن و جمال
حیاہ النساء	حَيَاءُ النِّسَاء	خواتین کی حیاہ و غیرت

حرف ”خ“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
خدیجہ	خَدِيجَہ	ام المؤمنین صحابیہ کا نام، بمعنی ناقص و ناتمام (بلورق وضع و عاجزی)
خولہ	خَوْلَہ	کئی صحابیات کا نام، بمعنی غزال / ہرنی
خنساء	خَنْسَاء	صحابیہ کا نام، بمعنی نیل گائے
خالدہ	خَالِدَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی لمبی عمر اور دیر تک باقی رہنے والی (اسم فاعل)
خلیدہ	خُلَيْدَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی لمبی عمر والی (خالدہ کی صغیر مخم)
خیرہ	خَيْرَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی پسندیدہ اور منتخب چیز
خزیمہ	خَزِيمَہ	صحابیہ کا نام ایک مفید درخت
خدمت	خِدْمَت	خدمت / مدد
خادمہ	خَادِمَہ	خدمت گزار

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
خاضعہ	خَاضِعَہ	خضوع والی
خاضعہ	خَاضِعَہ	خضوع والی/متواضع
خالصہ	خَالِصَہ	مخصوص/خالص کی ہوئی چیز
خلساء	خُلَسَاء	گندی رنگ
خضرہ	خَضِرَہ	سربزر
خضرہ	خَضِرَہ	ہرارج/تازگی/زری
خضراء	خَضِرَاء	سبز/ہری
خشیمہ	خَشِيمَہ	فطرت/طبیعت
نصیمہ	نَضِيمَہ	سبزہ/سربزر زمین
نضیلہ	نَضِيلَہ	ہر ابھر/باغ/خوشحال
نھلہ	نُحْلَہ	سربزری/دشادابی/تر و تازگی
خشونت	خُشُونَت	کرختگی (اجنبی لوگوں کے لئے عورت کے لئے اچھی مفت)
نصیبہ	نَصِيبَہ	فیض/رساں/ذرخیز
نصیمہ	نَضِيبَہ	امتیازی وصف
خصوصہ	خُصُوصَہ	حالیہ خصوص
خریدہ	خَرِيدَہ	شرعی اور زیادہ خاموش رہنے والی لڑکی
خفیفہ	خَفِيفَہ	ہلکی پھلکی
خلیقہ	خَلِيقَہ	اللہ کی مخلوق/طبیعت/لائق/اچھے اخلاق والی
خملہ	خِمْلَہ	چادر/خصلت
خمیلہ	خَمِيلَہ	چادر

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
خوضہ	خَوْضَه	موتی
خرباق	خِرْبَاق	تیز چلنے والی
خریصہ	خَرْبَصَه	جوان اور پر گوشت عورت
خلیلہ	خَلِيلَه	دوست
خوٹاء	خَوَٹَاء	بھرے ہوئے بدن کی نرم و نازک نوعمر لڑکی
خلیلۃ الرحمٰن	خَلِيلَةُ الرَّحْمٰن	رحمن کی دوست
خیر النساء	خَيْرُ النِّسَاء	خواتین میں خیر

حرف ”ذ“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
درہ	دُرَّه	صحابیہ کا نام، بمعنی موتی
درایت	دِرَايَت	عقل و فہم / سمجھداری
دجمہ	دِجْمَه	طریقہ / ڈھنگ / عادت / مقرب دوست
دعامہ	دِعَامَه	ستون جس پر عمارت کھڑی کی جائے
دقینہ	دَقِيْنَه	مخفی و پوشیدہ رکھی ہوئی چیز
دانیہ	دَانِيَه	نزدیک / جھکی ہوئی
دہاسہ	دَهَاسَه	نرم خوئی / خوش اخلاقی
دیسہ	دِيسَه	بہادر عورت
دیباچ	دِيْبَاج	قیمتی ریشمین کپڑا
دیباچہ	دِيْبَاجَه	چہرے کے بھرہ کا حسن

حرف ”ذ“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
ذره	ذُرَّه	صحابیہ کا نام، بمعنی مکتی کا دانہ
ذاکرہ	ذَاکِرَہ	ذکر کرنے والی
ذریہ	ذَرِیَّہ	ایک قسم کی خوشبو
ذکری	ذِکْرٰی	یاد / یادگار / نصیحت
ذمارہ	ذَمَارَہ	بہادری
ذمامہ	ذَمَامَہ	شرم و حیا
ذتابہ	ذُنَابَہ	تال
ذریعہ	ذَرِیْعَہ	واسطہ
ذکیہ	ذَکِیَہ	ذہین

حرف ”ز“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
رقیہ	رُقِیَہ	کئی صحابیات و نبی ﷺ کی بیٹی کا نام، بمعنی تعویذ جس سے بیماری کا علاج کیا جائے (رقیہ کی تصغیر)
رملہ	رَمَلَہ	ام المؤمنین اور کئی صحابیات کا نام، بمعنی ریت یا مقام
ریحانہ	رِیْحَانَہ	نبی ﷺ کی جاریہ کا نام، بمعنی خوشبودار پودا / خوبصورت عورت
رزینہ	رَزِیْنَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی باوقار / نر دربار
رائطہ	رَاِطَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی چادر
ریطہ	رِیْطَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی چادر

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
رائعہ	رَائِعَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی انتہائی حسین
رفاعہ	رِفَاعَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی بلندی/ بلند مرتبہ
رفیدہ	رُفِیدَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی ایک چھوٹا سا گروہ (ولیدۃ کی تصویر)
رقیقہ	رُقِیقَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی نرم
روضہ	رَوْضَہ	شاداب زمین/ خوبصورت باغ
رمیصاء	رُمِیْصَاء	ایک ستارے کا نام
رجاء	رَجَاء	درخواست/ کنارہ
رفاغہ	رِفَاعَہ	خوش گواری
رافقہ	رَافِقَہ	نرم/ شفیق/ مہربان
رفاہہ	رَفَافَہ	خوش حالی
رفاہیہ	رَفَافِیَہ	خوش حالی/ رزق کی فراوانی
رفہ	رَفَہ	شفقت/ مہربانی
ربابہ	رِبَابَہ	سرکاری
رقابہ	رِقَابَہ	نگرائی/ حفاظت
رقابت	رَقَابَت	پہرے دار
ربیعہ	رَبِیعَہ	باغ/ موسم بہار
رقمہ	رَقْمَہ	باغ
رقبہ	رِقْبَہ	نگرائی کی کیفیت
رہودیہ	رَہُودِیَہ	مہربانی/ نرمی
رہیفہ	رَہِیْفَہ	باریک اور نازک

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
راہنہ	رَاهِنَه	دائمی/ تیار
راحہ	رَاَحَه	مہربانی/ رحم/ لطیف ہوا
راضیہ	رَاضِيَه	پسندیدہ
رائعہ	رَائِعَه	اخلاقی اور فکر و فن کی امتیازی شان و خصوصیت
رَوَقَہ	رَوَقَہ	پرکشش حسن و جمال
رُوقَہ	رُوقَہ	انتہائی حسین
ریحہ	رَيْحَه	سرسبز زمین
رَبِیْئَہ	رَبِیْئَہ	سرسبز زمین
رَیَہ	رَیَہ	سیرابی
راویہ	رَاوِیَہ	روایت کرنے والی
ریدانہ	رَيْدَانَه	مقصد
ریشہ	رِیْشَہ	قلم
ریاضت	رِیَاضَت	دورزش/ مجاہدہ
راجہ	رَاِجَہ	چوٹی
رجیلہ	رَجِیْلَہ	مضبوط قوی
رحلت	رِحْلَت	سفر/ کوچ کرنا
رحلہ	رُحْلَہ	منزل/ سفر/ منہائے سفر
رحمت	رَحْمَت	مہربانی/ شفقت/ بھلائی
رقیقہ	رَقِیْقَہ	پتلی
رضیہ	رَضِیْیَہ	آرزو/ مرغوب چیز/ بڑا عطیہ

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
راجہ	رَاجِیَہ	نفع بخش
راجہ	رَاجِیَہ	رجوع کرنیوالی
راجیہ	رَاجِیَہ	امیدوار
راحت	رَاحَت	آرام/آسائش
رضافہ	رِضَافَہ	مضبوطی اور پختگی
راستہ	رَاسِخَہ	پختہ/مضبوط
راشدہ	رَاشِدَہ	ہدایت والی
راعیہ	رَاعِیَہ	گھران/محافظ
راکہ	رَاکِبَہ	مسافر/سوار
رافعہ	رَافِعَہ	بلند
رافقہ	رَافِقَہ	مہربانی کرنے والی
رخیمہ	رِخِیمَہ	نرم و نازک
رشیدہ	رِشِیدَہ	ہدایت یافتہ
رشیقہ	رِشِیقَہ	ہلکی اور تیز/خوش قامت/خوش طبع
رضیہ	رِضِیَہ	پسندیدہ/مغرוב
رطابہ	رِطَابَہ	تر ہونا
رطوبہ	رِطُوبَہ	تر ہونا/تازگی
رعلہ	رَعْلَہ	ہراول دستہ/پیش رو جماعت
رفعت	رِفْعَت	شرف و قدر والی ہونا (ام صدر)
رفیقہ	رِفِیقَہ	ساتھن/ہم سفر

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
رَمْشَاء	رَمْشَاء	خوبصورت ساخت والی (ارمٹ کی تانبہ)
رَبِیْئَہ	رَبِیْئَہ	ہر اول دستہ
رَبَابَہ	رَبَابَہ	عہد و بیان
رَوَاء	رَوَاء	بہادر / رونق / ظاہری حسن و جمال
رَحْمَۃُ اللہ	رَحْمَۃُ اللہ	اللہ کی رحمت

حرف ”ز“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
زَیْنَب	زَیْنَب	نبی ﷺ کی بیٹی اور بہت سی صحابیات کا نام، بمعنی قوی
زائدہ	زَائِدَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی زیادہ / کثیر
زخرفہ	زَخْرَفَہ	مزین کرنا
زبیدہ	زُبَیْدَہ	چھوٹا سا کھن (زبدہ کی تصغیر)
زابوقہ	زَابُوقَہ	گھر کا کونہ
زبیہ	زُبَیْہ	اونچی جگہ
زحہ	زَحْنَہ	وادئ کا موڑ
زجمہ	زَجْمَہ	آہستہ بات
زرقہ	زُرْقَہ	نیل گونی
زرققہ	زَرَقَقَہ	کھل خوبصورتی
زاہدہ	زَاهِدَہ	متقی / پرہیزگار
زہراء	زَهْرَاء	حسین عورت
زاہرہ	زَاهِرَہ	چمکدار صاف رنگ والی

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
زہرہ	زَهْرَه	ایک پھول / چمک دک / بہار
زہرہ	زَهْرَه	چمک دار سفیدی
زہیرہ	زَهْيَرَه	چھوٹا سا پھول / اگلی
زعمیہ	زَعِيْمَه	سربراہ / ذمہ دار
زکانہ	زَكَانَه	فہم و فراست / سمجھ بوجھ
زکیہ	زَكِيَّه	بہتر نشو و نما پانے والی / عمدہ
زلفہ	زُلْفَه	قرب / نزدیکی / مرتبہ
زینت	زَيْنَت	آرائشی / زیبائش
زوعہ	زُوعَه	تیز رفتار
زرعہ	زُرْعَه	بیج و کھیتی
زین	زَيْن	زیب دینے والی چیز
زیب النساء	زَيْبُ النِّسَاء	خواتین کی زیب و زینت
زین النساء	زَيْنُ النِّسَاء	خواتین کو زینت دینے والی

حرف ”س“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
سارہ	سَارَه	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ
سودہ	سَوْدَه	اہل مومنین کوئی صحابیات کا نام، بمعنی سیاہ و محروم، عطاء، سودا میدان (سودا کا بیج)
سبیحہ	سُبَيْحَه	کئی صحابیات کا نام، بمعنی ساتویں
سدوس	سَدُوْس	صحابیہ کا نام، بمعنی چادر / ہرے رنگ کی چادر
سعدی	سُعْدَى	صحابیہ کا نام، ایک پودا

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
سفانہ	سَفَّانَہ	صحابیہ کا نام؛ بمعنی موتی
سکینہ	سُکَيْنَہ	صحابیہ کا نام؛ بمعنی پھرتیلی اور خوش مزاج لڑکی
سلامہ	سَلَامَہ	کئی صحابیات کا نام؛ بمعنی عیوب و آفات سے بری ہونا
سمراء	سَمْرَاء	صحابیہ کا نام سفید بہ سیای مائل یعنی خوبصورت (اسمر کی تانیث)
سمیہ	سُمَيَّہ	صحابیہ کا نام؛ بمعنی چھوٹا سا آسمان (سماء کی تفسیر)
سناہ	سَنَاء	صحابیہ کا نام؛ بمعنی اونچائی / بلندی
سنبلیہ	سُنْبُلَہ	صحابیہ کا نام؛ بمعنی خوشہ / ایک برج کا نام
سنینہ	سُنَيْنَہ	صحابیہ کا نام؛ بمعنی دندانہ / ہم عمر (سن کی تفسیر)
سہلہ	سَهْلَہ	کئی صحابیات کا نام؛ بمعنی نرم
سہیمہ	سُہَيْمَہ	کئی صحابیات کا نام؛ بمعنی حصہ (سہم کی تفسیر)
سعادت	سَعَادَت	خوش نصیب، نیک بخت ہونا (اسم مصدر)
سعیدہ	سَعِيدَہ	خوش بخت
سکنہ	سُكْنَہ	اطمینان و سکون
سکینہ	سُكَيْنَہ	اطمینان / سکون / سنجیدگی
سلیقہ	سَلِيقَہ	فطرت / طبیعت / سلیقہ مندی
سلیلہ	سَلِيلَہ	نومولود لڑکی
سلمہ	سَلِمَہ	نرم و نازک ہاتھ پیر والی عورت
سلیمہ	سَلِيمَہ	بے عیب / صحیح سالم
سلمیٰ	سَلْمٰی	سلامتی (لعلی، من السلم والسلام ضد العرب، بحوالہ الاشتقاق)
سلوہ	سُلُوَہ	تلی بخش چیز

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
شنا	سَنَّا	چاند کی روشنی/ تیز روشنی
شایہ	سِنَايَہ	پوری مکمل چیز
سیدہ	سَيِّدَہ	محترمہ/ سردار
ساریہ	سَارِيہ	رات کو آنے والا بادل/ رات کی بارش
ساعده	سَاعِدَہ	نیک بختی
سدرہ	سِدْرَہ	بھری کا درخت
سُمرہ	سَمُرَہ	بول کا خوبصورت درخت
ساجدہ	سَاجِدَہ	سجدہ کرنے والی
سالکہ	سَالِکَہ	پابند شرع
سالمہ	سَالِمَہ	ثابت، تندرست
سائحہ	سَائِحَہ	روزہ دار یا ہجرت کرنے والی
سعودہ	سُعُوْدَہ	خوش بختی
سلمہ	سَلَمَہ	سلامتی، تابعداری/ ایک مخصوص درخت (لام پر زبر)
سیمہ	سَيِّمَہ	علامت/ نشان
سومہ	سُوْمَہ	علامت/ نشان
سیما	سَيِّمًا	علامت/ خاص نشان
سویۃ	سَوِيَّۃ	ساتھ ساتھ/ اعتدال
سبرہ	سَبْرَہ	شکندی صبح
سائفہ	سَائِفَہ	ریت اور سخت زمین کے درمیان والی زمین

حرف ”ش“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
شفاء	شِفَاء	کئی صحابیات کا نام، بمعنی دوا (اہم مصدر)
شمیلہ	شُمَيْلَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی جسم کو ڈھانپنے والی چادر (شملہ کی تصغیر)
شہیدہ	شَہِيدَہ	حضرت ام ورقہ صحابیہ کا نام، بمعنی گواہی میں امین
شراف	شُرَاف	صحابیہ کا نام، بمعنی با عظمت
شریرہ	شُرَيْرَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی چستی/ تیزی (شرہ کی تصغیر)
شیماء	شَيْمَاء	ہدن پر تیل والی ہونا
شیمہ	شَيْمَہ	عادت/ طبیعت
شقیقہ	شَقِيقَہ	نگی بہن/ تیز بارش
شفقت	شَفَقَت	مہربان ہونا
شریفہ	شَرِيفَہ	شریف
شرافت	شَرَاَفَت	شریف ہونا (اہم مصدر)
شرفہ	شُرَفَہ	شریف ہونا (اہم مصدر)
شبہ	شَبَہ	جوان لڑکی
شبرہ	شِبْرَہ	عطیہ
شبورہ	شَبْوَرَہ	صبح کے وقت کا کھر
شبیبہ	شَبِيبَہ	مش
شیبہ	شَيْبَہ	کالے رنگ کے ساتھ سفیدی کا جمع ہونا یعنی پرکشش (بحال الاحتماق)
شجرہ	شَجَرَہ	درخت/ اصل الاصل
شجیرہ	شُجَيْرَہ	ایک پودا (شجر کی تصغیر)

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
شبیہ	شَبِیْعَہ	انتہائی دلیر
شاہدہ	شَہَادَہ	گواہی دینے والی
شہادت	شَہَادَت	گواہی / گواہی دینا
شوکت	شَوَکَت	دہدہ
شمیم	شَمِیم	بلند و عمدہ خوشبو
شاہیہ	شَہِیَہ	خوامش
شہامہ	شَہَامَہ	خودداری / وقار
شافعہ	شَافِعَہ	شفاعت کرنے والی
شفیقہ	شَفِیقَہ	مشفق / مہربان
شبرمہ	شُبْرُمَہ	ایک جڑی بوٹی
شرزمہ	شَرُزِمَہ	مچوٹی سی جماعت
شکلہ	شُکْلَہ	کئی رنگوں کا مجموعہ / شاہت
شکیلہ	شَکِیلَہ	مشابہ / خوبصورت
شارقہ	شَارِقَہ	طلوع ہونے والی (شارق کی مؤنث)
شوفہ	شَوْفَہ	نظر / منظر (القاموس الوحید)
شہبہ	شُہْبَہ	وہ سفیدی جس میں سیاہی شامل ہو (القاموس الوحید)
شاکرہ	شَاکِرَہ	شکر گزار / قناعت کرنے والی
شمس النساء	شَمْسُ النِّسَاء	عورتوں کا سورج

حرف ”ص“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
صفیہ	صَفِيَّه	ام المؤمنین اور بہت سی صحابیات کا نام، بمعنی مخصوص کی ہوئی چیز
مفورہ	صَفْوَرَه	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ کا نام
صادقہ	صَادِقَه	بچی
صدیقہ	صِدِّيقَه	بچی/قلص
صائمہ	صَائِمَه	روزے دار
صابرہ	صَابِرَه	صبر کرنے والی
صالحہ	صَالِحَه	نیک صالح
صبتہ	صِبْتَه	بہادر
صحبہ	صُحْبَه	زردی جو سفیدی اور سرخی مائل ہو
صباحت	صَبَاحَت	چہرے کا چمکدار اور خوبصورت ہونا
صبیحہ	صَبِيحَه	خوبصورت
صائبہ	صَائِبَه	درست/ٹھیک
صقلی	صُقْلٰی	دبلا پن
صغریٰ	صُغْرٰی	چھوٹی
صغره	صِغْرَه	سب سے چھوٹی اولاد
صغیرہ	صَغِيرَه	چھوٹی
صفوہ	صَفْوَه	خالص چیز
صنیعہ	صَنِيعَه	بھلائی/نیکی/احسان
صنوہ	صِنُوَه	نگی بہن/بٹی/پودا

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
صیانت	صِيَانَت	حفاظت
صائنہ	صَائِنَه	حفاظت کرنے والی/محافظ
صافیہ	صَافِيَه	صاف/خالص
صلہ	صِلَه	بدلہ/انعام/احسان
صداقت	صَدَاقَت	سچائی

حرف ”ض“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
ضابطہ	ضَاطِبَه	قائدہ/قانون/ضبط کرنے والی
ضجہ	ضَجَّعَه	راحت و آرام
ضراء	ضَرَاَعَه	ماجری/اکساری
ضفوفہ	ضَفُوفَه	خوشحالی
ضمانہ	ضَمَانَه	ضمانت/ذمہ داری
ضمہ	ضَمْرَه	دہلی اور چست
ضمیرہ	ضَمِيرَه	دہلی و چست (ضمہ کی تعمیر)

حرف ”ط“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
طلیحہ	طَلِيحَه	چھوٹا سا گھونڈا بھول کا درخت (طلحہ کی تعمیر)
طیبہ	طَيِّبَه	طلاح کرنے والی
طاہرہ	طَاهِرَه	پاک

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
طبنہ	طَبْنَه	ہوشیاری / سمجھ
طیبہ	طَيِّبَه	پاکیزہ
طراودہ	طَرَاوَه	نازگی / شادابی
طوبی	طُوبَى	رہک / سعادت / خیر / بہتر
طرفہ	طَرْفَه	نادر و عمدہ چیز
طریفہ	طُرَيْفَه	نادر و عمدہ (طرز کی تغیر)
طلحہ	طَلْعَه	ظہور / جھلک / بھجور کے گلے کا ٹکڑا
طلہ	طَلَّه	عورت / خنم / خوشبودار چیز
طلاوہ	طِلَاوَه	روشنی و بہار / خوبصورتی / آب و تاب
طلوہ	طُلُوَه	صبح کی سفیدی
طہفہ	طَهْفَه	نرم / ایک مخصوص پوا
طعمہ	طُعْمَه	کمانے کی چیز / خوراک
طہیہ	طُهْيَه	باریک دھپلا بادل (طہاء کی تغیر)

حرف ”ظ“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
ظبیہ	ظَبِيَّه	صحابیہ کا نام، بمعنی ہرنی
ظعنہ	ظَعْنَه	عورت / بیوی / پاکی میں باپردہ بیٹھی ہوئی عورت
ظافرہ	ظَاْفِرَه	کامیاب
ظہرہ	ظَهْرَه	مدد / پشت پناہی
ظہر	ظَهْرَه	مددگار
ظرافت	ظَرَّافَت	مصل مندودانا ہونا

حرف ”ع“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
عائشہ	عَائِشَة	ام المومنین اور کئی صحابیات کا نام؛ بمعنی خوشگوار زندگی گزارنے والی
عفراء	عَفْرَاء	صحابیہ کا نام؛ بمعنی سفید زمین
عائکہ	عَائِکَہ	کئی صحابیات کا نام؛ بمعنی بہت خوشبو سننے والی
عمارہ	عَمَارَہ	صحابیہ کا نام؛ بمعنی سر ڈھا کھٹنے اور چھت کی سجادت کا کپڑا
عصمہ	عِصْمَہ	صحابیہ کا نام؛ بمعنی خدا داد منکھ / پاک دامن
عالیہ	عَالِیَہ	صحابیہ کا نام؛ بمعنی بلند
عبادہ	عِبَادَہ	صحابیہ کا نام؛ بمعنی عبادت کرنا
عتبہ	عُتْبَہ	صحابیہ کا نام؛ بمعنی سخت و مضبوط / سر زلف کرنا (بحوالہ لاہنفاق)
عجماء	عَجْمَاء	صحابیہ کا نام؛ بمعنی ریت کا ٹیلہ
عذبہ	عَذْبَہ	صحابیہ کا نام؛ بمعنی میٹھا
عزہ	عَزَہ	صحابیہ کا نام؛ بمعنی ہرن کی بچی
عقرب	عَقْرَب	صحابیہ کا نام؛ بمعنی آسمان کے ایک برج کا نام
عقیلہ	عُقَيْلَہ	صحابیہ کا نام؛ بمعنی چھوٹی سی عقل مند
عمرہ	عُمْرَہ	بہت سی صحابیات کا نام؛ بمعنی بیت اللہ کی مخصوص عبادت
عمیرہ	عُمَیْرَہ	بہت سی صحابیات کا نام؛ بمعنی چھوٹا سا تاج (عمیرہ کی تفسیر)
عنقودہ	عُنْقُودَہ	صحابیہ کا نام؛ بمعنی انگور وغیرہ کا گچھا
عویمیرہ	عُویْمِرَہ	صحابیہ کا نام؛ بمعنی آباد / پر رونق (عامرہ کی تفسیر)
عبیدہ	عُبَیْدَہ	عبادت کرنا (عبیدہ کی تفسیر)
عذوبہ	عُذُوبَہ	مشاس

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
عذرہ	عُذْرَه	دو شیزگی/پیشانی/ بالوں کی لٹ
عذراء	عُذْرَاء	کنواری/سورخ نہ کیا ہوا سوتی
عقبیٰ	عُقْبَى	آخرت/در بار الہی/انجام/بدلہ/جزاء
عقیلہ	عَقِيلَه	شریف پردہ دار عورت
عینہ	عَيْنَه	پانی کا چشمہ/آنکھ وغیرہ (عین کی تصنیف و منقوش ہوتی ہے مقدرہ ظاہر)
عبدہ	عَبْدَه	عبادت کرنا
عابدہ	عَابِدَه	عبادت گزار
عادلہ	عَادِلَه	انصاف کرنے والی
عارفہ	عَارِفَه	معرفت رکھنے والی
عازمہ	عَازِمَه	قصد کرنے والی
عاصمہ	عَاصِمَه	پاک دامن عورت
عاقبہ	عَاقِبَه	نیک بدلہ/نتیجہ/انجام
عقبہ	عُقْبَه	انجام/بدل/حسن و جمال کی نشانی/حیث
عطیہ	عَطِيَه	عطا/تختہ/عطیہ/بخشش
عاطفہ	عَاطِفَه	شفقت/رشتہ داری/تعلق/مہربانی
عاکفہ	عَاكِفَه	پابند، ٹھہرنے والا (اسم فاعل)
عاقلہ	عَاقِلَه	عقل مند (اسم فاعل)
عالمہ	عَالِمَه	جاننے والی
عامرہ	عَامِرَه	آباد/پروردنی
عشائبہ	عِشَائِبَه	ہریالی/سبزے کی کثرت

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
عشرت	عَشْرَت	مخالط، خوشحالی (بزبان عربی مخالط، و بزبان قاری خوشحالی)
عصیمہ	عُصَيْمَه	پاک دامن (عصمہ کی تصغیر)
علیمہ	عَلِيْمَه	علم والی
عفیفہ	عَفِيفَه	پرہیزگار/پارسا
عفت	عِفْت	عصمت/پارسائی
عرفہ	عَرَفَه	ایک مخصوص درخت
عرفطہ	عُرْفَطَه	ایک مخصوص پودا
عروہ	عُرُوْه	قابل اتحاد چیز/حلقہ/ذریعہ اتحاد
عکرمہ	عِکْرِمَه	کمبختی
عنہہ	عَنْبَسَه	شیر یعنی بہادر

حرف ”غ“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
غزلیہ	غَزَالَه	صحابیہ کا نام؛ بمعنی چھوٹی سی ہرنی/طلوع ہوتا ہوا سورج (غزالہ کی تصغیر)
غمیصاء	غَمِيْصَاء	صحابیہ کا نام؛ بمعنی ایک ستارے کا نام (القاموس الوحید)
غزلہ	غَزَالَه	ہرنی
غزوہ	غِزْوَه	مطلوب چیز
غفیرہ	غَفِيْرَه	اصلاح کا ذریعہ/کثرت/زیادتی
غریبہ	غَرِيْبَه	محیب چیز/حسین
غورہ	غُورَه	خوشحالی و شادابی
غبیہ	غَبِيَه	بارش کا زبردست چھینٹا/پانی کی بڑی بوجھاڑ

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
غدریہ	غَدِيرَہ	گھاس اور پودوں والی زمین کا حصہ
غادہ	غَادَہ	نرم و نازا اندام لڑکی/ تروتازہ درخت
غیابہ	غَيَابَہ	ہر چیز کی تہ
غانمہ	غَانِمَہ	مالِ فیتہ پانے والی
غادیہ	غَادِيَہ	صبح کی بارش
غزارہ	غَزَارَہ	کثرت/ بہتات
غرازہ	غَزَاَزَہ	نازگی/ نزاکت
غانیہ	غَانِيَہ	حسن و جمال کی وجہ سے زینت و آرائش سے بے نیاز
غامضہ	غَامِضَہ	پوشیدہ
غمازہ	غَمَاَزَہ	حسین لڑکی (القلموس الوحید)
غیابیہ	غَيَابَہ	ہر سایہ دار چیز
غانیہ	غَانِيَہ	انجما/ مقصد/ انجام

حرف ”ف“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
فاطمہ	فَاطِمَہ	بہت سی صحابیات کا نام، بمعنی دودھ یا (بری) عادت چھوڑنے والی
فاضلہ	فَاضِلَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی فضل میں بلند مرتبہ/ بہت اعلیٰ
فاختہ	فَاخِثَہ	کئی صحابیات کا نام، بمعنی ایک خوبصورت پرندہ
فارصہ	فَارِصَہ	کئی صحابیات کا نام، بمعنی پہاڑ کا بلند مقام
فروہ	فَرَوَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی مالدار (انہر)
قلیبہ	فُلَکِيَّہ	کئی صحابیات کا نام، بمعنی خوش طبع (بکبک کی قلیبہ)

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
فکاہہ	فُکَاہَہ	خوش طبعی
فاکہہ	فَاکِہَہ	مزیدار پھل
فاتحہ	فَاتِحَہ	فتح کرنے والی / ابتداء
فتوحہ	فُتُوحَہ	کشاہکی / وسعت
فخامہ	فَخَامَہ	عظمت / شان و شوکت
فارہہ	فَارِہَہ	خوبصورت لڑکی
فراہہ	فَرَاہَہ	چستی / چالاک / مہارت / خوبصورتی
فصیہ	فَصِیَہ	موسم کا معتدل وقت دن / چمٹکارا / رہائی / خلاصی
فلجہ	فُلَجَہ	کامیابی / مقصد برآری
فرح	فَرَح	خوشی
فرحت	فَرُحَت	خوشی / خوشخبری
فریدہ	فَرِیدَہ	نقیس اور بیش قیمت موتی
فردہ	فَرْدَہ	اکیلی / تنہا / بے مثال
فردسہ	فَرْدَسَہ	محبائش / وسعت
فراء	فَرَاء	حسین دامنوں والی عورت
فضیلت	فَضِیْلَت	حسن و اخلاق کا بلند درجہ
فطرہ	فِطْرَہ	فطری حالت / فطرتِ سلیمہ
فظانہ	فَطَّانَہ	سمجھ / قوتِ فہم / ذہنی استعداد
فاغیہ	فَاغِیَہ	خوشبودار پودے کی کٹی / خوشبو
فغمہ	فَغْمَہ	خوشبو کی مہک

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
قفاحہ	قَفَّاحَہ	گھونف کھلتے وقت کا پھول
فکرہ	فِکْرَہ	خاص خیال/ سوچی ہوئی رائے/ نظریہ
فالقہ	فَالِقَہ	بلند
فائزہ	فَائِزَہ	کامیابی کا ذریعہ/ پسندیدہ چیز
فنواء	فَنَوَاء	گھنے بالوں والی عورت
فدیہ	فَدِیَہ	ناز و نعم کی پروردہ عورت
فیئانہ	فَیْئَانَہ	لبے اور خوبصورت بالوں والی
فسیہ	فَسِیَہ	وسیع/ کشادہ
فصیحہ	فَصِیَہ	خوش بیان/ خوش کلام
فردسہ	فَرْدَسَہ	معباش/ وسعت
فردوس	فِرْدَوْس	کمل لوازم والا باغ/ جنت کا اعلیٰ مقام

حرف ”ق“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
قریبہ	قُرَیْبَہ	کئی صحابیات کا نام، بمعنی قربت والی
قرۃ العین	قُرَّةُ الْعَیْن	حضرت عبادہ بن صامت کی والدہ کا نام، بمعنی آنکھوں کی شندک
قریرہ	قَرِیرَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی شندک فراہم کرنے والی
قفیرہ	قَفِیرَہ	دلی پتلی
قفیرہ	قَفِیرَہ	دلی پتلی (قفیرہ کی قفیرہ بحوالہ تاج العروس)
قرابت	قَرَابَت	آپس داری/ رشتہ داری
قربت	قُرْبَت	مرتبہ کے لحاظ سے نزدیکی

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
قیمہ	قَيْمَہ	مضبوط
قوامہ	قَوَامَہ	انتظام / ذمہ داری / کفالت
قریبہ	قَرِیْبَہ	قربت والی
قاسمہ	قَاسِمَہ	تقسیم کرنے والی
قاصدہ	قَاصِدَہ	پیغام رساں
قانتہ	قَالِتَہ	فرماں بردار
قانعہ	قَالِیْعَہ	تقاعد کرنے والی (اسم قائل)
قائلہ	قَالِلَہ	اقرار کرنے والی، ماننے والی
قارنہ	قَارِنَہ	پڑھنے والی (اسم قائل)
قنعہ	قِنْعَہ	بلند مقام
قدامہ	قُدَامَہ	کسی چیز پر اقدام کرنا
قرہ	قُرَہ	خُشک
قسامہ	قَسَامَہ	حسن / خوبصورت / مصالحت
قمر	قَمَر	چاند
قمر النساء	قَمَرُ النِّسَاء	خواتین کا چاند

حرف ”ک“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
کبشہ	کَبْشَہ	کئی صحابیات کا نام، بمعنی کف کیر
کپشہ	کُبْشَہ	صحابیہ کا نام (کَبْشَہ کی تغییر)
کبیرہ	کَبِیْرَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی بڑی

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
کریمہ	کَرِیمَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی سخاوت کرنے والی
کُثم	کُثْم	صحابیہ کا نام بمعنی چہرے درخشاں پر زیادہ گوشت ہونا
کُثوم	کُثُوم	بمعنی کُثم (بحوالہ لسان العرب)
کثرہ	کُثْرَہ	بہتات / مہربانی
کوثر	کُوْثَر	بڑی بھلائی / غیر کثیر / جنت کی ایک نہر کا نام
کُثمہ	کُثْمَہ	گلدستہ
کُحلاء	کُحْلَاء	سرگیں آنکھوں والی
کاظمہ	کَاظِمَہ	غصہ پی جانے والی
کاملہ	کَامِلَہ	کامل
کمامہ	کِمَامَہ	کجور کے ٹکڑے کا غلاف / اکل کا غلاف
کیمہ	کِیْمَہ	کلام کرنے والی
کنایہ	کِنَایَہ	اشارہ
کیاسہ	کِیَاسَہ	ذکاوت و ذہانت / فہم و فراست / عقل و دانش
کیسہ	کِیْسَہ	عقل مند ہوشیار / ذہین / انہیم
کباشہ	کَبَاشَہ	اراک درخت کا پھل

حرف ”ل“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
لبابہ	لُبَّابَہ	کئی صحابیات کا نام، بمعنی خالص
لبنی	لُبْنِی	صحابیہ کا نام / ایک درخت جس سے شہد کی طرح دودھ نکلتا ہے (انجیر)
لمیس	لَمِیس	صحابیہ کا نام، بمعنی نرم و نازک جسم والی عورت (الحجج الوسیط)

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
لیلیٰ	لَيْلَى	کئی صحابیات کا نام، بمعنی اندھیری رات (بمناست انتہائی خفیہ اور باپردہ) (الحق من قولہم لیلۃ لیلۃ)
لطیفہ	لَطِيفَه	خوشگوار کتہ / دلچسپ بات
لطیمہ	لَطِيمَه	مٹک دان
لسبہ	لَسْبِيَه	عقل مند
لبوہ	لَبْوَه	عطیہ / اعلیٰ ترین تحفہ
لیونہ	لَيُونَه	نرم خوئی / مہربانی
لامعہ	لَامِعَه	چمک دار / روشن
لقانہ	لَقَانَه	ذہانت / عقلمندی
لباقہ	لَبَاقَه	مہارت / خوش اسلوبی / لیاقت
لطافت	لَطَافَت	نزاکت / سبک پن
لطفہ	لُطْفَه	ہدیہ / تحفہ
لعلہ	لُعْلُعَه	سیاہی مائل سرخی
لحہ	لَحَه	پاک دامن جاذب روح و عورت
لاعیہ	لَاعِيَه	زرد پھول والا دامن کوہ کا پودا
لمیکہ	لَمِيْكَه	کجور / تازہ کھمن / مالیدہ
لؤلؤ	لُؤْلُؤ	موتی
لیوہ	لَبْوَه	عقلمند ہونا
لیوہ	لَبْوَه	عقلمند ہونا
لیچہ	لَبِيْخَه	مٹک کا تانہ

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
لیاقت	لِیَاقَت	مہذب طرز عمل / احسن ذوق / صلاحیت
لیقہ	لِبِیْقَہ	نرم خا / نرم اخلاق والی / پاکیزہ اخلاق والی / ذہین / ذکی
لدہ	لِذَہ	ہم عمر
لبدہ	لُبْدَہ	سر ڈھا کٹنے کا کپڑا

حرف ”م“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
ماریہ	مَارِیَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی نخل گائے (الحید فی اللغات)
مریم	مَرْیَم	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ صحابیہ کا نام (غیر مرتبی نقطہ صحیح) (صہبہ کرام)
محہ	مُحِبَّہ	صحابیہ کا نام، بمعنی محبت کرنے والی
مججہ	مِجْجَنَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی بیدار / سرگرم والی چیز
مزیدہ	مَزِیْدَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی زیادہ کی ہوئی (اہم مفعول)
مسرۃ	مَسْرَۃ	نبی ﷺ کا رکھا ہوا نام، بمعنی خوش کرنا (صدر)
مسیکہ	مُسِیْکَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی سہارے و قاندے کی چیز (مستحکم کی تصریح)
معاذہ	مُعَاذَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی پناہ و حفاظت میں آئی ہوئی (اہم مفعول)
مطیعہ	مُطِیْعَہ	نبی ﷺ کا رکھا ہوا نام، بمعنی اطاعت گزار
ملیکہ	مُلْکِیَہ	کئی صحابیات کا نام، بمعنی چھوٹی ملک / صلاحیت / سلطنت (ملکۃ کی تصریح)
منیعہ	مَنْیْعَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی پاکدامن عورت (بہار الحید فی اللغات)
میمونہ	مَیْمُونَہ	ام المومنین اور کئی صحابیات کا نام، بمعنی مبارک
مینہ	مَیْمَنَہ	برکت / خوش بختی / فوج کا دایاں بازو
معونہ	مَعْوَنَہ	مددگار

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
معاذہ	مَعَاذَہ	پناہ گاہ
مرضیہ	مَرُوضِیَہ	پسندیدہ
ملینہ	مَلٰیئَہ	نرم مزاجی/خوش خلقی
ماجدہ	مَاجِدَہ	بزرگی والی/خوش خلقی (ماجد کی تائید بحوالہ انہد)
مادحہ	مَادِحَہ	تعریف کرنے والی (مادح کی تائید)
ماہرہ	مَآہِرَہ	تجربہ کار/ماہر فن
مبارکہ	مُبَارَکَہ	بہداشت/خوش قسمت
مبشرہ	مُبَشِّرَہ	ہر لحاظ سے حسین
مبصرہ	مُبْصِرَہ	صاحب بصیرت
ملائکہ	مَلٰائِکَہ	مطابقت/مناسبت/موزونیت
منزلت	مَنْزِلَت	مقام و مرتبہ
محصنہ	مُحْصِنَہ	پاک دامن
محسنہ	مُحْسِنَہ	جمال و خوشنمائی کا ذریعہ
مختارہ	مُخْتَارَہ	منتخب/پسندیدہ/چنیدہ (مختار کی تائید)
مدحت	مَدْحَت	تعریف
مسرت	مُسْرَت	خوشی (ہم پر پیش کے ساتھ)
مومنہ	مُؤْمِنَہ	ایمان والی
مسلمہ	مُسْلِمَہ	اسلام والی یعنی مسلمان
مصباح	مِصْبَاح	چراغ (اس آج)
معرفت	مَعْرِفَت	غور و فکر کے بعد کسی چیز کو پہچانا

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
معروفہ	مَعْرُوفَہ	مشہور / بھلائی / احسان
مفیدہ	مُفِیْدَہ	فائدہ مند
مقصودہ	مَقْصُودَہ	مدعا / مراد
مکرمہ	مَکْرُمَہ	قابلِ اکرام و قابلِ قدر
ملساء	مَلَسَاء	چکنی / ہموار
مکنونہ	مَکْنُونَہ	پوشیدہ / پردہ نشین
ملیہ	مَلِیْحَہ	دلکش / جاذبِ صورت / حسین
ممدوحہ	مَمْدُوحَہ	قابلِ تعریف
محمودہ	مَحْمُودَہ	قابلِ تعریف
معممہ	مُنْعَمَہ	خوشحال / نعمتوں والی
منیبہ	مُنِیْبَہ	اللہ کی طرف رجوع کرنے والی
منیرہ	مُنِیْرَہ	روشن / واضح / چمک دار
مدیفہ	مُدِیْفَہ	حسین و خوش قامت عورت
موعظہ	مَوْعِظَہ	نصیحت
مفتاح	مِفْتَاح	کھولنے کا ذریعہ / کنجی
مزنہ	مُزَنَہ	پانی سے بھرا ہوا بادل
مازیہ	مَازِیَہ	فنیلت / برتری / فوقیت / اکرم و مہربانی
مزید	مَزِیْدَہ	کمال / امتیازی وصف / خصوصیت / برتری
منفعہ	مَنْفَعَہ	فائدہ

حرف ”ن“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
نانکہ	نَائِلَہ	کئی صحابیات کا نام، بمعنی علیہ/بخش/بھلائی (نائل کی تائید)
نیلہ	نُئِيلَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی وسیلہ/بخش (بیلہ کی تعمیر)
نسیہ	نُسَیْبَہ	حضرت ام عطیہ صحابیہ کا نام، بمعنی قربت (نسبہ کی تعمیر)
نسیہ	نَسِیْبَہ	حضرت ام عمارہ صحابیہ کا نام، بمعنی قریبی
نیکہ	نَسِیْکَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی سونے چاندی کا ککڑا/ذبیحہ
نعم	نُعْم	صحابیہ کا نام، بمعنی خوشحالی
نعمی	نُعْمٰی	صحابیہ کا نام، بمعنی آرام/آسودہ حالی
نفیسہ	نَفِیْسَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی پاکیزہ
نوار	نَوَار	صحابیہ کا نام، بمعنی محتاط عورت
نوبہ	نَوْبَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی باری
نحسیتہ	نَحِیْثَہ	فطرت/کریم الطبع
نحلہ	نِحْلَہ	بخش/تختہ
نخبہ	نُخْبَہ	منتخب چیز
نزاہت	نَزَاهَت	برائی سے دوری/پاکدامنی
نزدن	نَزْدِن	ایک خوشبودار پودا
نزہت	نُزْهَت	تفریح
نشرہ	نَشْرَہ	ہلکی ہوا
نجمہ	نَجْمَہ	ایک ستارہ
ناعمہ	نَاعِمَہ	خوشگوار/خوش و خرم/نرم و نازک

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
نوتہ	نَوْتَه	ہر چیز کی مہارت
نیقہ	نَيْقَه	نفاست و عمدگی / انتہائی لطافت و زراعت
نوعہ	نَوْعَه	تر و تازہ پھل
نیلہ	نَيْلَه	علیہ
نیلہ	نَيْلَه	وسیلہ / قربات
نعمہ	نُعْمَه	خوشی / آنکھ کی شہدک
نعمت	نِعْمَت	فائدہ / فضل / انعام
نعمت	نِعْمَت	خوشحالی / آسودگی
نعماء	نَعْمَاء	راحت و آرام / مال و دولت / خوشحالی
ناجیہ	نَاجِيَه	نجات یافتہ / تیز رفتاری / راوٹی
نہیدہ	نَهِيْدَه	گاڑھا شاندار کھن
نادرہ	نَادِرَه	نایاب / انوکھی
ناسکہ	نَاسِكَه	عبادت گزار
ناصرہ	نَاصِرَه	نصیحت کرنے والی
ناصرہ	نَاصِرَه	مدد کرنے والی / مددگار / حامی
ناظمہ	نَاطِمَه	انتظام کرنے والی
نافعہ	نَافِعَه	نفع بخش
نائبہ	نَائِبَه	قائم مقام
نبیلہ	نَبِيْلَه	شریف و معزز
نبالہ	نَبَالَه	شرافت و نجابت / ذہانت / عظمت و وقار
نباہت	نَبَاهَت	عزت و شرافت / سمجھ و دانائی

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
نَجِیہ	نَجِیَہ	نجات پانے والی
نَحِیہ	نَحِیَہ	اعلیٰ نسب / شریف
نَدِیہ	نَدِیَہ	ہم نشین / رفیق / ہمدم
نَذِیہ	نَذِیَہ	انجام اور آخرت سے ڈرانے والی
نِیم	نِیم	نرم ہوا
نَشیطہ	نَشیطَہ	راستہ میں حاصل ہونے والا مالی قیمت
نُصرت	نُصْرَت	مدد / حمایت
نَصحیت	نَصحِیَّت	ہمدردانہ بات
نَصیرہ	نَصِیرَہ	علیہ / مددگار
تَظیفہ	تَظِیفَہ	صاف ستھری / پاکیزہ
نَفاست	نَفاست	نقیس ہونا
تَقِیہ	تَقِیَہ	روح / دل / فطرت / حراج / عقل / مشورہ
نَقیہ	نَقیَہ	صاف / خالص
نَازیہ	نَازیَہ	تیزی / بھرتی / جوش
نَجم النساء	نَجمُ النِّساء	عورتوں کا ستارہ
نور النساء	نُورُ النِّساء	خواتین کا نور

حرف ”و“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
واجدہ	وَاجِدَہ	پانے والی (واحد کی تائید)
وجیہہ	وَجِیَہَہ	وجاہت والی / تکریم بد سے بچانے والا تعویذ
واعظہ	وَاعِظَہ	صحبت کرنے والی (واحد کی تائید)

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
واعیہ	وَاعِيَه	حفاظت و نگرانی کرنے اور یاد رکھنے والی
وسنی	وَسْنٰی	خوشحالی سے سرشار عورت
وسانہ	وَسْنَانَه	لٹلی آنکھ والی عورت
وقایہ	وَقَايَه	بچاؤ کا ذریعہ
واقیہ	وَالِيَه	بچاؤ کرنے والی
وثیقہ	وَثِيْقَه	دستاویز / تصدیق نامہ
والقہ	وَالِقَه	مضبوط و اعتماد والی (دائق کی تانیہ)
وارثہ	وَارِثَه	میراث لینے والی (وارث کی تانیہ)
وصیفہ	وَصِيْفَه	خادمہ / نو عمر لڑکی
واحبہ	وَاْهَبَه	عطا کرنی والی
وجاہت	وَجَاهَت	رعب و دبدبہ
ودلیہ	وَدِيْعَه	امانت رکھی ہوئی چیز
وداعہ	وَدَاعَه	منازلت و وقار / علم و دیوباری / عاجزی و مسکنت
ودیفہ	وَدِيْقَه	سرسبز باغ
وردہ	وَرْدَه	گلاب (الورد کی تانیہ، بحوالہ لجم الوسیط)
وردیہ	وَرْدِيَه	گلاب کا چمن یا کیاری
وسیمہ	وَسِيْمَه	خوبصورت چہرے والی

حرف ”و“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
ہاجرہ	هَاجِرَه	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ اور حضرت اسماعیل کی والدہ کا نام
ہریرہ	هَرِيْرَه	صحابیہ کا نام، بمعنی چھوٹی سی بلی (ہرہ کی صغیر)

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
ہزلیہ	هَزْلِيه	کئی صحابیات کا نام، بمعنی تھوڑی سی ڈلی (ہزلہ کی قصیر)
ہند	هِنْد	کئی صحابیات کا نام، بمعنی برداشت کرنا / انڈوں کا ریوڑ (حوالہ: علاء مہتاق)
ہادیہ	هَادِيه	راہ مستقیم دکھانے والی
ہالی	هَالِي	خدمت گزار
ہانم	هَالِم	معزز خاتون
ہالہ	هَالِه	چاند کا گھیرا (کنڈل)
ہدایت	هِدَايَت	راہ نمائی
ہینہ	هَيْنَه	نرم / آسان

حرف ”ہی“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
ہیسرہ	يُسْرَه	صحابیہ کا نام، بمعنی آسان / سہل
ہسری	يُسْرٰى	آسان / سہل (اہسر کی تائید)
یافہ	يَافَعَه	بلند و بالا
یاسمین	يَاسْمِين	چنبیلی (مغرب)
یمنہ	يَمَنَه	دائیں طرف
یمنی	يُمْنٰى	دائیں طرف

فقط

محمد رضوان

www.E-IQRA.INFO

مورخہ ۲۱ / رجب المرجب / ۱۴۳۱ھ / ۰۴ جولائی / ۲۰۱۱ء بروز اتوار

ادارہ غفران، راولپنڈی